سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اہم ترین تصنیف
خصائصِ کبریٰ
از
حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
جلد 01
حامد اینڈ کمپنی ○ ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اہم ترین تصنیف

خصائصِ کبریٰ

حصہ اول

از

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

راجہ رشید محمود، ایم اے

سید حامد لطیف

نظر ثانی و تہذیب

محمد عالم مختار حق

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی

سید حامد لطیف

محمد عالم مختار حق

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار، لاہور

نام کتاب ---------- الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ

مصنف ---------- علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

مطبع ---------- رومی پرنٹرز لاہور

ناشر ---------- حامد اینڈ کمپنی ۳۸ اردو بازار لاہور

حواشی و تخریج آیات ---------- محمد عالم مختار حق

قیمت ---------- مکمل سیٹ روپے

تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن ---- دسمبر ۱۹۸۹ء

تقسیم کار

فرید بک سٹال ۳۸- اردو بازار، لاہور

علامہ

فہرست مضامین

قرآن کا اعجاز

السّیُوطی

جلال الدّین عبد الرحمٰن بن ابی بکر الشافعی

ولادت : ۸۴۹ھ / ۱۴۴۵ء
وفات : ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء

علامہ السیوطی یکم رجب ۸۴۹ھ مطابق ۳- اکتوبر ۱۴۴۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے نازو نعمت میں پلے بڑھے، ان کے والد خلیفۂ وقت کے امام صلوٰۃ تھے۔ اس لئے ان کا نشوونما قصر شاہی میں ہوا تھا۔ ان کا خاندان اصلاً ایرانی اور بغداد کا رہنے والا تھا اور بعد ازاں صعید المصر کے شہر السیوط میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ اسی مناسبت سے آپ السیوطی مشہور ہوئے۔

سیوطی کے والد شیخ کمال الدین م ۸۵۵ھ علامہ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد، مدرسہ الشیخونیہ میں فقہ کے مدرس اور السیوط کے مشہور قاضی تھے۔ مستکفی باللہ کی بیعت کا محضر نامہ بھی انہوں نے ہی مرتب کیا تھا اور وہ خلیفہ کے امام صلوٰۃ بھی تھے۔

علامہ سیوطی نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور حفظِ قرآن کے دوران ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ والد نے اپنی زندگی میں ہی اس فرزند جلیل کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری شیخ شہاب الدین الطباخ اور محقق ابن ہمام کے سپرد کر دی تھی جنھوں نے اس کو بخوبی نباہا۔ اور ابن ہمام نے چھ سالہ تعلیم کے بعد سیوطی کو جامعہ شیخونیہ میں داخل کرا دیا۔

---

۱ الشوکانی : البدر الطالع، ج ۱، ص ۳۲۸

۲ الضوء اللامع : ج ۱۱، ص ۷۲

جہاں اُنھوں نے نہایت محنت اور لگن سے علم حاصل کیا۔

علامہ سیوطی کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لینے کے بعد العمدہ اور المنہاج وغیرہ کتابیں یاد کر لی تھیں۔ شیخ شہاب الدین شارساحی م ۸۶۵ھ سے علم فرائض اور علم الدین بلقینی م ۸۶۸ھ سے علم فقہ حاصل کیا۔ شیخ محی الدین سلیمان کافیجی م ۸۷۹ھ سے معانی و بیان اصول و تفسیر کی تکمیل کی اور شیخ عبد القادر بن ابی القاسم الانصاری م ۸۸۰ھ سے علم حدیث حاصل کیا۔ حدیث میں جن نامور محدثین سے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔ علامہ ابن حجر سے بھی اُن کو روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی۔ چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں:

> "اور مجھے بھی اُن سے اجازت عامہ کے تحت روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے اور ممکن ہے کہ اجازتِ خاصہ بھی حاصل ہو کیونکہ میرے والد ان کے پاس کثرت سے آیا جایا کرتے تھے۔" [1]

علامہ سیوطیؒ نے ۸۶۹ھ میں فریضۂ حج ادا کیا اور شام، یمن، حجاز، ہندوستان اور بلادِ مغرب کی سیاحت کی [2] سفر حج کے بعد البلقینی کی سفارش سے مدرسۃ الشیخونیہ میں مدرس ہو گئے اور ۸۹۱ھ میں انھیں المدرسۃ البیبرسیہ میں منتقل کر دیا گیا۔ مگر رجب ۹۰۶ھ میں وہ اس منصب سے الگ کر دیئے گئے اور اس کے بعد وہ جزیرہ نیل کے الروضۃ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ جہاں وہ آخر وقت تک تصنیف و تالیف میں لگے رہے [3]۔ اور یہیں ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء کو وفات پائی۔

سیوطی کو اپنی علمی خدمات کی بناء پر جو شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء اور رشد و ہدایت میں انھیں کمال حاصل تھا۔ وہ مفسر، محدّث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ مجددِ عصر اور مجتہد وقت بھی تھے۔ ان کے سوانح نگار شمس الدین داؤدی م ۹۴۵ھ کا بیان ہے کہ سیوطی علوم و فنون حدیث میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ [4]

---

[1] السیوطی: ذیل طبقات الحفاظ، ص ۳۸۱۔ طبع دمشق

[2] السیوطی: حسن المحاضرہ: ج ۱، ص ۱۹۰

[3] نجم الدین الغزی: الکواکب السائرۃ، ج ۱، ص ۲۲۸

[4] بحوالہ السابق

سیوطیؒ ہر طرح جامع العلوم شخصیت تھے۔ مگر سات علوم میں خود انہیں اپنی مہارت کا دعوے تھا۔ حساب ان کی سمجھ سے بالاتر تھا، اور وہ مجتہد ہونے کے مدعی تھے چنانچہ خود ہی لکھتے ہیں :

"اللہ تعالےٰ نے مجھے سات علوم میں مہارت عطا کی ہے :
تفسیر، حدیث، فقہ نحو، معانی، بیان اور بدیع۔ مجھے یقین ہے کہ ان سات علوم میں اس مرتبہ پر پہنچا ہوں جس پر میرے استادوں میں سے بھی کوئی نہیں پہنچا۔ علم حساب میرے ذہن کیلئے ایک بوجھ ہے اور مجھے اس سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ البتہ مجھ میں بفضلہ تعالیٰ اجتہاد کی تمام شرطیں موجود ہیں" [1]

علامہ سیوطیؒ کے علوم ہفت گانہ کی مہارت کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا گیا، اور ان کی گوناگوں تصانیف سے بھی اس کی توثیق ہوگئی۔ مگر ان کے دعویٰ اجتہاد پر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اس دعوٰے کے ثبوت میں دلائل کا مطالبہ کیا گیا مگر سیوطی نے خاموشی اختیار کر لی [2]

سیوطی انتہائی زود نویس اور زود تالیف تھے۔ ان کے تلمیذ شمس الدین داؤدی کا بیان ہے کہ سیوطی ایک دن میں تین کراسے تالیف کرتے اور لکھ لیا کرتے تھے جبکہ وہ املاء حدیث بھی کراتے تھے اور سوالات کے جوابات بھی دیا کرتے تھے [3] بیان کیا جاتا ہے کہ تفسیر جلالین نصف اول چالیس دن میں لکھ لی تھی۔

شہاب الدین احمد مکناسی م ۱۰۲۵ھ نے سیوطی کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی ہے۔ عبدالقادر العیدروسی م ۱۰۳۸ھ کا بیان ہے کہ سیوطی نے جن کتابوں سے رجوع کیا یا دریا برد کر دیا، ان کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد چھ سو ہے۔ البتہ خود سیوطی نے حسن المحاضرہ میں اپنی تصانیف کی تعداد تین سو بتائی ہے۔ بروکلمان نے ان کی تعداد چار سو پندرہ اور تکملہ میں بیس صفحات پر پھیلی ہوئی ایک فہرست دی ہے [4]

---

[1] حسن المحاضرہ ج ۱، ص ۱۹۰　　[2] فیض القدیر ج ۱، ص ۱۱

[3] الکواکب السائرہ : ج ۱، ص ۲۲۸　　[4] بروکلمان، تکملہ ۲، ص ۱۷۸ و بعد

یہاں پر اُن کی مطبوعہ کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے :

(۱) **الاتقان فی علوم القرآن** الزرکشی م ۷۹۴ھ کی البرہان فی علوم القرآن کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی۔ اس میں تفسیری علوم کی اسی انواع کا بیان ہے۔ سیوطی اس کتاب کی تصنیف سے ۸۷۰ھ میں فارغ ہوئے۔ متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(۲) **تفسیر الجلالین** یہ تفسیر ان کے استاد جلال الدین المحلی م ۸۶۴ھ نے شروع کی تھی مگر وہ اسے مکمل نہ کر سکے تو سیوطی نے اسے ۸۷۰ھ میں چالیس دن کے اندر مکمل کر لیا۔ درسی کتاب ہے۔ متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ المحلی نے یہ تفسیر الکہف سے الناس تک لکھی تھی۔ السیوطی کی تکمیل الفاتحہ سے الکہف تک ہے۔ سلام اللہ رامپوری بن شیخ الاسلام، م ۱۲۲۹ھ کا حاشیہ "الکمالین علی الجلالین" مشہور و متداول ہے۔

(۳) **لباب النقول فی اسباب النزول** الواحدی کی کتاب پر حدیث و تفسیر سے مواد لے کر اضافہ کیا ہے، جلالین کے حاشیے پر شائع ہو چکی ہے۔ اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(۴) **تاریخ الخلفاء** حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد سے لیکر اشرف قائتبائی تک کی تاریخ کلکتہ میں ۱۸۵۶ء میں شائع ہوئی۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

(۵) **کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب** جو الخصائص الکبریٰ کے نام سے مشہور ہے حیدرآباد میں ۱۳۱۹ھ میں دو جلدوں میں شائع ہوئی اور حال ہی میں قاہرہ سے ڈاکٹر محمد خلیل ہراس کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

(۶) **مجمع البحرین و مطلع البدرین** ایک مبسوط تفسیر، مگر معلوم نہیں کہ ضائع ہو گئی یا مکمل ہی نہ ہو سکی۔ صرف اس کا مقدمہ باقی ہے۔ جس میں قرآنی علوم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

(۷) اتمام الدرایۃ لقراء النقایۃ

(۸) الاخبار المرویۃ فی سبب وضع العربیۃ

(۹) الارج فی الفرج

(۱۰) اسعاف المبطاء فی رجال الموطاء طبع حیدرآباد ۱۳۲۰ھ

(۱۱) الاشباہ والنظائر النحویہ (۱۲) الاشباہ والنظائر فی الفروع
(۱۳) البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیہ (۱۴) تحفۃ المجالس ونزہۃ المجالس
(۱۵) الحرز المنیع فی احکام الصلاۃ علی الحبیب (۱۶) ترجمان القرآن فی تفسیر المسند
(۱۷) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ (۱۸) مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء
(۱۹) مصباح الزجاجۃ شرح سنن ابن ماجہ (۲۰) المزہر فی علوم اللغۃ وانواعہا
(۲۱) لب الالباب فی تحریر الانساب (۲۲) الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر
(۲۳) طبقات المفسرین (۲۴) طبقات الحفاظ
(۲۵) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج (۲۶) الدر النثیر فی تلخیص نہایۃ ابن الاثیر
(۲۷) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (۲۸) جمع الجوامع
(۲۹) بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب (۳۰) الاکلیل فی استنباط التنزیل
(۳۱) الاقتراح فی اصول علم النحو (۳۲) انباء الاذکیا لحیاۃ الانبیاء
(۳۳) الغنیۃ فی المصطلح (۳۴) الایضاح فی علم النکاح
(۳۵) البدور السافرہ فی اصول الآخرۃ (۳۶) برد الاکباد عند فقد الاولاد
(۳۷) البعث والنعیم (۳۸) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ
(۳۹) تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ (۴۰) التثبیت عند التبییت
(۴۱) تدریب الراوی فی تقریب شرح النواوی (۴۲) تزئین الممالک بمناقب الامام مالکؒ
(۴۳) التعظیم والمنۃ فی ان ابوی الرسول فی الجنۃ (۴۴) تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی
(۴۵) تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی والملک (۴۶) الجامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر
(۴۷) الدرجات المنیفہ فی الآباء الشریفہ (۴۸) الدر الحسان فی البعث ونعیم الجنان
(۴۹) الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ (۵۰) ذیل اللآلی المصنوعہ
(۵۱) الرحمۃ فی الطب والحکمۃ (۵۲) الرد علی من اخلد الی الارض وجہل ان الاجتہاد فی کل عصر فرض
(۵۳) رشف الزلال من السحر الحلال
(۵۴) رصف اللآل فی وصف الہلال (۵۵) زہر الربی علی المجتبیٰ
(۵۶) السبل الجلیۃ فی الآباء العلیہ (۵۷) سہام الاصابۃ فی الدعوات المستجابۃ
(۵۸) شرح السیوطی علی بدیعیتہ المسماۃ بنظم البدیع فی مدح خیر الشفیع

(۵۹) فتح القریب لبشواهد مغنی اللبیب من کتب الاعاریب
(۶۰) شرح الصدور فی شرح حال الموتیٰ والقبور
(۶۱) شرح الارجوزۃ المسماۃ بعقود الجمان فی علم المعانی والبیان
(۶۲) الشماریخ فی علم التاریخ (۶۳) الشرف المحتم فیما من اللہ بہ علی ولیہ سید احمد الرفاعی
(۶۴) الطب النبوی (۶۵) عقود الجمان فی علم المعانی والبیان (۶۶) علم الخط
(۶۷) فتح الجلیل للعبد الذلیل (۶۸) الفاشوش فی احکام وحکایات قراقوش
(۶۹) فتح القریب فی شواہد مغنی اللبیب (۷۰) الزبدۃ (۷۱) فضل الاغوات
(۷۲) قوت المغتذی علی جامع الترمذی (۷۳) الکنز المدفون والفلک المشحون
(۷۴) اللآلی المصنوعۃ فی احادیث الموضوعۃ (۷۵) متشابہ القرآن
(۷۶) مشتہی العقول فی منتہی النقول (۷۷) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ
(۷۸) المعانی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ (۷۹) مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن
(۸۰) المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ الشریفۃ المصطفویہ (۸۱) مقامات السیوطی
(۸۲) نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین
(۸۳) نظم البدیع فی مدح خیر الشفیع (۸۴) نور اللمعۃ فی خصائص الجمعہ
(۸۵) ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع (۸۶) الودیک فی فضل الدیک
(۸۷) معترک الاقران فی اعجاز القرآن (۸۸) تنویر الحوالک شرح موطا امام مالکؒ
(۸۹) بدائع الزہور فی وقائع الدہور (۹۰) نظم العقیان فی اعیان الاعیان
(۹۱) الاصول المہمۃ لعلوم الجمۃ [1]

---

[1] ملاحظہ کیجئے: بروکلمان تکملہ، ۲، ص ۸ ببعد - معجم المطبوعات العربیہ ج ۱، عمود ۱۰۷۳ ببعد
اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱، ص ۵۳۸ ببعد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدّمہ ——— از مصنّف

تمام حمد وستائش اس ذات باری کیلیے ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان نبوّت پر ایک جگمگاتا قندیل اور بدر منیر بنا کر روشن فرمایا، اور جس نے نبیوں اور رسولوں کی صف میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا جو آفتاب جہاں تاب بن کر دنیائے عالم کو منور کرگیا، صلی اللہ علیہ وسلم!

اللہ سبحانہ کا نام نامی پاک ہے ان کا کلام مکمل ہے، ان کی نعمتیں عام ہیں اور ان کا حکم ساری کائنات میں ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

وہی ذات ذوالاصفات ہے جس نے تمام مخلوقات کو محض عدم سے لباسِ وجود بخشا، جو روشنی اور تاریکی کا خالق ہے، جس نے لوح وقلم بنائے، جس نے ہر جاندار کی عمر، اس کا رزق اور اس کے اعمال تقسیم کر دیئے۔

میں اسی کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کی ثنا ہمیشہ سے کی جا رہی ہے اور ابد تک کی جاتی رہے گی، اور میں اسی کا شکرگزار ہوں جس کی نعمتیں بے پایاں ہیں، میں اسی سے ہدایت چاہتا ہوں کیونکہ اس کے سوا کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، میں اسی سے مدد چاہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی سہارا نہیں ہے، میں اپنے حق میں اسی کو کافی سمجھتا ہوں کہ ہر قوت وطاقت کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے، میں اسی کی استعانت کا طلب گار ہوں کہ اس جیسا کوئی حامی و ناصر نہیں ہے اور میں اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیتا ہوں کہ جس نے اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا وہ کبھی بے آسرا نہیں ہوسکتا!

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ تن تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ یکتا و یگانہ و منفرد ہے، وہ بے مثل ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے کوئی اولاد نہیں۔ موجودات اور اشیاء کی خصوصیات سے منزہ ہے، وہ نہ جسم ہے نہ عرض، نہ صورت ہے نہ انتقال، وہ مکان و زمان کی حدود سے مبرا ہے۔ اس کا تصور نہ دل میں سما سکتا ہے نہ عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے اور نہ ذہن اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ ایسے نبی ہیں جو نہ کبھی بھٹکے اور نہ کبھی گمراہ ہوئے، وہ کبھی اپنی جانب سے گفتگو نہیں فرماتے، آپؐ نے حضرت جبریلؑ کو دوسری مرتبہ

سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جنت کے پاس دیکھا، اوپر جاکر قلموں کی سرسراہٹ سنی، اللہ سبحانہٗ نے آپؐ کا اسم گرامی عرش پر لکھا اور آپؐ کا نام نامی کائنات کی تخلیق کے وقت زمین و آسمان میں پھیلا دیا، حجر و شجر نے آپؐ کو سلام کیا، بکری کے تھنوں سے آپؐ کے لیے دودھ جاری ہوگیا، درخت کا تنا آپؐ کے فراق میں زار زار رونے لگا۔ آپؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی ابل پڑا، آپؐ کی انگشت شہادت سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے، مردے زندہ ہوگئے، درواز ے اور چوکھٹیں آپؐ پر ایمان لے آئیں اور آپؐ نے بادلوں کو اشارہ فرمایا تو وہ جل تھل برسنے لگے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ پر درود و سلام ہو ، ایسا درود جو موت کے وقت فائدہ دے، جو روز محشر سوال و جواب میں ثبات بخشے اور پلصراط پر سے گزرنے میں مددگار بن جائے، جب اس پر چلتے ہوئے لوگ پھسل رہے ہوں گے اور گر رہے ہوں گے۔

اور آپؐ کے آل اور اصحاب پر بھی درود و سلام ہو، آپؐ کے اصحاب جو کہ ہدایت کے ستارے ہیں، دشمنوں کے مقابلے میں شیر ہیں، اور رحمتوں کے بادل ہیں۔

یہ درود و سلام اس وقت تک ہوتے رہیں جب تک کوئی حدی خواں حدی پڑھتا رہے اور شعر گنگناتا رہے، جب تک جانور صبح کو جاتے رہیں اور شام کو لوٹتے رہیں، جب تک راہ چلنے والا راستے سے بھٹکتا رہے اور راہ پاتا رہے، جب تک شکاری جانور کچھار میں چھپتا رہے اور ظاہر ہوتا رہے، جب تک حملہ آور حملہ کرتا رہے اور ہلاک کرتا رہے اور جب تک ندیاں اور نالے بہتے رہیں۔

زیر نظر کتاب ایسی بلند پایہ کتاب ہے، جس کی تمام اہل علم و فضل گواہی دیں گے، یہ وہ ابر رحمت ہے جس سے دور اور قریب کے لوگ سب ہی فیضیاب ہوں گے، یہ ایک دقیع و عظیم تصنیف ہے، دیگر کتب میں اس کا مقام ایسا ہے، جیسے کسی تاج میں ٹکے ہوئے ہیرے کا، یا جیسے قرآن کریم میں آیت سجدہ کا۔ اس کے پھل تر و تازہ اور تیار ہیں، اس کے پھول شگفتہ اور خوشبودار ہیں، یہ روشن و منور ہے۔ اخبار صادقہ کی حامل ہے، یہ متنوع و سرسبز ہے، اس کی اسانید مضبوط اور اس کا متن مربوط ہے، اس کا پڑھنے والا اور اس کا سننے والا اجر کا مستحق اور ثواب کا حقدار ہے، اس میں مصنف نے جن احادیث کو بیان کیا ہے اور جن کو ترک کیا ہے اس اخذ و ترک میں اسے اللہ سبحانہٗ نے ہدایت فرمائی ہے اور اسے لغزشوں سے محفوظ رکھا ہے ان شاء اللہ روز قیامت اس کتاب کے ثواب میں اور اس تصنیف کی جزا میں اس کے سامنے ایک نور ہوگا جس کی روشنی اور راہنمائی مصنف کے لیے سود مند ہوگی، کیونکہ مصنف نے اس کتاب میں وہ تمام احادیث جمع کردی ہیں جنکے یکجا جمع کرنے سے بڑے بڑے عاجز رہے ہیں۔

یہ کتاب اپنے مشتملات کے لحاظ سے جملہ کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے، یہ ہدایت یافتہ لوگوں کے دلوں میں یقین پیدا کرتی ہے اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ یہ دفتر نکوکار اور برگزیدہ لوگوں کی

تحریرات سے پُر ہے، معتبر اسانید سے منقول احادیث سے لبریز ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات نبوت اور حیرت انگیز معجزات پر مشتمل ہے۔ معجزات اور خصائص نبوت کے سلسلے میں جو کچھ ملا ہیں نے اس میں موضوع احادیث کی چھان پھٹک کر کے اور اسانید کی جرح و تنقید کر کے جملہ احادیث کو مربوط اور سلسلہ وار ابواب میں منضبط کر دیا۔ غرض یہ کتاب اپنے موضوع میں ہر لحاظ سے مکمل ہے، بے انتہا مفید، ہمہ گیر، اور ہمہ پہلو ہے۔ نکھری ہوئی اور صاف ستھری ہے۔ اس کے مواد کافی اور مصادر وافی ہیں۔ معجزات سے متعلق کوئی حدیث ایسی نہیں جو اس میں موجود نہ ہو، ہر نامعلوم، نامانوس اور اجنبی حدیث کو بھی میں نے اس میں نقل کر دیا ہے۔ اس طرح یہ بفضلہ تعالیٰ مومنین کے لیے شرح صدر کا باعث اور طمانیتِ قلب کا سبب بن گئی ہے، اس سے جامد و مفسد بھی نصیحت حاصل کریں گے، اور ملاحدہ اور فلاسفہ کے سرکش گروہ بھی۔ بہر حال خدا سے بہتری کی امید ہے وہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت پا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کی تخلیق اور آپؐ کی نبوّت تمام انبیاءؑ کی تخلیق اور نبوّت پر مقدم ہے اور عہدِ الست میں سب سے پہلے آپؐ نے بلیٰ فرمایا ہے

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب " الدلائل " میں قتادہ حسنؓ اور ابو ہریرہؓ سے طرق متعددہ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے " وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ (۳۳: ۷) الآیہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام انبیاءؑ سے پہلے پیدا فرمایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا۔ اسی لیے خدا نے مجھ سے میثاق بھی سب سے پہلے لیا ہے۔

ابو سہل قطان نے اپنی " امالی " میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ سے کیونکر مقدم ہو گئے جبکہ آپؐ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کی پیٹھ سے ان کی تمام نسلیں پیدا فرمائیں۔ تو ان سب سے گواہی لی۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اس پر سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے " بلیٰ " (کیوں نہیں) کہا۔ اس لیے آپؐ تمام انبیاءؑ پر مقدم ہیں۔ اگرچہ آپؐ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

احمد، بخاری (اپنی تاریخ میں) طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم میسرۃ الفجر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا، یارسول اللہ آپؐ کب نبی بنائے گئے۔ آپؐ نے فرمایا جب آدمِ روح اور جسم کی درمیانی حالت میں تھے۔

احمد، حاکم اور بیہقی عرباض بن ساریہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں ام الکتاب میں اس وقت نبی تھا۔ جب آدمؑ مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپؐ کو کس وقت نبی مقرر کیا گیا۔ فرمایا: اس وقت جب آدمؑ پیدائش اور نفخ روح کے درمیانی مرحلے میں تھے۔

ابو نعیم صنابحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے استفسار فرمایا کہ آپ کس وقت نبی بنائے گئے۔ فرمایا۔ اس وقت جب آدمؑ مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔ (یہ حدیث مرسل ہے)

ابن سعد ابن ابی الجدعاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کب نبی بنائے گئے۔ فرمایا اس وقت جب آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ابن سعد مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ آپ کب نبی بنائے گئے؟ فرمایا، آدم جسم اور روح کی درمیانی حالت میں تھے جب مجھ سے میثاق لیا گیا۔
ابن سعد نے عامر سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت دی گئی فرمایا جب کہ آدم روح و جسد کے درمیان تھے جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔
طبرانی اور ابونعیم ابومریم غسانی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بتایا کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ آپ کی نبوت سے قبل کیا باتیں وقوع پذیر ہوئیں۔ فرمایا، مجھ سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا۔ جیسا کہ اس نے تمام انبیاء سے میثاق لیا ہے، ابراہیمؑ نے میری آمد کی دعا فرمائی۔ عیسٰیؑ نے میری آمد کی بشارت دی۔ (اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک چراغ طلوع ہوا۔ جس کی روشنی سے شام کے محل تک چمک اٹھے۔)

فائدہ

شیخ تقی الدین سبکیؒ اپنی ایک تصنیف میں اس (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۳:۸۱) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت شان بیان کی گئی ہے۔ اور اس جانب اشارہ کیا گیا کہ اگر آپ گزشتہ انبیاء کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپ ان انبیاء کے بھی نبی اور مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا۔ "میں تمام مخلوقات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں" اس تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ بھی مخلوقات شامل ہیں۔ جبھی تو فرمایا کہ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کا کہ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے" کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے۔ خلق آدم سے پہلے آپ کی نبوت کا بطور خاص تذکرہ صرف علم الٰہی کے بیان کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتاتا ہے کہ اس وقت آپ کی نبوت متحقق ہو چکی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آدمؑ نے عرش پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے تھے۔ تو یہ صرف آپ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی خدا کے علم کے مطابق آئندہ نبی بننے والے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ آپ کو تمام انبیاء سے پہلے مقام نبوت پر سرفراز کیا گیا۔ پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپ کی امت آپ کے مقام بلند سے روشناس ہو جائے۔ اور یہ امت کے لیے خیر و برکت کا باعث ہو۔

اگر آپ کہیں کہ نبوت ایک ایسی صفت ہے جسکے موصوف کا موجود ہونا ضروری ہے پھر نبوت کے لیے چالیس سال کی عمر متعین ہے۔ تو پھر کس طرح آپ اپنی بعثت سے پہلے ہی نبی بنا دیئے گئے۔ جبکہ اس وقت نہ آپ پیدا ہوئے تھے اور نہ مبعوث کیے گئے تھے۔

میں کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے پہلے ارواح کو تخلیق فرمایا ہے اس لیے حدیث مذکور میں اشارہ جناب نبی کریم کی روح مبارکہ یا آپ کی حقیقت کی جانب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقائق ازل میں پیدا فرما دیئے اور جب چاہتا ہے ان میں سے کسی حقیقت کو عالم ظاہر اور وجود میں لے آتا ہے۔ ان حقائق کے کلی ادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں۔ صرف خدا تعالیٰ ہی تمام حقائق سے واقف ہیں یا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی روشنی سے حقائق تک پہنچنے کی استطاعت عطا فرما دی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مبارکہ حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دی اور آپ کو نبوت کے وصف سے سرفراز فرما دیا۔ اس لیے آپ اسی وقت نبی ہو گئے۔ عرش پر آپ کا نام گرامی لکھا گیا اور فرشتوں کو اور تمام مخلوقات کو اللہ کے یہاں آپ کے مقام بلند سے واقف کرا دیا گیا! اگرچہ آپ جسمانی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ تمام اوصاف اور خصوصیات کے ساتھ اس دنیا میں بعد میں تشریف لائے۔ آپ بعثت اور تبلیغ اور آپ کی ذات نبوت کے عالم ظاہر میں اہل ہونے کے لحاظ سے آپ بیشک متاخر ہیں، مگر جہاں تک آپ کی حقیقت مبارکہ کا تعلق ہے اور آپ کو کتاب نبوت اور حکم عطا ہونے کا تعلق ہے۔ آپ اس لحاظ سے تخلیق آدمؑ سے بھی مقدم ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات میں جو بھی واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازل سے ان سے واقف ہوتا ہے اور ہمیں اس کا علم عقلی اور شرعی دلائل سے ہوتا ہے۔ اور عام لوگوں کو اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ جیسے لوگوں کو جناب نبی کریمؐ کی نبوت کا اس وقت علم ہوا جب آپ پر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا اور جبریل امینؑ آپ کے پاس آنے لگے۔

نزول قرآن خدا تعالیٰ کے ان افعال میں سے ہے جو کسی مخصوص مقام پر خدا کی قدرت، ارادے اور اختیار کے ساتھ وابستہ ہو اس کے دو مرتبے ہیں۔ مرتبہ اول تو لوگوں کے لیے ظاہر ہوتا ہے اور مرتبہ دوم وہ ہوتا ہے جس میں اس محل اور مقام کو خدا کے اس فعل سے کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کمال کا علم مخلوقات کو نہ ہو سکے۔ بلکہ ہمیں اس کمال کا علم خبر صادق کے ذریعے ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ چونکہ تمام مخلوقات میں بہترین مخلوق ہیں اس لیے آپ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ باکمال اور سب سے زیادہ برگزیدہ ہیں۔ خبر صحیح سے ہمیں معلوم ہے کہ نبی کریمؐ کو کمال نبوت اور کمال انسانیت کا مقام حضرت آدمؑ کی تخلیق سے پہلے ہی عطا ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خلق آدمؑ سے پہلے ہی تمام انبیاء کی ارواح مبارکہ سے آپ کے بارے میں عہد لے لیا تھا کہ "وہ سب آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد کریں گے" تاکہ تمام انبیاء کو معلوم ہو جائے کہ آپ سب پر مقدم اور سب سے افضل ہیں۔ اور آپ انبیاء کے لیے بھی اسی طرح نبی اور رسول ہیں جس طرح تمام انسانوں کے لیے ہیں اس لیے (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ) میں لام قسم لایا گیا ہے۔

علمی نکتہ

تمام انبیاءؑ سے نبی کریمؐ پر ایمان کی نصرت کا جو وعدہ لیا گیا وہ ایسا ہے جیسے خلافت کے لیے بیعت لی جاتی ہے

یہ میثاق ایسا ہے جیسے خلفاء کے لیے بیعت لی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے خلفاء کے لیے بیعت کا طریقہ بھی اسی میثاق سے ماخوذ ہو۔ ذرا نبی کریمؐ کی اس عظمت شان کا اندازہ کیجیے جو آپؐ کی پروردگار کے یہاں ہے۔ آپؐ تمام انبیاءؑ کے نبی ہیں۔ چنانچہ روز قیامت تمام رسول آپؐ کے جھنڈے تلے ہوں گے، اور شب معراج میں بھی تمام انبیاءؑ نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگر آپؐ آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے زمانے میں تشریف لاتے تو ان انبیاءؑ پر آپؐ کی اتباع اور آپؐ پر ایمان اسی طرح ضروری ہوتا جیسے ان کی امتوں پر فرض تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ سے عہد و میثاق لیا۔ اس لیے تمام انبیاءؑ کے لیے آپؐ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ صرف ان انبیاءؑ اور آپؐ کی ذات کا ایک زمانے میں ہونا باقی رہا۔ مگر آپؐ کے آخری زمانے میں تشریف لانے سے اس وصفی اقتضاء میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

دو باتیں ہیں۔ ایک تو کوئی کام اس وجہ سے نہ ہو، کہ اس کام کا محل موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ فاعل سرے سے کام کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ ان دونوں باتوں کے درمیان ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت سے کہ وہ فعل اس کے ضمن میں موقوف ہے اسی لیے فرمایا گیا کہ اگر آپؐ ان انبیاءؑ کے زمانے میں تشریف لاتے تو ان پر آپؐ کی اتباع لازم ہوتی۔" چنانچہ جب آخری زمانے میں حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو وہ بدستور نبی بھی ہوں گے اور آپؐ کی شریعت کو بھی جاری اور نافذ فرمائیں گے۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ جب آخری زمانے میں تشریف لائیں گے تو اس وقت نبی نہیں ہوں گے بلکہ آپؐ کے امتی ہوں گے، بیشک امتی ہوں گے مگر امتی ہونا حضرت عیسیٰؑ کے نبی ہونے سے متعارض نہیں ہے جیسا کہ بیان ہو چکا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سابق انبیاءؑ کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو ان پر آپؐ کی اتباع واجب ہوتی۔ اور وہ بدستور نبی بھی رہتے، کیونکہ جناب نبی کریمؐ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوتوں کی جامع اور ان سب پر محیط ہے۔ تمام انبیاءؑ کی شریعتیں بھی بنیادی اصولوں میں آپؐ کی شریعت کے مطابق ہیں۔ اگر کہیں جزدی اور فروعی اختلاف ہے تو اس کی صورت یا تو تخصیص کی ہے یا نسخ کی۔ یا تخصیص اور نسخ دونوں ہی نہیں بلکہ جب کہیے

کہ جس وقت جس نبیؑ کی شریعت آئی۔ اس وقت گویا وہ آپؐ ہی کی شریعت تھی اور اس وقت اس کی صورت اس دور اور زمانے کے مطابق تھی اور جو شریعت آپؐ بذات خود دے کر آئے وہ آپؐ کی اپنی اُمت کے مزاج کے مطابق ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے دو حدیثوں کے معنی سمجھ میں آ گئے۔ پہلی حدیث یہ کہ "میں تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔" اس کے معنی یہ سمجھے جاتے تھے کہ آپؐ اگلے تمام انسانوں کے لیے ہیں۔ مگر تشریح بالا سے واضح ہوا کہ آپؐ اگلے پچھلے تمام انسانوں کے لیے نبیؐ ہیں۔ دوسری حدیث آپؐ کا یہ فرمان کہ "میں اس وقت نبی تھا جب آدمؑ روح اور جسد کے درمیان تھے۔" اس کا مفہوم یہ خیال کیا گیا کہ اس سے علم الٰہی مراد ہے۔ مگر مندرجہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ آپؐ کا آخر زمانے میں مبعوث ہونا انسانیت کی اہلیت کی بنیاد پر ہے۔ کہ جب انسانیت آپؐ کے احکام کے اتباع کی اہل ہوئی، اس وقت آپ مبعوث ہوئے۔ اگر پہلے ہی یہ اہلیت وجود میں آ جاتی تو آپؐ پہلے ہی مبعوث ہو جاتے۔ یہ بات محل کی مناسبت سے ہے کہ جب انسان آپؐ کے پیغام کو سننے اور آپؐ کی شریعت کی اتباع پر قادر ہوئے جب آپؐ کو مبعوث فرمایا گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کسی کو اپنی بیٹی کی شادی کے لیے وکیل بنائے۔ تو یہ عمل درست ہے اور اس شخص کا وکیل بننا بھی صحیح ہے مگر یہ ذمہ داری اسی وقت پوری ہوگی جب کفو ملے گا اور جب دیگر ضروری لوازمات مکمل ہوں گے، اس وجہ سے اگر شادی میں تاخیر ہو تو وکیل کی وکالت میں کوئی فرق نہیں آتا۔" (تقی الدین سبکی کا بیان ختم ہوا)

باب ۲

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ آپ کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش پر اور سارے "ملکوت" پر لکھا ہوا ہے

حاکم، بیہقی، نے اور طبرانی نے اپنی کتاب "الصغیر" میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے لغزش ہو گئی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ پروردگار آپ حضرت محمدؐ کے طفیل میری مغفرت فرما دیجیے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے آدمؑ تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا؟ کہنے لگے۔ جب آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے خلق فرمایا۔ اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے سمجھا کہ تو اپنے اسم مبارک کے ساتھ اسی کے نام کو ملا سکتا ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدمؑ، تم نے سچ کہا۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر انبیاءؑ کی تعداد کے بقدر لاٹھیاں نازل فرمائیں^{لہ} پھر حضرت آدمؑ اپنے بیٹے حضرت شیثؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا۔ اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ تم تقویٰ اختیار کرو اور جب بھی اللہ کا ذکر کرو۔ اس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ضرور لو۔ کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے پائے پر اس وقت لکھا ہوا دیکھا ہے۔ جب میں روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا، پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لکھا ہوا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہیں دیکھا جس پر اسم محمدؐ نہ لکھا ہوا ہو۔ میں نے نام محمدؐ حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں پر، طوبیٰ کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر لکھا دیکھا ہے۔ تم بھی ان کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ فرشتے بھی ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ابن عدی اور ابن عساکر حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اور ساتھ میں حضرت علیؓ کا بھی نام تھا۔

ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میں نے اس رات عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمانؓ ذوالنورین کے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔

ابو یعلیٰ نے اور طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور "جزء" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شب معراج جس آسمان پر سے بھی گزرا اس پر محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق لکھا ہوا تھا۔

بزاز ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جس آسمان پر بھی گزرا اس پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا۔

دارقطنی اپنی "افراد" میں اور خطیب اور ابن عساکر حضرت ابوالدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے عرش پر ایک سبز کپڑے پر سفید نور سے محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق لکھا ہوا پایا۔

ابن عساکر حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جنت کے دروازے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔"

لہ خصائص الکبریٰ کے مختلف نسخوں میں اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ ہو سکتا ہے اس عبارت میں کچھ الفاظ رہ گئے ہوں۔

ابونعیم نے اپنی کتاب الحلیہ میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جنت کا کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لآالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہوا ہو۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ حضرت محمدؐ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کے ہر اس فرد کو حکم دو، جو آپؐ کا زمانہ پائے وہ آپؐ پر ایمان لائے۔ کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو نہ میں آدم کو پیدا کرتا نہ جنت اور دوزخ کو۔ اور میں نے عرش کو سطح آب پر خلق کیا۔ تو وہ ڈولنے لگا۔ پھر جب میں نے اس پر لآالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو ٹھہر گیا۔ حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عمرو بن اوس ہے جس کا پتا نہیں کہ کون ہے؟

ابن عساکر نے ابوالزبیر کے واسطے سے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں شانوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔

بزار نے حضرت ابوذرؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ جس کنز کا قرآن میں ذکر ہے۔ وہ ایک سونے کی تختی ہے جس میں لکھا ہوا ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" مجھے اس شخص پر حیرت ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو جہنم کا ذکر کر کے بھی ہنستا ہے۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو موت کو یاد کر کے بھی اس سے غافل ہے۔ لآالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ——— اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بھی روایت ہے۔ جسے بیہقی نے نقل کیا ہے اور ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے جسے خرائطی نے اپنی کتاب "قمع الحرص" میں نقل کیا ہے۔

طبرانی عبادہ بن صامتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کی انگشتری کا نگینہ انہیں آسمان سے بھیجا گیا تھا۔ جسے آپ نے اپنی انگشتری میں لگا لیا۔ اس پر" میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ محمد میرے بندے اور رسول ہیں" لکھا ہوا تھا۔

ابن عساکر اور ابن نجار اپنی اپنی تاریخ میں ابوالحسن علی بن عبداللہ الہاشمی الرقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ہندوستان کے کسی علاقے میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک ایسا سیاہ گلاب کا پودا دیکھا جس کے بڑے سے سیاہ پھول کی خوشبو بے حد خوشگوار تھی اور اس پر سفید حرفوں میں لآالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق، عمر فاروق لکھا ہوا تھا۔ مجھے شبہ ہوا کہ شاید کوئی عمل ہے۔ تو میں نے ایک بند کلی کھول کر دیکھی تو اس میں بھی اسی طرح لکھا ہوا تھا اور اس طرح کے پودے وہاں بکثرت تھے۔ مگر اس گاؤں کے لوگ خدا ناشناس تھے اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔

باب ۳

حضرت آدمؑ کے زمانے اور آسمانوں میں اذان میں آپؐ کا نام

ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے عطاء سے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ ہند[1] میں اترے۔ تو آپ کو اکتاہٹ محسوس ہوئی۔ جبریلؑ امین آئے اور انہوں نے اذان دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہدان لاالہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشہدان محمدارسول اللہ (دو مرتبہ)۔ آدمؑ نے استفسار کیا۔ یہ محمدؐ کون ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا۔ آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں۔

بزار نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذان کی تعلیم کا ارادہ فرمایا تو جبریلؑ براق پر تشریف لائے۔ جبریلؑ امین نے جب براق پر نبی کریمؐ کو سوار کرانا چاہا تو براق بدک گیا، جبریلؑ بولے "ٹھہر جا، اللہ کے نزدیک محمدؐ سے زیادہ برگزیدہ کسی بندے نے تیرے اوپر کبھی سواری نہیں کی ہے۔" چنانچہ آپؐ سوار ہو گئے۔ جب اس پردے تک پہنچے جو خدا وند کے درمیان حائل تھا تو ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرا بندہ صحیح کہتا ہے۔ میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ فرشتے نے کہا اشہد ان لاالہ الا اللہ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے درست کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اشہدان محمدا رسول اللہ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرا بندہ صحیح کہتا ہے میں نے ہی محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے۔ حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح۔ قد قامت الصلوٰۃ۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ کہا گیا میرے بندے نے صحیح کہا میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا۔ لاالہ الا اللہ۔ آواز آئی۔ میرے بندے نے صحیح کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپؐ کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ اور آپؐ تمام اہل سماوات کے امام بنے جن میں آدمؑ اور نوحؑ بھی تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام آسمان اور زمین کی مخلوقات پر برتری عطا فرما دی۔

---

[1] ہندوستان کا ایک جزیرہ سراندیپ مراد ہے۔ جہاں آپ کا نقش قدم ایک پہاڑ پر موجود ہے اور مرجع خلائق ہے۔

باب ۴

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کے لیے تمام انبیاءؑ سے میثاق لیا گیا کہ وہ سب آپؐ پر ایمان لائیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ اٰتَيْتُكُم مِّن كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنصُرُنَّهٗ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوٓا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشّٰهِدِينَ ۝

اور یاد کرو، جب کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اُس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں، تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کیا، ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

(پارہ ۳۔ سورہ آل عمران۔ رکوع : ۹۔ آیت : ۸۱)

ابن ابی حاتم نے سدّی سے اس آیت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بعد جو بھی نبی بھیجا اس سے یہ میثاق لیا کہ وہ محمدؐ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اگر وہ اس کے زمانے میں آئیں ورنہ اپنی اُمت سے عہد لے کہ وہ حضرت محمدؐ پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔

ابن عساکر کریب سے اور وہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ :-.....

"یہاں تک کہ آپؐ بہترین اُمت، بہترین زمانے اور بہترین ساتھیوں میں ظاہر ہو گئے، اور بہترین شہر میں پیدا ہوئے، پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپؐ ابراہیمؑ کے حرم میں رہے۔ پھر آپؐ حرم محمد یعنی مدینہ چلے آئے۔ گویا آپؐ ایک حرم میں پیدا ہوئے اور دوسرے حرم کی جانب ہجرت فرمائی۔"

باب ۵

آپؐ کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

ابن جریر اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (۲: ۱۲۹) اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ایک رسول بھیجنا! تو جواب آیا۔ تمہاری دعا قبول ہوئی اور یہ نبی آخری زمانے میں آئیں گے۔

احمد، حاکم اور بیہقی، عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دُعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔

ابن عساکر عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بارے میں تبلایئے۔ فرمایا۔ ہاں، میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور میری آمد کی بشارت سب سے آخر میں عیسیٰ بن مریمؑ نے دی ہے۔

ابن سعد جویبر سے اور وہ ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ میری آمد کی میرے باپ ابراہیمؑ نے اس وقت دعا مانگی۔ جب وہ بیت اللہ کی بنیادیں رکھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کرلی۔

باب ۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کو آپؐ کی آمد سے مطلع فرمادیا تھا

ابن سعد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ابراہیمؑ کو ہاجرہ کے ترکِ وطن کا حکم ملا۔ تو براق پر سوار کرائے گئے۔ آپؑ جس اچھی اور نرم زمین پر گزرتے کہتے اے جبریل یہیں اتر جاؤ۔ جبریل انکار فرما دیتے۔ یہاں تک کہ مکہ آگیا تو جبریلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ یہاں اترو۔ کہنے لگے یہاں اس بے آب وگیاہ زمین میں؟ جبریلؑ بولے۔ ہاں! یہیں آپ کی اولاد میں سے وہ نبی امی ظاہر ہوں گے جن پر کلمۂ علیا کا اتمام ہوگا۔

ابن سعد ہی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے میں مذکور ہے کہ ابراہیمؑ کی کثیر اولاد ہوگی۔ یہاں تک کہ ان کی اولاد میں نبی امی اور خاتم النبیین آئیں گے۔

ابن سعد ہی محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہاجرہ اپنے بیٹے اسماعیل کو لے کر روانہ ہوئیں۔ تو راہ میں ایک شخص ملا جس نے بتایا کہ اے ہاجرہ تمہارا بیٹا بہت سے قبیلے اور نسلوں کا باپ ہوگا اور

اسی کی اولاد میں حرم میں رہنے والے نبی امی پیدا ہوں گے۔

ابن سعد ہی نے محمد کعب قرظی سے یہ بھی روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کو وحی فرمائی کہ میں تمہاری اولاد میں ایسا نبی بھیجوں گا۔ جو خاتم النبیین ہوں گے اور جن کا نام احمد ہوگا! ور ان کی امت بیت المقدس کی عمارت بنائے گی۔

باب ۷

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو آپؐ کی آمد سے باخبر فرمایا

طبرانی نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد میں چالیس آدمی ہوگئے تو وہ حضرت موسیٰؑ کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور انہیں لوٹ لیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے انہیں بددعا دی۔ خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ انہیں بددعا نہ دو۔ کیونکہ ان میں نبی امی ظاہر ہوں گے، اور انہی کی اولاد وہ امتِ محمدؐ ہوگی، جو اللہ کے دیئے ہوئے تھوڑے سے رزق پر خوش ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر رضامند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے پر جنت میں بھیج دے گا۔ اس امت کے نبی محمدؐ بن عبداللہ ہوں گے۔ جو انتہائی متواضع ہوں گے۔ ان کی خاموشی عقلمندی کی بنا پر ہوگی، دانائی کی باتیں فرمائیں گے اور بردبار ہوں گے۔ میں ان کو قریش کی بہترین نسل سے پیدا کروں گا، وہ سراپا خیر ہی خیر ہوں گے اور ان کی اُمت بھی خیر کے کاموں کی جانب لپکے گی۔

باب ۸

تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں میں آپؐ کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ نبی امی کی پیروی کرتے ہیں وہ ان کا ذکر تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں"۔ (اعراف آیت ۱۵۷)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے صحبت یافتہ ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو انہیں دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف تورات میں ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی اس نے اپنی سوئی نکالی"۔ (۴۸: ۲۹)

بخاری، عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ عمرو بن العاص سے ملا اور ان سے کہا کہ "رسول اللہؐ کا وصف بیان کیجیئے"۔ کہنے لگے، اچھا سنو، اُن کی قرآن میں بیان کردہ بعض صفات کا تذکرہ تورات میں بھی ہے۔ چنانچہ تورات میں ہے۔ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور آپ امی لوگوں کی پناہ گاہ ہیں۔ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بداخلاق اور سخت نہیں ہیں اور نہ آپ بازاروں میں گھومتے ہیں۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر فرما دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو نہیں اٹھائے گا جب تک ملت کی گمراہی دور نہ ہو جائے اور وہ لاالٰہ الا اللہ نہ کہہ لے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے، نابینا آنکھوں کو بصارت، بہرے کانوں کو سماعت اور بھٹکے ہوئے دلوں کو راستی عطا فرمائیں گے۔

ابن عساکر تاریخ دمشق میں محمد بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن سلام سے بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں سنا تو وہ آپؐ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ تم سرزمین یثرب کے عالم ابن سلام ہو۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا تورات میں میرا کوئی تذکرہ موجود ہے؟ ابن سلام بولے۔ پہلے آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجیے یہ سن کر آپؐ پر کپکپی آگئی۔ جبریلؑ فوراً تشریف لائے اور یہ آیات تلاوت کیں:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورۂ اخلاص)

اے نبی کہہ دیجیے وہ اللہ اکیلا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا ہے۔

یہ آیات سن کر ابن سلام کہنے لگے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔ تورات میں آپ کا وصف اس طرح مذکور ہے:۔

"اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپؐ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپؐ ترش رو ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں اور نہ بازاروں میں پھرنے والے ہیں۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر کر دیتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت تک نہیں اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ آپ کی تعلیم سے اُمت درست نہ ہو جائے اور وہ سب لاالٰہ الا اللہ نہ کہہ لیں! اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو بینا بناتا، بہرے کانوں کو سننے کے قابل بناتا اور تالے پڑے ہوئے دلوں کو کھولتا ہے (یہی روایت ابن عساکر نے زید بن اسلم سے بھی روایت کی ہے)

دارمی اپنی مسند میں اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کعب نے اس روایت میں ان الفاظ کا بھی اضافہ

کیا ہے۔

" محمد رسول اللہ میرے مختار بندے ہیں۔ آپ ترش رو اور سخت مزاج نہیں ہیں۔ نہ بازاروں میں گھومتے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ مگر معاف کر دیتے اور درگزر کر دیتے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ، اور جائے ہجرت مدینہ منورہ ہے۔ اور آپ کی مملکت شام تک پھیلی ہوئی ہے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کی امت اللہ کی بہت حمد کرنے والی ہے اور تنگی اور راحت میں اللہ کی حمد کرتی ہے۔ یہ لوگ جب کسی جگہ پہنچتے ہیں تو اللہ کی تعریف کرتے اور اس کی عظمت بیان کرتے ہیں۔ دھوپ سے اوقات کا اندازہ کرتے اور نمازیں اوقات پر ادا کرتے ہیں ـــــ اپنی تہمد درمیان میں باندھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ پیر دھوتے ہیں۔ رات کو ان کی تلاوت کی گونج ایسے ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوا کرتی ہے۔"

دارمی ابن سعد اور ابن عساکر نے ابو فروہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن عباس، انہوں نے کعب احبار سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف تورات میں کس طرح مذکور ہے۔ کعب کہنے لگے تورات میں آپ کا تذکرہ اس طرح ہے ـــ " محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینے کی جانب ہجرت فرمائیں گے۔ آپ کی مملکت شام تک ہوگی، آپ یاوہ گو اور بازاروں میں پھرنے والے نہیں ہوں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ معاف کر دیں گے اور درگزر فرما دیں گے۔ آپ کی امت اللہ کی بہت تعریف کرنے والی ہوگی۔ اور ہر مسرت کے موقع پر خدا کی حمد کرے گی اور اس کی بڑائی بیان کرے گی۔ یہ لوگ اپنے ہاتھ پیر دھوئیں گے۔ اپنی کمر پر تہمد باندھیں گے۔ نمازوں کے لیے ایسے صفیں بنائیں گے جیسے جنگ کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ مساجد میں ان کی دعاؤں اور تلاوت کی آوازیں اس طرح گونجتی ہیں جیسی شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ ان کی دعائیں آسمانوں میں سنی جائیں گی۔

زبیر بن بکار نے " اخبار مدینہ " میں اور ابو نعیم نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " میرا وصف اس طرح ہے۔ احمد، متوکل، جائے پیدائش مکہ، جائے ہجرت مدینہ، نہ ترش رو اور سخت مزاج، نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ برائی کا بدلہ نہیں دیتے۔ ان کی اُمّت خدا کی خوب مدح کرتی ہے۔ اور یہ لوگ اپنی کمر کے درمیان اپنے تہمد باندھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ پیر دھوتے ہیں۔ ان کی انجیلیں ان کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ یہ نمازوں کے لیے اس طرح صفیں بناتے ہیں جس طرح جنگ کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ جو قربانی مجھے بھیجتے ہیں۔ وہ ان کی اپنی جانیں ہوتی ہیں۔ یہ رات کو راہب ہوتے ہیں اور دن کو شیر بن جاتے ہیں۔"

ابن سعد اور حاکم نے (اور حاکم نے اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے) اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت

عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریمؐ کے بارے میں انجیل میں اس طرح تذکرہ ہے کہ آپ نہ ترش رو ہیں اور نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں گھومتے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیتے اور درگزر کر دیتے ہیں۔

بیہقی اور ابونعیم ام درداء سے (جو ابودرداء کی اہلیہ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کعب سے پوچھا کہ تورات میں نبی کریمؐ کا تذکرہ کس طرح ہے؟ کہنے لگے تورات میں آپ کا ذکر اس طرح ہے "کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نہ ترش رو ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں گھومتے ہیں۔ آپ کو خزانے عطا کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی دیتا۔ بہرے کانوں کو سننے کی قوت بخشتا اور راستے سے ہٹے ہوؤں کو راہ پر لاتا ہے۔ یہاں تک کہ سب لوگ گواہی دیں گے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ (اللہ ایک ہے۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں) آپ مظلوم کی مدد کرتے ہیں اور کمزوروں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ابونعیم حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ پر جب تورات نازل ہوئی اور آپ نے اس کی تلاوت کی تو اس میں اس امت کا ذکر دیکھ کر کہنے لگے۔ اے پروردگار! میں تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو سب سے آخر میں ہوں گے اور سب سے سبقت لے جائیں گے آپ ان لوگوں کو میری امت بنا دیجئے۔ پروردگار نے فرمایا کہ یہ لوگ "احمدؐ کی امت ہیں" موسیٰؑ بولے پروردگار! تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ ہے جو خدا کو پکاریں گے اور ان کی دعائیں قبول ہوں گی، ان لوگوں کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی اُمت ہیں۔ موسیٰؑ بولے۔ پروردگار! تورات میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کی انجیلیں ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گی۔ اور وہ انہیں زبانی تلاوت کریں گے۔ ان لوگوں کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی اُمت ہیں۔ کہنے لگے۔ اے رب! تورات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے لیے مال فئے حلال ہے۔ انہیں میری امت بنا دے۔ فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی اُمت ہیں کہنے لگے۔ اے رب! تورات میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے ہی رشتے داروں کو خیرات دیں گے اور اس پر انہیں اجر دیا جائیگا۔ ان لوگوں کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی اُمت ہیں۔ موسیٰؑ بولے۔ پروردگار! کتاب میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو اگر صرف نیکی کا ارادہ کریں گے۔ مگر اسے انجام نہ دیں گے تو بھی انہیں ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا! اور اگر وہ کرلیں تو دس نیکیوں کا بدلہ ملے گا۔ انہی لوگوں کو میری اُمت بنا دیجئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بھی احمدؐ کی اُمت ہیں۔ کہنے لگے۔ اے رب! کتاب میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ اگر وہ صرف برائی کا ارادہ کریں گے مگر اسے انجام نہ دیں گے تو ان کی یہ برائی نہیں لکھی جائے گی! اور اگر وہ اس برائی کو انجام دے لیں تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ پروردگار ان لوگوں کو میری اُمت بنا دے۔ مولیٰ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بھی احمدؐ کی اُمت ہیں۔ موسیٰؑ بولے۔ اے رب! کتاب میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جنھیں اگلے پچھلوں کا علم عطا ہوگا اور وہ گمراہی کو مٹا دیں گے اور مسیح دجال کو قتل کریں گے۔ پروردگار! انہیں میری اُمت بنا

دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ لوگ بھی احمدؐ کی اُمّت میں ہوں گے۔ اس پر موسیٰؑ بولے! پھر پروردگار مجھے بھی احمدؐ کی اُمّت میں سے بنا دیجیے! اس پر خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو دو امتیازی خصوصیات عطا فرمائیں اور فرمایا۔ ''اے موسیٰؑ۔ میں نے تمہیں اپنے پیغام (رسالت) اور اپنے کلام کے لیے چن لیا۔ تو جو کچھ میں تم کو دے رہا ہوں اُسے لو اور شکر گزاروں میں ہو جاؤ۔'' (۷:۱۴۴)

اس ارشاد پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے رَبّ! میں راضی ہو گیا۔

ابو نعیم عبدالرحمٰن معافری سے روایت کرتے ہیں کہ کعب احبار نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ کہنے لگا۔ کوئی بات یاد آ گئی تھی۔ کعب بولے۔ میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ اگر میں تیرے رونے کی وجہ بتلا دوں۔ تو تو میرے سوالوں کا صحیح جواب دے گا۔ کہنے لگا۔ بالکل۔ کعب نے کہا۔ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب موسیٰؑ نے تورات کی تلاوت کی تو اپنے رب سے کہا۔ اے میرے رَبّ! تورات میں ایک بہترین اُمّت کا ذکر ہے۔ جو لوگوں کو اچھائیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے۔ یہ گزشتہ اور آخری کتابوں پر ایمان لائیں گے۔ گمراہ لوگوں سے قتال کریں گے۔ یہاں تک کہ کانے دجال کو بھی قتل کریں گے — اے پروردگار! ان لوگوں کو میری امت بنا دیجیے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ لوگ احمدؐ کی اُمّت ہوں گے — یہ سب سن کر یہودی عالم بولا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر کعب بولے۔ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا خدا کی کتاب میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے تورات کی تلاوت کی۔ تو خدا سے عرض کیا۔ اے رب! اس کتاب میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو خدا کی بہت حمد کرنے والے ہوں گے، اوقات کی پابندی کریں گے، اپنے ارادوں میں مضبوط ہوں گے۔ جب کسی کام کا ارادہ کریں گے۔ تو اس پر اِن شَاءَ اللہ کہیں گے۔ اے رب! ان لوگوں کو میری امت بنا دیجیے۔ فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی امت ہیں — یہ سن کر یہودی عالم بولا۔ ہاں آسمانی کتاب میں ایسا ہی ہے۔ کعب بولے میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا کتاب میں اس طرح ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے تورات کا مطالعہ کرنے کے بعد عرض کی کہ اے خدا! تورات میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جب وہ بلندی پر چڑھتے ہیں تو خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جب کسی وادی میں اترتے ہیں۔ تو اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ مٹی ان کے لیے پاک ہے۔ ساری رُوئے زمین ان کی سجدہ گاہ ہے۔ جنابت سے پاک رہتے ہیں۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی بھی ان کے لیے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور ان لوگوں کے چہرے وضو سے چمکتے ہوئے ہیں۔ اے خدا! ان لوگوں کو میری امت بنا دیجیے۔ فرمایا یہ بھی احمدؐ کی امت ہیں — یہ سن کر یہودی عالم بولا۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کعب بولے میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم آسمانی کتاب میں یہ بات بھی پاتے ہو کہ حضرت موسیٰؑ نے تورات کی تلاوت کے بعد عرض کی۔ اے میرے رب! اس کتاب میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن پر آپ نے رحم فرمایا ہے۔

جو کمزور ہونے کے باوجود کتاب کے وارث ہیں اور آپ نے انہیں منتخب فرمایا ہے ان میں سے کچھ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں، کچھ درمیانی راہ پر چلنے والے ہیں۔ اور کچھ بھلائیوں کی جانب دوڑنے والے ہیں۔ البتہ آپ کی رحمت سب کو شامل ہے۔ ان ہی لوگوں کو میری امت بنا دیجئے۔ فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی امت ہیں ـــــ یہودی عالم بولا۔ ایسا ہی ہے۔ کعب بولے میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حضرت موسیٰؑ نے تورات کے مطالعہ کے بعد عرض کی کہ اے پروردگار تیری کتاب میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کے قرآن ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گے۔ اہل جنت کے کپڑے پہنیں گے۔ نمازوں کی صفیں ایسے بنائیں گے جیسے فرشتے تیرے حضور میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ مساجد میں ان کی تلاوت کی آوازیں ایسے گونجیں گی جیسے شہد کی مکھی کی گونج ہوتی ہے اور ان میں سے کوئی شخص جہنم میں اس وقت تک نہ جائے گا۔ جب تک وہ نیکیوں سے اس طرح خالی نہ ہو جس طرح پتھریلی چٹان پودوں سے خالی ہوتی ہے ـــــ اے خدا ان لوگوں کو میری امت بنا دے۔ فرمایا۔ یہ تو احمدؐ کی امت ہیں۔ یہودی عالم بولا۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ اور ان کی امت کو کس قدر خیر اور بھلائی عطا فرمائی ہے۔ اور کہنے لگے۔ کاش میں خود حضرت محمدؐ کا امتی ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تین آیات وحی فرمائیں۔ (یٰمُوسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ (۷: ۱۴۴)) اور حضرت موسیٰؑ خوش ہو گئے۔

ابونعیم سعید بن ابی ہلال سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کعب احبار سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ گزشتہ آسمانی کتابوں میں حضرت محمدؐ اور ان کی امت کا تذکرہ کن الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کہنے لگے یہ ذکر اس طرح ہے کہ حضرت محمدؐ اور ان کے امتی اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والے ہیں موافق اور ناموافق حالات میں اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ہر بلندی پر چڑھتے وقت اللہ کی بڑائی بیان کرتے اور ہر منزل پر اترتے وقت اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان کی دعائیں آسمان تک پہنچتی ہیں اور انکی نمازوں کی گونج ایسی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی گونج ہوا کرتی ہے۔ نمازوں میں اس طرح صفیں بناتے ہیں جیسے فرشتے اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اور جنگوں میں بھی اس طرح صفیں بناتے ہیں جیسے نمازوں میں بناتے ہیں۔ جب جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو فرشتے ان کے آگے پیچھے نیزے لے کر نکلتے ہیں اور جب اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح سایہ فگن ہوتا ہے جیسے باز اپنے گھونسلے پر ہوتا ہے (اس موقع پر کعبؓ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے باز کی گھونسلے پر پھیلانے کی صورت بھی بتائی) اور یہ لوگ کسی سخت مقام پر پسپا نہیں ہوتے مگر جبریل امینؑ ان کی مدد کو آجاتے ہیں۔

ابونعیم نے (حلیہ) میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی فرمائی جو شخص احمدؐ کا منکر ہو گا میں اسے جہنم میں ڈالوں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے استفسار فرمایا۔ احمدؐ کون ہیں؟ فرمایا۔ مخلوقات میں جن سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ جن کا نام آسمان و زمین کی پیدائش سے قبل ہی

میں نے عرش پر لکھ دیا اور جنت میں اسوقت تک کوئی نہیں داخل ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ خود اور ان کی ساری امت نہ داخل ہو جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا۔ ان کے امتی کیسے لوگ ہیں؟ فرمایا۔ یہ لوگ خدا کی بہت حمد کرنے والے ہیں، ہر بلندی اور پستی پر خدا کی تعریف کرتے ہیں۔ درمیان میں تہمد باندھتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں، دن کو روزے رکھتے ہیں۔ رات کو عبادتیں کرتے ہیں۔ میں ان کے کم سے کم درجے کے اعمال بھی قبول کر لوں گا۔ اور انہیں صرف لاالٰہ الااللہ کی گواہی پر جنت میں داخل کر دوں گا۔ حضرت موسیٰؑ بولے مجھے ان لوگوں کا نبی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا ان لوگوں کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ بولے تو پھر مجھے اس نبی کا امتی بنا دیجئے۔ فرمایا وہ نبی بعد میں آئیں گے۔ البتہ تم جنت میں ان کے ساتھ رہو گے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اشعیاء نبی کی جانب وحی فرمائی۔ کہ میں ایک نبی امی بھیجوں گا جس کے ذریعے میں بہرے کانوں، بند دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھولوں گا۔ وہ نبی مکہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ کی جانب ہجرت کریں گے اور ان کی مملکت شام تک ہو گی۔ میرے اس بندے کے نام متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہوں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے مگر معاف فرمادیں گے اور درگزر کردیں گے۔ مومنوں پر بڑے رحم کرنے والے ہوں گے۔ جانوروں پر بوجھ لدا ہوا دیکھ کر اور یتیم کو بیوہ کی گود میں دیکھ کر آبدیدہ ہو جائیں گے۔ نہ ترش رو ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں۔ بازاروں میں نہیں گھومتے۔ نازیبا اور ناشائستہ باتیں نہیں فرماتے۔ اس قدر باوقار ہیں کہ اگر چراغ کے پہلو سے نکل جائیں تو اس کی لو نہ پھڑکے اور وہ طویل اور سخت میدان پر چلیں تو بھی قدموں سے آواز نہ پیدا ہو۔ آپ بشیر و نذیر ہیں۔ ہر خوبی کے لیے آمادہ، ہر پسندیدہ اخلاق سے آراستہ، وقار آپ کا لباس، نیکی آپ کا شعار، تقویٰ آپ کا ضمیر، حکمت آپ کی عقلمندی، صدق و وفا آپ کی طبیعت، عفو و بھلائی آپ کا اخلاق، انصاف آپ کی سیرت، حق آپ کی شریعت، ہدایت آپ کی راہنما، اسلام آپ کی ملت اور احمد آپ کا نام ہے۔ میں آپ کے ذریعے گمراہوں کو ہدایت اور ناواقفوں کو علم عطا کروں گا۔ اور آپ کے ذریعے سے پست لوگوں کو اٹھاؤں گا۔ غیر معروف لوگوں کو عزت دوں گا کم مایہ لوگوں کو مال کثیر دوں گا۔ ناداروں کو تونگر بناؤں گا، جدائی کے بعد ملاؤں گا۔ اور مختلف خیالات رکھنے والے لوگوں اور مختلف قوموں کو باہم ملاؤں گا اور آپ کی امت کو بہترین امت بناؤں گا۔ جو لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیں گے، برائیوں سے روکیں گے۔ مجھ پر اور میری توحید پر پکا سچا ایمان رکھیں گے۔ میرے تمام رسولوں کی کتابوں پر ایمان لائیں گے اور یہ لوگ اوقات کا خیال رکھیں گے۔ قابل مبارکباد ہیں، وہ دل، چہرے اور وہ ارواح جو میرے لیے ہو گئے۔ میں ان لوگوں کو توفیق دوں گا کہ اپنی مساجد میں، اپنی مجالس میں، اپنی خواب گاہوں میں اور اپنے ٹھکانوں میں ہر وقت میری تسبیح، تحمید، تکبیر اور توحید بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ نمازوں میں ایسے صفیں

بنائیں گے جیسے فرشتے میرے عرش کے گرد صفیں بناتے ہیں۔ یہ لوگ میرے دوست اور انصار ہیں۔ میں ان کی خاطر اپنے دشمن بت پرستوں سے انتقام لوں گا۔ یہ لوگ قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں میری نماز ادا کرتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں میری خاطر اپنا جان و مال لٹانے نکلتے ہیں۔ اور میرے راستے میں صفیں بنا کر لڑتے ہیں۔ ان کی کتاب آخری، ان کی شریعت آخری، اور ان کا دین آخری ہوگا۔ پس جو شخص اس امت کے زمانے میں ایسا آیا۔ جو ان کی کتاب پر اور ان کی شریعت اور ان کے دین پر ایمان نہ لایا۔ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میں اس سے بری ہوں۔ میں ان لوگوں کو تمام قوموں میں بہترین اور امت وسط بناؤں گا۔ اور یہ لوگوں پر روز قیامت گواہ ہوں گے ان لوگوں کی شان یہ ہے کہ جب یہ غصے ہوتے ہیں تو لاالہ الا اللہ کہتے ہیں۔ کسی بات پر ناگواری محسوس کرتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور ان میں جب کوئی نزاع پیدا ہو جاتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں۔ منہ اور ہاتھ پیروں کو دھوتے اور تہمد درمیان میں باندھتے ہیں۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے لاالہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ ان کی انجیلیں (قرآن کریم) ان کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ یہ رات کو عابد زاہد اور دن کو شیر دل کی طرح بہادر ہیں۔ ان کے مؤذن فضاؤں میں اپنی پکار بلند کرتے ہیں۔ ان کی تلاوت کی ایسی گونج ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی۔ وہ شخص شادکام ہے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین اور ان کی شریعت کو ماننے والا ہے۔ یہ میرا انعام ہے۔ میں جسے چاہوں اپنا انعام عطا کروں اور میرے انعامات کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

بیہقی حضرت ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جارود بن عبداللہ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے آپ کا تذکرہ انجیل میں پایا ہے اور حضرت عیسیٰ نے آپ کی آمد کی بشارت دی ہے۔

ابونعیم سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے کعب احبار سے پوچھا کہ آپ نبی کریم اور حضرت ابوبکر رض کے زمانے میں کیوں اسلام نہیں لائے اور اب حضرت عمر رض کے زمانے میں کیوں اسلام لائے ہیں۔ کہنے لگے۔ میرے باپ نے میرے لیے تورات کا کچھ حصہ لکھ کر مجھے دیا تھا اور یہ نصیحت کر دی تھی کہ بس اسی پر عمل پیرا رہنا۔ اور اس مہر کو نہ توڑنا۔ (میرے باپ نے اپنی باقی کتابوں پر مہر لگا دی تھی) جب اسلام آیا۔ اور تمام تر بھلائی لے کر آیا۔ تو میں نے سوچا کہ میرے باپ نے مجھ سے کوئی اہم بات چھپائی ہے۔ چنانچہ میں نے مہر توڑ ڈالی اور مجھے آسمانی کتابوں میں حضرت محمدؐ اور ان کی امت کا تذکرہ مل گیا۔ چنانچہ میں اب اسلام لے آیا۔

ابونعیم شہر بن حوشب کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ کعب نے کہا کہ ان کے باپ تورات کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے مجھ سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔ جب ان کا آخری وقت آیا تو

مجھے بلایا اور کہنے لگے۔ میں نے اپنے علم میں سے کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں رکھی۔ ہاں دو صفحات میں نے چھپا لیے تھے جن میں آنے والے نبی کا تذکرہ تھا۔ جن کی آمد کا وقت قریب آچکا ہے۔ میں نے تمہیں یہ دو صفحات اس لیے نہیں بتلائے کہ کبھی تم کسی جھوٹے نبی کے پیچھے لگ جاؤ۔ میں نے ان صفحات کو اس طاقچے میں رکھ کر اوپر سے لپائی کر دی ہے۔ تم انہیں ابھی نہ نکالنا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارا بھلا مقصود ہے اور آخری نبی ظاہر ہو گئے تو تم ان کے پیرو بن جاؤ گے ۔۔۔ پھر میرے والد مر گئے ہم نے انہیں دفنا دیا۔ اب مجھے ان دو صفحوں کے دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ چنانچہ میں نے انہیں نکال لیا اور ان میں یہ مضمون لکھا ہوا پایا۔ " محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ آپ نہ بدمزاج ہیں اور نہ سخت ہیں نہ بازاروں میں پھرتے ہیں۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں۔ معاف کرتے اور درگزر کر دیتے ہیں۔ آپ کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والی ہے۔ یہ لوگ ہر حال میں اللہ کی ثنا کرتے ہیں اور ان کے نبی کی اللہ کی جانب سے ہر حال میں مدد ہوگی، یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو دھوتے ہیں۔ اپنی کمر کے درمیان میں تہمد باندھتے ہیں۔ ان کی انجیلیں ان کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح رحم کرتے ہیں۔ جیسے ایک ماں کی اولاد میں محبت ہوتی ہے۔ یہ امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی" اس مضمون کے دیکھنے کے کچھ ہی وقت بعد مجھے خبر ملی کہ نبی کریمؐ مبعوث ہو گئے ہیں۔ میں نے تاخیر کی تاکہ اچھی طرح ثبوت مل جائے۔ پھر آپؐ کی وفات ہو گئی، اور آپؐ کے خلیفہ متعین ہو گئے اور ان کے لشکر ہم تک پہنچے میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں اس دین میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا۔ جب تک ان لوگوں کی سیرت نہ دیکھ لوں۔ اسی طرح میں تاخیر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے عمال آگئے۔ جب میں نے ان لوگوں کا وفائے عہد دیکھا اور دشمنوں کے مقابلے میں خدائی مدد دیکھی تو میں نے سمجھ لیا کہ میں انہی لوگوں کا منتظر تھا۔ ایک رات میں نے اپنے مکان کی چھت پر کسی کو یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا

(اے وہ لوگوں جنہیں کتاب دی گئی تھی۔ مان لو اس کتاب کو جو ہم نے اب نازل کی ہے اور جو اس کتاب کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔ جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی اس پر ایمان لے آؤ۔ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں۔

(الآیہ نساء - ۴۷)

میں یہ آیات سن کر اس قدر ڈرا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرا چہرہ گدی کے بل پھیر دے گا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی میں اسلام لانے کے لیے مسلمانوں کی جانب لپکا۔

اسی روایت کو ابن عساکر نے مسیب بن رافع اور دوسرے راویوں سے بھی نقل کیا ہے۔

بیہقی وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی فرمائی۔ "اے داؤدؑ تمہارے بعد ایک نبی آئیں گے جن کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ جن سے میں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اور وہ کبھی میری نافرمانی نہیں کریں گے۔ میں نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ان کی امت، اُمتِ مرحومہ ہے۔ میں نے اس امت کو وہ نوافل عطا کیے جو میں نے انبیاءؑ کو دیئے۔ ان کے ذِمّے وہ فرائض کیے جو فرائض انبیاءؑ کے ذمے تھے۔ وہ میرے پاس قیامت کے روز اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاءؑ کے نور جیسا ہوگا۔ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ ہر نماز کے لیے طہارت حاصل کیا کریں۔ اور یہ بات انبیاءؑ کے لیے بھی ضروری تھی۔ میں نے انہیں غسل جنابت کا حکم دیا جیسا کہ میں نے انبیاءؑ کو دیا تھا۔ میں نے انہیں حج اور جہاد کا بھی حکم دیا جیسا کہ حج اور جہاد کا حکم میں نے تمام انبیاءؑ کو دیا تھا۔ اے داؤد! میں نے محمدؐ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے انہیں چھ خوبیاں عنایت کی ہیں۔ جو میں نے کسی امت کو نہیں دیں۔ میں خطاء اور غلطی میں ان کی گرفت نہیں کروں گا" ـــــ اس حدیث کا باقی حصہ آگے آرہا ہے۔

طبرانی، بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر فلتان بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ آپؐ نے پوچھا تم نے تورات پڑھی ہے۔ بولا۔ جی ہاں! آپؐ نے پوچھا انجیل بھی پڑھی ہے۔ بولا۔ جی ہاں! آپؐ نے اسے قسم دلا کر پوچھا۔ کیا تم تورات اور انجیل میں میرا تذکرہ پاتے ہو۔ کہنے لگا۔ ہاں بالکل آپؐ کی عادات اور آپ کا ہو بہو سراپا ـــــ بیان ہوا ہے۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ نبی آخر ہم میں سے ظاہر ہوگا۔ جب آپ ظاہر ہو گئے تو ہمیں خدشہ ہوا کہ آپؐ ہی وہ نبی ہیں۔ مگر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ وہ نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ ہماری کتاب میں ہے کہ اس نبی کے ساتھ ستر ہزار اُمتی ایسے ہوں گے۔ جنکا حساب کتاب تک نہ ہوگا اور آپ کے ساتھ لوگوں کی بڑی معمولی سی تعداد ہے۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں میری زندگی ہے۔ میں ہی وہ نبی ہوں یہ بے حساب و کتاب بخشے جانے والے میری ہی امت کے لوگ ہیں۔ اور یہ ستر ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔

طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا۔ تو زید بن سعنہ کہنے لگے۔ نبوت کی تمام علامات میں نے پہچان لی ہیں۔ سوائے دو باتوں کے کہ نادانی پر آپؐ کی بردباری اور وقار غالب آجاتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ نادانی سرزد ہو اسی قدر آپؐ کے تحمل اور بردباری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ میں آپؐ کے تحمل اور وقار کا اندازہ لگانے کے لیے آپؐ کے بہت قریب رہنے لگا۔ پھر میں نے آپؐ سے کھجوروں کی خریداری کا معاملہ کیا اور قیمت آپؐ کو ادا کر دی۔ جب کھجوروں کی ادائیگی میں دو یا تین دن رہ گئے میں پہنچا اور آپؐ کی چادر پکڑ لی۔ اور درشتگی

سے آپؐ کی جانب دیکھ کر میں نے کہا۔ اے محمدؐ کیا میرا حق ادا نہیں کرو گے؟ تم عبدالمطلب کے سارے بیٹے ٹال مٹول کرتے ہو۔ مجھے تمہارا پہلے ہی پتا تھا۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور بولے اے دشمن خدا! تو رسول خداؐ سے اس طرح ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ اس اثنا میں آپؐ عمرؓ کی جانب بڑے وقار کے ساتھ دیکھتے رہے۔ پھر مسکرا کر فرمانے لگے۔ اے عمرؓ میں اور یہ شخص کسی اور سلوک کے مستحق ہیں۔ تم مجھے حسن ادا کی تاکید کرو۔ اور اسے اچھے مطالبے کی تلقین کرو۔ جاؤ اے عمرؓ! اس کا حق دے دو۔ اور جو تم نے اسے ڈرایا اور دھمکایا ہے اس کے بدلے بیس صاع اور دے دو —— اس پر میں نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمرؓ میں نبوت کی تمام علامات پہچان چکا تھا۔ صرف دو علامتیں رہ گئی تھیں کہ آپؐ کا تحمل نادانی پر غالب آجاتا ہے اور نادانی کی زیادتی آپؐ کے تحمل میں اضافہ کرتی ہے۔ آج میں نے ان دونوں علامات کو بھی جان لیا۔ تم گواہ رہو۔ میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔

ابن سعد زہری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے بیان کیا کہ میں نے تورات میں مذکور رسول اللہؐ کی تمام صفات کا تجربہ کر لیا۔ سوائے تحمل اور بردباری کے۔ چنانچہ میں نے کھجوریں لینے کے لیے آپ کو تیس دینار دیئے اس کے بعد وہی روایت ہے جو اوپر بیان ہوئی —— اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ —— یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمرؓ میں نے تورات میں مذکور تمام صفات آپؐ میں دیکھ لی تھیں سوائے تحمل اور بردباری کے آج میں نے آپؐ کے تحمل کا تجربہ کیا۔ تو ویسا ہی پایا۔ جیسا تورات میں مذکور ہے۔ پھر وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے اسلام لے آئے۔

ابو نعیم یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ مکہ میں ایک جھنڈا بلند ہو گا۔ اس جھنڈے والے کے ساتھ اس کا خدا اور وہ خدا کے ساتھ ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے تمام شہروں پر فتح یاب فرما دے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر موسیٰ بن یعقوب الزمعی سے روایت کرتے ہیں اور وہ غثیمہ کے غلام سے بیان کرتے ہیں۔ کہ سہل مرلس کے نصرانی تھے۔ اور یتیمی کی حالت میں اپنے چچا کے یہاں پرورش پائی تھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے انجیل پڑھنی شروع کی۔ تو اس میں دو صفحے چپکے ہوئے تھے۔ میں نے وہ صفحات علیحدہ کیے تو ان میں حضرت محمدؐ کا وصف اس طرح مذکور تھا۔ نہ آپؐ طویل ہیں اور نہ کوتاہ ہیں۔ دو مینڈھیوں والے ہیں دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ احتباء کی حالت میں زیادہ بیٹھتے ہیں۔ صدقہ قبول نہیں فرماتے۔ گدھے اور خچر پر سواری فرماتے ہیں۔ بکری کا دودھ نکال لیتے ہیں۔ پیوند لگی قمیص پہنتے ہیں۔ جو شخص ایسے کام کرتا ہے وہ تکبر سے پاک ہوتا ہے اور آپؐ یہ کام سرانجام دیتے ہیں اور آپؐ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ہیں اور آپؐ کا نام

احمدؐ ہے ـــــ میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تذکرے تک پہنچا تو میرے چچا آ گئے۔ اور میرے ہاتھ میں یہ اوراق دیکھ کر مجھے ڈانٹا اور کہا۔ کہ تو نے یہ اوراق کیوں کھولے۔ میں نے کہا اس میں احمدؐ نبی کا ذکر ہے۔ کہنے لگے وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔

بیہقی عمر بن حکم بن رافع بن سنان کے واسطے سے نقل کرتے ہیں۔ کہ مجھ سے میرے چچاؤں اور باپ دادے نے بیان کیا کہ ان کے پاس ایک تحریر تھی جو انہیں جاہلیت سے وراثت میں منتقل ہوتی آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ اسلام آ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے تو ہم یہ تحریر آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اس میں لکھا تھا:۔

"اللہ کے نام سے۔ جس کا قول حق ہے۔ اور جھوٹوں کی باتیں تباہی اور بربادی ہیں۔ آخری زمانے میں ایک ایسی امت آئے گی جو اپنے اعضاء دھوئے گی اور یہ لوگ کمر پر تہبند باندھیں گے اپنے دشمنوں کا تعاقب سمندروں میں بھی کریں گے۔ ان کی نماز ایسی ہے کہ اگر وہ نماز قوم نوح میں ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، عاد کے یہاں ہوتی تو وہ طوفانِ باد سے ختم نہ ہوتے اور قوم ثمود کے یہاں ہوتی تو وہ ہیبت ناک آواز سے تباہ نہ ہو جاتے۔"

ہم نے جب یہ تحریر آپؐ کو پڑھ کر سنائی تو آپؐ نے اس پر اظہار تعجب فرمایا۔

ابن مندہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ "میں مزامیر اور معازف (آلات موسیقی) توڑ ڈالوں" ـــــ یہ ارشاد سن کر داس بن سمعان کہنے لگے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے تورات میں بالکل اسی طرح پڑھا ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کسی شخص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس نے کہا، "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام لوگ میدان حشر میں حساب کے لیے جمع ہو گئے۔ تمام انبیاء کو بھی بلا لیا گیا۔ اور ہر نبی کی امت اپنے نبی کے ساتھ ہو گئی۔ ہر نبی کے ساتھ دو نور تھے اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ ایک ایک نور تھا۔ مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپؐ کے ایک ایک موئے مبارک اور چہرۂ انور سے اس قدر نور پھوٹا پڑتا تھا کہ تمام لوگوں کی نگاہیں آپؐ کی جانب مرکوز ہو گئی تھیں۔ اور آپؐ کے ماننے والوں میں سے ہر ایک کے ساتھ دیگر انبیاءؑ کی طرح دو دو نور تھے۔ جن کی مدد سے وہ چل رہے تھے، کعب کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کیا تم نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ کعب کہنے لگے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری زندگی ہے۔ اللہ کی کتاب میں حضرت محمدؐ اور ان کی امت

اور تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا وصف اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ گویا کہ اس شخص نے بھی یہ ساری تفصیل تورات میں پڑھی ہے۔

ابن عساکر حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "پانچ انبیاء کی آمد کی بشارت انہیں نبوت ملنے سے قبل ہی لوگوں کو سنا دی گئی"۔ چنانچہ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی بشارت دی گئی اور کہا گیا۔ "ہم نے بشارت دی اسحٰقؑ کی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔" یحییٰؑ کی خوشخبری دی گئی اور فرمایا گیا۔ "اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰؑ کی بشارت دیتے ہیں۔" عیسیٰؑ کی خوشخبری سنائی گئی اور کہا گیا۔ "اللہ تعالیٰ آپ کو کلمۃ اللہ کی بشارت دیتا ہے۔" اور حضرت محمدؐ کی خوشخبری کا اعلان ہوا اور کہا گیا۔ "اور خوش خبری سنانے والے ہیں اپنے بعد آنے والے رسول کی جن کا نام احمد ہے۔"

ابو نعیم اپنی کتاب (حلیۃ) میں وہب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کرتا رہا۔ جب مرا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر گھورے پر ڈال دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ اسے موسیٰؑ اس شخص کو نکال کر اس پر نماز پڑھو۔ موسیٰ نے عرض کی، خداوند بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ مگر یہ شخص جب تورات کھولتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر اس کی نظر پڑتی، یہ نام مبارک کو بوسہ دیتا۔ اس پر اپنی آنکھیں رکھتا اور جنابؐ پر درود بھیجتا۔ میں نے اس کی یہ عبادت قبول فرما کر اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے۔ اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دے دیں۔

ابن سعد حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ یہودیوں کی درسگاہ میں داخل ہوئے اور ان سے فرمایا۔ تم میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ کہنے لگے عبداللہ بن صوریا۔ آپؐ اسے علیحدگی میں لے گئے اور فرمایا۔ کہ "میں تجھے تیرے دین کی قسم دیتا ہوں۔ اور خدا کی ان نعمتوں کی جو اس نے تمہیں عنایت کی ہیں۔ من و سلویٰ اور بادلوں کا سایہ۔ کیا تجھے علم ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ کہنے لگا ہاں مجھے علم ہے۔ بلکہ ساری قوم آپؐ کو جانتی ہے۔ کیونکہ تورات میں آپؐ کی صفات اور خصوصیات مذکور ہیں۔ مگر یہ لوگ آپؐ سے حسد کرتے ہیں۔ فرمایا، تمہیں کیا امر مانع ہے۔ کہنے لگا "میں اپنی قوم کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔ مگر ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اسلام لے آئیں۔ پھر میں بھی اسلام قبول کر لوں گا۔"

احمد اور ابن سعد، ابو صخر عقیلی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک دیہاتی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گزرے۔ اس کا بیٹا بیمار تھا اور وہ اس کے قریب بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تورات میں

میری صفات اور میری بعثت کا تذکرہ ہے۔ اس نے اپنا سر انکار میں ہلا دیا۔ اس پر اس کا بیٹا بولا۔ مگر میں اس خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی کہ میرا باپ آپؐ کی صفات آپ کے زمانے اور آپؐ کی بعثت کو اپنی کتاب تورات میں مذکور دیکھتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے یہودی کو اس کے پاس سے اٹھا دیا۔ اس کے بعد وہ لڑکا مر گیا اور آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بیہقی نے اسی قسم کی روایت حضرت انسؓ اور ابن مسعودؓ سے نقل کی ہے۔

ابن سعد، کلبی سے، وہ ابو صالح سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یثرب کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ان سے حضرت محمدؐ کے بارے میں پوچھیں۔ چنانچہ انہوں نے جا کر کہا کہ ہم تمہارے پاس بطور مشورہ آئے ہیں۔ ہمارا ایک یتیم و حقیر لڑکا ایک بہت بڑی بات کہتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ یہودی بولے۔ اس کی کچھ صفات بتاؤ۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کے اوصاف بتائے۔ بولے۔ کن لوگوں نے اب تک اس کی اتباع کی ہے۔ بتایا، نچلے لوگوں نے۔ اس پر ایک یہودی عالم ہنسا۔ اور کہنے لگا یہی تو وہ نبی ہے جس کا وصف ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں اور جس کی قوم اس کی سب سے زیادہ دشمن ہوگی۔

حاکم، بیہقی اور ابن عساکر، حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک یہودی کے کچھ دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھے۔ اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس وقت تو میرے پاس نہیں ہیں۔ کہنے لگا میں تو اس وقت تک جانے نہ دوں گا۔ جب تک مجھے میری رقم نہ مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر میں تمہارے پاس بیٹھا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؐ تشریف فرما ہو گئے اور آپؐ نے ظہر عصر مغرب عشاء اور اگلے دن کی فجر کی نمازیں وہیں پڑھیں۔ صحابہؓ نے یہودی کو دھمکایا اور آپؐ سے عرض کی۔ رسول خدا صلعم آپؐ کو ایک یہودی نے محبوس کیا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے رب نے کہا ہے کہ میں کسی پر زیادتی نہ کروں۔ اسی طرح جب دن چڑھ گیا تو وہ یہودی ایمان لے آیا اور اپنا نصف مال اللہ کے راستے میں دے دیا۔ اور کہنے لگا قسم بخدا، میں نے یہ جو کچھ کیا۔ صرف اس لیے کیا تاکہ میں آپؐ کی تورات میں بیان کردہ صفات کا امتحان لے لوں۔ کیونکہ تورات میں آپؐ کا ذکر اس طرح ہے:۔

> "محمدؐ اللہ کے بندے ہیں۔ ان کی جائے پیدائش مکہ، جائے ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام تک وسیع ہے۔ آپؐ نہ سخت گو ہیں۔ نہ درشت مزاج اور نہ آپؐ بازاروں میں شور مچاتے ہیں۔ بری باتوں کے مرتکب نہیں ہوتے، جھوٹ نہیں بولتے۔"

ترمذیؒ روایت کرتے ہیں اور انہوں نے اس روایت کو حسن بھی قرار دیا ہے۔ کہ عبداللہ بن سلام نے

بیان کیا کہ تورات میں آپؐ کے بارے میں مذکور ہے کہ آپؐ اور عیسٰی بن مریم ساتھ ساتھ دفن کیے جائیں گے۔

ابوالشیخ اپنی تفسیر میں سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ نجاشی کے جو ساتھی ایمان لے آئے انہوں نے نجاشی سے کہا۔ ہمیں اس نبیؐ کے پاس جانے کی اجازت دو۔ جس کا تذکرہ ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ آئے۔ اسلام لائے اور جنگ احد میں شرکت کی۔

زبیر بن بکار، کعب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر جو کتاب نازل فرمائی۔ اس میں مدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اے طیبہ! طابہ! اور مسکینہ! خزانے نہ قبول کر۔ بلکہ اپنی سطح تمام شہروں کی سطح سے بلند کرلے!"

زبیر بن بکار نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ کے تورات میں چالیس نام مذکور ہیں۔

باب ۹
عیسائی اور یہودی علماء اور ان کے زاہدوں کے وہ واقعات جو آپؐ کی بعثت سے قبل پیش آئے۔

حاکم اور بیہقی، حضرت سلمانؓ فارسی کا بیان نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے واقعۂ اسلام کے بارے میں بیان فرمایا۔ کہتے ہیں۔ میں رامہرمز کا ایک یتیم تھا۔ میرا باپ کسان تھا۔ میرا باپ کسی استاد سے کچھ تعلیم بھی حاصل کیا کرتا تھا۔ میں بھی اس استاد کے ساتھ لگ گیا۔ میرا بڑا بھائی تو خود کفیل تھا۔ مگر میں بالکل تنگدست تھا۔ یہ استاد جب اپنی مجلس سے اٹھتا۔ سب سبق یاد کرنے کے لیے اٹھ جاتے اور استاد چادر لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ جب اس نے یہ کام متعدد مرتبہ کیا تو میں نے کہا۔ کہ تم اس طرح کرتے ہو، مجھے بھی ساتھ لے جایا کرو۔ لو لا تم نیچے کہیں ڈر نہ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں ڈروں گا۔ کہنے لگا اس پہاڑ پر کچھ لوگ رہتے ہیں جو ہر وقت عبادت و ریاضت اور یادِ خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم لوگ آگ کی اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ میں نے کہا مجھے ان کے پاس ضرور لے چلو۔ کہنے لگا۔ اچھا میں ان سے اجازت لے لیتا ہوں۔ بہر کیف انہوں نے اجازت دے دی اور میں اس استاد کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا۔ یہ لوگ سات یا چھ تھے۔ کثرت عبادت کی بنا پر ان کے جسموں سے جان نکل چکی تھی۔ دن کو روزہ رکھتے، راتوں کو نمازیں پڑھتے۔ درخت

کے پتے اور جو کچھ مل جاتا کھا لیتے۔ ہم جاکر ان لوگوں کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے خدا کی حمد وثنا بیان کی، گزشتہ رسولوں کا تذکرہ کیا۔ آخر میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا۔ کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اللہ نے انہیں رسول بنایا۔ اور انہیں باذن اللہ مردے کو زندہ کرنا، پرندیں روح پھونکنے، اندھے گونگے اور کوڑی کو شفاء بخشنے کے معجزات دیئے۔ کچھ لوگوں نے آپ کو مانا۔ اور کچھ نے انکار کیا۔ پھر وہ کہنے لگے "صاحبزادے! تمہارا خدا بھی ہے اور تمہیں دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ تمہارے سامنے جنت وجہنم ہے۔ جن میں سے کسی ایک میں تمہیں جانا ہے۔ یہ لوگ جو آگ کی عبادت کرتے ہیں سب کافر اور گمراہ ہیں۔ نہ خدا ان کے کاموں سے خوش ہے اور نہ ان کا کوئی دین ہے" — یہ سب باتیں سن کر ہم چلے آئے اور اگلے روز پھر پہنچے۔ انہوں نے پھر ایسی ہی اچھی اچھی باتیں بتائیں، تو میں ان کے ساتھ لگ گیا۔ وہ کہنے لگے سلمان! تم ابھی لڑکے ہو۔ جس قدر ہم عبادت کرتے ہیں تم نہیں کر سکتے۔ تم تو نماز پڑھو اور سو جاؤ۔ اور کھاؤ پیو۔ پھر بادشاہ کو ان لوگوں کی خبر پہنچی تو اس نے ان لوگوں کو نکل جانے کا حکم دے دیا۔ میں نے کہا میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ یہاں تک کہ ہم موصل پہنچ گئے۔ یہاں کے لوگوں نے ان کی بہت عزت کی۔ پھر ایک شخص ایک غار سے نکل آیا۔ اس نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ یہ لوگ اس کی بڑی تکریم کر رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے سارا قصہ سنا دیا۔ پھر اس نے میرے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے میری تعریف کی اور میرے بارے میں اسے بتایا۔ اس کے بعد اس نے خدا کی حمد وثنا کی۔ پھر تمام انبیاء کا ذکر کیا اور جو کچھ ان کے ساتھ پیش آیا وہ بھی بیان کیا۔ آخر میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کر کے ان کو نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے پابند رہو۔ خدا کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اس نصیحت کے بعد جب وہ جانے لگا۔ تو میں نے کہا میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ اس پر وہ بولا۔ اے لڑکے! تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ میں تو صرف اتوار کے روز اس غار سے باہر آتا ہوں۔ میں نے کہا کچھ بھی ہو۔ پھر میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ اور غار میں پہنچ گیا۔ اگلی اتوار تک اس نے نہ کھایا اور نہ سویا۔ صرف رکوع وسجدے میں رہا۔ جب اتوار آئی تو ہم باہر نکلے۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے پہلے کی طرح نصیحت شروع کی۔ اور پھر غار میں واپس آگیا۔ میں بھی اس کے ساتھ آگیا۔ کچھ دن یہ سلسلہ جاری رہا کہ وہ اتوار کو باہر نکلتا اور لوگوں کو نصیحتیں کرتا۔ ایک اتوار کو اس نے لوگوں سے کہا میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہڈیوں میں دم نہیں رہا اور آخری وقت قریب ہے۔ ایک مدت سے بیت المقدس کی زیارت نہیں کی اب میں وہاں جانا چاہتا ہوں — میں نے یہ سنتے ہی کہا میں بھی ساتھ ہی جاؤں گا۔ چنانچہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ اور اس نے اندر جاکر نمازیں شروع کر دیں۔ وہ مجھ سے اکثر کہا کرتا تھا — "اے سلمان! اللہ تعالیٰ احمد نامی ایک رسول بھیجنے والا ہے۔ جو تہامہ میں ظاہر ہو گا۔ اس کی نشانی یہ

ہے کہ وہ ہدیہ کھائے گا۔ مگر صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ بس اب اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ میں تو اب اس قدر بوڑھا ہو چکا ہوں کہ اس کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اگر تم اس نبی کا زمانہ پالو تو تم اس کی تصدیق کرنا اور اس کی اتباع کرنا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ مجھے تمہارا دین چھوڑنے کا حکم کرے۔ کہا۔ ہاں اگرچہ وہ میرا دین چھوڑنے کا حکم کرے۔ پھر وہ بیت المقدس سے نکلا اس کے دروازے پر ایک مجبور و لاچار شخص بیٹھا تھا، راہب نے اس سے کہا کہ مجھے اپنا ہاتھ تھماؤ اس نے اپنا ہاتھ تھما دیا۔ اس نے کہا اللہ کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ تو وہ پھرتی کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بغیر ادھر ادھر دیکھے چل پڑا۔ اس معذور نے مجھ سے کہا۔ میرے کپڑے میرے کاندھے پر رکھ دو میں بھی چلوں۔ میں نے اس کے کپڑے رکھ دیئے اور راہب کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا، تو کہتے آگے گیا ہے۔ یہاں تک کہ بنو کلب کا ایک قافلہ مل گیا۔ میں نے ان سے بھی پوچھ لیا۔ جب انہوں نے میری زبان سنی تو ایک شخص نے مجھے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا اور اپنے شہر لا کر ایک انصاری عورت کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس نے مجھے اپنے باغ میں کام پر لگا دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ تو میں باغ کی کچھ کھجوریں لے کر آپ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ کے پاس لوگ بیٹھے تھے، میں نے کھجوریں سامنے رکھ دیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا صدقہ ہے۔ اس پر آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ کھاؤ۔ مگر خود آپ نے نہیں کھایا۔ میں کچھ دیر ٹھہرا اور پھر کچھ کھجوریں لے جا کر آپ کے سامنے رکھ دیں۔ دریافت فرمایا۔ کیا ہے؟ میں نے کہا ہدیہ ہے۔ اس پر آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ خود بھی تناول فرمائیں اور ساتھیوں نے بھی کھائیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوئی۔ پھر میں گھوم کر آپ کے پیچھے آیا۔ آپ سمجھ گئے اور اپنی چادر کھسکا دی۔ اور میں نے آپ کے بائیں شانے پر مہر نبوت پالی۔ پھر میں آپ کے سامنے آ کر بیٹھا اور میں نے کلمہ پڑھا، اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا۔ ان سے محمود بن لبید نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے کہ سلمان فارسی نے بیان کیا کہ میں اہل فارس کے ایک شخص کے پاس تھا جس کی زمین میں میرا باپ کسان تھا۔ میرا باپ مجھ سے اس قدر شدید محبت کیا کرتا تھا کہ اس نے مجھے لڑکیوں کی طرح گھر میں قید کر لیا تھا۔ میں مجوسیت میں اس طرح مستغرق رہا کہ اسی آگ کا ہو رہا جو میرا باپ جلایا کرتا تھا۔ اس لیے مجھے لوگوں کے بارے میں کچھ پتا نہ تھا۔ ایک مرتبہ میرے باپ کو زمین پر کچھ کام تھا۔ اس نے مجھے بلایا اور کہا۔ بیٹے! زمین کا کچھ پتا نہیں۔ اس کی خبر لینی ضروری ہے۔ تم چلے جاؤ۔ اور لوگوں کو کام بتلا کر آ جاؤ۔ دیر نہ کرنا تم دیر کرتے ہو تو میرا خیال تمہاری جانب لگا رہتا ہے۔ چنانچہ میں زمین پر روانہ ہو گیا۔ راستے میں مجھے عیسائیوں کا کلیسا ملا۔ جب میں نے ان کی آوازیں

سنیں۔ تو میں نے کسی سے پوچھا یہاں کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا عیسائی نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں اندر جا کر دیکھنے لگا۔ مجھے یہ منظر خوشگوار معلوم ہوا اور میں غروبِ آفتاب تک وہیں بیٹھا رہا۔ میرے باپ نے لوگوں کو میری تلاش میں بھیج دیا۔ میں زمین پر تو گیا نہیں تھا۔ جب شام کو گھر پہنچا تو میرے باپ نے پوچھا: "کہاں تھے؟ میں نے نہیں کہا تھا جلدی آنا!"

میں نے کہا "میں نے عیسائیوں کو دیکھا۔ مجھے ان کی نماز اور دُعا پسند آئی۔ چنانچہ میں انہیں دیکھتا رہا۔"
میرا باپ بولا "تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین ان کے دین سے بہتر ہے۔"
میں بولا "ایسا نہیں ہو سکتا۔ انہی کا دین بہتر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے۔ اسی کو پکارتے اور اسی کی نماز پڑھتے ہیں۔ جبکہ ہم اس آگ کی پرستش کرتے ہیں جس کو ہم خود دہکاتے ہیں۔ اور جب چھوڑ دیتے ہیں تو بجھ جاتی ہے۔"

میرا باپ یہ باتیں سن کر مجھ سے خائف ہو گیا۔ اور اس نے مجھے پابہ زنجیر کر کے ڈال دیا۔ مگر میں نے عیسائیوں سے پوچھوا بھیجا کہ میں تمہارا مذہب کہاں سے حاصل کروں۔ انہوں نے بتایا۔ شام جاؤ۔ اس پر میں نے انہیں پیغام بھجوایا کہ جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے خبر کرنا۔ چنانچہ جب ان کے پاس تاجروں کا قافلہ آیا۔ تو انہوں نے مجھے مطلع کر دیا اور جب یہ تجارتی قافلہ اپنی ضروریات پوری کر کے واپس ہونے لگا، تو انہوں نے مجھے آدمی بھیج دیا۔ میں اپنی زنجیر کھول کر ان کے ساتھ ہو لیا اور شام پہنچ گیا۔ وہاں جا کر میں نے معلوم کیا کہ اس مذہب کا سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ بتایا گیا کلیسا کا پادری — میں اس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ کلیسا میں رہنا چاہتا ہوں۔ تاکہ یہاں خدا کی عبادت کروں اور تعلیم حاصل کروں۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ہے — چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ مگر وہ پادری زیادہ اچھا آدمی نہ تھا۔ لوگوں کو صدقہ اور خیرات کی نصیحتیں کرتا۔ پھر جب لوگ مال و دولت اس کے پاس لاتے تو بجائے غریبوں کو دینے کے اپنے پاس رکھ لیتا۔ مجھے یہ بات سخت ناپسند تھی۔ جب یہ پادری مر گیا اور لوگ اس کی تدفین کے لیے جمع ہوئے تو میں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص کس طرح مال اپنے پاس جمع کرتا رہا ہے۔ لوگوں نے کہا اس کی کیا دلیل ہے۔ یہ سن کر میں اس کا سارا خزانہ نکال لایا۔ جو سات مٹکے تھے جن میں سونا چاندی بھرا ہوا تھا۔ جب ان لوگوں نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو کہنے لگے ہم اسے دفن نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسے ایک لکڑی پر لٹکایا اور پتھر مارے۔ اس کے بعد وہ ایک شخص کو لائے اور اسے پادری بنا دیا۔ قسم بخدا میں نے ایسا نمازی نہیں دیکھا۔ وہ بڑا عابد و زاہد تھا اور شب و روز عبادت میں لگا رہتا تھا۔ اس لیے میں اس سے بہت محبت کرنے لگا۔ اور مسلسل اس کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔

میں نے کہا۔" اب آپ کا آخری وقت ہے ۔مجھے آپ سے حد درجہ تعلقِ خاطر رہا ہے ۔اب آپ ہی بتائیں کہ میں آپ کے بعد کس کے پاس جاؤں ؟ "

اس نے کہا کہ" موصل میں ایک شخص ہے ۔ اس کے پاس چلے جاؤ۔ اسے بھی میرے جیسا ہی پاؤ گے ۔"

غرض میں اس پادری کی وفات کے بعد موصل پہنچ گیا ۔جب میں اس نئے پادری سے ملا۔ تو اسے بھی پہلے کی طرح عابد وزاہد پایا۔میں نے اسے کہا مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے ۔تاکہ میں آپ کے پاس رہوں ۔چنانچہ میں اس کے پاس رہتا رہا ۔یہاں تک کہ اس کا بھی وقت وفات قریب آگیا۔میں نے اس سے کہا کہ اب میں کس شخص کے پاس جاؤں ۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے! نصیبین میں ایک شخص ہے ۔ وہ بھی ہماری ہی طرح ہے ۔اس کے پاس چلے جانا ۔ چنانچہ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور اسے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے ۔اس نے کہا ۔میرے بیٹے! تم میرے پاس رہو۔چنانچہ میں اس کے پاس رہتا رہا ، یہاں تک کہ اس کا بھی آخری وقت آگیا۔تو میں نے اس سے کہا کہ اب آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے ۔اس نے کہا ایک شخص سرزمین روم میں عموریہ کے مقام پر ہے ۔اس کے پاس چلے جانا ۔ وہ بھی ہم جیسا ہے ۔ بہرکیف میں اس کی وفات کے بعد عموریہ پہنچ گیا ۔ اس شخص کو بھی پہلے پادریوں جیسا عابد وزاہد پایا ۔اس کے پاس بھی رہتا رہا ۔اور کچھ کما کر بکریاں اور گائیں بھی ہوگئیں ۔مگر اس کا بھی آخری وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا ۔آپ کا آخری وقت آچکا ہے اب میں کس کے پاس جاؤں گا ؟ وہ کہنے لگا ۔

" اے بیٹے! اب کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے پاس میں تمہیں بھیج دوں ۔مگر اب ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے ۔جو حرم میں مبعوث ہوں گے ۔کھجوروں والی زمین شور میں ہجرت فرمائیں گے ۔آپ کی نبوت کی کھلی کھلی نشانیاں ہوں گی۔ شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی ، آپ ہدیہ قبول کریں گے مگر صدقہ تناول نہیں فرمائیں گے ۔ اگر تم وہاں پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ ۔کیونکہ اب ان کی بعثت کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے ۔"

اس شخص کی وفات کو کچھ ہی روز ہوئے تھے کہ بنو کلب کے کچھ عرب تاجروں کا گزر ہوا ۔میں نے ان سے کہا ۔ مجھے اپنے ساتھ سرزمین عرب لے چلو ۔ اس کے بدلے ، میں اپنے جانور تمہیں دے دوں گا ۔ میں نے انہیں اپنی بکریاں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا ۔مگر جب ہم وادی قریٰ پہنچے تو قافلے والوں نے میرے اوپر بڑی زیادتی کی اور مجھے وادی قریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا ۔میں نے جب وہاں کھجور کے درخت دیکھے تو یہی خیال کرتا رہا کہ یہی وہ سرزمین ہے جس کے بارے میں پادری نے بتایا ہے ۔ پھر بنی قریظہ کا ایک یہودی وادی قریٰ آیا ۔اور اس نے مجھے خرید لیا اور مدینہ لے آیا ۔قسم بخدا! میں نے جوں ہی مدینہ دیکھا ۔میں نے اس سرزمین کو پہچان لیا ۔ بہرحال میں غلامی کے دن گزارتا رہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ میں معبوث ہو گئے۔ مگر مجھے پتا نہ چلا۔ یہاں تک کہ نبی کریمؐ ہجرت فرما کر قبا پہنچ گئے۔ میں اپنے مالک کے باغ میں کام کر رہا تھا۔ اس کا بھتیجا میرے پاس آیا اور کہنے لگا "یہ بنی قیلہ کا ناس ہو اللہ سے ایک شخص آیا ہے۔ یہ سب قبا میں اس کے گرد جمع ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ نبی ہے" ـــــ مجھ پر یہ خبر سنتے ہی شدید کپکپی طاری ہوگئی اور اپنے مالک پر گرنے لگا اور کہنے لگا۔ یہ کیسی خبر ہے؟ میرے مالک نے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا کہ تجھے کیا، تو اپنا کام کر ـــــ میں نے کہا مجھے کچھ نہیں ہے۔ باقی میں نے ایک خبر سنی۔ تو مجھے اس کے جاننے کا شوق ہوا۔ ـــــ بہرکیف میں وہاں سے نکلا۔ مجھے میری ایک ہم وطن عورت مل گئی۔ اس کا سارا گھرانہ اسلام لا چکا تھا۔ اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا بتا دیا۔ میرے پاس کچھ کھانا تھا۔ میں وہ ساتھ لے۔ قبا آپؐ کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ میں نے عرض کیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ نیک بندے ہیں اور آپؐ کے ساتھ کچھ پردیسی ہیں۔ میرے پاس کچھ صدقے کا کھانا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لیے آپ کے پاس لے آیا۔ لیجئے کھائیے" ـــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روک کے رکھا اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ کھاؤ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایک علامت تو دیکھ لی۔ میں واپس آگیا اور نبی کریمؐ مدینہ تشریف لے آئے۔ میں نے پھر کچھ جمع کیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور آپؐ سے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ صدقہ تناول نہیں فرماتے اس لیے یہ ہدیہ لایا ہوں۔ یہ سن کر آپؐ نے بھی تناول فرمایا اور آپؐ کے ساتھیوںؓ نے بھی۔ میں نے دل میں کہا، دونوں نشانیاں دیکھ لی ہیں ـــــ پھر میں رسول اللہؐ کے پاس پہنچا۔ آپؐ ایک جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ اور آپ پر دو اونی چادریں تھیں۔ میں گھوم کر آپؐ کے پیچھے آیا تاکہ مہر نبوت دیکھ سکوں۔ میرے گھوم کر پیچھے آنے سے آپ سمجھ گئے کہ میں اس نشانی کی تلاش میں ہوں۔ جو مجھے تبلائی گئی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی چادر کھسکا دی اور میں نے مہر نبوت دیکھ لی۔ میں روتا جا رہا تھا اور مہر نبوت کو بوسے دیتا جا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا، سلمان سامنے آؤ۔ میں سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپؐ کو یہ اچھا معلوم ہوا کہ آپؐ کے ساتھی میرے واقعات سنیں۔ چنانچہ میں نے تمام واقعات سنائے۔ جب سنا چکا تو آپؐ نے فرمایا۔ سلمان تم "مکاتبت" کر لو۔ میں نے اپنے مالک سے تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ پر مکاتبت کر لی۔ اصحاب رسولؐ میں سے ہر ایک نے مجھے کھجوروں کے پودے دیئے کسی نے تیس، کسی نے بیس اور باقی لوگوں نے دس دس پودے دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان سب پودوں کے لیے گڑھے کھودلو اور کھودنے کے بعد مجھے تبلانا تاکہ میں ان پودوں کو لگاؤں۔ میں نے گڑھے کھودے۔ اس کام میں صحابہؓ نے میری مدد کی۔ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ تشریف لائے۔ ہم آپؐ کو پودے اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔ اور آپؐ انہیں گڑھوں میں رکھتے رہے اور مٹی برابر کرتے رہے۔ قسم ہے

اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم باقی رہ گئے۔ آپؐ کے پاس کسی کان سے کبوتر کے انڈے کے برابر سونا آیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ سلمان یہ لے لو، اور جو کچھ تمہارے ذمے ہے اس سے چکا دو۔ میں نے عرض کی :۔

"یارسول اللہؐ۔ اس سے میری ادائیگی کس طرح ہو گی ؟"

آپؐ نے فرمایا۔" اللہ تعالیٰ اسی سے ادا کر دے گا" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے اس میں سے چالیس اوقیہ اپنے مالکوں کو ادا کر دیئے اور اسی قدر میرے پاس بھی بچ رہے۔

ابونعیم، ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں اور وہ سلمان سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا تھا اور گاؤں کے بچوں کے ساتھ پھرا کرتا تھا۔ وہاں ایک پہاڑ تھا جس میں غار بھی تھا۔ ایک روز میں تنہا ہی ادھر نکل گیا۔ غار میں سے ایک لمبا آدمی آیا جس نے اونی کپڑے اور جوتے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے اشارے سے بلایا۔ تو میں اس کے قریب چلا گیا۔ کہنے لگا اے لڑکے حضرت عیسٰیؑ کو جانتے ہو ؟ میں نے جواب دیا : " میں نے تو کبھی نام تک نہیں سنا"

اس نے بتایا۔" عیسٰیؑ اللہ کے رسول ہیں اور جو عیسٰیؑ پر اور ان کے بعد آنے والے نبی احمدؐ پر ایمان لے آئے۔ وہ دنیا کی تکلیفوں سے آزاد ہو کر آخرت کی نعمتوں میں پہنچے گا۔"

میں نے دیکھا کہ اس شخص کے منہ سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ بس میرا دل اس کی باتوں میں اٹک گیا۔ اس نے مجھے سکھلایا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسٰیؑ بن مریم اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ کے بعد محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ موت کے بعد زندہ ہونا برحق ہے۔ اس نے مجھے نماز کا طریقہ بھی سکھلایا اور بتایا کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور قبلے کی جانب منہ کر لو تو تمہارے چاروں طرف آگ بھی دہکا ری جائے، جب بھی تم ادھر ادھر نہ دیکھو اور اگر فرض نماز میں ماں باپ بھی پکاریں تو ان کو بھی جواب نہ دو۔ ہاں اگر خدا کا رسول تمہیں پکارے تو پھر فرض نماز بھی توڑ دو۔ کیونکہ نبی جب بھی تمہیں پکارے گا وہ خدا کی وحی ہو گی۔ پھر اس نے کہا، اگر تم محمدؐ بن عبداللہ کو پاؤ، جو جبل تہامہ سے مبعوث ہوں گے۔ تو ان پر ایمان لے آنا اور انہیں میرا سلام پہنچا دینا۔ میں نے کہا ان کی کچھ خصوصیات بیان کریں۔ کہنے لگا۔ وہ نبی رحمت ہیں، ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے وہ جبل تہامہ سے مبعوث ہوں گے، اونٹ، گدھے، گھوڑے اور خچر پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام آپؐ کے یہاں برابر ہوں گے۔ رحمت آپؐ کے قلب مبارک اور تمام اعضاء میں رچی بسی ہو گی۔ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے جیسا نشان ہو گا جس کے اندر کی جانب لکھا ہو گا۔ اللہ وحدہ لاشریک لہ محمد رسول اللہ "اللہ تو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں" اور اس کے باہر کی جانب لکھا ہو گا۔ وہ جہاں چاہے جاؤ

تم کامیاب ہو"۔۔۔۔ آپ ہدیہ تناول فرمائیں گے مگر صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ آپؐ حاسد اور کینہ پرور نہیں ہیں اور نہ آپؐ کسی ذمی یا مسلمان پر کبھی کوئی زیادتی کریں گے۔

طبرانی اور ابونعیم، شرحبیل بن سمط سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے سلمانؓ فارسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب میں دین کی تلاش میں نکلا تو میں راہبوں کے پاس پہنچ گیا۔ یہ کہا کرتے تھے۔ اس زمانے میں سرزمین عرب سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ آپؐ کے شانے پر مہر نبوت ہوگی ۔۔۔ چنانچہ میں سرزمین عرب پہنچ گیا اور نبی کریمؐ کی بعثت بھی ہوگئی۔ جو باتیں راہبوں نے بتائی تھیں وہ ساری میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اور مہر نبوت بھی دیکھ لی، تو میں نے گواہی دے دی کہ خدا ایک ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

بیہقی اور ابونعیم، بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ سلمانؓ فارسی نے اس شرط پر" معاہدہ آزادی" کیا تھا کہ وہ مالک کے لیے کھجور کے پودے لگائیں گے اور سال بھر تک ان کی رکھوالی کریں گے۔ اس معاہدے کے بعد جناب نبی کریمؐ نے تمام پودے اپنے دست مبارک سے لگائے۔ سوائے ایک پودے کے جسے حضرت عمرؓ نے لگایا تھا۔ سال پورا ہونے کے بعد تمام پودوں پر پھل آ گیا۔ سوائے اس پودے کے جو حضرت عمرؓ نے لگایا تھا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس نے لگایا ہے۔ بتایا گیا عمرؓ نے۔ آپؐ نے اسے نکلوا کر اس کی جگہ اپنے دست مبارک سے پودا لگایا۔ جس میں اسی سال پھل آ گیا۔

ابن سعد اور ابونعیم، ابوعثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے مالکوں سے اس شرط پر معاہدۂ آزادی کیا تھا کہ میں ان کے پانچ سو پودے لگاؤں گا۔ اور جب وہ سب پھل دینے لگیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ اس معاہدے کے بعد نبی کریمؐ تشریف لائے اور آپؐ نے سارے پودے اپنے دست مبارک سے لگائے سوائے ایک پودے کے جسے میں نے لگایا تھا۔ آپؐ کے لگائے ہوئے تمام پودوں پر پھل آ گیا۔ مگر میرے لگائے ہوئے پودے پر پھل نہیں آیا۔

حاکم اور بیہقی، ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ مجھے نبی کریمؐ نے اس قدر سونا دیا تھا۔ (اس موقعہ پر سلمانؓ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو ملا کر روپے کے بقدر گولائی بتائی) اور بتایا کہ اگر یہ سونا ایک پلڑے میں رکھا جاتا اور احد پہاڑ دوسرے پلڑے میں تو یہ سونا بھاری ہو جاتا۔

ایک دوسری روایت میں احمد اور بیہقی نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ نبی کریمؐ نے جب مجھے سونا دیا اور یہ فرمایا کہ اپنا قرضہ اس سے چکا دو۔ تو میں نے عرض کی۔ اس میں سے کہاں پورا ہوگا۔ اس پر آپؐ نے اسے زبان مبارک پر لگایا اور مجھے دے دیا اور فرمایا۔ جاؤ اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض اتار دے گا چنانچہ میں اسے اپنے مالکوں کے پاس لے کر گیا۔ اس میں سے چالیس اوقیہ انہیں ادا کر دیئے۔

ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عاصم بن عمر و بن قتادہ نے اس شخص سے سنا جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے سنا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے سلمان فارسیؓ نے بیان کیا۔ کہ عموریہ کے پادری کا جب وقت وفات قریب آیا تو اس نے سلمانؓ سے کہا" کہ سرزمین شام کے دونوں نخلستانوں میں پہنچ جاؤ۔ کیونکہ وہاں ہر سال ایک شخص ایک نخلستان سے دوسرے نخلستان کی جانب جاتا ہے۔ راستے میں مریضوں کے لیے دعا کرتا جاتا ہے اور وہ شفا پا جاتے ہیں۔ اس شخص سے اس دین کے بارے میں پوچھنا جس کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہے ہو۔"

چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ ایک سال وہاں رہا۔ جب وہ نکلا تو میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا:۔

"خدا تیرے اوپر رحم کرے! ابراہیمؑ کا دین حنیف کون سا ہے؟

اس نے جواب دیا۔ " ایک نبی کی آمد آمد ہے۔ جو اس گھر اور اس حرم سے مبعوث ہوگا۔ وہی اس دین حنیف کا احیاء کرے گا۔"

جب حضرت سلمانؓ نے اس واقعے کا ذکر نبی کریمؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا:۔

" اے سلمان! اگر تم سچ جانو۔ تو تم نے عیسٰیؑ کو دیکھا ہے۔" (سہیلی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند منقطوع ہے اور ایک راوی مجہول ہے۔)

ابن اسحاق اور بیہقی نقل کرتے ہیں کہ عاصم بن عمر و بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اہل عرب میں کوئی بھی رسول اللہؐ کے حالات ہم سے بہتر نہیں جانتا۔ ہمارے ساتھ یہودی رہتے تھے جو اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست تھے۔ ان کو ہماری کوئی بات بری لگتی تو کہا کرتے کہ ایک نبی کی آمد آمد ہے ہم اس کی پیروی کریں گے اور تمہیں عاد و ثمود کی طرح تباہ کر ڈالیں گے۔ مگر جب خدا نے نبی پاکؐ کو بھیجا تو ہم ایمان لے آئے اور وہ بدستور کفر پر جمے رہے۔ اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (۲:۸۹) اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح مانگا کرتے تھے۔"

بیہقی اور ابونعیم علی ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ" اے اللہ اس (آخری) نبی کو ہمارے درمیان مبعوث فرما تاکہ وہ ہمارے درمیان اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔"

حاکم اور بیہقی، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب قبیلہ غطفان اور خیبر کے یہودیوں میں مقابلہ ہوا۔ تو یہودی ہار گئے۔ اس پر دعائیں مانگنے لگے۔ " اے اللہ ہم تجھ سے اس نبی امی محمدؐ کے حوالے سے درخواست کرتے ہیں۔ جس کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ تو اس نبی کو ہمارے درمیان مبعوث فرما۔ اور ہمیں فتح دے۔ جب دوبارہ مقابلہ ہوا۔ تو قبیلہ غطفان شکست کھا گیا! اور یہودیوں کو فتح ہوئی۔ مگر جب نبی کریمؐ

مبعوث ہوئے۔ تو یہودی بدستور کفر پر ڈٹے رہے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ .

ابن اسحاق، احمد، بخاری، حاکم، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم، محمود بن لبید سے بیان کرتے ہیں اور وہ سلمہ بن سلامۃ بن وقش سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں ایک یہودی تھا۔ ایک مرتبہ وہ بنی عبد اشہل کی مجلس میں آیا اور مرنے کے بعد زندہ ہونے، قیامت، جنت، دوزخ، حساب اور میزان کا ذکر کرنے لگا۔ وہ ان باتوں کا تذکرہ نبی کریمؐ کی بعثت سے قبل بت پرستوں سے کر رہا تھا۔ اور بت پرست مرنے کے بعد زندہ ہونے کے قائل نہیں تھے۔ چنانچہ اس کی باتیں کو سن کر لوگ کہنے لگے کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ کہ لوگ مرنے کے بعد زندہ ہوں۔ اور اپنے اعمال کے مطابق جنت اور جہنم میں داخل کیے جائیں؟ کہنے لگا۔ ہاں۔ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ اگر تم اپنے گھروں میں بہت بڑی آگ دہکا کر مجھے اس میں دھکیل دو اور پھر میری راکھ مٹی میں ملا دو۔ پھر بھی میں کل کو زندہ ہو جاؤں گا۔

لوگوں نے پوچھا " اچھا کوئی نشانی بیان کرو۔"

کہنے لگا۔ ملک کی اس سمت سے ایک نبی مبعوث ہوگا! اور اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا۔

لوگوں نے پوچھا۔" یہ نبی کب آئیں گے ؟ "

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا اور میں حاضرین میں سب سے کم عمر تھا ـــــ کہ اگر اس نوجوان کی عمر پوری ہوئی تو یہ ضرور اسے پالے گا۔

اس واقعے کے بعد چند دن ہی گزرے تھے کہ نبی کریمؐ مبعوث ہو گئے۔ وہ یہودی بھی ابھی زندہ تھا۔ ہم تو ایمان لے آئے۔ مگر وہ سرکشی اور عناد کی بناء پر کفر پر جما رہا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تو تو ایسا ایسا کہا کرتا تھا۔ کہنے لگا۔ وہ ان کے بارے میں نہیں تھا۔

بیہقی، طبرانی، ابو نعیم اور خرائطی، خلیفہ بن عبدۃ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے سوال کیا۔ دورِ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیوں کر رکھا۔ کہنے لگا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ بنی تمیم کے چار اشخاص شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ میں، سفیان بن مجاشع، یزید بن عمر اور اسامہ بن مالک۔ شام پہنچ کر ہم ایک تالاب پر رک گئے۔ جس پر درخت لگے تھے ایک راہب آیا، اور کہنے لگا :۔ تم لوگ کون ہو ؟

ہم نے کہا۔ ہم قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس نے کہا تم میں سے عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا۔ جلدی جاؤ۔ اور اس سے ہدایت حاصل کرو۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں۔

ہم نے کہا۔" اس کا نام کیا ہے ؟"
بتایا کہ" اس کا نام محمدؐ ہے ۔"
جب ہم گھر پہنچے تو ہم سب کے لڑکے ہوئے اور سب نے اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھ دیا ۔

ابن سعد، سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ عرب، کاہنوں اور اہلِ کتاب سے محمدؐ نامی نبی کی آمد کے بارے میں سنا کرتے تھے۔ جس نے بھی یہ بات سنی نبوّت کی آرزو میں اپنے لڑکے کا نام محمد رکھ دیا۔

ابن سعد، قتادہ بن سکن عرفی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ بنو تمیم میں ایک شخص کا نام محمد بن سفیان بن مجاشع تھا۔ کیونکہ ایک پادری نے اس کے باپ کو بتلا دیا تھا کہ اہلِ عرب میں ایک نبی محمدؐ نامی ہوگا۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھ دیا۔

بیہقی، مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے باپ ابو سفیان بن حرب نے بیان کیا کہ میں اور امیہ بن ابی صلت شام گئے۔ وہاں نصرانیوں کی ایک بستی سے گزر ہوا۔ ان نصرانیوں نے جب امیہ کو دیکھا، تو اس کی بڑی عزّت و تکریم کی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگے۔ امیہ نے مجھ سے کہا تم بھی چلو۔ میں نے کہا۔ میں نہیں جاتا ____ چنانچہ وہ ان لوگوں کے ساتھ چلا گیا۔ جب واپس آیا۔ تو مجھ سے کہنے لگا کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ کہنے لگا۔ جس شخص کو کتاب مقدس کا علم ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ میں نے کہا۔ شاید میں ہی ہوں۔ اس نے کہا۔ نہیں وہ تم میں سے نہیں ہے۔ وہ اہلِ مکہ میں سے ہوگا۔ میں نے پوچھا۔ اس کا نسب کیا ہے ؟ بتایا کہ اپنی قوم کے متوسط لوگوں میں سے ہوگا۔ اور اس کے ظہور کی نشانی یہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے شام میں آٹھ مرتبہ زلزلہ آچکا ہے۔ اب ایک اور مرتبہ زلزلہ آئے گا جس میں اہلِ شام کے لیے بڑی مصیبت اور پریشانی ہوگی۔

جب ہم گھاٹی تک پہنچے، تو ایک سوار آیا۔ ہم نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو۔ بتایا۔ شام سے۔ ہم نے پوچھا۔ وہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ کہنے لگا۔ ہاں۔ شام میں ایسا زلزلہ آیا جس سے اہلِ شام بڑی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

ابو نعیم، کعب اور وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ بخت نصر نے ایک بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا۔ مگر جب بیدار ہوا تو بھول گیا۔ اس نے اپنے جادوگروں اور کاہنوں کو بلایا۔ اور ان کو بتلایا کہ اس خواب سے اسے کس قدر پریشانی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا ہمیں خواب سناؤ۔ اس نے کہا۔ میں تو بھول گیا۔ اس پر کاہن اور جادوگر کہنے لگے۔ پھر ہم کیا بتا سکتے ہیں۔ بخت نصر نے دانیال کو بلوایا اور اس سے

اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ دانیال نے اس کو سارا خواب سنا دیا۔ اور بتایا کہ تو نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا بت ہے۔ جس کی دونوں ٹانگیں زمین پر ہیں اور سر آسمان پر ہے۔ اس کا اوپر کا حصہ سونے کا، درمیانی چاندی کا اور نچلا تانبے کا ہے۔ اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور پیر مٹی کے ہیں۔ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اس کی خولصورتی اور بناوٹ پر تعجب کر رہے ہو۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر مارا جس سے سارا بت ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور اس کا سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور مٹی سب آپس میں مل گئے اور تم سوچنے لگے کہ اب تمام انسان اور جن مل کر بھی ان اجزا کو علیحدہ علیحدہ نہیں کر سکتے اور اگر ہوا چلے تو یہ سارے ذرے اڑ جائیں۔ پھر جو پتھر آسمان سے آیا تھا وہ بڑا ہونے لگا اور پھیلنے لگا اور اس سے ساری زمین چھپ گئی اور سوائے آسمان اور اس پتھر کے اور کچھ باقی نہ رہا ——— یہ سن کر بخت نصر بولا۔ ہاں میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ اب اس کی تعبیر بتاؤ۔ دانیال نے بتایا کہ بت سے مطلب دنیا کی تمام قومیں ہیں اور جو پتھر آسمان سے آیا وہ اللہ کا دین ہے جو آخر زمانے میں پھیلے گا اور جس کو لے کر سرزمین عرب سے ایک نبی امی اٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس دین سے تمام دنیا کی اقوام کو اس طرح توڑ پھوڑ دے گا جس طرح یہ بت پاش پاش ہو گیا اور اس دین کو اللہ تعالیٰ اس طرح ساری دنیا پر غالب فرما دے گا جس طرح یہ پتھر ساری زمین پر چھا گیا۔

ابن عساکر اپنی تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور زید بن عمرو بن نفیل بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ امیہ بن ابی صلت وہاں سے گزرا اور بولا، جس نبی کا انتظار ہے۔ وہ تم میں سے ہے۔ یا ہم میں سے یا اہل فلسطین میں سے ہے؟ زید بن عمرو نے کہا:۔ "مجھے نہیں معلوم کہ کوئی نبی بھی مبعوث ہوگا" ——— یہ گفتگو سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچا اور انہیں تمام گفتگو سنائی۔ وہ کہنے لگے:۔

"ہاں اے بھتیجے! ہمیں اہل کتاب اور علماء نے بتایا ہے کہ یہ نبی جس کا انتظار ہے۔ یہ عربوں کے متوسط نسب میں سے ہوگا۔ مجھے نسب کا علم ہے۔ تمہاری قوم اہل عرب میں متوسط نسب والی ہے۔"

میں نے کہا۔ "چچا جان! یہ نبی کیا بتائے گا؟"

کہنے لگے۔ "وہی کچھ بتائے گا۔ جو اسے کہا جائے گا۔ مگر یہ کہ نہ وہ خود ظلم کرے گا اور نہ اس پر ظلم کیا جائے گا۔"

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ کی بعثت ہوئی۔ تو میں نے آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لے آیا۔

طیالسی، بیہقی اور ابونعیم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور

ورقہ بن نوفل دین کی تلاش میں نکلے۔ اور موصل کے ایک راہب کے پاس پہنچ گئے۔ راہب نے زید سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو؟"

بولے۔ "حضرت ابراہیم کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے!"

پوچھا، کیا مقصد ہے؟"

بتایا، "دین کی تلاش میں ہیں"

راہب نے کہا۔ "وطن واپس جاؤ۔ جس دین کی تم تلاش میں ہو وہ خود تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوگا۔"

ابویعلی، بغوی، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم، اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ زید بن حارثہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبیؐ کی زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ چچا جان! لوگ آپ کے دشمن کیوں ہو گئے؟

کہنے لگے "قسم بخدا۔ میری جانب سے کوئی بات نہیں سوائے اس کے کہ میں انہیں گمراہ سمجھتا تھا۔ اس لیے میں دین کی تلاش میں نکلا۔ میں جزیرے کے ایک شیخ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنی آمد کی وجہ بیان کی۔ اس نے کہا۔ کس قوم سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا۔ اہلِ بیت اللہ سے ہوں۔ اس پر اس نے کہا تمہاری سرزمین سے ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ جا کر اس کی تصدیق کر دو اور اس پر ایمان لاؤ۔ میں واپس آیا۔ تو مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہوا۔" زید بن حارثہ کہتے ہیں کہ زید بن عمرو کا نبی کریم کو نبوّت ملنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا۔

ابن سعد اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملا۔ جس وقت وہ مکّہ سے حرا جا رہے تھے اور ان میں اور ان کی قوم کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تھی کیونکہ زید بن عمرو لوگوں سے اختلاف کرتے تھے اور ان کے بتوں سے علیحدہ رہتے تھے۔ زید کہنے لگے "اے عامر! میں نے اپنی قوم کی مخالفت کر کے دین ابراہیمی کی اتباع کی ہے۔ مجھے ایک نبی کا انتظار ہے جو حضرت اسمٰعیلؑ اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ میں شاید انہیں نہیں پا سکوں گا۔ میں ابھی ان پر ایمان لاتا ہوں۔ ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں — اگر تم زیادہ دن زندہ رہو اور ان نبی کو ملو۔ تو میری جانب سے انہیں سلام کہنا — اے عامر! میں تمہیں ان کی کچھ خصوصیات بھی بتاتا ہوں، تاکہ تم بخوبی پہچان سکو۔ وہ نہ کوتاہ قد ہوں گے اور نہ لمبے ہوں گے۔ نہ بال زیادہ ہوں گے اور نہ کم ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرخی لیے ہوئے ہوں گی۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوّت ہوگی۔ اور ان کا نام احمد ہوگا۔ یہ شہر ان کی جائے پیدائش اور جائے نبوّت ہے۔ مگر ان کی قوم ان کو شہر سے نکال دے گی کیونکہ وہ ان کی باتوں

کو ناپسند کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ یثرب ہجرت کر جائیں گے اور وہاں انہیں غلبہ حاصل ہوگا۔ تم ان کے بارے میں قطعاً فریب میں نہ آنا۔ میں سارے ملک میں دین ابراہیم کی تلاش میں پھرا ہوں اور جس یہودی، نصرانی اور مجوسی سے میں نے پوچھا۔ اس نے یہی خصوصیات بتائیں۔ جو میں نے بیان کی ہیں اور انہوں نے بتایا کہ اب اس نبی کے سوا اور کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

عامر کہتے ہیں کہ جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تو میں نے آپؐ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپؐ نے تین مرتبہ زید بن عمرو کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں اسے جنت میں اپنی چادر پھیلاتے دیکھ رہا ہوں۔

ابن سعد شعبی سے اور وہ عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ زید بن عمرو بن نفیل نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ میں بتوں کی پرستش اور یہودیت اور نصرانیت سب کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس پر وہ راہب بولا۔ تم اصل میں دین ابراہیمؑ کی تلاش میں ہو۔ اے مکہ والوں کے بھائی! جس دین کی تم تلاش میں ہو وہ تو آج موجود نہیں ہے۔ تمہارے اپنے شہر میں سچائی ظاہر ہوگی اور تمہاری قوم میں اور تمہارے شہر میں ایک نبی آئے گا جو دین ابراہیمؑ لے کر آئے گا اور جو خدا کے یہاں سب سے مکرم بندہ ہوگا۔

ابونعیم، ابوامامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبسہ سلمی نے بیان کیا کہ میں جاہلیت میں اپنی قوم کے خداوندان باطل کو چھوڑ چکا تھا۔ میری ملاقات اہل کتاب میں سے ایک شخص سے ہوئی۔ میں نے اس سے بہتر دین کے بارے میں پوچھا۔ وہ بتانے لگا کہ مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی قوم کے بتوں سے گریزاں ہوگا۔ وہی بہتر دین لے کر آئے گا۔ جب اس کے بارے میں سنو تو اس کی اتباع کرو۔ اس کے بعد میں مکہ آیا اور وہاں لوگوں سے معلوم کیا کہ کیا کوئی واقعہ پیش آیا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر مکہ سے آنے والے قافلوں سے مل کر ان سے پوچھتا رہا کہ مکہ میں کوئی واقعہ پیش آیا۔ وہ نفی میں جواب دیتے رہے۔ ایک مرتبہ میں اسی طرح راہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے پوچھا:-

"کہاں سے آئے ہو؟"

بولا۔ "مکہ سے"

میں نے کہا۔ "وہاں کی کوئی خبر ہے؟"

بولا۔ "ہاں! ایک شخص اپنی قوم کے بتوں سے برگشتہ ہو کر کسی اور خدا کی جانب بلاتا ہے۔" میں نے کہا یہ وہی ہیں جن کی مجھے تلاش ہے چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور کو موجود پایا۔ میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا نبی ہوں۔ میں نے کہا، نبی کیا ہوتا ہے۔ فرمایا رسول

میں نے کہا۔ آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ فرمایا۔ اللہ نے۔ میں نے کہا۔ کیا پیغام دیا ہے؟ فرمایا" صلہ رحمی کی جائے۔ جانوں کی حفاظت کی جائے۔ راستے پرامن بنائے جائیں۔ بتوں کو توڑا جائے۔ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔"

میں نے کہا" آپ کس قدر اچھی باتیں لاتے ہیں۔ میں آپ پر ایمان لاتا اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں، آپ کی کیا رائے ہے؟"

فرمایا، تم لوگوں کی مخالفت دیکھ رہے ہو۔ ابھی اپنے گھر والوں کے پاس ہی جاکر رہو۔ جب تم سنو کہ مجھے کشادگی میسر آگئی ہے تو تم میری اتباع کرنا۔ چنانچہ جب میں نے سنا کہ آپ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ (ابن سعد نے اس روایت کو شہر بن حوشب سے نقل کیا ہے)

ابو نعیم اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر بخت نصر کی جانب سے جو تباہی اور بربادی آئی۔ اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے۔ ان کی کتاب میں محمد رسول اللہؐ کی صفات کا بیان تھا۔ اور یہ بھی کہ وہ عرب کی کسی کھجوروں والی بستی میں پیدا ہوں گے۔ چنانچہ جب وہ شام سے چلے۔ تو شام اور یمن کے درمیان ہر عرب کی بستی پر یہ گمان کرتے کہ یہ یثرب کی طرح ہے اور وہاں ان کی ایک جماعت فروکش ہو جاتی۔ یہ سب اس بات کے منتظر تھے کہ حضرت محمدؐ سے ملاقات کریں اور ان کی اتباع کریں۔ بنی ہارون کے جن لوگوں کے پاس تورات تھی۔ ان میں سے ایک جماعت یثرب میں اتر گئی۔ ان لوگوں کا اس بات پر ایمان تھا کہ حضرت محمدؐ تشریف لانے والے ہیں۔ اور یہ اپنی اولاد کو آپؐ کی پیروی پر آمادہ کیا کرتے تھے۔ مگر ان کی اولاد نے جب آپؐ کا زمانہ پایا۔ تو آپؐ کو خوب اچھی طرح جاننے کے باوجود کفر پر ڈٹے رہے۔

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا کہ میں سات سال کا تھا اور اپنے گھر میں تھا میں جو دیکھتا یاد رکھتا۔ اور جو سنتا ذہن نشین رکھتا۔ ایک مرتبہ ہمارے پاس ثابت بن ضحاک نامی ایک نوجوان آیا۔ اور وہ سنانے لگا کہ بنو قریظہ کا ایک یہودی مجھ سے جھگڑ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے۔ وہ ایسی ہی کتاب لائے گا جیسی کتاب ہمارے پاس ہے، وہ تم سب کو عاد کی طرح تباہ کر دے گا۔ حسان کہتے ہیں کہ میں نے سحر کی بناء پر ایسا محسوس کیا کہ جیسے میں خوب صورت محلوں کے اوپر ہوں اور میں نے ایک آواز سنی۔ ایک یہودی مدینہ کی بلندیوں پر چڑھا ہوا تھا۔ اس کے پاس آگ روشن تھی۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور پوچھا۔ کیا کہتے ہو۔ کہنے لگا۔ ستارۂ احمدؐ طلوع ہو چکا ہے۔ یہ ستارہ ہے۔ یہ اسی وقت طلوع ہوتا ہے۔ جب کسی نبی کی آمد ہوتی ہے اور احمدؐ کے سوا اب کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ لوگ یہ سن کر ہنسنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ (حضرت حسانؓ نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔ ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال

اسلام آیا)

واقدی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حولصیہ بن مسعود نے بیان کیا۔ کہ ہمارے درمیان جو یہودی رہتے تھے۔ وہ اکثر ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکہ میں مبعوث ہوگا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا اور ان کے سوا اب کوئی نبی باقی نہیں رہا ہے اور ہماری کتاب میں ان کی یہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں ــــ حولصیہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا ذہن نشین کرلیتا۔ ایک مرتبہ میں نے بنی عبدالاشہل کی جانب سے ایک چیخ سنی۔ جس پر میری قوم کے لوگ گھبرا گئے اور ڈر گئے۔ کہ پتا نہیں کیا بات ہے۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔ تو ہم نے اس آواز کو سنا اور سمجھا۔ وہ کہہ رہا تھا! اے اہل یثرب! یہ ستارۂ احمد ہے اور وہ پیدا ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ بات سن کر تعجب ہوا۔ پھر ایک زمانہ گزر گیا۔ ہم یہ بات بھول بھی گئے۔ ہماری قوم کے بہت سے لوگ مر گئے اور ننھے لوگ جوان ہو گئے۔ میں خود بھی جوان ہو گیا کہ میں نے پھر ایسی ہی ایک آواز سنی! اے اہل یثرب! محمدؐ ظاہر ہو گئے۔ انہیں نبوت بھی مل گئی اور ان کے پاس جبریل امینؑ بھی آ گئے۔ جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا کرتے تھے۔ کچھ ہی دنوں بعد مکہ سے خبر آ گئی کہ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگ اسلام لے آئے اور کچھ پیچھے رہ گئے۔ اور میں اس وقت اسلام لایا جب آپؐ مدینہ تشریف لائے۔

ابن سعد اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہودی آپؐ کی بعثت سے قبل آپؐ کی صفات بتایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ آپؐ مدینہ ہجرت کریں گے جب آپؐ کی ولادت ہوئی۔ یہودیوں کے عالم کہنے لگے۔ اس رات احمدؐ پیدا ہوئے ہیں اور یہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی۔ اس وقت بھی کہنے لگے کہ آپؐ کو نبوت عطا ہو گئی ہے۔ یہودی آپؐ کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ آپؐ کا اقرار کرتے اور آپؐ کی صفات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن سعد، ابو نعیم اور ابن عساکر نقل کرتے ہیں کہ ابو نخلہ نے بیان کیا کہ بنی قریظہ کے یہود آپؐ کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پڑھتے۔ اپنی اولاد کو آپؐ کی صفات بتاتے۔ آپؐ کا نام بتاتے اور یہ کہ آپؐ مدینہ ہجرت کریں گے۔ مگر جب آپؐ تشریف لائے تو آپؐ سے حسد کیا اور آپؐ کا انکار کیا۔

ابو نعیم، ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد مالک بن سنان سے سنا ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ بنو عبدالاشہل کے پاس گیا تاکہ ان سے باتیں کروں۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو یہ کہتے سنا کہ ایک نبی کا زمانہ قریب ہے۔ ان کا نام احمد ہے۔ جو حرم سے ظاہر ہوں گے، کسی نے کہا ان کی کیا خصوصیات ہیں۔ بتایا کہ آپ نہ پستہ قد ہوں گے اور نہ زیادہ لمبے۔ آپ کی آنکھیں سرخی لیے ہوئے ہوں گی۔ عمامہ پہنیں گے۔ گدھے پر سواری کریں گے۔ تلوار آپ کے شانے پر ہو گی۔ اس شہر میں ہجرت کر کے آئیں گے ــــ میں اس بات پر تعجب کرتا ہوا اپنی قوم بنی خدرہ میں آ گیا۔ مگر میری قوم

کا ایک شخص کہنے لگا۔ صرف یوشع ہی یہ بات نہیں کہتا بلکہ سارے یثرب کے یہودی یہی کہتے ہیں۔ یہ سن کر میں بنو قریظہ کی ایک جماعت کے پاس آیا۔ وہاں بھی آپؐ ہی کا تذکرہ تھا۔ اور زبیر بن باطا کہہ رہا تھا۔" وہ لال ستارہ نکل آیا ہے۔ جو صرف کسی نبی کی آمد پر نکلا کرتا ہے اور اب احمدؐ کے سوا کوئی نبی باقی نہیں ہے اور یہی ان کی ہجرت گاہ ہے۔"

ابونعیم، محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں۔ وہ محمد بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ بنی عبدالاشہل میں ایک یوشع نامی یہودی تھا۔ جب میں بچہ تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے۔ وہ اس گھر میں مبعوث ہوگا۔ ہاتھ سے اشارہ مکہ کی جانب کرتا ــــ جو شخص اسے پائے اس کی تصدیق کرے۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ہم اسلام لے آئے۔ مگر وہ اپنی سرکشی اور حسد کی بناء پر اسلام نہیں لایا۔

ابونعیم، عبداللہ بن سلام سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تبع اس وقت تک نہیں مرا۔ جب تک اس نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق نہیں کی۔ کیونکہ یثرب کے یہودی آپؐ کی خبریں بیان کیا کرتے تھے۔

ابن سعد، عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں اور وہ ابی بن کعب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تبع مدینہ آیا تو وادی قناۃ میں ٹھہر گیا۔ اور یہودی عالموں کو کہلا کر بھیجا کہ میں اس بستی کو خراب کرنے والا ہوں۔ شامون یہودیوں میں بہت بڑا عالم تھا، اس نے کہا:۔

" اے بادشاہ" یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسمٰعیلؑ کے نبی ہجرت کریں گے۔ جو مکہ میں پیدا ہوں گے۔ جن کا نام احمدؐ ہوگا اور جن کی یہ ہجرت گاہ ہے اور جس جگہ تم ٹھہرے ہوئے ہو ان کے ساتھیوں اور ان کے دشمنوں میں کافی کشت و خون ہوگا۔"

تبع نے کہا۔" ان سے جنگ کون کرے گا؟"

شامون نے جواب دیا:۔" ان کی قوم ان سے جنگ کرے گی۔"

تبع نے پوچھا:۔" ان کی قبر کہاں ہوگی؟"

شامون نے کہا:۔" اسی شہر میں"۔ اس نے پوچھا:" جنگ میں شکست کس کو ہوگی؟" بتایا:" کبھی فتح ہوگی اور کبھی شکست۔ اور جس میدان میں تو ہے۔ اس میں شکست ہوگی اور ان کے ساتھی اس قدر مارے جائینگے کہ اس قدر کہیں نہیں مرے ہوں گے۔ پھر انجام کار انہیں کامیابی ہو جائے گی۔ اور ان کو غلبہ ہوگا۔ تو کوئی مقابلہ نہ کرے گا۔"

اس نے پوچھا، ان کی صفات کیا ہیں؟"۔ شامون نے بتایا: کہ" وہ آپ نہ طویل ہوں گے نہ کوتاہ، آپ کی آنکھیں سرخی لیئے ہوئے ہوں گی، آپ گدھے پر سواری کریں گے۔ عمامہ باندھیں گے، تلوار آپ کے شانے

پر ہوگی، یہ پروا نہیں کریں گے کہ کس سے مقابل ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو غلبہ ہو جائے گا۔"

ابن سعد، عبدالحمید بن جعفر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہودیوں میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے باپ نے ایک کتاب مجھ سے چھپائی ہوئی تھی۔ جب وہ مجھے ملی تو اس میں احمدؐ نبی کا ذکر تھا جو مکہ میں ظاہر ہوگا۔ اس کی یہ صفات ہوں گی۔ زبیر نے یہ باتیں اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی تھیں اور اس وقت تک آپ کی بعثت نہیں ہوئی تھی۔ تھوڑے ہی دن بعد اس نے سنا کہ نبی کریمؐ مکہ میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ اس نے یہ خبر سن کر اپنی کتاب میں سے آپؐ کا ذکر مٹا دیا اور کہنے لگا یہ ذکر آپؐ کے بارے میں نہیں ہے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ثابت نے بیان کیا کہ بنو قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی عالم نبی کریمؐ کی صفات بیان کیا کرتے تھے۔ جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ نبی کی پیدائش کا ستارہ ہے اور یہ آخری نبی ہیں، جن کا نام احمد ہے اور جو یثرب کی جانب ہجرت کریں گے۔ مگر جب نبی کریمؐ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا، سرکش ہو گئے اور آپؐ سے حسد کرنے لگے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ زیاد بن لبید نے بیان کیا کہ انہوں نے مدینہ کے ٹیلوں پر یہ آواز سنی: "اے اہل یثرب! بنی اسرائیل میں سے نبوت ختم ہو گئی۔ یہ ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اب آخری نبی احمد پیدا ہوں گے۔ جو یثرب کی جانب ہجرت کریں گے۔"

ابن سعد اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ابوعامر نامی راہب اوس و خزرج کے یہودیوں میں سب سے زیادہ آپؐ کی صفات بیان کیا کرتا تھا۔ وہ یہودیوں کے پاس جاتا اور ان سے دین کے بارے میں پوچھتا۔ تو وہ آپؐ کی صفات بتلاتے اور یہ بتاتے کہ مدینہ آپ کی ہجرت گاہ ہے۔ پھر وہ تیماء کے یہودیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی یہی بتلایا۔ پھر وہ شام پہنچا اور عیسائیوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی آپؐ کی خصوصیات بتائیں اور بتایا کہ یثرب آپؐ کی ہجرت گاہ ہے۔ شام سے ابوعامر جب واپس آیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ دین حنیفی کا پیرو ہے۔ اونی کپڑے پہن لیے اور رہبانیت اختیار کر لی اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہے۔ مگر جب مکہ میں رسول اللہؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تو وہ مکہ نہیں آیا بلکہ اپنی حالت پر برقرار رہا۔ اور جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو اس نے آپؐ سے حسد کیا اور سرکشی اور منافقت کی روش اختیار کر لی۔ آپؐ کے پاس آ کر کہنے لگا:-

"آپؐ کون سا دین لے کر معبوث ہوئے ہیں؟"

آپؐ نے فرمایا "میں حنفیت لے کر آیا ہوں۔" بولا: "آپؐ نے اس میں آمیزش کر لی ہے۔"

آپؐ نے فرمایا :۔" میں تو صاف ستھری اور واضح حنفیت لے کر آیا ہوں ۔ وہ تمام خبریں کیا ہوئیں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے میری صفات کے بارے میں بتائی تھیں ۔"

بولا :" آپ وہ نہیں ہیں جس کی انہوں نے صفات بیان کی تھیں ۔"

آپؐ نے فرمایا :" تو جھوٹ بولتا ہے ۔"

کہنے لگا :۔" میں جھوٹ نہیں بولتا ۔"

آپؐ نے فرمایا ۔" جھوٹے کو اللہ تعالیٰ ایسی موت دے کہ وہ اکیلا اور دھتکارا ہوا ہو ۔"

بولا ۔ آمین !"

پھر یہ شخص مکہ آگیا اور قریش کے دین کا پیرو بن گیا اور اپنا پہلا طریقہ چھوڑ دیا ۔

ابونعیم ، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ۔ انہوں نے بیان کیا کہ جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم نے بھی اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے ۔ اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو ابو عامر طائف چلا گیا ۔ اور جب طائف کے لوگ بھی اسلام لے آئے ۔ تو یہ شام چل دیا اور وہاں اکیلا اور دھتکارا ہوا مر گیا ۔

ابونعیم ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن لوئی بن غالب جمعہ کے دن اپنی قوم کو جمع کر کے یہ خطبہ دیتا ۔ اما بعد ، سنو اور سیکھو ، سمجھو اور جانو ۔ تاریک رات ، روشن دن ، پھیلی ہوئی زمین ، بلند آسمان ، ستون جیسے پہاڑ ، نشانیوں والے ستارے ۔ اگلے پچھلے عورت مرد سب مرنے والے ہیں ۔ صلہ رحمی کرو ، نسب محفوظ رکھو ۔ اپنے مال میں اضافہ کرو ۔ دیکھو کیا کبھی کوئی مرنے والا واپس آیا ۔ کوئی مردہ زندہ ہوا ۔ گھر تمہارے سامنے ہے ۔ جیسا تم کہتے ہو ویسا نہیں ہے ۔ اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو ۔ اس سے چمٹے رہو ۔ کیونکہ اس کے ساتھ بہت بڑی خبر وابستہ ہے ۔ اور یہاں سے نبی کریمؐ کا ظہور ہونے والا ہے ۔

ہم پر رات اور دن مسلسل گزرتے جا رہے ہیں ۔ کسی وقت بھی نبی کریم محمدؐ آجائیں گے جو سچی سچی خبریں سنائیں گے قسم بخدا ۔ اگر میرے آنکھ کان اور ہاتھ پیر تندرست ہوتے تو میں ان کی مدد کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ۔

کعب بن لوئی کی وفات آپؐ کی بعثت سے پانچ سو ساٹھ سال قبل ہوئی تھی ۔

ابونعیم ، ابن اسحاق ، وہ زہری سے وہ سعید بن مسیب سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قس بن ساعدہ نے بازار عکاظ میں اپنی قوم کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مکہ کی جانب سے تمہارے پاس حق آئے گا ۔ لوگوں نے کہا ۔ کس قسم کا حق ؟ کہنے لگا :۔" ایک شخص روشن چہرہ ، سیاہ چشم ، لوئی بن غالب کی اولاد میں سے ہو گا ۔ جو تمہیں کلمۂ اخلاص ، ہمیشگی کی زندگی اور لازوال نعمتوں کی جانب بلائے گا ۔ تم اس کی

دعوت پر لبیک کہنا۔ اگر میں ان کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے ان کی طرف دوڑتا۔

خرائطی اور ابن عساکر۔ جامع بن جبران بن جمیع بن عثمان بن سمال بن ابی الحصین بن سموٴل بن عاد یا سے روایت کرتے ہیں کہ جب اوس بن حارثہ کا وقت وفات قریب آیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو کچھ وصیتیں کیں۔ اور بعد میں کہا۔ اللہ کی ایک پکار آئے گی جس سے نیکوکار فلاح پائیں گے۔ جب آل غالب سے مکہ میں زم زم اور حجر اسود کے درمیان ایک شخص معبوث ہوگا۔ اس وقت اس کی کامیابی کے لیے کوشش کرنا۔ اے بنی عامر! اس کی مدد میں ہی کامیابی ہے۔

ابن سعد، حرام بن عثمان انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ اسعد بن زرارہ چالیس آدمیوں کے قافلے کے ساتھ شام سے تجارت کے لیے آیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے اس سے کہا اے ابوامامہ! مکہ میں ایک نبی ظاہر ہوں گے تم ان کی اتباع کرنا۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ تم جب منزل پر اترو گے تمہارے ساتھی کسی وبائی بیماری میں مر جائیں گے۔ تم بچ جاؤ گے اور فلاں شخص کی آنکھ جاتی رہے گی۔ چنانچہ جب وہ منزل پر اترے تو انہیں طاعون نے آلیا۔ سوائے ابوامامہ کے سب لوگ مر گئے۔ اور اس کے ایک ساتھی کی ایک آنکھ جاتی رہی۔

ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ شعبی نے بیان کیا کہ مجھ سے جہینہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ دور جاہلیت میں ہمارا ایک آدمی عمیر بن حبیب بیمار ہوا۔ اور بیہوش ہوگیا۔ ہم نے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ مر جائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی قبر کھودنے کے لیے بھی لوگوں کو کہہ دیا۔ ہم اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ اچانک اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا :۔

"میں ابھی اس جگہ گیا تھا جہاں میں بیہوش ہوا تھا۔ مجھ سے کسی نے کہا۔ ہبل تجھے ملامت کرے۔ تیری قبر کھودی جارہی ہے اور تیری ماں تجھے رونے والی ہے۔ کیا تو نہیں چاہتا کہ تیری جگہ کسی اور کو بدل دیں اور تیری قبر میں فُضَل (ایک شخص کا نام) کو پھینک اس پر مٹی ڈال دیں۔ کیا تو نبی مرسل پر ایمان لائے گا۔ اپنے رب کا شکر کرے گا اور اس کی نماز پڑھے گا، اور شرک و گمراہی چھوڑ دے گا؟ میں نے کہا۔ ہاں بس — اس کے بعد مجھ کو چھوڑ دیا گیا۔"

اب دیکھو فُضَل پر کیا گزری۔ چنانچہ جب لوگ اسے دیکھنے گئے۔ تو وہ مرا ہوا ملا۔ اور اسے عمیر کی قبر میں دفن کر دیا۔ عمیر زندہ رہا اور اسلام لایا۔

ابن عساکر، کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کی وجہ آسمانی وحی تھی۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ شام تجارت کے لیے گئے۔ وہاں آپؓ نے ایک خواب دیکھا۔ جو آپؓ نے بحیرہ

راہب کو سنایا۔ اس نے پوچھا:۔

"آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

آپؓ نے فرمایا:۔ "مکہ سے۔"

پوچھا:۔ "کون سے قبیلے سے تعلق ہے؟"

بتایا:۔ "قریش سے۔"

پوچھا:۔ "کیا کرتے ہو؟"

فرمایا:۔ "تجارت۔"

یہ سن کر راہب بولا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا خواب سچ کر دکھایا ہے۔ وہ تمہاری قوم میں ایک نبی بھیجے گا۔ جس کے تم وزیر ہو گے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے اس واقعہ کو راز میں رکھا۔ یہاں تک کہ آپ مبعوث ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس آئے اور بولے:۔

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس تمہارے دعوے کی دلیل کیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا:۔ "وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔" یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو گلے سے لگالیا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

ابن عساکر، محمد بن عبدالرحمٰن بیاضیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے سنا۔ اور ان کے والد نے اپنے والد سے سنا کہ حضرت ابوبکرؓ سے کسی نے پوچھا کیا آپ نے اسلام سے قبل حضرت محمد کی نبوت کی کوئی نشانی دیکھی۔ فرمایا۔ جی ہاں۔ میں کیا قریش اور غیر قریش میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں باقی رہا۔ جس کے لیے خدا نے آپؐ کی نبوت کی کوئی دلیل نہ واضح کی ہو — میں دورِ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کی ٹہنیاں میرے سر پر جھک آئیں۔ میں نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ کیا ہے؟ فوراً ہی درخت سے آواز آئی۔ فلاں نبی فلاں فلاں وقت ظاہر ہوں گے۔ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب بن جاؤ۔

باب ۱۰

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کے ساتھیوں کا گزشتہ کتابوں میں ذکر کیا گیا اور یہ وعدہ کیا گیا کہ زمین کے وارث بنائے جائیں گے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا ــــــ الصّٰلِحُوْنَ۔ (انبیا آیت ۱۰۵) اور بلا شبہ ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھا کہ اس زمین کے وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیکو کار بندوں کو کریگا

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے مفہوم میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ نے تورات وزبور اور آسمان وزمین کی تخلیق سے قبل اپنے علم میں یہ بات منضبط فرمادی تھی کہ امت محمدؐ کو زمین کا وارث بنایا جائے گا۔

ابن ابی حاتم نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداءؓ نے مذکورہ بالا آیت "تلاوت کی۔ اور فرمایا۔ ہم ہی صالحون ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے زبور کے ایک نسخے میں ایک سو پچاس سورتیں دیکھیں۔ جن کی چوتھی سورت میں یہ الفاظ تھے ــــ اے داؤد سنو۔ اور سلیمان سے کہہ دو کہ لوگوں کو بتادیں کہ زمین میری ہے میں اس کا وارث محمدؐ اور ان کی امت کو بناؤں گا۔

ابن عساکر، ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ میں بعثت مبارکہ سے قبل یمن گیا اور ایک ازدی شیخ کے یہاں قیام کیا۔ جس کی عمر چار سو سال سے دس سال کم تھی۔ وہ بڑا عالم تھا۔ اور قدیم کتب کا مطالعہ کیے ہوئے تھا ــــ مجھ سے کہنے لگا، کہ تمہارا تعلق حرم سے ہے"؟ میں نے کہا جی ہاں" پوچھا۔ قریشی ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ پوچھا تیمی ہو؟ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ بولا بس ایک بات رہتی ہے میں نے کہا وہ کیا؟ بولا۔ اپنا پیٹ کھولو۔ میں نے کہا وہ کیوں؟ بولا۔ کہ میں نے سچے علم میں یہ بات پائی ہے کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ جس کی ایک نوجوان اور ایک بوڑھا مدد کرے گا۔ نوجوان سختیوں میں گھس جانے والا اور مشکلات کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ بوڑھا کمزور اور سفید رنگ ہوگا۔ اس کے پیٹ پر تل ہوگا۔ اور بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی ــــ تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے دکھادو۔ کیونکہ تمہاری جملہ صفات میں نے دیکھ لی ہیں۔ صرف ایک رہتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنا پیٹ کھول دیا۔ اور اس نے میرے پیٹ پر سیاہ تل دیکھ کر کہا۔ ربِّ کعبہ کی قسم تم وہی ہو۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ربیع بن انس نے بیان کیا کہ گزشتہ کتابوں میں حضرت ابوبکرؓ کی مثال" بارش سے دی گئی ہے کہ جہاں پڑے فائدہ دے۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا۔ اس وقت ان کے

یہ کچھ لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آنکھ سے پیچھے بیٹھے ہوئے صاحب کی جانب اشارہ کر کے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں ان کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ نبی کے خلیفہ اور ان کے دوست ہیں۔

دینوری اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ زید بن اسلم نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ تجارت کے لیے شام گیا۔ جب قافلہ مکہ واپس ہونے لگا تو مجھے ایک کام یاد آگیا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا تم چلو میں تم سے مل جاؤں گا۔ میں شام کے ایک بازار میں پھر رہا تھا کہ ایک بطریق نے آکر میری گردن دبوچ لی۔ اور مجھے کلیسا میں لے گیا۔ وہاں بہت سی مٹی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے ایک پھاوڑا، کلہاڑی اور ٹوکری لاکر دی اور کہنے لگا۔ یہ مٹی اٹھاکر باہر ڈالو۔ میں بیٹھا سوچتا رہا کہ یہ مٹی کس طرح اٹھاؤں۔ دوپہر کو یا دری آیا اور کہنے لگا۔ یہ مٹی کیوں نہیں اٹھائی اور میرے سر پر مکہ مارا۔ میں نے بھی پھاوڑا اٹھاکر اس کے سر پر دے مارا۔ جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ وہاں سے نکلا تو راستہ بھول گیا۔ دن رات چلتا رہا۔ صبح کو ایک کلیسا کے پاس پہنچا تو اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ کلیسا سے ایک شخص برآمد ہوا اور بولا۔ اے بندۂ خدا! یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ میں نے کہا، راستہ بھول گیا۔ وہ میرے لیے کھانا لے کر آیا اور نیچے سے اوپر تک مجھے دیکھنے لگا۔ اور بولا۔ "میں اس وقت کتاب کا سب سے بڑا عالم ہوں۔ تم وہ شخص ہو جو ہمیں اس کلیسا سے نکال دو گے اور اس شہر پر قابض ہو جاؤ گے۔" میں نے کہا۔ "تمہیں میرے بارے غلط فہمی ہوئی ہے۔" کہنے لگا۔ "اچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا، "عمر بن خطاب"۔ بولا۔ "بلاشبہ تم وہی ہو۔ تم اس کلیسا کو اور جو کچھ اس کے اندر ہے میرے نام لکھ دو۔" میں نے کہا۔ "تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، اب کیوں اسے مکدر کرتے ہو۔" کہنے لگا، بس تم یہ لکھ کر دے دو کہ تمہارا اس کلیسا میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر تم وہی ہو تو پھر ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا اور نہیں ہو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا لاؤ"۔ میں نے اسے تحریر لکھ دی اور مہر لگا کر دے دی۔ جب حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں شام آئے تو وہ راہب حضرت عمرؓ کی تحریر لے کر آگیا۔ آپؓ کو اسے دیکھ کر تعجب ہوا اور سارا قصہ ہمیں سنایا اور فرمایا۔ "اس کلیسا میں عمر یا ابن عمر کا کوئی حصہ نہیں ہے۔"

عبداللہ بن احمد الواسحق سے روایت کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ کے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا رہے تھے کہ آپ کی ران کھل گئی۔ اہلِ نجران کے ایک شخص نے آپ کی ران پر تل دیکھا تو کہنے لگا۔ "یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔"

ابونعیم شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ کعب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا جبکہ وہ شام میں تھے کہ گزشتہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ ملک ایک ایسا نیک آدمی فتح کرے گا۔ جو مسلمانوں پر مہربان اور کافروں کے لیے سخت ہوگا۔ اس کے دل میں وہی کچھ ہوگا جو اس کی زبان پر ہوگا۔ اس کے اعمال اس کے قول کی تصدیق کریں گے۔ حق کے معاملے میں دور قریب کے لوگ اس کی نظر میں برابر ہوں گے اور اس کے پیرو کار رات کو راہب اور دن کو شیروں کی طرح بہادر ہوں گے۔ وہ آپس میں نرم دل سے پیش آئیں گے صلہ رحمی کریں گے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائینگے ــــ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "کیا جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ صحیح ہے؟" میں نے کہا، "خدا کی قسم صحیح ہے۔" آپؓ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں عزت دی، کرامت اور شرافت بخشی اور محمدؐ کی ذات بابرکات کے ذریعے ہم پر رحم فرمایا۔"

ابن عساکر، عبید بن آدم، ابو مریم اور ابو شعیب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جابیہ مقام پر تھے۔ اور خالد بن ولید بیت المقدس پہنچے۔ لوگوں نے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے۔ بتایا۔ خالد بن ولید۔ پوچھا، "تمہارے امیر کا کیا نام ہے؟"

بتایا: "عمرؓ بن خطاب۔"

کہنے لگے۔ "ان کی کچھ صفات بیان کرو؟"

خالد بن ولید نے حضرت عمرؓ کا حلیہ بیان کیا۔ وہ کہنے لگے۔ "بیت المقدس کو تم فتح نہیں کرو گے۔ بلکہ عمرؓ فتح کریں گے۔ کیونکہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے تمام شہر فتح ہوں گے۔ اور وہ شخص جو بیت المقدس فتح کرے گا، اس کی یہ صفات ہوں گی۔ دوسرے یہ کہ قیساریہ بیت المقدس سے پہلے فتح ہوگا۔ جاؤ پہلے اسے فتح کر آؤ اور پھر اپنے امیر کے ساتھ آؤ۔

طبرانی اور ابونعیم، مغیث اوزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کعب احبار سے پوچھا کہ تورات میں میری کیا صفت بیان کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ آپ کے بارے میں ہے کہ ایک سخت گیر خلیفہ، جو اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوگا۔ پھر اس کے بعد خلیفہ ہوگا۔ جسے ایک ظالم جماعت شہید کردے گی۔ اور اس کے بعد آزمائش و ابتلاء کا دور شروع ہو جائے گا۔

ابن عساکر، حضرت عمرؓ کے مؤذن اقرع سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک پادری کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری کتابوں میں ہمارے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اس نے کہا، آپ کی خصوصیات اور آپ کے اوصاف کا تو تذکرہ ہے مگر نام نہیں ہے۔ آپؓ نے پوچھا، میرے بارے میں کیا ہے؟ بتایا۔ فولادی سینگ۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا :۔ "اس کا کیا مطلب ؟"

بتایا :۔ "سخت امیر"۔۔۔ حضرت عمرؓ بولے۔ اللہ اکبر ۔۔۔ پھر میرے بعد کون ہے۔ اس نے بتایا ایک نیک آدمی جو اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دے گا۔ حضرت عمرؓ بولے۔ اللہ تعالیٰ ابن عفان پر رحم کرے "پھر ان کے بعد کون ہوگا ؟"

وہ بولا :۔ "تلوار کی جھنکار" حضرت عمر بولے پھر تو بڑا افسوس ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین! اگرچہ وہ خود نیک آدمی ہوں گے، مگر ان کی خلافت میں خون بہے گا۔ اور تلوار بے نیام ہو گی۔

ابن عساکر، ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے پوچھا :۔ اے امیر المؤمنین کیا آپ خواب میں کچھ دیکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انکار فرمایا۔ تو کعب بولے میں ایسے شخص سے واقف ہوں جو امت کے معاملہ کو خواب میں دیکھ لیتا ہے۔

ابن راہویہ، حسن ابن افلح مولیٰ ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام اہل مصر کے خروج سے پہلے مدینہ آتے اور قریش کے سربراہوں سے کہتے۔ عثمان کو نہ قتل کرنا۔ وہ کہتے۔ قسم بخدا ہمارا انہیں قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن سلام چلے جاتے اور یہ کہتے جاتے۔ قسم بخدا وہ انہیں ضرور قتل کر دیں گے۔ پھر آئے اور (قاتلین) سے کہا۔ تم عثمان کو نہ قتل کرو۔ وہ خود چالیس دن تک انتقال کر جائیں گے۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر دوبارہ آئے اور ان سے کہا۔ عثمان کو قتل نہ کرو۔ وہ خود پندرہ دن تک انتقال کر جائیں گے۔

ابن سعد اور ابن عساکر، طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا۔ تو عبداللہ بن سلام سے دریافت کیا گیا کہ تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمانؓ کا تذکرہ کس طرح پاتے ہو؟ بتایا۔ ہم انہیں قاتل اور خاذل پر امیر پاتے ہیں۔

ابن عساکر: محمد بن یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔ تو حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا۔ جنگ اور صلح کے بارے میں کیا رائے ہے؟ بولے صلح مناسب ہے۔ مگر ہماری کتاب میں ہے کہ آپ روز قیامت قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

ابن عساکر نے اسی سند سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سلام نے مصریوں سے کہا۔ تم عثمانؓ کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ اس ذی الحجہ کے ختم ہونے سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو جائے گا۔

ابو القاسم بغوی، سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے جو ایک یہودی عالم تھا، پوچھا گیا "آپ ﷺ کے بعد کون ہو گا ؟"

بولا :۔ "الامین (یعنی ابوبکرؓ)" پوچھا :۔ "ان کے بعد؟" بولا :۔ فولادی سینگ (یعنی حضرت عمرؓ) پوچھا :۔ "ان کے بعد؟" بولا :۔ "ازہر یعنی عثمانؓ" پوچھا :۔ "ان کے بعد؟" بتایا :۔ "روشن چہرہ اور کامیاب یعنی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ۔

ابن راہویہ اور طبرانی، عبداللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کی شہادت ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے مجھ سے کہا۔ کہ چالیس سال پورے ہو گئے۔ اب صلح ہو جائے گی۔

ابن سعد، ابوصالح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا حدی خواں یہ حدی پڑھا کرتا تھا:

ان الامیر بعدہ علی ــــــ دفی الزبیر خلف رضی

"ان کے بعد علی امیر ہوں گے اور ان کا زبیرؓ سے اختلاف ہوگا۔" کعب کہتے ہیں۔ معاویہؓ مراد ہیں بعاویؓ کو جب بتایا گیا تو وہ کہنے لگے۔ اے ابواسحٰق ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہاں تو اصحاب محمدؐ علیؓ اور زبیرؓ مراد ہیں۔ ابواسحٰق نے کہا، نہیں آپ ہی مراد ہیں۔

دارمی اور ابن راہویہ، ابوجریر ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام نے نبی کریمؐ سے عرض کیا ہم گزشتہ کتابوں میں روز قیامت آپؐ کو اپنے پروردگار کے سامنے اس حال میں کھڑا ہوا پاتے ہیں کہ آپ کے رخسار اس بات پر سرخ ہوں گے کہ آپ کے بعد آپؐ کی امت نے نئی نئی باتیں نکال لی ہیں۔

طبرانی اور بیہقی محمد بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار ایکساتھ جا رہے تھے جب صفین کے مقام پر پہنچے تو کعب کچھ رکے اور ذرا نظر ڈال کر کہا۔ اس مقام پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا جائے گا جس قدر کہ زمین کے کسی ٹکڑے پر نہیں بہا ہوگا۔ قیس نے کہا۔ تمہیں کیا خبر ہے؟ غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ کعب بولے :۔ "زمین کے ہر حصے کے بارے میں، جو کچھ اس میں ہوگا اور جو اس سے نکلے گا سب خدا کی نازل کردہ تورات میں مذکور ہے۔"

حاکم، مستدرک میں، عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مختار کا سر لایا گیا اس وقت انہوں نے فرمایا :۔ "مجھ سے کعب نے جو بھی بات بیان کی۔ مجھے اس کا مصداق مل گیا۔ سوائے اس بات کے کہ ایک ثقفی شخص مجھے قتل کرے گا۔"

اعمش کہتے ہیں کہ ابن زبیر کو پتا نہ تھا کہ حجاج نے ان بارے میں کیا ٹھانی ہوئی ہے۔

حاکم مستدرک میں نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ کتاب میں مذکور ہے کہ معاویہ کی نسل سے ایک شخص خون بہائے گا۔ لوگوں کی دولت کو جائز سمجھے گا۔ اور اس گھر (بیت اللہ) کو توڑے گا۔ اگر میرے سامنے ہی ایسا ہو گیا۔ تو خیر۔ ورنہ پھر مجھے یاد کرنا۔ (یہ بات آپ نے بنو مغیرہ کی ایک عورت کو مخاطب کر کے کہی جس کا مکان ابوقبیس پر تھا۔) جب حجاج اور ابن زبیرؓ کا زمانہ آیا۔ اور اس عورت نے گھر (بیت اللہ) کو

ٹوٹا ہُوا دیکھا۔ تو بولی۔ اللہ عبداللہ بن عمرو پر رحم کرے۔

عبداللہ بن احمد، ہشام بن خالد ربعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ زمین و آسمان عمر بن عبدالعزیز پر چالیس سال تک روتے رہیں گے۔

محمد بن فضالہ بیان کرتے ہیں کہ ایک راہب نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کا عادل اماموں میں ایسا درجہ ہے۔ جیسے اشہر حرام میں ماہ رجب کا۔

ولید بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کسی جگہ قیام کیا تو ایک راہب کہنے لگا۔ امیر المؤمنین سلیمان وفات پا چکے ہیں۔ ہم نے کہا ان کے بعد کون خلیفہ ہُوا۔ بتایا عمر بن عبدالعزیزؒ۔ جب میں شام پہنچا تو یہ بات صحیح نکلی۔ چار سال بعد پھر ہمارا اسی جگہ قیام ہُوا ہم نے اس راہب سے کہا۔ تمہاری بات تو درست نکلی تھی۔ کہنے لگا! اب عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا جا چکا ہے۔ چنانچہ جب ہم آئے تو یہ خبر بھی درست تھی۔

ابن عساکر، مغیرۃ بن نعمان سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بصرہ کے ایک شخص نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارادے سے جا رہا تھا۔ کہ بارش نے مجھے ایک گرجا میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ اس گرجا کا راہب مجھ سے کہنے لگا۔ کہ ہماری کتاب میں مذکور ہے کہ تمہارے اہل مذہب عذرا (شام میں ایک جگہ کا نام) میں لڑیں گے۔ ان پر نہ کوئی حساب ہوگا اور نہ عذاب۔ یہ خبر سننے کے کچھ ہی روز بعد حجر بن عدی اور اس کے ساتھی عذرا آئے۔ اور آپس میں لڑ پڑے۔

بیہقی کعب احبار سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بنو عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے۔ جب یہ لوگ شام میں قیام کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں ہر ظالم اور دشمن کو قتل کرا دے گا۔

دولابی حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ یعلی بن عطاء سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نجیر ابو عبید سے روایت کی ہے کہ سرح بن برموکی جو اہل کتاب میں سے تھا۔ اس نے بیان کیا کہ میں کتاب میں پاتا ہوں کہ اس اُمت کے بارہ سربراہ ہوں گے۔ جن میں سے ایک ان کے نبی ہوں گے۔ جب یہ مدت پوری ہو جائے گی تو یہ لوگ سرکشی اور بغاوت پر اتر آئیں گے۔ اور ان کی قوت آپس ہی میں خرچ ہوگی۔

باب ۱۱

بعثت سے قبل آپ کے بارے میں کاہنوں کی خبریں

ابو نعیم اور ابن عساکر، اسمٰعیل بن عیاش سے وہ یحییٰ بن عمرو شیبانی سے، وہ عبداللہ بن دیلمی سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور سائل سے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کاہن کے بارے میں بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم میں اس جیسا کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو ایسا پیدا فرمایا جیسے قصائی کی چٹائی پر گوشت کا لوتھڑا پڑا ہو۔ وہ جہاں جاتا چٹائی سمیت ہی اٹھایا جاتا کیونکہ اس میں نہ تو ہڈی تھی نہ پٹھے تھے۔ بس کھوپڑی گردن اور ہتھیلیاں تھیں۔ پیروں سے گردن تک اس طرح لپیٹ لیا جاتا جیسے کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ سوائے زبان کے بدن کے کسی حصے میں حرکت نہ تھی۔ جب اس نے مکہ آنے کا ارادہ کیا تو اسے چٹائی سمیت اٹھا کر لایا گیا۔ قریش کے چار افراد آل قصی میں سے عبد شمس اور عبد مناف۔ اور احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص اس سے ملاقات کے لیے پہنچے اور اسے اپنا نسب بدل کر بتایا اور کہا کہ ہم جمح قبیلے کے افراد ہیں آپ کی آمد کا سن کر آپ سے ملنے آئے ہیں کیونکہ آپ سے ملنا ہمارے لیے ضروری اور لازمی تھا۔ عقیل نے اسے ہندی تلوار اور ردینی نیزہ ہدیہ کیا۔ مگر پہلے یہ دونوں اشیاء بیت حرام کے دروازے پر رکھ دیں کہ دیکھیں سطیح ان کو دیکھتا ہے یا نہیں؟

سطیح بولا۔ "عقیل اپنا ہاتھ مجھے دو۔ عقیل نے اپنا ہاتھ تھمایا۔ تو بولا:۔

"قسم ہے اس ذات کی جو پوشیدہ باتیں جاننے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔ اور قسم ہے اس ذمے کی جو پورا کیا جائے اور قسم ہے عمارت کعبہ کی۔ تم میرے پاس ہندی تلوار اور ردینی نیزہ ہدیے میں لائے ہو۔"

یہ سب بولے۔ "اے سطیح تم نے سچ کہا۔" اس پر وہ بولا۔ "قسم ہے لات کی اور قوس قزح کی اور قسم ہے آگے بڑھنے والے نوجوان گھوڑے کی اور اس گھوڑے کی جس کی پیشانی کی سپیدی ایک جانب جھکی ہوئی ہو۔ اور قسم ہے کھجور کے درخت کی اور کچی اور تر کھجوروں کی، کہ کوے نے اڑتے ہوئے یہ خبر دی کہ تم جمح قبیلے کے نہیں ہو۔ بلکہ وادی بطحاء کے رہنے والے قریشی ہو۔"

یہ سب بولے۔ "تم نے درست کہا۔ ہم مکہ کے باشندے ہیں۔ تمہارے علم کی وجہ سے تم سے ملنے آئے ہیں۔ ذرا ہمیں بتلاؤ ہمارے زمانے میں اور ہمارے بعد کیا واقعات پیش آئیں گے"۔ کہنے لگا۔ "اب تم سچ

بولے۔ سنو وہ باتیں جو خدا نے مجھے الہام کی ہیں۔ اے عرب کے لوگو! تم بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ تمہاری اور عجمیوں کی بصیرت میں کوئی فرق نہیں رہا۔ تم میں کوئی علم و فہم باقی نہیں رہا۔ تمہاری نسل سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو ہر قسم کے علوم کے جویا ہوں گے، بتوں کو توڑ ڈالیں گے۔ روم تک پہنچ جائیں گے۔ عجمیوں کو قتل کریں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔" قریش کے لوگ بولے۔" اے سطیح یہ لوگ کس خاندان سے ہوں گے؟"

بولا:۔" قسم ہے ستونوں والے گھر کی۔ اور امن کی اور سلطان کی۔ یہ لوگ تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ جو بتوں کو توڑیں گے۔ شیطان کی عبادت چھوڑ کر ایک رحمٰن کی عبادت کریں گے۔ خدا کے دین کو قائم کریں گے اور حامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔"

قریشی بولے:۔" اے سطیح! یہ لوگ کس کی نسل میں سے ہوں گے؟"

بولا:۔" قسم ہے، اس ذات کی جو شریف ترین ہے۔ جو کیڑوں کو شمار کرنے والا ہے۔ جو ہلانے والا ہے ٹیلوں کو اور جو طاقتور بنانے والا ہے کمزوروں کو، یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں عبد شمس اور عبد مناف کی نسل سے ہوں گے اور ان میں آپس میں اختلاف بھی ہوگا۔"

قریشی بولے:۔" اے سطیح، ان کی اور باتیں بتلاؤ۔ اور یہ بتاؤ کہ یہ کب ظاہر ہوں گے؟"

بولا:۔" قسم ہے اس ذات کی جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور جو انجام سے واقف ہے۔ نبی ہادی اسی شہر میں ظاہر ہوں گے۔ وہ لوگوں کو نیکی کی جانب بلائیں گے۔ یغوث، نذر اور ضدد کی عبادت سے انکار کرکے خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دے گا اس حال میں کہ دنیا میں ان کی تعریف ہوگی اور آسمان میں ان کی گواہی دی جائے گی۔ آپ کے بعد صدیق حکمران ہوں گے۔ جو صحیح صحیح فیصلے کریں گے اور حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں کریں گے۔ پھر وہ حکمران ہوں گے جو دین حنیف کے پابند اور بڑے تجربہ کار حکمران ہوں گے، جو مہمان نواز ہوں گے اور دین حنیف کو محکم کریں گے۔ اس کے بعد ایک زرہ پوش اور تجربہ کار حکمران ہوں گے۔ آپ کے خلاف لوگ اور جماعتیں جمع ہوں گی اور وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد ایک فتح یاب حکمران ہوں گے۔ جن کے دور میں لشکروں کی کثرت ہوگی، پھر ان کے بعد ان کا بیٹا حکمران ہوگا جو مال کھائے گا اور اپنی اولاد کے لیے دولت جمع کرے گا۔ پھر بہت سے بادشاہ آئیں گے اور بہت خون بہے گا۔ پھر ایک مرد درویش آئے گا۔ جو ان سب کو فرش کی طرح روند ڈالے گا۔ پھر ظالم ابوجعفر حکمران ہوگا جو حق کو دور کرے گا اور مُضَر کو قریب کرے گا۔ بری طرح زمین فتح کرے گا۔ پھر ایک کوتاہ قد حکمران ہوگا جس کی کمر پر علامت ہوگی۔ جو اچانک مرے گا۔ —— پھر ایک فریبی حکمران ہوگا۔ جو ملک کو کنگال بنا دے گا۔ پھر اس کا بھائی آئے گا وہ بھی اسی کی روش پر چلے گا، اور دولت کو اپنے لیے مخصوص کرلے گا۔ پھر ایک بہادر

حکمران ہوگا۔ جو دنیا والا اور نعمتوں والا ہوگا، اس کے رشتے دار اور اس کے خاندان والے اس سے بادشاہت چھین کر اسے قتل کر ڈالیں گے۔ پھر اس کے بعد ساتواں حکمران آئے گا جو ملک کو بے کار اور خالی کر دے گا۔ اپنے ملک میں بھوکا پھرے گا۔ اس وقت ہر شخص کو حکومت کا لالچ ہوگا۔ پھر ایک زرد رنگ لوگوں کا نگران بنے گا۔ میسان اور لبنان کے درمیان دمشق میں نزاری اور قحطانی جمع ہوں گے۔ اور نزاری قحطانیوں کو کچل ڈالیں گے۔ یمن تقسیم ہو جائے گا۔ اور ہر طرف پھٹے ہوئے خیمے، کھلے ہوئے جھنڈے اور پابہ زنجیر قیدی نظر آئیں گے۔ منبر برباد ہو جائیں گے، ہوائیں لٹ جائیں گی، حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ زلزلے آئیں گے، وائل نامی شخص خلافت کا دعوے دار ہوگا، جس پر نزاری برہم ہوں گے۔ غلاموں اور بدکاروں کی کثرت ہوگی۔ اچھے لوگ کہیں کہیں ہوں گے، لوگ بھوکے مریں گے اور سخت گرانی ہوگی، کسی صفر کے مہینے میں ظالموں کو قتل کر دیا جائے گا اور انہیں صبح کے وقت شکست ہو جائے گی۔ اس کی خوب خبریں پھیلیں گی۔ پھر تیرانداز اور پیدل لشکر آئیں گے جو تیر سے برداروں کو ماریں گے۔ لوگوں کو قید کریں گے۔ پھر دین مٹ جائے گا۔ حالات بدل جائیں گے۔ پل توڑ دیئے جائیں گے اور جزیروں والے غالب آ جائیں گے۔ پھر جنوب سے لشکر آئیں گے۔ جو فاسقوں کی کوئی مدد نہ کریں گے۔ یہ ایسا سخت دور ہوگا کہ لوگوں میں حیا تک باقی نہ رہے گی۔"

قریش کے لوگ بولے:۔ "اے سطیح! پھر کیا ہوگا؟"

بولا:۔ "پھر یمن سے ایک شخص آئے گا جو سفید ہوگا۔ عدن اور صنعاء کے درمیان سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسن یا حسین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سارے فتنے ختم فرما دے گا۔"

ابن عساکر، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ربیعۃ بن نصر لخمی نے ایک ہیبت ناک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کے لیے اپنے ملک کے تمام پیش گوئی کرنے والے کاہنوں، جادوگروں، قیافہ شناسوں اور نجومیوں کو بلوایا اور ان سب کے سامنے کہا کہ میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ انہوں نے کہا "خواب سناؤ تاکہ ہم تعبیر بتا سکیں۔" ربیعہ نے کہا "اگر میں تمہیں خواب سنا دوں تو میرا دل اس کی تعبیر پر مطمئن نہیں ہوگا۔ اس خواب کی تعبیر وہی دے سکتا ہے جو بغیر سنے ہی خواب جان لے۔ اس پر ایک شخص نے کہا اگر بادشاہ کا یہی ارادہ ہے تو سطیح اور شق کو بلانا چاہیئے۔ ان سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ وہی اس خواب کو بتلا سکیں گے۔ شق سے سطیح پہلے پہنچ گیا —— اس زمانے میں ان دونوں کے برابر کا کاہن کوئی نہ تھا۔

بادشاہ نے کہا:۔ "اے سطیح! میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے ذرا بتلاؤ میں نے کیا دیکھا ہے؟"

سطیح بولا۔ "تو تم نے دیکھا کہ ایک کوئلہ تاریکی میں سے نکلا اور تہامہ کی زمین میں جا گرا اور وہاں ہر کھوپڑی والے کو کھا گیا۔"

بادشاہ نے کہا: "بالکل صحیح بتایا، اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ۔"
سطیح بولا: "دونوں کالے پتھریلے میدانوں کے درمیان جس قدر کیڑے ہیں میں ان کی قسم کھاتا ہوں۔ وہ شخص تمہاری سرزمین حبش پر آئے گا۔ اور ابین سے جرش تک مالک ہو جائے گا۔"
بادشاہ نے کہا: "یہ بات تو ہمارے لیے تکلیف دہ ہے اور ہمارے غصے کا سبب ہے۔ یہ بتاؤ یہ واقعہ میرے زمانے میں ہوگا۔ یا بعد میں؟"
سطیح نے کہا: "یہ واقعہ تمہارے ساٹھ ستر سال بعد ہوگا۔"
بادشاہ نے پوچھا: "ان لوگوں کی حکومت باقی رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟"
اس نے کہا: "کچھ اوپر ستر سال میں ختم ہو جائے گی اور یہ لوگ آپس میں لڑ کر بھاگ جائیں گے۔"
بادشاہ نے پوچھا: "انہیں کون قتل کرے گا اور کون نکالے گا؟"
بولا: "ایک شخص ارم ذی یزن عدن سے نکلے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہیں چھوڑے گا۔"
بادشاہ نے پوچھا: "اس کی حکومت باقی رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟" کہا: "کچھ اوپر ستر سال میں ختم ہو جائے گی۔"
بادشاہ نے پوچھا: "کون ختم کرے گا؟"
بتایا: "ایک سمجھدار نبی ہوں گے، جن پر وحی آئے گی۔"
بادشاہ نے پوچھا: "یہ نبی کس خاندان سے ہوں گے؟"
بتایا: "یہ نبی غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے ہوں گے۔ ان کی حکومت آخری زمانے تک رہے گی۔"
بادشاہ نے کہا: "اے سطیح کیا زمانے کا بھی کوئی آخر ہے؟"
اس نے کہا: "ہاں! یہ وہ دن ہوگا جب تمام اگلے پچھلے لوگ جمع کر لیے جائیں گے۔ جس میں نیکوکار خوش بخت ہوں گے اور بد بد بخت ہوں گے۔"
بادشاہ نے کہا: "اے سطیح جو تم کہہ رہے ہو، وہ صحیح ہے؟"
سطیح نے کہا: "میں شفق، تاریکی اور صبح کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔"
اس کے بعد بادشاہ نے شق سے اپنے خواب کے بارے میں پوچھا اور جو سطیح نے کہا تھا وہ اس سے چھپا لیا۔ تاکہ معلوم کرے کہ دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں یا مختلف باتیں کہتے ہیں۔

شق نے کہا، "تم نے ایک کوئلے کو تاریکی سے نکلتے دیکھا جسے تم نے باغ میں رکھ دیا اور وہ ہر جاندار کو کھا گیا۔" بادشاہ نے پوچھا:۔ "اس کی کیا تعبیر ہے؟"

شق بولا:۔ "دونوں کالے پتھریلے میدانوں کے درمیان جس قدر انسان ہیں، میں ان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری سرزمین پر سیاہ فام آئیں گے۔ وہ ہر شخص پر غالب آجائیں گے اور ابین سے نجران تک حکمران ہو جائیں گے۔"

بادشاہ نے کہا۔ "یہ بات تو ہمارے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے اور غصے کا سبب ہے۔ یہ واقعہ میرے زمانے میں پیش آئے گا یا میرے بعد ہو گا؟"

شق نے کہا:۔ "نہیں کافی زمانے کے بعد ہوگا۔ پھر تمہیں ایک بڑی شان والا نجات دلائے گا اور انہیں ذلت کا مزا چکھائے گا۔"

بادشاہ نے پوچھا:۔ "یہ بڑی شان والا کون ہو گا؟"

بتایا:۔ "وہ ذی یزن کے گھرانے کا ایک صاحب عزت جوان ہو گا۔"

بادشاہ نے پوچھا:۔ "اس کی حکومت ختم ہو جائے گی یا باقی رہے گی؟"

شق بولا:۔ "اس کی حکومت ایک رسول ختم کریں گے۔ جو حق اور انصاف لے کر آئیں گے۔ جو اہل دین اور فضل ہوں گے ان کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہیگی۔"

بادشاہ نے پوچھا۔ "فیصلے کا دن کیا چیز ہے؟"

بتایا:۔ "یہ وہ دن ہے جس میں بادشاہوں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے پکار آئے گی جسے زندہ اور مردہ سب سنیں گے۔ اور میقات میں جمع ہو جائیں گے۔ جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہوں گے وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔"

ابن عساکر کہتے ہیں۔ سطیح سیل عرم کے سال پیدا ہوا۔ اور جس سال نبی کریم کی ولادت ہوئی اس سال مرا۔ اس کی عمر پانچ سو سال ہوئی۔ کسی نے کہا تین سو سال ہوئی۔

ابو موسیٰ مدینی کلبی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ عوانہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اہل مجلس سے پوچھا:۔ "تم سے کسی کے پاس جاہلیت کے دور کی نبی کریمؐ کے بارے میں کوئی خبر ہے؟" اس پر طفیل بن زید حارثی (جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال کی ہو چکی تھی) بولے:۔ "ہاں۔ اے امیر المومنین۔ مامون بن معاویہ کی کہانت سے تو آپ واقف ہی ہیں ـــ اس کے بعد انہوں نے ساری حدیث نبی کریمؐ کی آمد کے ذکر تک سنائی ـــ اور مامون کا یہ شعر بھی سنایا" یا لیت انی الحقہ ولیتنی لا اسبقہ

کاش میں انہیں پالیتا اور کاش میں ان سے پہلے نہ ہوتا۔"

طفیل کہتے ہیں۔ ہم جب تہامہ میں تھے تو ہمیں آپ کی بعثت کی اطلاع آئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی پیشین گوئی ماموں نے کی تھی۔ — اس کے بعد دن گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے پاس پہنچا اور اسلام لے آیا۔

باب ۱۲

اسمِ گرامی پتھروں پر نقش پایا گیا!

ابن عساکر حسن سے روایت کرتے ہیں اور وہ سلیمان سے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ کعب احبار سے فرمایا:۔ "رسول اللہ صلعم کے فضائل میں آپ کی پیدائش سے قبل کا کوئی واقعہ سنائیں"۔ کعب بولے بیشک اے امیر المومنین! میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل نے ایک پتھر پایا جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر تھی۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میری عبادت کرو۔

دوسری سطر تھی۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمد میرے رسول ہیں۔ مبارک ہے وہ شخص جو ان پر ایمان لایا اور ان کی اتباع کی۔

تیسری سطر تھی۔ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے مجھ پر بھروسا کیا وہ نجات پا گیا۔ چوتھی سطر تھی۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حرم میرا ہے۔ کعبہ میرا گھر ہے جو شخص میرے گھر میں داخل ہو گیا۔ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

بخاری اور بیہقی، محمد بن اسود سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے مقامِ ابراہیم کے نچلے حصے میں ایک تحریر لکھی ہوئی پائی، اس کو پڑھنے کے لیے قریش نے حمیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا۔ یہ ایسی تحریر ہے کہ اگر میں تمہیں بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو گے اس پر ہم نے سمجھ لیا کہ اس میں حضرت محمدؐ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم نے اس تحریر کو چھپا دیا۔

ابو نعیم، حریش بن ابی حریش سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ نے بیان کیا کہ بیت اللہ کی پہلی کھدائی میں ایک نقشین پتھر ملا۔ ایک شخص اس کے پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ اس میں تحریر تھا۔ میرا پسندیدہ بندہ، جو متوکل، منیب اور مختار ہیں، وہ مکہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ ہجرت کریں گے۔ وہ بگڑے ہوئے راستے کو

ٹھیک کریں گے اور اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ان کی امت بہت حمد کرنے والی ہوگی، یہ لوگ ہر بلندی پر اللہ کی حمد کریں گے۔ درمیان میں تہمد باندھیں گے۔ اور اپنے ہاتھ پیر پاک رکھیں گے۔

ابن عساکر نے ابوالطیب عبدالمنعم بن غلبون مقری سے نقل کیا ہے کہ جب عموریہ فتح ہوا تو وہاں ایک کلیسا کی دیوار پر آب زر سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:۔

"پچھلوں میں بُرے وہ ہیں جو اگلوں کو برا کہتے ہیں۔ گزشتہ لوگوں میں کا ایک بعد کے ہزاروں لوگوں سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار! تمہیں عزت و افتخار حاصل ہوا۔ کیونکہ خدا نے تمہاری تعریف کی۔ خدا تعالیٰ اپنے نبی پر نازل کردہ کتاب میں فرماتا ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (سورہ توبہ آیت ۴۰)

(دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اے عمرؓ تم ظالم نہیں بلکہ باپ ہو، اے عثمانؓ تجھے ظلماً قتل کر دیا۔ اور تیری قبر تک کی زیارت نہ کی۔ اور اے علیؓ آپ نیکوں کے راہنما ہیں۔ رسول اللہؐ سے کفار کو دور کرنے والے ہیں۔ پس یہ صاحب غار ہیں، یہ نیکوں میں سے ہیں، یہ شہروں کی پناہ ہیں۔ اور یہ نیکوں کے راہنما ہیں۔ ظالم کا برا بھلا ان میں سے کس کے رتبے کو گھٹا سکتا ہے"

راوی کہتا ہے، میں نے کلیسا کے پادری سے پوچھا جس کی بڑھاپے سے بھویں آنکھوں پر لٹک گئی تھیں۔ "یہ عبارت کب سے تمہارے کلیسا کے دروازے پر لکھی ہوئی ہے۔"

بتایا۔ "تمہارے نبیؐ کی بعثت سے دو ہزار سال قبل سے۔"

ابو محمد جوہری، یحییٰ بن یمان سے نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مجھے بنی سلیم کے مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگ روم کے جہاد میں شریک تھے۔ وہاں انہوں نے ایک کلیسا پر لکھا ہوا دیکھا:۔

"جس قوم نے حسینؓ کو شہید کیا ہے۔ کیا وہ روز قیامت ان کی نانا کی شفاعت کی امیدوار ہے۔"

انہوں نے پوچھا۔ یہ تحریر کب کی لکھی ہوئی ہے۔ بتایا۔ تمہارے نبیؐ کی بعثت سے چھ سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے

باب ۱۳

آپؐ کی پاکبازیٔ نسب اور یہ خصوصیت کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آپؐ کی ذات گرامی تک آپؐ کے نسب میں کوئی ناجائز اولاد نہیں ہے

ابن سعد اور ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"حضرت آدمؑ سے میرے نسب میں مسلسل نکاح ہے۔ اور کوئی بدکاری نہیں ہے۔"
طبرانی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "میرے نسب میں جاہلیت کی شادی کوئی نہیں۔ میرے نسب میں سب نکاح اسلامی نکاح ہی کی طرح ہیں۔"
ابن سعد اور ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"میرے نسب میں سب کے نکاح ہیں اور کوئی بدکاری نہیں ہے۔"
ابن سعد اور ابن ابی شیبہ، محمد بن علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔ "میرے نسب میں حضرت آدمؑ سے لے کر سب کے نکاح ہیں۔ کہیں بھی جاہلیت کی شادی نہیں۔ میرا نسب ہر جگہ پاک ہے۔"
ابن سعد اور ابن عساکر، کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے یے چھ سو برس قضاء و قدر میں ایسے لکھے گئے ہیں۔ جن میں نہ کہیں بدکاری ہے۔ اور نہ ہی جاہلیت کی کوئی برائی۔
عدنی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر حضرت علی بن ابی طالب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت آدمؑ سے لے کر میرے ماں باپ کے مجھے پیدا کرنے تک میرے نسب میں سب نکاح سے پیدا ہیں۔ کہیں بھی جاہلیت کی کوئی بدکاری نہیں ہے۔"
ابونعیم، حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "میرے نسب میں میرے ماں باپ کبھی بھی جاہلی طریقے پر نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پیٹھوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل کرتا رہا۔ اس حال میں کہ بالکل پاک اور مہذب تھا۔ جہاں بھی خاندان کی دو شاخیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ مجھے ان کی بہترین شاخ میں سے فرما دیتا۔"
ابن سعد، کلبی سے، وہ ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "اہل عرب میں سب سے بہترین مُضَر ہیں اور مُضَر میں بہترین بنو عبد مناف ہیں اور عبد مناف کی اولاد میں بہترین بنو ہاشم ہیں، اور بنی ہاشم میں بہترین عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے

جہاں بھی خاندان تقسیم کیا مجھے ان میں بہترین شاخ میں فرمایا۔"

بزار، طبرانی اور ابونعیم عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی (وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (سورہ الشعراء آیت ۲۱۹) اور ہم آپ کو سجدہ کرنے والوں کے اصلاب میں منتقل کرتے رہے" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نبی کریمؐ کو انبیاء کی پیٹھوں میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی والدہ نے آپ کی ولادت کرا دی

بخاریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں حضرت آدمؑ کے بعد سب سے بہترین خاندان میں ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اس خاندان میں معبوث ہو گیا۔ جس میں اب ہوں۔"

مسلمؒ، واثلہ بن اسقع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے حضرت اسمٰعیلؑ کو منتخب فرمایا۔ پھر اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو، اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔"

ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ نیز بیہقی اور ابونعیم، حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا اور جب قبیلے پیدا فرمائے تو مجھے بہترین قبیلے میں پیدا فرمایا۔ جب نفوس کو پیدا فرمایا۔ تو مجھے بہترین نفس بنا کر پیدا کیا۔ پھر جب گھرانے پیدا کیے تو مجھے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔ تو میں بہترین ہوں گھر کے لحاظ سے اور بہترین ہوں نفس کے لحاظ سے۔

بیہقی، طبرانی اور ابونعیم، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ تو تمام مخلوقات میں بنی آدمؑ کو منتخب فرمایا۔ اور بنی آدمؑ میں عرب کو پسند فرمایا۔ اور عرب میں مُضر کو، مُضر میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھے منتخب فرمایا۔ اس لیے میں بہتر میں بہترین ہوں۔

بیہقی، طبرانی اور ابونعیم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا اور مجھے ان دونوں قسموں میں سے بہترین میں کیا، پھر دونوں قسموں کو تہائی تہائی کیا اور مجھے بہترین ثلث میں سے کیا۔ پھر تہائی تہائی کو قبیلے بنایا اور مجھے بہترین قبیلے میں سے کیا۔ پھر قبیلے خاندانوں میں تقسیم فرمائے اور مجھے بہترین خاندان سے بنایا اسی لیے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا" إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۔

(الاحزاب آیت ۳۳، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے گھر والو تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی طرح پاک و بہتر بنا دے)

بیہقی، ابن عساکر، مالک سے روایت کرتے ہیں، وہ زہری سے اور وہ حضرت انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب بھی انسانوں کے دو گروہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین گروہ میں

بنایا۔ میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا تو میرے نسب میں جاہلیت کی کوئی برائی نہ تھی۔ آدم سے لے کر میرے ماں باپ تک میرے نسب میں سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔ کہیں بھی بدکاری نہیں ہے۔ میں تم میں سب سے بہترین ہوں۔ اور میرے باپ بھی سب سے بہترین ہیں۔

بیہقی، محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں عرب کو پسند کیا۔ عرب میں کنانہ کو، کنانہ میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھے پسند فرمایا۔"

بیہقی، طبرانی، اور ابن عساکر، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ میں مشرق و مغرب میں گھوما۔ مگر میں نے کوئی شخص محمدؐ سے افضل نہیں پایا اور کسی باپ کی اولاد بنی ہاشم سے افضل نہیں پائی۔"

ابن عساکر، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک میرے نسب میں کہیں بدکاری نہیں ہے۔ تمام قومیں نسلاً بعد نسلٍ میرے بارے میں جھگڑتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں دو بہترین قبیلوں ہاشم اور زہرہ میں پیدا ہو گیا۔"

ابن مردویہؒ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ (۹:۱۲۸) اور اس آیت میں اَنْفَسِكُمْ کو فاء کے زبر سے تلاوت فرمایا۔ میں نسب و حسب میں نفیس ترین ہوں۔ آدمؑ سے لے کر اب تک میرے آباؤ اجداد میں کوئی بدکاری نہیں ہے۔ بلکہ سب صحیح نکاح سے پیدا ہوئے۔"

ابن ابی عمر العدنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "تخلیق آدمؑ سے دو ہزار سال قبل قریش اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور کی شکل میں تھے۔ یہ نور جب تسبیح کرتا تو ملائکہ بھی ساتھ تسبیح کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ تو اس نور کو ان کی پیٹھ میں ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے آدمؑ کی پیٹھ میں زمین پر اتارا۔ پھر مجھے نوحؑ کی پیٹھ میں منتقل کیا۔ اس کے بعد مجھے ابراہیمؑ کی پیٹھ میں منتقل فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مجھے مکرم بندوں کی پیٹھوں اور پاکیزہ عورتوں کے ارحام میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے ماں باپ نے مجھے پیدا کیا۔ میرے آباؤ اجداد میں کبھی کوئی بدکاری سے نہیں ملا۔

اس حدیث کے مفہوم میں وہ حدیث بھی ہے جو طبرانی اور حاکم نے خزیم بن اوس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ میں آپؐ کے پاس پہنچا۔ تو حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہو، اللہ تمہارا

منہ سلامت رکھے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا :۔

ترجمہ: وہ اس سے پہلے آپؐ سایوں میں بسر کرتے تھے۔ اور ایسے مقام (جنّت) میں رہتے تھے جہاں پتے جوڑے جاتے ہیں۔ (حضرت آدمؑ کے واقعے کی جانب اشارہ ہے)

پھر آپؐ دنیا میں (صلب آدمؑ) میں اس طرح آئے کہ نہ آپ آدمی تھے، نہ گوشت کا ٹکڑا اور نہ خون کی پھٹکی۔

آپؐ وہ نطفہ ہیں جو کشتی پر سوار ہوا۔ اور نسر اور نسر والوں کو پانی نے غرق کر دیا۔ (حضرت نوح کے واقعے کی جانب اشارہ ہے)

آپ اسی طرح پیٹھوں سے رحم میں منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرن گزرا اور دوسرا قرن نمودار ہو گیا۔

جب ابراہیمؑ آگ میں کودے۔ تو آپؐ ان کی پیٹھ میں موجود تھے۔ پھر کیونکر آگ ابراہیمؑ کو جلا سکتی تھی۔

یہاں تک کہ آپ کی بزرگی نے جو آپ کی فضیلت کی گواہ ہے۔ خندف کے بلند مقام کو گھیر لیا۔

کہ اس کے نیچے دوسرے پہاڑوں کے درمیانی حصے ہیں۔

آپ جب پیدا ہوئے تو زمین پر روشنی ہو گئی۔ اور آپ کے نور سے آفاق روشن ہو گئے۔

اب ہم اسی نور اور روشنی میں ہیں اور ہمارے سامنے ہدایت کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔"

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ تو آپؐ کو آپ کی اولاد دکھائی۔ حضرت آدمؑ ایک دوسرے کی فضیلتیں ملاحظہ فرماتے رہے۔ بالآخر آپ نے ایک چمکدار نور دیکھا۔ تو پوچھا۔ "اے رب! یہ کون ہے؟" فرمایا: "یہ تمہارا بیٹا احمد ہے۔ یہی اوّل ہے، یہی آخر ہے۔ اور یہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے" —— ابو نعیم اس حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں۔ "اس فضیلت سے آپؐ کی نبوّت پر اس طرح دلالت ہوتی ہے کہ نبوّت بادشاہت اور سیاست ہوتی ہے۔ اگر بادشاہ صاحب حسب ہو اور لوگوں میں زیادہ ممتاز ہو، تو لوگ اس کے سامنے جھکتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا۔ "کہ تمہارے درمیان انؐ کا نسب کیسا ہے؟" ابو سفیان نے کہا۔ "اچھے نسب والے ہیں۔" ہرقل نے کہا "انبیاءؑ اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح ممتاز ہوتے ہیں۔"

باب ۱۴

حضرت عبد المطلب کا خواب

ابو نعیم، ابوبکر بن عبد اللہ سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد المطلب نے بیان کیا۔ ایک رات میں بیت اللہ میں سو رہا تھا میں نے ایک انتہائی خوفناک خواب دیکھا۔ میں قریش کی کاہنہ کے پاس گیا۔ اور اُس سے اپنا خواب بیان کیا کہ گویا ایک درخت اگا۔ دیکھتے دیکھتے اس کی شاخیں آسمان تک چلی گئیں اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔ پھر اس درخت سے ایک نور نکلا جس کی روشنی سورج سے ستر گنا زیادہ تھی۔ تمام عرب و عجم کے لوگ اس کے سامنے سجدے میں تھے۔ یہ نور بڑھ بھی رہا تھا اور پھیلتا بھی جاتا تھا۔ پھر یہ نور کبھی ظاہر ہو جاتا اور کبھی چھپ جاتا۔ قریش کی ایک جماعت اس درخت کی شاخوں سے قریب ہو گئی۔ تو ایک حسین و خوبصورت نوجوان ان کی کمر توڑ دیتا اور ان کی آنکھیں نکال دیتا۔ میں نے بھی کوشش کی کہ درخت کی شاخ پکڑ لوں۔ مگر میں نہیں پکڑ سکا۔ تو میں نے پوچھا۔ یہ کس کا حصہ ہے؟ بتایا یہ ان لوگوں کا حصہ ہے۔ جو تم سے پہلے اسے پکڑ چکے ہیں۔ میں اس خواب سے خوفزدہ اور ہیبت زدہ ہو کر جاگ گیا۔

یہ خواب سن کر کاہنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور کہنے لگی۔ اگر تمہارا یہ خواب سچ ہے۔ تو تمہاری پیٹھ سے وہ شخص پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے گا اور تمام لوگ اس کے سامنے جھک جائیں گے عبد المطلب نے ابوطالب سے کہا" شاید تم ہی وہ بچے ہو، جب نبی کریم ؐ کی بعثت ہوگئی۔ تو ابوطالب یہ واقعہ سناتے اور کہتے کہ وہ درخت قسم بخدا ابو القاسم ؐ امین ہیں۔ ان سے کہا جاتا۔ پھر آپ کیوں نہیں ایمان لاتے۔ کہنے لگے۔ مجھے شرم و حیا آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔

باب ۱۵

حمل مبارک میں جو معجزات ظاہر ہوئے

حاکم، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم ابو عون سے وہ مسور بن مخرمہ سے اور وہ ابن عباسؓ اور وہ حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے بیان کیا کہ ہم سردیوں کے سفر میں یمن پہنچے۔ وہاں میں ایک یہودی عالم کے پاس گیا۔ وہاں اہل کتاب میں سے کسی نے پوچھا، کون ہو؟

میں نے کہا: "قریشی ہوں۔"

اس نے پوچھا: "قریش میں سے کس خاندان سے؟"

میں نے کہا۔ "میں بنو ہاشم سے ہوں۔"

پھر اس نے کہا۔ "مجھے اجازت دو میں تمہارا بدن دیکھوں۔" میں نے کہا۔ "ہاں! مگر پوشیدہ مقام کے علاوہ۔" چنانچہ اس نے میرے نتھنے دیکھے اور بولا۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ یہ نبوت و بادشاہت بنی زہرہ میں ہوگی۔ پھر یہ کیسے ہوا؟"

میں نے کہا: "مجھے نہیں معلوم۔"

بولا۔ "بیوی ہے؟" میں نے کہا۔ "اس وقت تک تو نہیں ہے۔" بولا۔ "جا کر بنی زہرہ میں شادی کرو۔"

اس کے بعد عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپکا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا جن کے بطن سے حارث پیدا ہوئے جو آپکے سب سے بڑے فرزند تھے قیلہ کے بعد آپکا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دو فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ آپکا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہو گئے تو آپکا نکاح وہب بن عبد مناف کی بیٹی آمنہ سے کیا گیا — اس حدیث کو ابو نعیم نے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ اور ابن سعد نے طبقات میں جعفر بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ عبدالمطلب نے بتایا کہ کتابی نے ان کی ناک کے بال دیکھے اور کہا۔ "میں نبوت اور بادشاہت دیکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک بنی زہرہ میں ہوگی۔" اسی روایت کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت و بادشاہت دونوں مقدر فرما دیں۔

ابو نعیم، سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ

اپنا کوئی گھر بنا رہے تھے اور آپ پر مٹی اور غبار لگا ہُوا تھا۔ اسی حال میں آپ لیلے العدویہ کے پاس سے گزرے۔ اس نے آپ کو اور آپ کی آنکھوں کو دیکھ کر اپنی جانب بلایا۔ اور کہنے لگی اگر تم میرے ساتھ تعلق قائم کر لو تو تمہیں سو اونٹ دوں گی۔" عبداللہ بولے۔" ذرا غسل بدن سے مٹی صاف کر آؤں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ حضرت آمنہ رض کے پاس آ گئے۔ اور انہیں حمل مبارک ہو گیا۔ پھر عبداللہ لیلے کے پاس گئے۔ اور بولے" تم نے جو بات کہی تھی اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟" لیلی بولی۔ "نہیں اب نہیں۔" عبداللہ نے پوچھا۔" کیوں؟" بولی۔" جب تم پہلے گزرے تھے۔ تمہاری پیشانی پر نور تھا۔ جسے آمنہ نے تم سے چھین لیا ہے ——" ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں —— کہ تم جو نور لے کر گئے تھے وہ واپس نہیں لے کر آئے۔ اور اگر تم آمنہ کے پاس گئے ہو، تو یقیناً اس سے ایک بادشاہ پیدا ہو گا۔"

ابو نعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے عطاء سے اور وہ حضرت ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب جب اپنے بیٹے کی شادی کے لیے نکلے تو تبالہ یمن کی ایک یہودی کاہن عورت کے پاس سے گزر ہُوا۔ یہ عورت گزشتہ کتابوں کی عالمہ تھی۔ اور اس کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے جب عبداللہ کے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو بولی:۔" اے نوجوان! تم مجھ سے تعلق قائم کر لو۔ میں تمہیں سو اونٹ دوں گی۔" عبداللہ بولے:۔

"حرام کام سے مرجانا بہتر ہے۔ اور حلال کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ اب تمہارا کہا کیوں کر ہو، کہ عزت اور دین دونوں محفوظ رہیں۔"

عبداللہ اپنے والد کے ساتھ واپس ہو گئے اور آمنہ بنت وہب سے شادی کر لی۔ اور تین دن ان کے پاس رہے۔ پھر فاطمہ کا خیال آیا۔ تو اس کے پاس پہنچے۔ اس نے پوچھا۔" کیا ہوا؟" بولے۔" میرے والد نے آمنہ بنت وہب سے شادی کر دی۔ تین دن ان کے پاس رہا۔"

یہ سن کر فاطمہ بولی:۔" قسم بخدا میں کوئی بری عورت نہیں ہوں۔ میں نے تمہارے چہرے پر جو نور دیکھا تھا۔ وہ اپنی طرف منتقل کرنا چاہتی تھی مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پھر فاطمہ بولی ؎

ترجمہ: "میں نے ایک چمکدار بادل دیکھا جس سے بڑے بڑے قطرے بارش کے گرے۔
تاریکی میں ایک نور چمکا، جس نے چودھویں کے چاند کی طرح سارے ماحول کو روشن کر دیا۔
میں نے اس نور کی آرزو کی، تاکہ میں اس پر فخر کر سکوں، مگر ہر ایک آرزو پوری نہیں ہوتی۔
خدا کی قسم! زہریہ نے تم سے جو کچھ چھینا ہے۔ اس کا تمہیں پتا بھی نہیں۔"

اس نے مزید کہا ؎ ترجمہ۔
اے بنی ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کے ساتھ دھوکا کیا۔ اب اس کے عقل و قلب میں کشمکش بپا ہے جیسے کبھی چراغ بجھنے کے بعد اپنی تیل میں ڈوبی ہوئی بتیاں چھوڑ دیتا ہے۔
انسان جو دولت حاصل کرتا ہے۔ وہ اس کے اپنے ہی ارادے کا نتیجہ نہیں ہوتی اور جو کھو دیتا ہے وہ اس کی سستی کی بناء پر نہیں ہوتا۔
جو تم کسی چیز کا مطالبہ کرو تو خوبصورتی سے کرو۔ کیونکہ تمہارے آباؤ اجداد تمہیں کافی ہوں گے، تمہیں کافی ہوگا، یا تو بند ہاتھ، یا بالکل کھلا ہُوا ہاتھ۔
جب آمنہ نے اُس سے اپنی بات پوری کرلی۔ تو میری نظر اس سے ہٹ گئی، اور میری زبان بند ہوگئی۔

اسی حدیث کو ابن سعد ہشام بن کلبی سے اور وہ فیاض خثعمی سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں یہ جملے بھی ہیں کہ جب عبداللہ فاطمہ کے پاس واپس آئے تو اس سے کہا، "اپنی بات کے بارے میں کیا خیال ہے؟" تو اس نے کہا۔ "کبھی تھی، مگر آج تو نہیں ہے"۔ اس کا یہ جواب ضرب المثل بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جب قریش کے نوجوانوں کو وہ بات پہنچی جو فاطمہ نے عبداللہ سے کہی تھی تو انہوں نے اس کو یہ بات یاد دلائی۔ تو اس نے مندرجہ بالا اشعار کہے۔ اسی روایت میں اس جملے کے بعد کہ "عبداللہ نے آمنہ کے پاس تین دن قیام کیا"۔ یہ تشریح ہے۔ کہ یہ اہل عرب کے یہاں رواج تھا۔ ابن سعد، وہب بن جریر بن حازم سے، وہ اپنے والد سے اور وہ ابویزید مدنی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے خبر ملی کہ عبداللہ ایک خثعمی عورت کے پاس سے گزرے، اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک ایک نور بلند ہوتے دیکھا تو بولی۔ "کیا میرے پاس آؤ گے۔" بولے۔ "ہاں میں رمی جمار کر آؤں۔" چنانچہ آپ نے رمی جمار کی اور حضرت آمنہ کے پاس چلے گئے۔ پھر جب خثعمی عورت یاد آئی، تو اس کے پاس پہنچے۔ تو اس نے پوچھا۔ "کسی اور عورت کے پاس گئے تھے!" انہوں نے کہا۔ "ہاں اپنی بیوی آمنہ کے پاس۔" تو وہ بولی، "تو اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم جب گزر رہے تھے۔ تو تمہاری پیشانی سے ایک نور آسمان تک جا رہا تھا۔ جو اب موجود نہیں ہے۔ آمنہ کو خبر دے دو کہ تم روئے زمین کے سب سے بہترین فرد کی حاملہ ہوئی ہو"۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر، عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ایک خثعمی عورت بڑی خوبصورت تھی، حج کے موسم میں آیا کرتی اور اس کے پاس سالن ہوتے، شاید وہ

وہ انہیں فروخت کرتی ہو۔ ایک مرتبہ یہ عبداللہ کے پاس آئی۔ انہوں نے اسے دیکھا تو اچھی معلوم ہوئی۔ تو اس نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عبداللہ بولے ٹھہرو، آتا ہوں، اور اپنے گھر چلے آئے اور گھر میں صحبت کرلی۔ جس سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہوگیا۔ جب عبداللہ اس کے پاس واپس پہنچے تو وہ بولی:

"کون ہو"

عبداللہ نے کہا:۔ "وہی ہوں جس سے تم نے وعدہ کیا تھا۔"

وہ بولی۔ "تم وہ نہیں ہو۔ اور اگر ہو، تو تمہاری پیشانی کا نور غائب ہوچکا ہے اور اب مجھے نہیں نظر آرہا ہے۔"

بیہقی اور ابو نعیم، ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ انتہائی حسین تھے۔ ایک مرتبہ قریش کی عورتوں کے سامنے سے گزرے تو ایک عورت نے کہا۔ تم میں سے کون سی اس نوجوان سے شادی کرکے اس کی پیشانی کا نور سمیٹ لے گی۔ حضرت آمنہؓ نے آپ سے شادی کرلی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل مبارک ہوگیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر عروہ سے روایت کرتے ہیں، کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل ستارہ شناس تھی اور لوگوں کو دیکھ کر شگون لیا کرتی تھی۔ عبداللہ کا اس کے پاس گزر ہوا۔ تو اس نے اپنی جانب دعوت دی اور عبداللہ کا دامن پکڑ لیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور کہا پھر آؤں گا۔ اور وہاں سے جلد چلے آئے اور حضرت آمنہ کے پاس آئے۔ اور ان سے صحبت کی۔ جس سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل مبارک ہوگیا۔ پھر جب دوبارہ اس عورت کے پاس گئے تو اس کو اپنے انتظار میں پایا۔ تو اس سے کہا۔ جو تم نے کہا تھا اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ جب تم گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر ایک چمکدار نور تھا۔ مگر اب یہ نور باقی نہیں ہے —— ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں —— جب تم گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر نور اس طرح چمک رہا تھا جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سپیدی، مگر اب واپس آئے ہو تو یہ نور موجود نہیں ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر، کلبی سے وہ ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس عورت نے عبداللہ کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ وہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

ابن سعد، واقدی سے، وہ علی بن یزید سے، وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سنا کرتے تھے کہ جب حضرت آمنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہوا۔ تو آپؓ کہا کرتی تھیں کہ مجھے احساس تک نہیں ہوا۔ کہ میں حاملہ ہوں۔ نہ مجھے ایسا کوئی طبیعت پر بوجھ محسوس ہوا جیسا کہ

عورتیں محسوس کیا کرتی ہیں۔ صرف حیض کا بند ہو جانا محسوس ہُوا۔ جو آتا بھی ہے اور بند بھی ہو جاتا ہے۔ میں (حیض بند ہونے کے بعد) بیداری اور خواب کی درمیانی حالت میں تھی کہ میرے پاس کوئی آیا اور کہا تمہیں پتا ہے کہ تمہیں حمل ہے۔ میں نے کہا مجھے پتہ نہیں ہے۔ اس پر اس نے کہا تمہیں اس امت کے سردار اور نبی کا حمل ہے۔ یہ پیر کا دن تھا۔ پھر جب ولادت کا وقت قریب آیا۔ پھر یہ آنے والا آیا۔ اور کہا۔ یہ کہو۔ میں ہر حاسد کے شر سے اسے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ چنانچہ میں کہتی گئی۔ بعد میں میں نے عورتوں سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگیں گردن اور بازوؤں میں لوہا پہنو، میں نے پہن لیا۔ کچھ ہی دن گزرے کہ وہ ٹوٹ کر نکل گیا۔ اس کے بعد میں نے نہیں پہنا۔

ابونعیم، بریدہ اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا گیا تم تمام مخلوقات میں سب سے بہترین، اور تمام جہانوں کے سردار کو لے کر حاملہ ہوئی ہو۔ جب یہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام احمدؐ اور محمدؐ رکھنا۔ اور اس پر یہ لٹکا دینا ——— جب بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ ایک آب زر سے لکھا ہُوا صحیفہ رکھا ہے۔ جس میں یہ عبارت ہے۔ میں اسے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر حاسد کے شر، ہر گھومنے والی مخلوق سے، ہر کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے سے جو سیدھا راستہ روکے، اور فساد کی کوشش کرے، ہر پھونکنے والے اور گرہیں لگانے والے سے، ہر سرکش مخلوق سے جو جال بچھائے راستوں میں ——— میں ان سب کو روکتی ہوں۔ اللہ کے نام سے، اور حفاظت میں دیتی ہوں نادیدہ ہاتھ کی جو سب سے بلند ہے۔ اللہ ہی کا ہاتھ ہر ہاتھ کے اوپر ہے۔ اور اللہ کا پردہ ان کی عادتوں پر ہے۔ یہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوتے جاگتے ہیں، چلتے پھرنے میں، رات کے ابتدائی حصوں اور دن کے آخری حصوں میں۔

فائدہ

ابن سعد، محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد شام کی تجارت سے آتے ہوئے راستے میں انتقال کر گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کے پیٹ میں تھے اور عبداللہ کی عمر پچیس سال ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں، وفات اور عمر کے بارے میں تمام اقوال اور روایات میں یہ زیادہ صحیح قول ہے۔

فائدہ

واقدی کہتے ہیں، اہل علم میں یہ بات جانی پہچانی ہے کہ حضرت آمنہ اور حضرت عبداللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

باب ۱۶

سالِ ولادت میں واقعۂ فیل آپ کی اور آپؐ کے شہر کی تکریم ہے

ابن سعد، ابن ابی الدنیا، اور ابن عساکر، ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب فیل محرم کے نصف میں آئے ہیں اور اس واقعہ کے اور آپؐ کی پیدائش کے درمیان پچاس راتیں ہیں۔

بیہقی اور ابونعیم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب فیل جب مکہ کے قریب آئے تو عبدالمطلب آگے بڑھے۔ اور ان کے بادشاہ سے کہا "آپ نے کیوں تکلیف کی، آپ کہلا دیتے تو ہم آپ کی ہر مطلوبہ چیز لے آتے" وہ کہنے لگا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس گھر میں جو داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ میں اس گھر کے لوگوں کو ڈرانے آیا ہوں" عبدالمطلب نے پھر کہا۔ "جو کچھ تم چاہتے ہو ہم تمہارے پاس لے کر آجائیں گے۔ تم واپس چلے جاؤ۔" اس نے انکار کیا، اور کہا کہ وہ ضرور داخل ہوگا۔ اور یہ کہہ کر وہ بیت اللہ کی جانب بڑھا۔ عبدالمطلب پیچھے رہ گئے اور پہاڑ پر کھڑے ہو کر کہا۔ میں اس گھر کی اور گھر والوں کی تباہی نہیں دیکھنا چاہتا۔ پھر یہ شعر کہے:۔

ترجمہ۔ "اے اللہ۔ ہر خدا کا گھر ہوتا ہے۔ تو اپنے گھر کی حفاظت کر۔ اس پر کوئی اور غالب نہ آئے۔

اے اللہ۔ معاملہ تیرے ہاتھ ہے، جس طرح چاہے سو کر"۔

چنانچہ سمندر کی جانب سے ایک بادل سا اٹھا۔ اور ابابیل پرندے ان پر چھا گئے۔ اور ہاتھیوں کو کھایا ہوا بھوسا بنا دیا۔

سعید بن منصور اور بیہقی، عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "طَيْرًا اَبَابِيل" تو دراصل سمندر کی جانب سے یہ پرندے آئے۔ ان کے سر درندوں جیسے تھے۔ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہ کبھی نہیں دیکھے گئے۔ انہوں نے لوگوں کی کھالوں کو چیچک نے وہ بنا دیا تھا اور اسی وقت چیچک بھی پہلی مرتبہ دیکھی گئی۔

سعید بن منصور نے عبید بن عمیر لیثی سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو ان پر خطاف جیسے سمندری پرندے بھیجے۔ ہر پرندے نے تین کنکریاں پھینکیں۔ ایک کنکری چونچ میں تھی اور دو پنجوں میں۔ یہ پرندے سروں پر چھا گئے۔ اور چیخ مار کر کنکریاں پھینک دیں

جو کنکری بھی کسی شخص پر گرتی وہ آر پار ہو جاتی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سخت آندھی بھیجی ، جس سے سب کے سب ہلاک ہو گئے ۔

بیہقی اور ابو نعیم ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب فیل جب صفاح (جگہ کا نام) میں اترے ۔ تو عبد المطلب نے ان سے کہا " یہ اللہ کا گھر ہے ۔ وہ اس پر کسی کو مسلط نہیں کرے گا " وہ کہنے لگے ۔ " ہم تو اس کو گرا کر ہی جائیں گے " ۔ مگر جس ہاتھی کو بھی بڑھاتے وہ پیچھے ہٹ جاتا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے طَيْرًا أَبَابِيلَ کو مٹی لگی ہوئی کالی کنکریاں دے کر بھیجا ، جب انہوں نے کنکریاں پھینکیں تو ہر شخص کو کھجلی ہو گئی ۔ اور جو بھی کھجاتا وہیں سے اس کا گوشت گر جاتا ۔

ابو نعیم ، وہب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ جو ہاتھی تھے ۔ ان میں سے جب ایک ہاتھی بڑھا تو اس کے کنکری لگی ، اور سب ہاتھی پیچھے ہٹ گئے ۔

باب ۱۷

حضرت عبد المطلب نے جب زمزم کھودا تو کیا نشانیاں ظاہر ہوئیں

ابن اسحاق اور بیہقی ، حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ عبد المطلب بیت اللہ میں سو رہے تھے کہ کوئی آنے والا آیا اور کہا ۔ " بَرَّۃ " کھودو ، عبد المطلب بولے ، بَرَّۃ کیا ہے ؟ یہ سن کر وہ چلا گیا ۔ اگلے روز جب بستر پر لیٹے ، تو پھر آیا اور کہا کہ " طَيِّبَہ کو کھودو ، عبد المطلب نے پوچھا طیبہ کیا ہے ؟ یہ سن کر وہ چلا گیا اور اگلے روز پھر آیا اور بولا ۔ " زمزم کھودو " عبد المطلب بولے ، زمزم کیا ہے ؟ بتایا ۔ یہ ایسا پانی ہے جو نہ خشک ہو گا اور نہ کم ہو گا ۔ پھر اس نے زمزم کی جگہ اور مقام بتایا ۔ چنانچہ آپ نے اس جگہ کو کھودنا شروع کیا ، قریش کے لوگ بولے ، " عبد المطلب یہ کیا ہو رہا ہے " ؟ بولے ۔ " مجھے زمزم کے کھودنے کا حکم دیا گیا ہے " ۔ چنانچہ جب پانی نکل آیا ۔ تو قریش بولے ۔ " ہمارے باپ اسمٰعیلؑ کے پانی میں ہمارا بھی حصہ ہے ۔ "

عبد المطلب نے کہا ۔ " اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے یہ صرف میرا ہے ۔ " قریش بولے :۔ " اچھا کسی سے فیصلہ کرا لو ۔ " عبد المطلب نے کہا ۔ " ٹھیک ہے ۔ " قریش بولے ۔ " اچھا ، ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد بن ہذیم کی کاہنہ ثالث تجویز کرتے ہیں ، وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں

کو منظور ہوگا۔"

چنانچہ عبدالمطلب اپنے چند بیٹوں کے ساتھ اور قریش کے ہر خاندان میں سے چند افراد شام کی جانب روانہ ہوئے۔ شام کے راستے میں بڑے بڑے چٹیل میدان تھے۔ جب ایک میدان میں پہنچے تو عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوگیا اور انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ تو انہوں نے قریش سے پانی مانگا۔ قریش بولے۔ "ہم تمہیں پانی نہیں دے سکتے کیونکہ یہی صورت حال ہمیں بھی پیش آسکتی ہے۔" تو عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، "اب تمہاری کیا رائے ہے؟" انہوں نے کہا "ہم آپ کی رائے کے تابع ہیں۔" بولے، "ہر شخص اپنی قبر کھودے۔ جب کوئی مرجائے تو ساتھی اسے دفن کردیں، یہاں تک کہ آخری آدمی اپنے ساتھی کو دفن کردے، ایک آدمی کا بے لحد مرنا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ سب لوگ بے لحد مرجائیں۔"

چنانچہ سب نے قبریں کھود لیں۔ پھر بولے۔ "قسم بخدا ہم تو اپنے آپ کو موت کے سپرد کررہے ہیں۔ کیوں نہ ہم پانی کی تلاش میں نکلیں، شاید اللہ ہماری حالت دیکھ کر پانی پیدا فرمادے۔"

یہ سن کر عبدالمطلب نے ساتھیوں سے کہا۔ "کوچ کرو!" چنانچہ وہ سب روانہ ہوئے۔ مگر جب عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر بیٹھے تو ان کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی اور اس کے پیروں کے نیچے سے میٹھے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ سب نے اپنی اونٹنیاں بٹھائیں۔ خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر قریش کے لوگوں کو بلایا کہ آجاؤ، خدا نے ہمارے لیے پانی پیدا فرما دیا ہے ــــ اہلِ قریش آئے۔ خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر کہنے لگے۔ "اے عبدالمطلب! اللہ نے تمہارے حق میں فیصلہ کردیا ہے۔ جس ذات نے تمہیں اس چٹیل میدان میں پانی پلایا ہے۔ اسی نے تمہیں زمزم بھی عطا کیا ہے۔ واپس چلو زمزم خالص تمہارے لیے ہے۔ ہم اس میں حصے دار نہیں ہیں۔"

بیہقی، زہری سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبدالمطلب سے کہا گیا۔ کہ قریش اصحاب فیل سے ڈر کر حرم سے نکل گئے ہیں۔ تو آپ نے کہا، قسم بخدا میں اللہ کے حرم سے نہیں نکلوں گا۔ کہ اس کے علاوہ کہیں اور عزت تلاش کروں۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور بولے:۔ "اے اللہ، میں اپنے جانور بچاتا ہوں، تو اپنا گھر بچا" غرض اسی طرح حرم میں بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو تباہ کردیا۔ جب قریش واپس آئے تو آپ کے صبر اور اللہ کے گھر کی تکریم کی بنا پر آپ کو بڑا معزز خیال کیا۔ عبدالمطلب وہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ خواب میں کوئی شخص آیا۔ اور کہا۔ زمزم کھودو، اس پر آپ بیدار ہوگئے، اور دعا کی۔ "اے اللہ میرے لیے اس کی علامتیں واضح فرمادے۔ چنانچہ پھر خواب میں دیکھا کہ کسی نے کہا۔" زمزم کو اس مقام پر کھودو جہاں گوبر اور خون پڑا ہوا ہے۔ جہاں سفید پروں والے کوّے

کے چونچ مارنے کی جگہ ہے۔ چیونٹیوں کے بل کے قریب۔ یہ خواب دیکھ کر عبدالمطلب مسجد حرام روانہ ہوئے تاکہ دیکھیں وہاں کیا نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں کہ دیکھا کہ مقام خزورہ (صفا و مروہ کے درمیان ایک جگہ) پر ایک گائے ذبح کی گئی۔ جو اپنی بچی ہوئی جان لے کر قصائی سے چھوٹ کر بھاگ گئی۔ یہاں تک کہ زمزم کی جگہ آکر گر گئی۔ وہیں اسے ذبح کر دیا گیا اور گوشت اٹھا لیا گیا۔ ایک کوا آیا۔ اور چیونٹیوں کے بل کے پاس گندگی میں بیٹھ گیا۔ عبدالمطلب نے اس جگہ کو کھودنا شروع کر دیا۔ قریش آئے۔ اور کہنے لگے، کیا کر رہے ہو۔ بولے میں یہ کنواں کھود رہا ہوں۔

جب مشقت بہت زیادہ ہوئی، تو آپ نے نذر مانی کہ اگر پانی نکل آیا تو اپنا ایک بیٹا ذبح کریں گے۔ پھر کھودنا شروع کیا تو پانی نکل آیا۔ آپ نے اس کے چاروں طرف منڈیر بنا دی۔ حاجی اس میں سے پانی پیتے۔ مگر قریش کے بعض مفسد لوگ حسد کی وجہ سے رات کو منڈیر توڑ جاتے۔ اور عبدالمطلب صبح کو درست کرتے۔ جب روز یہ گڑبڑ ہوئی۔ تو عبدالمطلب نے اپنے رب سے دعا کی تو خواب میں ان کو دعا کے یہ الفاظ سکھلائے گئے، اے اللہ! میں اسے نہانے کے لیے حلال نہیں رکھتا، البتہ پینے کے لیے حلال ہے۔ جب عبدالمطلب بیدار ہوئے تو انہوں نے جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔ اس کی منادی کر دی، اس منادی کے بعد جو شخص منڈیر کو بگاڑتا۔ اس کو کوئی جسمانی بیماری لگ جاتی۔ اس لیے ان لوگوں نے پانی پر آنا چھوڑ دیا پھر عبدالمطلب بولے۔ "اے اللہ! میں نے اپنے ایک بیٹے کے ذبح کرنے کی نذر مانی تھی۔ میں اب اپنے بیٹوں میں قرعہ ڈالتا ہوں۔ تجھے جو بیٹا پسند ہو اس پر قرعہ ڈال دے۔"

چنانچہ عبدالمطلب نے قرعہ ڈالا۔ تو عبداللہ کا نام آیا۔ جو عبدالمطلب کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ تو عبدالمطلب بولے، اے اللہ! عبداللہ تجھے زیادہ پسند ہے یا سو اونٹ۔ پھر عبدالمطلب نے عبداللہ اور سو اونٹوں میں قرعہ ڈالا۔ تو سو اونٹوں کا قرعہ نکل آیا۔ اور عبدالمطلب نے انہیں عبداللہ کی جگہ ذبح کر دیا۔

ابن سعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے دیکھا کہ زمزم کے کھودنے میں کوئی ان کا مددگار نہیں ہے۔ تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی ہی میں دس بیٹے پورے فرما دیے تو وہ ان میں سے ایک کو ذبح کر دیں گے۔ جب دس لڑکے پورے ہو گئے، تو انہوں نے سب کو جمع کیا۔ اور اپنی نذر کے بارے میں بتایا۔ سب بولے، ٹھیک ہے آپ اپنی نذر پوری کیجئے۔ چنانچہ آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی تو عبداللہ کا نام نکلا۔ تو عبدالمطلب نے چھری لی۔ اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر ذبح کرنے کے لیے لے کر چلے۔ یہ منظر دیکھ کر بہنیں رونے لگیں اور بولیں، ابا جان، اپنے بیٹے کے بدلے

ہیں حرم میں کچھ اونٹ ذبح کر دیجئے۔ عبدالمطلب نے عبداللہ میں اور دس اونٹوں میں قرعہ اندازی کی کیونکہ اس زمانے میں دیت دس اونٹ تھی۔ تو عبداللہ کا نام نکلا۔ پھر عبدالمطلب دس دس اونٹ بڑھاتے رہے مگر عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ مگر جب سو اونٹ پورے ہو گئے۔ تو اونٹوں پر قرعہ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر عبدالمطلب نے اللہ اکبر کہا۔ اور تمام لوگوں کے سامنے اونٹ ذبح کیے ـــــ عبدالمطلب نے ہی سب سے پہلے دیت سو اونٹ متعین کی، یہی طریقہ عرب میں جاری ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے برقرار رکھا۔

حاکم، ابن جریر، اور اموی، ضابحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے بیان فرمایا۔ کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ! گھاس سوکھ گیا، پانی خشک ہو گیا، گھر والے ہلاک ہو گئے اور مال تباہ ہو گیا۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔ اس میں سے کچھ مجھے عنایت فرمایئے۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور اسے انکار نہیں کیا ـــــ حضرت معاویہؓ سے لوگوں نے پوچھا، "اے امیرالمومنین! وہ دو ذبیحوں والے کون سے ہیں؟" فرمایا: "حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم ملا۔ تو آپ نے نذر مانی کہ اگر یہ کام آسان ہو گیا، تو آپ اپنے کسی بیٹے کو ذبح کریں گے۔ جب کنواں کھود چکے۔ تو اپنے دس بیٹوں میں قرعہ ڈالا۔ جو عبداللہ کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے انہیں ذبح کرنا چاہا۔ تو ان کے ماموں بنو مخزوم نے انہیں روکا۔ اور کہا۔ "اونٹوں کا فدیہ دے کر اپنے رب کو راضی کر لو۔" چنانچہ آپ نے سو اونٹ ذبح کیے معاویہ فرماتے ہیں ایک ذبیح عبداللہ ہیں اور دوسرے ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔

باب ۱۸

شبِ میلاد کے معجزات اور خصوصیات

بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا کہ حسان بن ثابت بیان کرتے ہیں ـــــ میں سات آٹھ سال کا باشعور لڑکا تھا، ایک دن مدینہ کے ایک یہودی نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پکارا "اے قوم یہود!" سب لوگ جمع ہو گئے اور پوچھا، "تیرا ناس ہو کیا بات ہے؟" بولا۔ "اس رات احمدؐ پیدا ہو گئے ہیں اور ان کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔"

بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر، حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میری ماں نے مجھے بتایا کہ جب آمنہ کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں اس وقت وہاں موجود تھی۔ گھر میں ہر طرف نور ہی نور تھا۔ ستارے اس طرح جھکے آرہے تھے کہ مجھے ایسا لگتا تھا۔ جیسے میرے ہی اوپر گر پڑیں گے۔ جب آپؐ کی پیدائش ہوئی۔ تو حضرت آمنہؓ کے بدن سے ایک نور طلوع ہوا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا اور ہر طرف نور ہی نور ہوگیا۔

احمد، بزاز، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم، عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ " میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں۔ جب آدم اپنی مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔ میرے لیے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی، حضرت عیسٰیؑ نے بشارت دی اور میری والدہ نے خواب دیکھا، جیسا کہ تمام انبیاءؑ کی ماؤں کو ایسے خواب نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی والدہ نے آپؐ کی پیدائش کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل چمک اٹھے۔

حاکم اور بیہقی نے خالد بن معدان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بیان کیا۔ کہ انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔ " یا رسول اللہؐ! کچھ اپنے بارے میں ارشاد فرمایئے "۔ فرمایا۔ " میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسٰیؑ کی بشارت ہوں اور میری ماں نے میرے حمل کے وقت خواب دیکھا۔ گویا ان کے بدن سے ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے شام میں بصریٰ کی سرزمین روشن ہوگئی ـــــــ میں کہتا ہوں ـ جو آپؐ کی والدہ نے حمل کے وقت نور دیکھا، وہ تو خواب تھا، مگر جو ولادت کے وقت نور دیکھا، وہ جاگتے ہوئے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

جیسا کہ ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت آمنہ بیان کرتی ہیں کہ جب حمل مبارک ہوا۔ تو کسی نے ان سے کہا، " تم اس امت کے سردار کو لے کر حاملہ ہوئی ہو۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوں گے تو ایک نور طلوع ہوگا۔ جس سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محل روشن ہوجائیں گے۔ جب یہ بچہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا۔"

ابن سعد اور ابن عساکر، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے فرمایا۔" مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہوا۔ مگر مجھے آپؐ کی پیدائش تک کوئی مشقت نہیں ہوئی۔ اور جب آپؐ پیدا ہوئے تو آپؐ کے ساتھ ایک نور طلوع ہوا جس سے مشرق و مغرب کے مابین زمین روشن ہوگئی اور جب آپؐ پیدا ہوئے تو آپؐ نے زمین پر اپنے ہاتھ ٹیک لیے۔ اور ایک مٹھی مٹی لے کر بند کرلی اور آسمان کی جانب دیکھنے لگے۔

ابن سعد، ثور بن یزید سے اور وہ ابوالعجفاء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میں پیدا ہوا تو میری والدہ نے اپنے بدن سے ایک نور طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔ جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

ابونعیم، عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت آمنہ سے نقل کیا۔ کہ انھوں نے فرمایا کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں نے ایک نور طلوع ہوتے دیکھا۔ جس سے ساری زمین اس قدر روشن ہو گئی کہ میں نے اس روشنی میں شام کے محل دیکھ لیے۔

ابن سعد نے عمرو بن عاصم سے انہوں نے ہمام بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسحاق بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے بیان فرمایا کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو میرے بدن سے ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ آپؐ بالکل پاک و صاف پیدا ہوئے۔ کوئی گندگی نہ تھی اور پیدا ہوتے ہی آپؐ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیے۔

ابن سعد، معاذ عنبری سے وہ ابن عون سے اور وہ ابن القبطیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سلسلے میں نقل کرتے ہیں۔ کہ آپؐ کی والدہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بدن سے ایک شہاب طلوع ہوتے ہوئے دیکھا جس سے ساری زمین روشن ہو گئی۔

ابن سعد، حسان بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے۔ تو آپؐ کی ہتھیلیاں اور گھٹنے زمین پر ٹک گئے۔ اور آپؐ کی نظریں آسمان کی طرف گڑی ہوئی تھیں۔

ابن سعد، موسیٰ بن عبیدہ سے اور وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر ٹیک لیے، سر آسمان کی جانب اٹھالیا اور زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی۔ جب بنولہب کے ایک شخص کو یہ خبر ملی تو اس نے کہا۔ "اگر یہ بات درست ہے تو یہ بچہ سارے اہل زمین پر غالب آجائے گا۔"

ابونعیم، عبدالرحمٰن بن عوف سے وہ اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپؐ کی ولادت ہوئی۔ تو میرے ہاتھوں پر ہوئی۔ آپؐ کا چہرہ روشن تھا۔ کسی کہنے والے نے کہا۔ تجھ پر اللہ کی رحمت تجھ پر تیرے رب کی رحمت۔ پھر میرے سامنے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ اور میں نے روم کے کچھ محل دیکھ لیے۔ پھر میں نے آپؐ کو کپڑے پہنائے اور لٹا دیا۔ تھوڑی دیر میں مجھ پر تاریکی اور ہیبت کا پردہ سا پڑ گیا۔ اور کپکپی لگ گئی۔ میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا، تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ جواب دیا گیا مغرب کی جانب۔ پھر مجھ سے میری حالت دور ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہی کیفیت پھر ہو گئی۔ ہیبت، تاریکی

اور کہتی — پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا۔ اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ جواب ملا "مشرق کی جانب"۔۔۔ شفاء بنت عمرو بن عوف کہتی ہیں۔ جب تک آپؐ مبعوث ہوئے۔ میرے دل میں یہی باتیں گھومتی رہیں۔ جب آپؐ مبعوث ہو گئے تو میں سب سے پہلے اسلام لائی۔

ابو نعیم، عمرو بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا۔ جو بڑے عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ کے یہاں پیدائش کا وقت آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا۔ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں۔ چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے۔ دنیا کے پہاڑ بلند ہو گئے، اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ تمام فرشتے حاضر ہو گئے اور شیطان کو ستر زنجیریں پہنائی گئیں۔ اور اسے بحر خضر میں سر کے بل لٹکا دیا گیا۔ تمام شیاطین اور سرکش مخلوقات بھی پا بہ زنجیر کر دی گئیں۔ سورج کو اس دن عظیم روشنی عطا کی گئی اور اس کے کنارے پر فضاء میں ستر ہزار حوریں کھڑی کر دی گئیں۔ جو آپؐ کی ولادت کی منتظر تھیں اور اس سال آپؐ کی تکریم کی خاطر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام عورتوں کے لیے نرینہ اولاد مقرر[1] فرمائی۔ اور یہ کہ کوئی درخت بغیر پھل نہ رہے۔ اور جہاں بدامنی ہو وہاں امن ہو جائے۔ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو تمام دنیا نور سے بھر گئی۔ فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ہر آسمان میں زبرجد اور یاقوت کے ستون بنائے گئے۔ جن سے آسمان روشن ہو گئے۔ ان ستونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج دیکھا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ ستون، آپؐ کی ولادت کی خوش خبری کے لیے بنائے گئے تھے اور جس رات آپؐ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے مشک عنبریں کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہلِ جنت کی خوشبو قرار دیا۔ اور (شب ولادت) تمام آسمان والوں نے سلامتی کی دعائیں مانگیں، تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ لات اور عزیٰ نے اپنے خزانے اگل دیئے اور وہ دونوں کہہ رہے تھے۔ قریش میں امین آئے ہیں۔ صدیق آئے ہیں۔ اور قریش کو خبر بھی نہیں کہ کیا ہوا؟ بیت اللہ سے کئی روز یہ آوازیں آتی رہیں۔ اب میرا نور واپس آ گیا۔ اب میرے زیارت کرنے والے آئیں گے۔ اب میں جاہلیت کی گندگیوں سے پاک کر دیا جاؤں گا۔ اے عزیٰ تو تباہ ہو گیا اور بیت اللہ کا زلزلہ تین دن اور تین رات میں ختم ہوا۔ اور یہ پہلی نشانی تھی۔ جو قریش نے ولادت مبارکہ کی دیکھی۔

ابو نعیم، روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ حمل مبارک کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر جانور نے یہ کہا۔ "رب کعبہ کی قسم! حمل مبارک ہو گیا، وہی دنیا کے لیے امان ہیں۔ اور دنیا والوں کے چراغ ہیں۔" اس رات قریش کی اور تمام عرب قبیلوں کی کاہن عورتوں کی صاحبہ

[1] اس حدیث کا راوی مطعون ہے (مواہب لدنیہ)

روپوش ہوگئیں۔ اور ان کا کہانت کا علم ختم ہوگیا۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت ٹوٹ گئے، اور بادشاہ اس دن گونگے ہوگئے۔ اور مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو بشارت دے کر گئے۔ اسی طرح سمندر کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ حمل مبارک کا ہر مہینہ گزرنے کے بعد آسمان میں اور زمین میں ندا دی جاتی۔ بشارت ہو، اب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم خیر و برکت لے کر دنیا میں تشریف لا رہے ہیں ـــــ آپؐ والدہ کے پیٹ میں پورے نو ماہ رہے۔ مگر آپؐ کی والدہ کو نہ درد ہوا نہ ہوا لگی، اور نہ پیٹ میں بے چینی اور نہ ایسی کوئی بات جو عورتوں کو زمانۂ حمل میں ہوا کرتی ہے ـــــ جب آپؐ شکم مادر میں تھے۔ اسی وقت والد گرامی عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ تو فرشتوں نے کہا۔" اے پروردگار! آپ کے یہ نبی یتیم ہوگئے"۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا: میں ان کا ولی، ان کا محافظ اور ان کا مددگار ہوں۔ تم ان کی ولادت سے برکت حاصل کرو۔ ان کی ولادت بابرکت ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ولادت کے وقت آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ اپنے بارے میں بتایا کرتی تھیں۔ کہ جب حمل مبارک کو چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آنے والا آیا۔ اور اس نے مجھے سوتے میں اپنے پیر سے ٹھوکا دیا۔ اور کہا۔" اے آمنہ تمہیں تمام جہانوں کی برگزیدہ ہستی کا حمل ہے۔ جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا"۔ حضرت آمنہ اپنے نفاس کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ مجھے بھی وہی کچھ ہوا جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ مگر کسی کو پتا نہیں چلا۔ پھر میں نے شدید گڑگڑاہٹ سنی جس سے میں خوف زدہ ہوگئی۔ کیا دیکھتی ہوں۔ جیسے کسی سپید پرندے کے پر نے میرے دل کو چھوا، تو میرا سارا خوف اور تکلیف دور ہوگئی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ ایک پیالہ سفید دودھ کا بھرا رکھا ہے۔ میں پیاسی تھی میں نے وہ دودھ اٹھایا اور پی لیا۔ تو مجھ سے ایک نور بلند ہوا۔ پھر کچھ عورتیں نظر آئیں جو کھجور کے درخت کی طرح لمبی تھیں۔ جیسے وہ عبد مناف کی لڑکیاں ہوں۔ یہ عورتیں مجھے غور سے دیکھنے لگیں۔ میں ابھی حیران ہی ہو رہی تھی کہ ایک سفید کمخواب آسمان و زمین کے درمیان پھیل گیا۔ کسی کہنے والے نے کہا اسے لوگوں کی نظروں سے چھپالو۔ پھر کچھ آدمی دیکھے جو فضا میں چاندی کے لوٹے لیے کھڑے تھے۔ پھر پرندوں کی ایک ٹولی آئی اور میری گود ڈھانپ لی۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے مشرق و مغرب منکشف فرمائے۔ میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر پھر مجھے درد زہ شروع ہوگیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگئے۔ جب آپؐ میرے شکم سے باہر آئے۔ تو میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں۔ اور عاجزی اور زاری کے ساتھ انگلی اٹھائی ہوئی ہے۔ پھر آسمان پر ایک سفید بادل آیا۔ اور آسمان پر چھا گیا۔ پھر میرے سامنے سے غائب ہوگیا اور میں نے ایک منادی کو پکارتے ہوئے سنا۔

کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں میں لے جاؤ۔ تاکہ لوگ آپؐ کے نام، آپؐ کی صورت اور آپؐ کی صفات سے واقف ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ آپؐ کا نام "ماحی" ہے۔ آپؐ کے زمانے میں شرک مٹ جائے گا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں میں نے دیکھا کہ آپؐ سفید اونی کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ اور نیچے سبز ریشم ہے۔ اور آپؐ نے موتیوں کی بنی ہوئی تین چابیاں مٹھی میں لی ہوئی ہیں۔ آواز آئی۔ محمدؐ نے کامیابی، غلبہ اور نبوت کی چابیاں لے لیں۔ پھر ایک سفید بادل آیا جس میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پھڑپھڑانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ چھا گیا۔ اور پھر غائب ہو گیا۔ پھر کسی منادی نے کہا۔ "محمدؐ کو مشرق، مغرب میں لے جاؤ، انبیاءؑ کی ولادت گاہوں پر لے جاؤ۔ اور جن وانس اور پرندوں اور درندوں میں سے ہر روحانی کے پاس لے جاؤ۔ انہیں صفاء آدمؑ، رقت نوحؑ، خلّت ابراہیمؑ، لسان اسمٰعیلؑ، یعقوبؑ کی مسرت یوسفؑ کا جمال، داؤدؑ کی آواز، ایوبؑ کا صبر، زہد یحییٰؑ اور کرم عیسیٰؑ عطا کر دو۔ انہیں تمام انبیاء کے اخلاق کا نمونہ بنا دو۔ پھر یہ کیفیت بھی دور ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں لپٹا ہوا سبز ریشم کا کپڑا ہے۔ کسی نے کہا کہ محمدؐ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ مخلوقات میں ہر شے آپؐ کی مٹھی میں چلی گئی۔ پھر تین آدمی آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کی طشتری ہے۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم ہے۔ جو اس نے پھیلایا۔ اور اس میں سے ایک خیرہ کن انگوٹھی نکالی۔ اسے لوٹے کے پانی سے سات مرتبہ دھویا۔ اور آپؐ کے شانوں کے درمیان اس سے مہر کر دی۔ پھر اسے تھوڑی دیر اپنے پروں میں رکھ کر مجھے واپس کر دیا۔

ابونعیم، سند ضعیف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عباسؓ نے[1] بیان کیا۔ جب ہمارا چھوٹا بھائی عبداللہ پیدا ہوا۔ تو اس کے چہرے پر نور سورج کی طرح چمکتا تھا۔ والد نے کہا، اس بچے کی بھی عجیب شان ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کے نتھنوں سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑا۔ اور مشرق و مغرب میں گھوم کر کعبۃ اللہ پر آگرا۔ سارے قریش نے اسے سجدہ کیا۔ اور وہ پھر آسمان کی جانب پرواز کر گیا۔ میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہوا تو تمہاری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے اہل مشرق و مغرب تابع ہو جائیں گے۔ جب آمنہ کے ولادت ہوئی تو میں نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے بتایا۔ کہ جب مجھے درد شروع ہوا۔ تو میں نے گڑگڑاہٹ سنی اور ایسی آوازیں جیسے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہوں۔

لہ[1] حضرت عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف دو یا تین سال بڑے تھے۔ شاید انھوں نے یہ روایت اپنے کسی بڑے بھائی سے نقل کی ہو۔ جو عبداللہ سے بھی بڑے ہوں۔ مگر راوی کو اشتباہ ہو گیا ہو۔

پھر میں نے یاقوت کی لکڑی میں کمخواب کا جھنڈا زمین و آسمان کے درمیان نصب دیکھا۔ اور میں نے سرِ مبارکؐ سے ایک نور طلوع ہوتے دیکھا۔ جو آسمان تک پہنچ گیا۔ اور میں نے اس کی روشنی میں شام کے محل شعلے کی طرح دہکتے ہوئے دیکھے۔ پھر میں نے اپنے قریب قطا پرندے کی لڑی دیکھی جس نے آپؐ کو سجدہ کیا اور اپنے پر پھیلا دیئے۔ میں نے سعیرہ اسدی کے جن کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ تیرے اس بیٹے کی پیدائش سے بتوں اور کاہنوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اور سعیرہ ہلاک ہوگئی۔ پھر میں نے ایک طویل اور خوبصورت نوجوان دیکھا جس نے آپؐ کو میری گود سے لے لیا۔ اور آپؐ کے دہن مبارک میں تھوکا۔ اس کے پاس ایک سونے کا طباق تھا۔ پھر اس نے آپؐ کا پیٹ چیرا اور دل نکال لیا۔ پھر دل کو چیر کر اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا۔ طباق میں کوئی سفید ذریرہ (ایک خوشبو) جیسی شئے تھی۔ وہ آپ کے قلب مبارک میں بھر دی۔ پھر ایک سفید ریشم کی تھیلی نکال کر اسے کھولا۔ اس میں ایک انگوٹھی تھی۔ اس سے آپؐ کے شانے پر مہر لگا دی، اور آپؐ کو قمیص پہنا دی ـــــــ

میں کہتا ہوں۔ یہ روایت اور اس سے پہلے کی دو روایتیں سخت منکر ہیں۔ میری کتاب میں اس درجے کی منکر روایت اور کوئی نہیں ہے۔ میں اس روایت کو درج کرنا نہیں چاہتا تھا۔ صرف حافظ ابونعیم کے اتباع میں کر دی ہے۔

حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ، ذکرِ میلادؐ میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت آمنہ نے آپؐ کے یوم میلادؐ اور اس دن کے عجائبات کے بارے میں بیان کیا ـــــ کہ "میں اس دن کے واقعات پر تعجب کر رہی تھی کہ تین آدمی آئے۔ جو اس قدر خوبصورت تھے گویا سورج ان کے چہروں سے طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا۔ جس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طباق تھا۔ جس کے چار پہلو تھے۔ ہر پہلو پر ایک سفید موتی لگا ہوا تھا۔ کسی کہنے والے نے کہا: ـــــ

"یہ تمام دنیا ہے۔ مشرق و مغرب، اور بحر و بر سمیت۔ اے حبیب اللہ! اسے پکڑ لو۔ جہاں سے تم چاہو"،

یہ سن کر میں بھی گھومی تاکہ میں بھی دیکھوں آپؐ کہاں سے پکڑتے ہیں۔ آپؐ نے درمیان سے پکڑا۔ ندا آئی:۔

"کعبہ کی قسم! محمدؐ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو آپؐ کے لیے قبلہ اور مسکنِ مبارک بنا دیا"

میں نے دیکھا کہ تیسرے کے ہاتھ میں خوب اچھی طرح لپٹا ہوا ایک سفید ریشمی کپڑا ہے۔ اس نے وہ کپڑا کھولا اور اس میں سے ایک خیرہ کن انگوٹھی نکالی۔ پھر میری طرف آیا۔ طباق والے نے یہ انگوٹھی لے لی اور اسے سات مرتبہ لوٹے کے پانی سے دھویا۔ پھر اس سے آپؐ کے شانوں کے درمیان مہر لگا دی۔ اور پھر اسے ریشم میں لپیٹ لیا اور اس پر مشک کا دھاگا باندھ دیا۔ پھر اسے کچھ دیر اپنے پروں میں رکھا ـــــ (ابن عباس

کہتے ہیں کہ یہ رضوان خازنِ جنت تھے) ۔۔۔ اور آپ کے کان میں کچھ بات کی جسے میں نہیں سمجھ سکی۔ اور کہا۔
"اے محمدؐ تمہیں بشارت ہو، ہر نبی کا علم میں نے تمہیں دے دیا تھا۔ آپؐ ان میں زیادہ علم والے ہیں، زیادہ بہادر
ہیں۔ آپ کے پاس کامیابیوں کی چابیاں ہیں۔ آپؐ کو رعب و دبدبہ عطا ہوا ہے۔ اے اللہ کے خلیفہ جو شخص
بھی آپؐ کا نام سنے گا۔ اس کا دل آپؐ کو بغیر دیکھے ہی لرز جائے گا اور کانپ جائے گا۔"

ابن وحیہ، التنویر میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ابن سعد، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں "کہ ایک
یہودی مکہ میں رہتا اور تجارت کرتا تھا۔ جب شب میلادؐ آئی تو اس نے قریش کی مجلس میں کہا۔ "اے قریش!
کیا آج کی رات تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ہمیں نہیں معلوم۔ بولا۔ یاد رکھو۔ اس رات
اس آخری امت کے نبی پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے شانوں کے درمیان نشانی ہے۔ جس پر کچھ بال ہیں جیسے
گھوڑے کی ایال۔ وہ دو دن دودھ نہیں پئیں گے۔ کیونکہ کسی جن نے ان کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے"۔۔۔
مجلس چھٹ گئی۔ اور لوگ اس کی باتوں پر تعجب کرتے تھے۔ جب اپنے اپنے گھروں کو پہنچے تو گھر والوں
کو بھی یہ باتیں سنائیں۔ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب کے لڑکا پیدا ہوا ہے اور انہوں نے اس
کا نام محمدؐ رکھا ہے۔ پھر یہ سب لوگ اس یہودی کے پاس پہنچے اور اسے یہ خبر سنائی۔ وہ بولا، مجھے لے چلو،
میں اس بچے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ کے پاس پہنچے اور ان سے بچہ کو دکھانے
کے لیے کہا۔ انہوں نے دکھا دیا۔ سب نے آپؐ کی پیٹھ کھولی، تو وہاں تل جیسی نشانی موجود تھی۔ جسے دیکھ
کر یہودی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ کیا ہوا تھا۔ بولا۔ بنی اسرائیل سے نبوّت
ختم ہو گئی۔ اے جماعتِ قریش تم اس سے خوش ہو۔ قسم بخدا یہ تم پر اس طرح غلبہ پائے گا کہ اس کی خبریں
مشرق سے مغرب تک پھیل جائیں گی۔"

بیہقی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ابوالحکم تنوخی نے بیان کیا کہ قریش میں جب کوئی بچہ پیدا
ہوتا۔ تو صبح تک کے لیے قریشی عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا۔ وہ اس پر ہانڈی دیتیں۔ جب آپؐ کی
پیدائش ہوئی تو عبدالمطلب نے آپؐ کو عورتوں کے سپرد کر دیا۔ تاکہ آپؐ پر ہانڈی ڈال دیں۔ صبح کو جب
یہ عورتیں آئیں تو دیکھا ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اور آپؐ دونوں آنکھیں کھولے آسمان کی جانب
دیکھ رہے ہیں۔ یہ عورتیں عبدالمطلب کے پاس آئیں اور بولیں، ہم نے تو کبھی ایسا بچہ نہ دیکھا تھا۔ اس پر
تو ہانڈی ٹوٹ گئی۔ اور خود انہیںؐ ہم نے آسمان کی جانب دیکھتا ہوا پایا۔ عبدالمطلب بولے، اس کی
حفاظت کرو۔ مجھے خیر ہی کی امید ہے۔ جب ساتواں روز ہوا۔ تو عبدالمطلب نے جانور ذبح کیا اور

قریش کی دعوت کی، جب سب کھا چکے تو پوچھا "اے عبدالمطلب کیا نام رکھا ہے ؟" بولے۔ " محمدؐ نام رکھا ہے۔" لوگوں نے کہا " خاندانی ناموں سے گریز کی کیا وجہ ہے ؟" بولے۔ " میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں اس کی مخلوقات اس کی تعریف کریں۔"

ابونعیم اور ابن عساکر، مسیب بن شریک سے، وہ محمد بن شریک سے، وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ مرالظہران میں عیصٰی نامی شامی راہب تھا، جو بڑا عالم تھا اور مستقل اپنے گرجا میں رہتا تھا۔ کبھی کبھی مکہ آتا تو لوگ اس سے ملنے جاتے۔ وہ اس وقت کہا کرتا "تم میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ جس کے سامنے سارے عرب جھک جائیں گے۔ اور وہ عجم کا مالک ہو جائے گا۔ یہی اس کی آمد کا زمانہ ہے۔ جس نے اس کا زمانہ پایا اور اس کی اتباع کی۔ وہ بامقصد رہا۔ اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ بے مقصد رہ گیا۔ قسم بخدا۔ میں روٹی اور شراب کی سرزمین اور پرامن جگہ چھوڑ کر اس تنگی بھوک اور خوف کی جگہ میں اسی کی تلاش میں آیا ہوں"

وہ مکہ کے ہر نومولود بچے کے بارے میں پوچھتا جاتا اور کہتا جاتا۔ " ابھی نہیں آیا"۔ — صبح ولادت مبارکہ عبدالمطلب عیصٰی کے پاس پہنچے اور اس کے گرجا کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر اسے پکارا۔ اس نے پوچھا کون ہے ؟ جواب دیا :—

" میں عبدالمطلب ہوں۔"

وہ آپ کے پاس آیا اور بولا : " شاید تم ہی اس کے باپ ہو۔ آج وہ بچہ پیدا ہو گیا۔ جس کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ پیر کے دن پیدا ہو گا۔ پیر کے دن مبعوث ہو گا اور پیر کے دن وفات پائے گا۔ اس کا ستارہ کل شام طلوع ہو گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اسے اب درد ہے۔ اور تین دن رہے گا پھر ٹھیک ہو جائے گا۔ بس تم اپنی زبان بند رکھو کیونکہ اتنا حسد کسی سے نہیں کیا گیا۔ جتنا اس سے کیا جائے گا۔ اور اس قدر دشمنی کسی سے نہیں کی گئی۔ جس قدر اس سے کی جائے گی۔"

عبدالمطلب نے پوچھا :۔ " اس کی عمر کیا ہو گی ؟ "

بتایا۔ " کم ہو یا زیادہ، بہرحال ستر تک نہیں پہنچے گی۔ بلکہ ستر سے کم کسی طاق عدد میں ہو گی۔ یا اکسٹھ میں یا تریسٹھ میں، یہی ان کی امت کے لوگوں کی بھی عمریں ہوں گی۔"

راوی کہتا ہے کہ حمل مبارک دس رمضان کو ہوا اور ولادت مبارکہ پیر کے روز رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔

ابونعیم، روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب، رات کے

وقت کوئی بچہ پیدا ہوتا۔ تو اسے برتن کے نیچے رکھ دیتے اور صبح تک نہ دیکھتے، ولادت مبارکہ کے بعد آپؐ کو بھی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو ہانڈی کے دو ٹکڑے ہوئے پڑے تھے۔ اور آپؐ کی آنکھیں آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا۔ اس کے بعد آپؐ کو دودھ پلانے کے لیے بنی بکر کی ایک عورت کے سپرد کر دیا گیا۔ جب اس نے آپؐ کو دودھ پلایا۔ تو اس پر ہر جانب سے خیر و برکت آ گئی۔ اس کے پاس چند بکریاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے بیان کیا۔ کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو نور نبوت سے ٹیلے روشن ہو گئے، اور آپؐ نے اپنے ہاتھ زمین پر ٹیک لیے۔ اور آسمان کی جانب غور سے دیکھنے لگے۔ اور جب آپؐ کے اوپر ایک بڑی سی ہانڈی ڈھکی گئی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ نے بیان کیا کہ جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو آپؐ کی والدہ نے آپؐ پر ہانڈی رکھ دی جو ٹوٹ گئی۔ اور کہتی ہیں کہ میں نے آپؐ کو دیکھا۔ تو آپؐ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور آپ آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میلاد مبارک کے وقت روئے زمین نور سے منور ہو گئی۔ ابلیس نے کہا۔ آج ایسا بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو ہمارا معاملہ خراب کر دے گا۔ اس کے ایک سپاہی نے کہا تم جاؤ۔ اور اس کی عقل میں خامی پیدا کر آؤ۔ چنانچہ ابلیس آیا۔ مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا تو حضرت جبریلؑ نے اسے ایک لات ماری اور وہ عدن میں جا کر گرا۔

زبیر بن بکار اور ابن عساکر معروف بن خربوذ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں گھوما کرتا تھا۔ مگر جب حضرت عیسٰی کی پیدائش ہوئی۔ تو تین آسمانوں میں اس کا داخلہ بند ہو گیا۔ اور جب ولادت مبارکہ ہوئی تو ساتوں آسمان بند کر دیئے گئے۔ آپؐ کی ولادت طلوع فجر کے وقت پیر کے دن ہوئی۔

بیہقی، ابونعیم، خرائطی، اور ابن عساکر، ابویعلی بن عمران بجلی سے، وہ مخزوم بن ہانی سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ (اور ان کے والد کی عمر ڈیڑھ سو سال ہوئی ہے) کہ شب ولادت ایوان کسریٰ میں لرزہ آیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، نار فارس بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی اور بحیرۂ ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ بہت خوفزدہ ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا، پھر جب زیادہ صبر نہ ہو سکا تو یہ سوچا کہ یہ بات اپنے وزراء سے نہ چھپانی چاہیئے۔ چنانچہ تاج پہن کر سریر آرا ہوا۔ لوگوں کو جمع کیا۔ اور انہیں صورت حال سے باخبر کیا۔ اسی دوران پرچہ آیا کہ فارس کی آگ بجھ گئی۔ اس پر اسے اور رنج ہوا۔ موبذان نے کہا۔ "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے میں نے بھی آج رات خواب دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں

کو کھینچ رہے ہیں۔ اور دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ "اے موبذان اب کیا ہو گا؟" اس نے کہا "عرب کی جانب سے کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔" اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا۔ کہ میرے پاس کسی عالم کو بھیجو میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا، "تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں؟" اس نے کہا۔ "بادشاہ سلامت مجھے بتلائیں اگر مجھے علم ہوا تو بتا دوں گا۔ ورنہ اس شخص کا پتا دوں گا جو جانتا ہو گا۔" چنانچہ بادشاہ نے اس کو ساری بات بتلائی۔ جسے سن کر عبدالمسیح نے کہا۔ "اس کا علم میرے ماموں سطیح کو ہے۔ جو شام کے نواحی علاقوں میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا اسے لے کر آؤ۔ میں اس سے پوچھوں گا۔ عبدالمسیح روانہ ہو گیا اور سطیح کے پاس پہنچا جو مرنے کے قریب تھا عبدالمسیح نے اسے سلام کیا۔ سطیح سلام سن کر اٹھا۔ اور بولا:۔

"عبدالمسیح ایک تیز رفتار اونٹ پر سطیح کے پاس آیا ہے۔ جس کی موت قریب ہے، تجھے ساسانیوں کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ کہ ایوان میں زلزلہ آ گیا۔ نار فارس بجھ گئی، اور موبذان نے خواب دیکھا کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور وہ دجلہ عبور کر کے سارے ملک میں پھیل گئے ہیں۔ اے عبدالمسیح! جب تلاوت کی کثرت ہو جائے، اور حامل عصا ظاہر ہو جائیں۔ وادی سماوہ پانی سے ابلنے لگے، بحیرۂ ساوہ خشک ہو جائے اور نار فارس ٹھنڈی ہو جائے۔ تو پھر سطیح کے لیے شام، شام نہیں ہے۔ بس کنگروں کے عدد کے مطابق بادشاہ ہوں گے، اور جو کچھ ہونا ہو گا ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر سطیح مر گیا۔ اور عبدالمسیح نے آ کر بادشاہ کو سارا واقعہ سنایا۔ بادشاہ سن کر کہنے لگا۔ "اتنے ہمارے چودہ بادشاہ ہوں، اتنے تو نہ جانے کیا کچھ ہو گا۔۔۔" مگر ان میں سے دس بادشاہ تو چار سال ہی میں نمٹ گئے اور باقی چار خلافت عثمانؓ تک حکمران رہے ۔۔۔ ابن عساکر کہتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ یہ صرف مخزوم نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ اور ابو ایوب بجلی اس میں منفرد ہیں۔ یہی بات ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سطیح کے تذکرے میں کہی ہے۔ اور عبدالمسیح کے تذکرے میں مندرجہ بالا سند سے روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس کو معروف بن خربوذ نے بشر بن تیم مکیؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس سند سے عبدان نے بھی کتاب الصحابہ میں روایت کیا ہے۔ اور ابن حجر نے "الاصابہ" میں اسے مرسل بتایا ہے۔

خرائطی اور ابن عساکر، عروہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ قریش کے کچھ لوگ جن میں" ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث شامل تھے۔ ایک رات ایک بت کے پاس جمع ہوئے دیکھا کہ

وہ منہ کے بل گرا پڑا ہے۔ ان لوگوں کو برا معلوم ہوا۔ اور اسے سیدھا کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر زور سے گر پڑا۔ انہوں نے پھر سیدھا کر دیا۔ مگر تیسری مرتبہ پھر گر گیا۔ تو عثمان بن الحویرث کہنے لگا۔ ضرور کوئی نہ کوئی بات ہوئی ہے۔ اور یہ وہ رات تھی جس میں ولادت مبارکہ ہوئی۔ اس موقعہ پر عثمان نے جو اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

اے صنم! تیرے پاس دور دراز سے آئے ہوئے عرب سردار جمع ہیں۔
تو الٹا پڑا ہے۔ بتا کیا بات ہے۔ کیا تو کھیل کر رہا ہے۔
اگر ہم سے کوئی گناہ ہوا ہے۔ تو ہم اقرار کرتے اور گناہ سے بچتے ہیں۔
اور اگر تو ذلیل و مغلوب ہو کر جھک گیا ہے۔ تو تو بتوں کا سردار اور رب نہیں ہے۔

پھر اس کو دوبارہ کھڑا کر دیا۔ مگر پھر اس میں سے یہ آواز آئی ؎

یہ صنم تباہ ہوگیا۔ اس بچے کی بنا پر جس کے نور سے ساری دنیا روشن ہوگئی ہے۔
سارے ہی صنم اس کی آمد پر گر پڑے۔ اور بادشاہوں کے دل اس کے خوف سے کانپنے لگے۔
نار فارس بجھ گئی اور ٹھنڈی ہوگئی جس کی وجہ سے شاہ فارس سخت رنج میں ہے۔
کاہنوں سے ان کے جن غائب ہوگئے۔ اب انہیں کوئی جھوٹی سچی خبر پہنچانے والا نہیں رہا۔
اے بنو قصیٰ اپنی گمراہی سے باز آجاؤ۔ اور اسلام کے کشادہ دامن میں پناہ لے لو۔

خرائطی ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل نے کہا، ہم ابرہہ کے مکہ سے واپس جانے کے بعد نجاشی کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا۔ اے قریش کے لوگو سچ بتاؤ۔ کیا تمہارے یہاں ایسا کوئی بچہ پیدا ہوا۔ جس کے باپ نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ پھر قرعہ ڈال کر اور بہت سے اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ پھر قرعہ ڈال کر اور بہت سے اونٹ ذبح کر کے اسے بچا لیا ہو ـــــ ہم نے کہا۔ "ہاں۔" اس نے پوچھا۔ "تمہیں خبر ہے کہ اس نے پھر کیا کیا؟" ہم نے کہا، "اس نے آمنہ نامی ایک عورت سے شادی کی اور اسے حاملہ چھوڑ کر چلا گیا۔"

اس نے پھر پوچھا۔ "تمہیں پتا ہے کہ یہ بچہ پیدا ہوگیا یا نہیں؟"

اس پر ورقہ نے کہا ـــــ "میں ایک رات ایک بت کے پاس تھا۔ میں نے اس میں سے یہ آواز سنی ؎

"نبی پیدا ہوگئے، بادشاہ ذلیل ہوئے، گمراہی دور ہوئی۔ اور شرک مٹ گیا۔"

اس کے بعد بت سر کے بل گر پڑا۔ زید بولا۔ "اے بادشاہ میرے پاس بھی ایسی ہی خبر ہے میں شب مبارک جبل ابی قبیس پہنچا۔ تو وہاں میں نے ایک آدمی کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا۔ جس کے دو سبز پر تھے۔ وہ تھوڑی دیر جبل ابی قبیس پر ٹھہرا۔ پھر مکہ آیا اور کہا۔ "شیطان ذلیل ہوگیا، بت پرستی ختم ہوگئی اور امین پیدا

ہو گئے۔ پھر اس نے ایک کپڑا کھولا اور اسے مشرق و مغرب کی جانب پھیلایا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سارے آسمان کے نیچے خیمے کی طرح تن گیا۔ اور ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ اور میں نے جو کچھ دیکھا میں اس سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس ہاتف غیبی نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور کعبہ پر گر گیا۔ پھر ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے سرزمین تہامہ روشن ہو گئی، اور اس نے کہا" زمین پاک ہو گئی اور اس نے اپنی شادابی اگل دی۔ پھر اس نے کعبہ پر رکھے ہوئے بتوں کی جانب اشارہ کیا۔ تو وہ سب گر گئے۔"

نجاشی بولا :" ذرا میری سنو، مجھ پر کیا گزری۔ میں اسی رات اپنی خواب گاہ میں سو رہا تھا۔ کہ زمین سے ایک گردن اور ایک سر نکلا۔ اس نے کہا۔ اصحاب فیل ہلاک ہو گئے، انہیں ابابیل پرندوں نے کنکریوں سے ہلاک کر دیا۔ گناہ گار مجرم اشرم بھی ختم ہو گیا۔ نبی اُمی حرمی مکی پیدا ہو گئے۔ اب جس نے ان کی بات مانی کامیاب ہوا۔ اور جس نے نہیں مانی وہ سرکش ہوا ـــــ یہ کہہ کر وہ سرزمین میں غائب ہو گیا۔ میں نے چیخنا چاہا۔ مگر میرے منہ سے آواز نہ نکلی، میں نے بھاگنا چاہا۔ مگر میں کھڑا نہیں ہو سکا۔ پھر میرے گھر والے میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان سے کہا۔" حبشی لوگوں کو میرے سامنے سے دور کر دو"۔ انہوں نے دور کر دیا۔ تو میری زبان اور ٹانگیں کھل گئیں۔

باب ۱۹

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے

طبرانی، ابو نعیم خطیب اور ابن عساکر، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :" میرے رب نے ایک عزت مجھے یہ بخشی ہے۔ کہ میں مختون پیدا ہوا۔ اور کسی نے میرے پوشیدہ مقام کو نہیں دیکھا۔"

ابن سعد، یونس بن عطاء سے، وہ حکم بن ابان سے، وہ عکرمہ سے وہ ابن عباسؓ اور وہ اپنے والد حضرت عباس بن عبدالمطلب سے نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نال کٹے ہوئے اور مختون پیدا ہوئے، عبدالمطلب کو یہ بات انوکھی معلوم ہوئی۔ اور آپ کا مقام ان کی نظر میں بڑھ گیا۔ اور کہنے لگے۔ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی، چنانچہ آپؐ کی بڑی شان ہوئی ـــ اس روایت کو بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نال کٹے ہوئے اور مختون پیدا ہوئے۔

ابن عساکر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے۔

ابن عساکر حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نال کٹے ہوئے اور مختون پیدا ہوئے۔

حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں کہ آپؐ کے مختون ہونے کی روایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

ابن درید کی "الوشاح" میں ہے کہ ابن الکلبی نے کعب احبار سے نقل کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اور بارہ نبی مختون پیدا ہوئے۔ جن میں سب سے آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور درمیان میں شیثؑ، ادریسؑ، نوحؑ، سامؑ، لوطؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، سلیمانؑ، شعیبؑ، یحییٰؑ، ہودؑ اور صالحؑ ہیں[1]

طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبریلؑ نے جس وقت قلب مبارک پاک کیا۔ اسی وقت آپؐ کی ختنہ بھی فرمائی۔

باب ۲۰

مہد میں چاند سے گفتگو

بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر، حضرت عباس بن عبدالمطلب سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: "یا رسول اللہ! میں آپ کی یہ علامت نبوت دیکھ کر ایمان لایا۔ کہ آپؐ چاند سے گفتگو فرمارہے تھے اور اس کی جانب انگلی سے اشارہ فرماتے۔ آپؐ جدھر اشارہ کرتے چاند ادھر ہی ہو جاتا۔ آپؐ نے فرمایا۔" میں چاند سے باتیں کر رہا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ مجھے رونے سے بہلا رہا تھا۔ چنانچہ چاند جب عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ تو میں اس کی پکار سنتا ہوں۔

بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف احمد بن ابراہیم جبلی نے روایت کیا ہے۔ جو مجہول راوی ہیں۔ صابونی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند اگرچہ غریب ہے مگر متن معجزات کے باب میں حسن ہے۔

---

[1] اس طرح حضرت آدم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت چودہ نبی مختون پیدا ہوئے۔

باب ۲۱

مہد مبارک میں گفتگو

حافظ ابوالفضل بن حجر، سیر الواقدی میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی تکلم فرمایا۔ ابن سبع "الخصائص" میں ذکر کرتے ہیں کہ مہد مبارک فرشتے ہلا رہے تھے۔ اور آپ نے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ـــــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا

باب ۲۲

زمانۂ رضاعت میں ظاہر ہونے والے معجزات

ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ بنت حارث نے بیان کیا کہ میں قحط کے سال سعد بن بکر کی کچھ عورتوں کے ساتھ مکہ پہنچی۔ میں اپنی گدھی پر آئی۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک بچہ تھا۔ اور ایک بوڑھی اونٹنی تھی۔ جو ایک قطرہ بھی دودھ نہیں دیتی تھی اور ہم اپنے اس بچے سمیت ساری رات نہیں سوئے۔ کیونکہ نہ تو میری چھاتی میں دودھ تھا اور نہ اونٹنی دودھ دے رہی تھی۔ غرض ہم مکہ آگئے اور میری جان پہچان کی سب عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشکش کی گئی۔ مگر سب نے یہ سن کر کہ یتیم ہیں۔ انکار کر دیا۔ میرے سوا سب عورتوں کو دودھ پلانے کے لیے کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا۔ مجھے آپؐ کے سوا کوئی بچہ لینے کے لیے نہ تھا۔ تو میں نے اپنے شوہر سے کہا۔ مجھے پسند نہیں ہے کہ میں اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ بغیر بچے کے واپس جاؤں۔ میں تو اس یتیم کو لے لیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے آپؐ کو لے لیا۔ ابھی میں آپؐ کو لے کر اپنے پڑاؤ تک نہیں پہنچی تھی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ پھر آپؐ نے اور آپؐ کے بھائی نے خوب سیراب ہو کر دودھ پیا۔ پھر میرے شوہر نے اپنی بوڑھی اونٹنی کو دیکھا کہ وہ بھی دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا دودھ نکالا۔ انہوں نے بھی پیا۔

پھر میرے شوہر نے اپنی بوڑھی اونٹنی کو دیکھا کہ وہ بھی دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا دودھ نکالا۔ انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی۔ یہاں تک کہ ہم دونوں سیراب ہو گئے۔ ہم نے اچھی طرح رات گزاری۔ میرے شوہر نے کہا۔ "قسم بخدا! حلیمہ! تم نے کوئی بہت ہی مبارک بچہ لے لیا ہے۔ دیکھو آج کی رات کس قدر خیر و برکت کی گزری ہے۔" غرض ہم اپنے وطن لوٹ گئے۔ واپسی میں میری گدھی اس طرح چل رہی تھی۔ کہ قافلہ کا کوئی بھی گدھا اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میری ساتھنوں نے کہا۔ یہی گدھی ہے جس پر تم ہمارے ساتھ آئی تھیں۔ میں نے کہا۔ ہاں وہی ہے۔ کہنے لگیں۔ اب تو اس کا خوب رنگ ہے۔ پھر ہم بنی سعد کی سرزمین میں داخل ہو گئے۔ اور اس سے زیادہ خشک زمین کوئی نہیں ہے۔ مگر میری بکریاں وہاں سے شام کو پیٹ بھری ہوئی اور دودھ سے لبریز آتی تھیں۔ غرض ہم اور ہمارے جانور خوب مزے میں تھے۔ جبکہ لوگوں کی بکریاں ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں اور شام کو بھوکی واپس آتیں۔ سب اپنے چرواہوں سے کہتے وہاں چراؤ۔ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ چنانچہ وہ میری بکریوں کے ساتھ چرا کر بھی جب شام کو واپس لاتے تو بکریاں بھوکی ہوتیں۔ اور ان میں دودھ نہ ہوتا۔ اور میری بکریاں سیراب اور دودھ سے بھری ہوتی تھیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ہمیں برکتیں دکھلاتا رہا۔ یہاں تک کہ آپؐ دو سال کے ہو گئے۔ آپؐ اس تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ جس تیزی سے عموماً بچے نہیں بڑھا کرتے۔ آپؐ دو ہی سال میں خوب بڑے ہو گئے اور کھانے پینے لگے۔ ہم آپؐ کو لے کر آپؐ کی والدہ کے پاس آئے اور ہم آپؐ کی برکتیں دیکھ کر آپؐ کو اپنے پاس رکھنے کے بڑے حریص تھے چنانچہ ہم نے آپؐ کی والدہ سے کہا: "آپ ایک سال کے لیے اور بچے کو ہمیں دے دیں ہمیں اس پر مکہ کی بیماریوں کا خطرہ ہے۔" ہم نے آپ کی والدہ پر خوب اصرار کیا، یہاں تک کہ انہوں نے ہاں کر دی۔ آپؐ کو ساتھ لائے ہوئے دو تین ماہ گزرے تھے کہ آپؐ گھروں کے پیچھے جہاں ہمارے جانور بندھتے تھے اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ کھیلنے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ کا رضاعی بھائی آیا۔ اور بتایا کہ میرے قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش آدمی آئے۔ انہوں نے آپ کو لٹایا۔ اور آپؐ کا پیٹ چاک کر دیا۔ یہ بات سن کر میں اور آپؐ کے (رضاعی) والد دوڑتے ہوئے گئے۔ ہم نے دیکھا آپ کھڑے ہوئے ہیں اور آپؐ کا رنگ اڑا ہوا ہے۔ آپؐ کے والد نے آپؐ کو گلے لگالیا۔ اور پوچھا، اے میرے بیٹے کیا ہوا؟ فرمایا۔ "میرے پاس دو سفید پوش آئے۔ ان دونوں نے مجھے لٹایا اور میرا پیٹ چاک کر کے اس سے کچھ نکال کر پھینک دیا۔ اور پیٹ جیسا تھا ویسا ہی کر دیا۔" اس پر آپؐ کے والد کہنے لگے۔ "مجھے ڈر ہے۔ کہیں میرے بیٹے پر کوئی اثر تو نہیں ہو گیا۔ ہم اس سے قبل کہ کوئی ناگوار بات دیکھیں ان کو ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دیں۔"

چنانچہ ہم آپؐ کو لے کر آپؐ کی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ بولیں، کیا بات ہوئی۔ تم تو ان کے

حد درجہ خواہش مند تھے ۔ ہم نے کہا۔ "ہمیں ان کے ضائع ہو جانے اور کوئی بات پیش آجانے کا ڈر ہے۔"
بولیں۔ "نہیں ایسا نہیں ہے۔ جو سچی بات ہے وہ بتاؤ ؟" انہوں نے جب اصرار کیا تو ہم نے سارا قصہ
سنا دیا۔ بولیں، کیا تمہیں ان پر شیطان کا خوف ہے۔ قسم بخدا۔ شیطان ان پر کوئی راہ نہیں پا سکتا۔ میرے
اس بیٹے کی ضرور کوئی شان ہے۔ کیا تمہیں آپؐ کا ایک واقعہ نہ سناؤں۔ ہم نے کہا، "ضرور" بولیں، " مجھے
آپؐ کا حمل بالکل ہلکا تھا۔ میں نے زمانۂ حمل میں خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے شام
کے محل روشن ہو گئے۔ پھر جب آپ پیدا ہوئے تو اس طرح نہیں جس طرح بچے پیدا ہوتے ہیں۔ آپؐ کے
ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔ اور آپ آسمان کی جانب سر اٹھائے ہوئے تھے ——— خیر تم انہیں چھوڑ جاؤ۔

بیہقی اور ابن عساکر، محمد بن زکریا غلابی سے، وہ یعقوب بن جعفر بن سلیمان سے، وہ علی بن عبداللہ بن
عباس سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ
جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑایا تو آپ کا سب سے پہلا کلمہ " اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا،
وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا " تھا۔ جب آپؐ ذرا بڑے ہو گئے۔ اور بچوں کو کھیل کے لیے جاتا دیکھتے
تو ان سے بچتے۔ ایک دن مجھ سے فرمایا، " اماں جان! میرے بھائی دن کو نظر نہیں آتے۔" میں نے کہا۔
"میری جان آپؐ پر قربان۔ آپ کے بھائی بکریاں چرانے لے جاتے۔ اور صبح کو جا کر شام کو آتے ہیں۔"
آپ نے فرمایا۔ " مجھے بھی ان کے ساتھ ہی بھیج دیا کریں۔" چنانچہ آپؐ خوشی خوشی جاتے۔ اور خوشی خوشی واپس
آتے۔ ایسے ہی ایک دن سب باہر گئے۔ تو دوپہر کے وقت میرا ایک بیٹا ضمرہ خوفزدہ دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی
پیشانی عرق آلود تھی۔ اور وہ رو رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا: "اے ابا! اے ابا! میرے بھائی محمدؐ کے پاس پہنچو،
تم جب تک ان کے پاس پہنچو گے تو انہیں مردہ پاؤ گے۔"

ہم نے پوچھا، "کیا ہوا؟"

بتایا۔ "ہم کھڑے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور وہ محمدؐ کو ہمارے درمیان سے اچک کر پہاڑ کی چوٹی پر لے
گیا۔ وہاں آپؐ کا سینہ چاک کیا۔ آگے مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔"

یہ سن کر میں اور آپؐ کے والد دوڑتے ہوئے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپؐ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے آسمان کی
جانب دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ میں آپؐ پر جھک گئی اور آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہا: "میری
جان آپؐ پر قربان۔ آپ کو کیا ہوا ؟"

آپ نے فرمایا۔ " اماں جان سب ٹھیک ہے۔ میں کھڑا ہوا تھا کہ میرے پاس تین آدمی آئے۔ جن
میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا۔

انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور وہاں مجھے آہستہ سے لٹا دیا پھر ان میں سے ایک نے ناف تک میرا پیٹ پھاڑ دیا۔ میں دیکھ رہا تھا مگر مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں ڈالا اور آنتیں نکالیں انہیں خوب اچھی طرح برف سے دھویا اور واپس رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے پہلے سے کہا۔ تم کو تمہیں اللہ نے جو حکم دیا ہے وہ تم پورا کرو چنانچہ وہ میرے قریب ہوا۔ اور میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر دل نکال لیا۔ اسے چیر کر اس میں ایک سیاہ خون سے بھرا ہوا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا۔ اور بولا۔ ”اے حبیب خدا، یہ شیطان کا حصہ تھا۔“ پھر اپنے پاس موجود کسی چیز سے اسے بھر دیا۔ پھر اس پر ایک نورانی مہر لگا دی۔ جس کی ٹھنڈک میں ابھی تک اپنی رگوں اور جوڑوں میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد تیسرا شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ تم دونوں ہٹ جاؤ۔ تم نے اللہ کے حکم کو پورا کر دیا۔ پھر وہ میرے قریب آیا۔ اور میرے سینے کے شگاف پر ناف تک ہاتھ پھیرا اور کہا:۔ ”انہیں ان کی امت کے دس آدمیوں کے مقابلے میں وزن کرو۔“ انہوں نے مجھے وزن کیا۔ میں ان سب پر غالب آ گیا۔ اس نے کہا۔ چھوڑو۔ اگر تم انہیں ان کی پوری امت کے مقابلے میں بھی وزن کرو گے۔ تو بھی یہ غالب آ جائیں گے۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے اٹھایا۔ سب میری جانب جھکے۔ میرے سر اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا۔ اے حبیبؐ خدا۔ آپ کچھ خوف نہ کریں۔ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کا خدا آپ کے لیے کیا بھلائی چاہتا ہے۔ تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں ـــــ اس کے بعد وہ مجھے اسی طرح بیٹھا ہوا چھوڑ کر آسمانوں کی جانب پرواز کر گئے۔

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ میں آپؐ کو لے کر بنی سعد کی بستی میں آئی۔ لوگ کہنے لگے انہیں کاہن کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ وہ دیکھ کر علاج کرے ـــــ آپؐ نے فرمایا۔ ”مجھے کچھ نہیں ہے۔ میری جان بھی سلامت ہے اور قلب بھی درست ہے ـــــ مگر لوگ مجھ سے کہتے رہے کہ انہیں کوئی اثر ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ میری رائے پر غالب آ گئے۔ چنانچہ میں آپؐ کو کاہن کے پاس لے گئی۔ اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ وہ بولا۔ تم چھوڑو۔ میں خود لڑکے سے سنتا ہوں۔ کیونکہ وہ اپنے معاملے سے زیادہ واقف ہو گا۔ ہاں۔ اے لڑکے بتاؤ۔ آپؐ نے از اوّل تا آخر سارا واقعہ سنا دیا۔ جسے سن کر کاہن ایک دم کھڑا ہو گیا۔ اور پکارنا شروع کیا۔ اے اہلِ عرب۔ ایک برائی قریب آ گئی ہے۔ اس لڑکے کو اور مجھے ایک ساتھ قتل کر ڈالو۔ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور یہ بڑا ہو گیا۔ تو یہ بڑوں کی عقلوں کو خبط کر دے گا، تمہارے دین کو جھٹلائے گا۔ تمہیں اس رب کی جانب بلائے گا جسے تم نہیں پہچانتے۔ اور اس دین کی دعوت دے گا۔ جس سے تم نا آشنا ہو۔

حلیمہ فرماتی ہیں۔ ”میں نے اس کی بات سن کر اس کے ہاتھوں میں سے آپؐ کو کھینچ لیا۔ اور اسے کہا۔ تو ہی پاگل اور خبطی معلوم ہوتا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو یہ کچھ کہے گا۔ تو میں تیرے پاس نہ لاتی۔ اپنے آپ کو قتل کرنے کے لیے خود ہی کسی کو بلا لے۔ ہم تو محمدؐ کو قتل نہیں کریں گے۔“ میں آپؐ کو لے کر اپنے گ

آگئی۔ راستے میں بنی سعد کے جس گھر سے بھی گزرتے۔ آپ سے مشک کی سی خوشبو آتی۔ روزانہ آپؐ کے پاس دو سفید آدمی آتے۔ اور آپؐ کے کپڑوں میں چھپ جاتے اور پھر ظاہر نہ ہوتے۔ لوگوں نے کہا حلیمہ! ان کو ان کے دادا کو لوٹا دو اور یہ امانت واپس کر دو۔ چنانچہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ آپ کو واپس کر دوں۔ اس کے بعد میں نے یہ آواز سنی۔ "اے مکہ کی سنگستانی زمین تجھے مبارک ہو۔ آج کے دن تیرا نور، تیرا دین، تیرا جلوہ اور تیرا کمال تجھے واپس مل رہا ہے۔ تو مامون ہو جا تو کبھی ذلیل و رسوا نہ ہو گی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عبدالمطلب کو آپؐ کی ساری باتیں سنائیں۔ تو وہ بولے۔" اے حلیمہ، میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہو گی، اور میری خواہش ہے کہ میں وہ زمانہ پاؤں۔"

بیہقی، زہری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبدالمطلب کی زیرِ پرورش تھے۔ انہوں نے آپ کے لیے بنی سعد کی ایک عورت کو دودھ پلانے کے لیے متعین کیا۔ وہ آپ کو لے کر سوقِ عکاظ پہنچیں۔ وہاں ایک کاہن آپ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ " اے اہلِ عکاظ اس لڑکے کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ بادشاہ بننے والا ہے۔" یہ سن کر آپؐ کی رضاعی والدہ نے آپؐ کو کاہن سے چھین لیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچایا۔ پھر آپؐ انہی کے پاس پلے بڑھے۔ جب چلنے لگے، تو آپؐ کی رضاعی بہن آپ کو گود میں لے جانے لگی۔ (ایک دن) وہ آئی اور کہنے لگی۔ اے اماں جان! میں نے کچھ لوگ دیکھے، جنہوں نے ابھی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر ان کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ یہ سن کر آپؐ کی والدہ ڈرتی ہوئی آئیں۔ دیکھا کہ آپؐ تشریف فرما ہیں۔ آپ کا رنگ اڑا ہوا ہے! اور آپؐ کے پاس کوئی نہیں ہے۔ آپؐ کی رضاعی والدہ آپؐ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئیں اور ان سے کہا۔ " اپنے بچے کو مجھ سے لے لیں، مجھے ان کی جان کا خطرہ ہے۔"

ان کی والدہ نے فرمایا: " قسم بخدا۔ میرے بیٹے کو ایسی کوئی بات نہیں جس کا تمہیں خطرہ ہے۔ میں نے تو آپؐ کو وقتِ پیدائش دیکھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔ اور سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا۔"

اس کے بعد آپؐ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا نے آپؐ کا دودھ چھڑا دیا۔ پھر والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور آپؐ یتیم ہو کر اپنے دادا کی پرورش میں آگئے۔ آپؐ لڑکے سے تھے۔ اور اپنے دادا کا تکیہ لا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ کے دادا تشریف لاتے وہ خاصے بوڑھے ہو چکے تھے۔ انہیں ایک لڑکی لے کر آیا کرتی۔ وہ آپؐ سے کہتی۔ " اپنے دادا کے تکیے سے ہٹ جاؤ۔" اس پر عبدالمطلب کہتے۔ " میرے بیٹے کو رہنے دو۔ یہ بھرا پا خیر ہے۔" پھر آپؐ کے دادا بھی وفات پا گئے۔ اور آپؐ حضرت ابوطالب کی کفالت میں آگئے۔ جب آپؐ خاصے بڑے ہو گئے۔ تو ابوطالب آپؐ کو شام تجارت کے لیے لے گئے۔

جب آپؐ تیماء پہنچے۔ تو آپؐ کو ایک یہودی عالم نے دیکھ کر ابوطالب سے پوچھا:۔
"یہ لڑکا آپ کا کون ہے؟"
فرمایا:۔ "یہ میرا بھتیجا ہے۔"
پوچھا:۔ "کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟" بولے۔ "ہاں" تو اس نے کہا:۔
"قسم بخدا اگر تم اسے شام لے کر گئے تو یہودی انہیں قتل کر دیں گے۔ کیونکہ یہ ان کے دشمن ہیں۔"
یہ سن کر ابوطالب آپؐ کو مکہ واپس لے آئے۔

ابویعلی، ابونعیم اور ابن عساکر، شداد بن اوس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی عامر کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آپؐ کی حقیقت نبوت کیا ہے؟ فرمایا۔ "میری شان کی ابتدا اس طرح ہے کہ میں حضرت ابراہیم کی دعوت، اپنے بھائی عیسٰی کی بشارت اور اپنی والدہ کا پہلوٹا ہوں۔ جب میری والدہ ماجدہ کو میرا حمل ہوا۔ تو ایسا ہی بوجھ ہوا۔ جیسا کہ عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ پھر میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے پیٹ میں نور ہے۔ میری والدہ کہتی ہیں۔" میں اس نور کے پیچھے اپنی نگاہیں لے جاتی۔ اور وہ آگے بڑھتا جاتا۔ یہاں تک کہ اس نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے"۔۔۔۔ اس کے بعد جب میں پیدا ہو گیا اور بڑا ہو گیا تو میرے دل میں قریش کے بتوں اور شعر سے نفرت ہو گئی۔ جب میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔ تو ایک دن میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھر والوں سے جدا ہو کر ایک وادی میں پہنچ گیا، تو میرے پاس تین آدمی آئے۔ جن میں سے ایک کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا طشت تھا۔ انہوں نے مجھے میرے ساتھیوں میں سے پکڑا۔ اور سب بچے قبیلے کی جانب دوڑ پڑے۔ ان میں سے ایک نے مجھے پکڑا اور آہستہ سے زمین پر لٹا دیا۔ پھر ناف تک میرا سینہ چاک کیا۔ میں یہ سب دیکھ رہا تھا۔ مگر مجھے کوئی احساس نہ تھا۔ پھر اس نے میرے پیٹ سے آنتیں نکالیں۔ اور انہیں خوب اچھی طرح برف سے دھویا۔ پھر ان کو دوبارہ رکھ دیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھی سے کہا ہٹ جاؤ اور خود اپنا ہاتھ اندر ڈال کر میرا دل نکالا۔ اور اسے چیر کر اس میں سے ایک کالا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے داہنے بائیں کچھ تلاش کیا۔ میں نے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں نور کی خیرہ کن انگوٹھی ہے۔ اس نے اس انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگا دی۔ اور یہ نور نبوت و حکمت تھا۔ پھر میرے دل کو اس کی جگہ نصب کر دیا۔ میں نے ایک عرصے تک اس مہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ پھر تیسرے نے اپنے ساتھی سے کہا ہٹ جاؤ اور اس نے میرے سینے کے شگاف پر ناف تک ہاتھ پھیرا۔ تو خدا کے حکم سے وہ سارا شگاف جڑ گیا، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے اٹھایا اور پہلے شخص سے کہا۔ انہیں ان کی امت کے دس آدمیوں کے مقابلے میں وزن کرو۔ انہوں نے مجھے وزن

کیا تو میں سب پر بھاری ہوگیا۔ پھر اس نے کہا۔ انہیں ان کی امت کے سو آدمیوں سے وزن کرو۔ انہوں نے وزن کیا تو میں ان سب پر بھی بھاری رہا، تو اس نے کہا۔ چھوڑو۔ اگر تم انہیں ان کی پوری اُمت کے مقابلے میں وزن کرو گے تو بھی یہ بھاری رہیں گے۔ پھر انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اور میرے سر اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر کہنے لگے۔ " اے حبیبؐ خدا! آپ خوفزدہ نہ ہوں۔ کیونکہ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے لیے کس خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں ـــــ اس کے بعد قبیلے والے آئے۔ تو میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔ کچھ لوگوں نے کہا۔" اس لڑکے پر اثر ہے۔ اسے ہمارے کاہن کے پاس لے چلو تاکہ وہ اسے دیکھ کر اس کا علاج کرے۔" میں نے کہا۔" جو تم کہہ رہے ہو۔ مجھے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری جان سلامت اور میرا قلب صحیح ہے"۔ میری رضاعی والدہ کے شوہر نے کہا۔" تم دیکھ رہے ہو، یہ بالکل درست باتیں کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہے ـــــ پھر سب مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور اسے میرا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا تم لوگ خاموش رہو۔ میں اس لڑکے سے سنتا ہوں ۔ یہ اپنے معاملے کو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ میں نے اس کو سارا واقعہ سنایا۔ جسے سن کر اس نے مجھے اپنے سینے سے بھینچ لیا۔ اور بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔" اے اہلِ عرب! اے اہلِ عرب! اس لڑکے کو قتل کر دو۔ اور مجھے بھی قتل کر دو۔ لات اور عزیٰ کی قسم اگر تم اسے اس وقت چھوڑ دوگے تو یہ بڑا ہو کر تمہارا دین بدل دے گا۔ اور تمہاری اور تمہارے آباؤ اجداد کی عقلیں خبط کر دے گا۔ تمہاری ہر بات کی مخالفت کرے گا اور ایسا دین لے کر آئے گا کہ اس جیسا دین تم نے کبھی سنا تک نہ ہوگا"ـــــ میں اپنی رضاعی والدہ کی جانب جھکا اور انہوں نے مجھے اس کی گود سے نکال لیا۔ اور اسے کہا۔" کہ تو اس سے زیادہ پاگل و بیوقوف ہے۔ اگر مجھے خبر ہوتی کہ تو ایسا کہے گا۔ تو میں کبھی انہیں تیرے پاس نہ لے کر آتی۔ اپنے آپ کو قتل کرنے والا خود ہی بلا لے۔ میں تو اس بچے کو قتل نہیں کر سکتی ـــــ اس کے بعد لوگ مجھے اٹھا کر میرے گھر والوں کے پاس لے آئے۔ اور سینے سے ناف تک شگاف اس طرح باقی رہا۔ جیسے کوئی تسمہ ہو۔"

ابونعیم کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں ہے کہ آمنہ نے زمانہ حمل مبارک میں ثقل محسوس کیا اور دیگر احادیث میں ہے کہ آپ نے کوئی ثقل محسوس نہیں کیا ان دونوں قسم کی روایات میں جمع اس طرح ہو سکتا ہے کہ ابتدائے ایام میں ثقل محسوس ہوا۔ اور بعد میں سارے زمانہ حمل میں ثقل محسوس نہیں ہوا۔ اس طرح دونوں صورتوں میں عام عادت سے خارج بات ہوگی۔

ابونعیم، حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے آپ کی رضاعی والدہ سے فرمایا:-

"میرے اس بیٹے کا خیال رکھنا۔ اور اس کے بارے میں کسی سے پوچھ لینا۔ کیونکہ میں نے میلاد مبارک کے وقت دیکھا کہ میرے بدن سے ایک شہاب طلوع ہوا۔ جس سے ساری زمین روشن ہو گی۔ یہاں تک کہ میں نے اس روشنی میں شام کے محل دیکھ لیے۔" ایک دن آپ کی رضاعی والدہ ایک کاہن کے پاس سے گزریں۔ لوگ اس سے سوالات کر رہے تھے۔ وہ بھی آپ کو لے کر آئیں۔ جب کاہن نے آپ کو دیکھا تو اپنے بازوؤں میں پکڑ لیا۔ اور بولا اے لوگو! اسے قتل کر دو۔ اسے قتل کر دو۔ کہتی ہیں۔ یہ سن کر میں اس پر کود پڑی اور آپ کو پکڑ لیا۔ ہمارے اور لوگ بھی آ گئے اور انہوں نے آپؐ کو اس سے لے لیا۔ اور آپؐ کو لے کر چلے۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر، یحییٰ بن یزید سعدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں رضاعت کے بچے لینے مکہ آئیں۔ سب کو بچے مل گئے۔ سوائے حلیمہ کے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیے گئے۔ تو آپ کہنے لگیں۔ یتیم ہیں۔ اور کوئی مال بھی نہیں ہے۔ ان کی والدہ کیا کر سکیں گی، مگر ان کے شوہر نے کہا۔ لے لو۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لیے خیر مقدر فرما دیں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کو لے لیا۔ اور جب آپؐ کو گود میں لٹایا تو ان کی چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ جسے آپؐ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے پیا۔ اور آپؐ کے یہ رضاعی بھائی بھوک کی شدت سے سوتے نہیں تھے۔ آپؐ کی والدہ نے فرمایا، اے دودھ پلانے والی۔ اپنے اس بچے کے بارے میں کسی سے پوچھ لینا۔ اس کی ضرور کوئی شان ہو گی! اور انہوں نے جو کچھ آپؐ کے بارے میں دیکھا اور سنا تھا۔ وہ انہیں سنا دیا۔ اور بتایا کہ ان سے تین رات تک یہ کہا گیا ہے کہ اپنے اس بیٹے کو بنی سعد بن بکر اور اس کے بعد آل ابی ذویب میں دودھ پلاؤ۔ حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر ابو ذویب ہیں۔ پھر وہ اپنی گدھی پر سوار ہو گئیں اور ان کے شوہر اپنی بوڑھی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ یہ دونوں وادی سرر میں اپنی ساتھنوں سے آگے نکل گئیں جبکہ وہ چر رہی تھیں! اور انہوں نے تیز رفتاری سے اپنی گردنیں اونچی کی ہوئی تھیں۔ عورتیں بولیں۔ اے حلیمہ تو نے کیا کیا ہے۔ وہ بولیں میں نے ایک خیر و برکت والا بچہ لیا ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ ہم اس مقام سے روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ عورتیں مجھ پر حسد کرنے لگیں۔

ابونعیم واحدی سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے عبد الصمد بن محمد بن سعدی نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے کہ مجھ سے ان لوگوں نے بیان کیا۔ جو حضرت حلیمہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ کہ ان کی بکریاں سر تک نہ اٹھاتی تھیں۔ اور سبزی ان کے منہ اور ان کی مینگنیوں میں نظر آتی تھی۔ جبکہ ہماری بکریاں بیٹھی رہتیں اور انہیں تنکا تک کھانے کو نہ ملتا اور شام کو صبح سے بھی زیادہ بھوکی آتیں۔ اور حلیمہ کی بکریوں کا یہ حال ہوتا۔ کہ ان کے پیٹ اس قدر بھرے ہوتے کہ تخمہ کا ڈر ہوتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت حلیمہ کے پاس) دو سال رہے۔ پھر آپؐ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔ اور

جب آپ چار سال کے ہوئے۔ تو وہ لوگ آپ کو آپؐ کی والدہ سے ملانے لائے اور آپ کی برکتیں دیکھ کر ان کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ کو دوبارہ واپس لے جائیں۔ جب وادی سعد پہنچے تو حبشہ کے کچھ لوگ ساتھ آملے۔ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے دیکھا۔ اور آپؐ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اور آپ کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر حضرت حلیمہ سے پوچھا :۔

"کیا ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہے ؟" حلیمہ بولیں، یہ سرخی مستقل اسی طرح رہتی ہے — تو وہ کہنے لگے "قسم بخدا یہ نبی ہے" — حلیمہ آپ کو لے آئیں اور پھر واپس لے کر چلیں کہ ایک روز ذوالمجاز سے گزریں۔ وہاں ایک قیافہ شناس تھا۔ جسے لوگ بچے دکھانے لے جاتے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور آپ کی آنکھوں کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخا۔ " اے اہل عرب! اس بچے کو قتل کردو۔ یہ تمہارے اہل دین کو قتل کرے گا۔ تمہارے بت توڑے گا اور تمہارے اوپر غلبہ پالے گا۔ حلیمہ آپ کو وہاں سے لے کر نکل آئیں۔ اور پھر انہوں نے آپؐ کو کسی کو نہیں دکھایا۔ چنانچہ جب ایک مرتبہ ایک قیافہ شناس آیا۔ اور سب اپنے بچے لے کر اس کے پاس گئے۔ تو حضرت حلیمہ نے آپ کو لے جانے سے انکار کردیا۔ مگر وہ کچھ دیر کے لیے آپؐ سے غافل ہوئیں۔ تو آپؐ خیمے سے باہر نکل گئے۔ قیافہ شناس نے آپؐ کو دیکھ کر آپؐ کو بلایا۔ مگر آپؐ نہیں گئے۔ اور خیمے میں واپس آگئے۔ پھر قیافہ شناس نے کوشش کی کہ آپ کو باہر بھیج دیں۔ مگر حضرت حلیمہ نے انکار کردیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ " یہ نبی ہیں"

ابن سعد اور حسن بن طراح، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا۔ تو ان کی والدہ ماجدہ نے ان سے کہا۔ کہ تم نے ایک بڑی شان والا بچہ لیا ہے۔ مجھے جب آپؐ کا حمل تھا۔ تو وہ کوئی تکلیف نہ ہوئی جو عورتوں کو اس زمانے میں ہوتی ہے۔ پھر جب وقت ولادت آیا۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ تم ایک لڑکا جنوگی۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ وہ تمام جہانوں کا سردار ہے۔ جب آپؐ پیدا ہوئے۔ تو آپؐ زمین پر ہاتھ ٹیکے ہوئے تھے اور آسمان کی جانب سر اٹھایا ہوا تھا۔ حلیمہ اپنے شوہر کے پاس گئیں اور انہیں ساری بات سنائی۔ وہ یہ باتیں سن کر خوش ہوئے۔ پھر حلیمہ اپنی گدھی پر سوار روانہ ہوئیں۔ اور ان کے شوہر اپنی اونٹنی پر جو دودھ سے بھری ہوئی تھی۔ وہ صبح و شام اس کا دودھ نکالتے۔ حلیمہ کہتی ہیں۔ میں اپنے بچے کو دودھ نہیں پلاسکتی تھی۔ اور وہ بھوک کی بنا پر ہمیں سونے نہ دیتا۔ مگر پھر آپؐ اور آپؐ کے بھائی دونوں سیراب ہو کر دودھ پیتے اور سو جاتے۔ اور اگر تیسرا بچہ بھی ہوتا تو وہ بھی سیراب ہو جاتا۔ حضرت حلیمہ آپ کو لے کر ہذیل کے ایک قیافہ شناس کے پاس پہنچیں، وہ آپ کو دیکھتے ہی پکارا۔ اے قوم عرب! اس بچے کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ تمہارے ہم مذہب لوگوں کو مارے گا، تمہارے بتوں کو توڑے گا، اور تم پر غالب آجائے گا۔ یہ سن کر حضرت

گدھی پر سوار

حلیمہ آپ کو وہاں سے لے کر چلی آئیں۔

ابن سعد اور ابن طراح، عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہذیل بوڑھا، ہذیل اور ہذیل کے بتوں کو پکار کر کہنے لگا کہ "یہ بچہ آسمان سے کسی حکم کا منتظر ہوگا، اور لوگوں کو آپؐ کے بارے میں اکسانے لگا ــــ مگر کچھ دنوں بعد دہشت زدہ ہو گیا، عقل خبط ہو گئی اور کفر کی حالت میں مر گیا۔

ابن سعد اور ابن طراح، اسحاق بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب والدہ ماجدہ نے آپؐ کو رضاعت کے لیے حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میرے بچے کی حفاظت کرنا۔ اور جو کچھ دیکھا تھا وہ حلیمہ کو بتایا ــــ کچھ دن بعد حلیمہ کے پاس کچھ یہودی گزرے۔ تو حلیمہ نے ان سے کہا۔ میرے بیٹے کے بارے میں بتاؤ مجھے اس طرح ان کا حمل ہوا۔ اس طرح ولادت ہوئی۔ اور میں نے اس طرح دیکھا ــــ غرض وہ ساری باتیں سنائیں۔ جو آپؐ کی والدہ نے بتائی تھیں۔ یہ سن کر یہودی ایک دوسرے سے کہنے لگے اسے قتل کر دو۔ پھر حلیمہ سے پوچھا، کیا یہ یتیم ہے۔ وہ بولیں نہیں، یہ اس کے باپ ہیں اور میں اس کی ماں ہوں۔ یہودیوں نے کہا، "اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔"

ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر اور ابن طراح، عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ حلیمہ آپؐ کو کہیں دور نہیں جانے دیتی تھیں۔ ایک روز غافل ہو گئیں تو آپؐ اپنی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت جانوروں کی جانب نکل گئے۔ حلیمہ آپؐ کی تلاش میں پہنچیں تو آپ کو اپنی بہن کے پاس پایا۔ تو ان سے پوچھا کہ تم اس دھوپ میں کیوں لے آئیں؟ بہن بولی:۔

"اے ماں میرے بھائی کو گرمی بالکل نہیں لگی۔ ایک بادل ان پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ جب یہ رک جاتے تو وہ بھی رک جاتا۔ اور جب یہ چلتے تو بھی چلتا۔ یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گئے۔"

حلیمہ بولیں۔ "بیٹی کیا یہ درست ہے؟"

اس نے کہا۔ "ہاں! قسم بخدا۔"

ابن سعد، زہری سے روایت کرتے ہیں کہ ہوازن کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جس میں آپؐ کے رضاعی چچا ابو نزوان بھی تھے۔ انہوں نے کہا۔ "یا رسول اللہؐ۔ میں نے آپؐ کو دودھ پینے کی حالت میں دیکھا۔ مگر آپؐ سے زیادہ کسی کو خیر سے بھرپور نہ پایا۔ پھر آپؐ کو دودھ چھوٹنے کی حالت میں دیکھا۔ تو آپ سے زیادہ خیر سے بھرپور کسی کو نہ پایا۔ پھر آپ کو نوجوان دیکھا۔ تو آپ سے زیادہ خیر والا کسی کو نہ دیکھا۔

فائدہ

ابن طراح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن معلی ازدی کی کتاب میں حضرت حلیمہ کے یہ شعر

(بادل کا سایہ)

دیکھے۔ جو وہ پڑھ کر آپؐ کو لوری دیا کرتی تھیں ؎ یارب اذا اعطیتہ فابقہ

واعلہ الی العلاء وارقہ

وادحض اباطیل العدی بحقہ

"اے رب، جب تو نے دیا ہے۔ تو انہیں باقی رکھ، انہیں بلندیوں پر لے جا اور ترقی دے"

"اور آپؐ کی ذات سے دشمنوں کے سارے جھوٹ مٹا دے"!

ابن سبع خصائص میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ نے بیان کیا۔ کہ میں آپؐ کو داہنی چھاتی دیتی تو آپؐ دودھ پی لیتے۔ مگر بائیں چھاتی سے پینے سے انکار فرما دیتے۔ یہ آپؐ کا انصاف تھا۔ کیونکہ آپؐ کو معلوم تھا کہ آپؐ کا ایک دودھ شریک بھائی بھی ہے۔

آپؐ کی جسمانی تخلیق سے متعلق معجزات اور خصوصیات

○

باب ۲۲

مُہرِ نبوّت کے بارے میں روایات

بخاری اور مسلم، سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑا ہوا۔ اور آپ کے شانوں کے درمیان چکور کے انڈے جیسی مہر نبوت دیکھی۔

مسلم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے جیسی مہر نبوت دیکھی ـــــ ترمذی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں ـــــ کبوتری کے انڈے کی طرح لال رسولی۔

مسلم روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سرجس نے بیان کیا کہ میں نے آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ جو بائیں شانے کے کنارے پر ایسی تھی، جیسے بہت سے تِل مَسّے کی طرح جمع ہو گئے ہوں۔

احمد اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ قرۃ نے بیان کیا کہ میں نے کہا، "یا رسول اللہ مجھے مہر نبوت دکھائیے۔" فرمایا، اپنا ہاتھ اندر ڈالو۔ (میں نے ہاتھ سے ٹٹولا) تو مہر نبوت شانے کی بلندی پر انڈے جیسی تھی۔

احمد، ابن سعد اور بیہقی، ابو رمثہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ کہتے ہیں۔ میں نے مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان ایک رسولی کی طرح دیکھی۔ ابن سعد کی ایک روایت میں سیب کی طرح اور احمد کی ایک روایت میں کبوتری کے انڈے کی طرح کے الفاظ ہیں۔

بخاری اپنی تاریخ میں اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ایک ابھرے ہوئے گوشت کی طرح تھی۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کی پشت پر ایک ابھرے ہوئے گوشت کی طرح تھی۔ احمد کی ایک روایت میں ہے کہ دونوں شانوں کے درمیان ابھرا ہوا گوشت تھا۔

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ فارسی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ تو آپؐ نے اپنی چادر کھسکا کر فرمایا۔ دیکھو۔ جس حکم پر میں مامور ہوں۔ چنانچہ میں نے آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح مہر نبوت دیکھی۔

احمد اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ تنوخی جو ہرقل کے ایلچی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا،" اے تنوخی! دیکھ میں کس بات پر مامور ہوں۔" میں گھوم کر آپؐ کی پشت پر آیا۔ تو میں نے مہر نبوت دیکھی۔ جو مونڈھے کی کرکری ہڈی پر بڑے سے پچھنے کی طرح تھی۔ــــــ ابن ہشام کہتے ہیں، پچھنے سے وہ نشان مراد ہے جو بعد میں گوشت پر ابھر آتا ہے۔

ترمذی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

ترمذی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ مہر نبوت شانے کی کرکری ہڈی کے نیچے سیب کی طرح تھی۔

احمد، ترمذی، حاکم، (اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) ابو یعلیٰ اور طبرانی علبا بن احمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو زید نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ قریب ہو کر میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرو۔ میں نے قریب ہو کر آپؐ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور انگلیاں مہر نبوت پر رکھ دیں ـــــــ

ان سے پوچھا گیا:۔" مہر نبوت کیسی تھی؟"

بولے،" شانے کے قریب کچھ بال جمع تھے۔"

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ بیان کرتے ہیں کہ داہنے شانے کی کرکری ہڈی کے قریب مہر نبوت انڈے جیسی تھی۔ اور اس کا رنگ آپؐ کے جسم کی طرح کا تھا۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر مجھے پیچھے بٹھالیا۔ میں نے اپنا چہرہ مہر نبوت پر جھکا لیا۔ اور اس میں سے مجھے مشک جیسی خوشبو آتی رہی۔

طبرانی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ابوزید بن اخطب نے بیان کیا کہ میں نے آپؐ کی پشت پر مہر نبوت اس طرح دیکھی۔ جیسے پچھنے کا ابھرا ہوا نشان ہو۔ ایک روایت میں ہے۔ جیسے کسی نے ناخن سے نشان لگا دیئے ہیں۔

ابن عساکر اور حاکم (تاریخ نیشاپور میں) روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ مہر نبوت آپؐ کی پشت پر گوشت کے غلّے کی طرح تھی۔ اور اس پر گوشت سے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے بیان فرمایا کہ مہر نبوت آپؐ کے شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح تھی۔ اس کے اندر کی جانب لکھا ہوا تھا۔ "اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور باہر کی جانب لکھا ہوا تھا (توجہ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ الْمَنْصُوْر") جس طرف آپ چاہیں رخ فرمائیں آپ ہر سمت کامران ہیں۔

طبرانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عباد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ مہر نبوت آپؐ کے بائیں شانے کے کونے پر بکری کے گھٹنے کی طرح تھی۔ اور آپؐ کو مہر نبوت کا دکھانا ناپسند تھا۔

ابن ابی خثیمہ اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ مہر نبوت ایک کالے تل کی طرح تھی۔ جسمیں پیلاہٹ کا اثر تھا۔ اور جس کے چاروں طرف گھوڑے کی ایال کی طرح کے بال تھے۔

علماء کہتے ہیں۔ مہر نبوت کے بارے میں راویوں کے الفاظ میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جس راوی کو جیسی مشابہت محسوس ہوئی اس نے وہ ہی بیان کر دی۔ کسی نے چکور کے انڈے کی طرح۔ کسی نے کہا کبوتری کے انڈے کی طرح۔ کسی نے کہا سیب کی طرح، کسی نے گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا بتایا۔ کسی نے ابھرا ہوا پچھنا کہا اور کسی نے بکری کا گھٹنا بیان کیا۔ مگر ان سب الفاظ کا مفہوم ایک ہی ہے۔ یعنی ابھرا ہوا گوشت۔ اور جس نے بال بیان کیے ہیں۔ تو وہ اس لیے کہ چاروں طرف برابر برابر بال تھے۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے۔

قرطبی (مفہم) میں کہتے ہیں کہ صحیح احادیث سے پتا چلتا ہے کہ مہر نبوت بائیں شانے پر ابھری ہوئی تھی اور سرخ تھی۔ جب کم ہوتی تو کبوتری کے انڈے جیسی ہوتی۔ اور بڑی ہوتی۔ تو ہتھیلی کے گڑھے کی طرح ہوتی۔

سہیلی کہتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت آپؐ کے بائیں شانے کے کنارے پر تھی۔ کیونکہ آپؐ وسوسۂ شیطانی سے معصوم تھے۔ اور یہی جگہ اس کے دخول کی ہے۔

علماء کا اس باب میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت وقت میلاد بھی تھی۔ یا بعد میں لگائی گئی ہے۔ دوسرے قول کو اختیار کرنے والے علماء شداد بن اوس کی اس روایت کو دلیل بناتے ہیں۔ جو رضاعت کے باب میں گزری ہے۔ یہ بھی روایات میں آیا ہے۔ کہ وفات کے وقت مہر نبوت اٹھالی گئی تھی جیسا کہ وفات کے بیان میں اس کا ذکر آئے گا۔

حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے ہاتھوں میں علامت نبوت پیدا فرما کر مبعوث فرمایا۔ مگر ہمارے نبیؐ کی علامت نبوت آپؐ کے شانوں کے درمیان پیدا فرمائی۔

باب ۲۴

آنکھوں سے متعلق معجزات اور خصوصیات

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝　|　آپ کی نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی۔

(سورہ النجم: رکوع ۱۔ آیت ۱۷)

ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے، جس طرح روشنی میں۔

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے۔ جس طرح روشنی میں۔

بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کیا تم سمجھتے ہو میرا منہ اس طرف ہے۔ قسم بخدا تمہارا رکوع وسجود مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، کیونکہ میں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں"۔

مسلم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں

تمہارے سامنے ہوں، مجھ سے پہلے رکوع و سجود میں نہ جاؤ، کیونکہ میں تمہیں آگے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

عبدالرزاق، (اپنی "جامع" میں) حاکم اور ابونعیم، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔

ابونعیم، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔"

حمیدی، (اپنی مسند میں) ابن منذر، اپنی تفسیر میں اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مجاہد نے قرآن کریم کی آیت کی تفسیر میں فرمایا:

اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعراء آیات ۲۱۹) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے صفوں کو اس طرح دیکھتے تھے۔ جس طرح اپنے آگے دیکھتے تھے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پس پشت دیکھنا، دراصل خرقِ عادت ادراک حقیقی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلاف عادت یہ رؤیت آنکھوں سے ہوتی ہو، اور بغیر کسی شئے کے سامنے آئے آپؐ دیکھ لیتے ہوں۔ کیونکہ اہل سنت علماء کے یہاں زیادہ صحیح یہ ہے کہ رؤیت کے لیے کسی چیز کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے۔ اسی اصول کے ماتحت آخرت میں دیدار خداوندی ہوگا۔ کسی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت بھی ایک آنکھ تھی جس سے آپؐ دیکھا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے سوراخ جیسی دو آنکھیں تھیں۔ جن سے آپؐ دیکھتے اور کوئی کپڑا وغیرہ اس دیکھنے میں حائل نہ ہوتا۔

باب ۲۵

دہن مبارک اور لعاب دہن سے متعلق معجزات

احمد، ابن ماجہ، بیہقی اور ابونعیم، حضرت وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی کا ڈول پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس ڈول سے پیا، باقی کنوئیں میں انڈیل دیا۔ (یا راوی نے کہا کہ آپؐ نے کنوئیں میں کلی فرمادی) تو کنوئیں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

ابونعیم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے کنوئیں میں تھوک دیا۔ تو مدینہ میں اس سے میٹھا کوئی کنواں نہیں تھا۔

بیہقی اور ابونعیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن اپنے اور حضرت فاطمہؓ کے شیرخوار بچوں کو بلاتے اور ان کے منہ میں تھوکتے پھر ان کی ماؤں سے فرماتے، آج رات تک انہیں دودھ نہ پلانا ـــ کیونکہ آپؐ کا لعاب دہن انہیں کافی ہوجاتا۔

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ عمیرہ بنت مسعود اور ان کی بہنیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لیے گئیں۔ یہ سب پانچ تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ گوشت تناول رہے ہیں۔ آپؐ نے ان کے لیے گوشت چبا کر دیا جسے سب نے تھوڑا تھوڑا کھایا۔ ان سب عورتوں کے منہ سے وفات تک کبھی بدبو نہ پائی گئی۔

طبرانی، ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدگو عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپؐ اس وقت گوشت تناول فرمارہے تھے۔ وہ عورت بولی۔ "مجھے نہیں کھلائیں گے" آپؐ نے اپنے ہاتھ میں سے دے دیا۔ اس پر وہ بولی، اپنے منہ کا دیجیے۔ چنانچہ آپؐ نے منہ سے نکال کر اسے دے دیا۔ جسے اس نے کھایا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر کبھی اس عورت کے بارے میں بدگوئی اور بدکلامی کی شکایت نہیں کی گئی۔

بیہقی، عمرو بن شبہ سے وہ ابوعبید نخوی سے روایت کرتے ہیں کہ عامر بن کریز اپنے بیٹے عبداللہ کو جن کی عمر پانچ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ آپ نے ان کے منہ میں تھوکا۔ اس کے بعد وہ کسی پتھر کو بھی رگڑتے تو آپؐ کی برکت سے پانی نکل آتا۔

بیہقی، محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو اس وقت طلاق دے دی۔ جب انہیں محمد کا حمل تھا۔ جب محمد پیدا ہوگیا تو انہوں نے قسم کھائی کہ وہ انہیں اپنا دودھ نہیں پلائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد کے والد کو کہا کہ بچے کو لے کر آپؐ کے پاس آئیں۔ جب وہ لائے تو آپؐ نے بچے کے منہ میں تھوکا۔ اور فرمایا۔ اسے لے جاؤ۔ اللہ اس کا رازق ہے۔ محمد کے والد کہتے ہیں کہ میں تین دن آپؐ کے پاس لاتا رہا۔ پھر ایک عورت ثابت بن قیس کو پوچھتی ہوئی آئی۔ میں نے کہا، "کیا چاہتی ہو؟" اس نے کہا۔ "میں نے آج خواب میں دیکھا کہ میں ثابت کے بیٹے محمد کو دودھ پلا رہی ہوں۔ اس پر محمد کے والد نے کہا۔ میں ثابت ہوں اور یہ میرا بیٹا محمد ہے!

ابن عساکر، ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسنؓ آپؐ ساتھ تھے۔ کہ حضرت حسنؓ

کو شدید پیاس لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے پانی منگایا۔ مگر پانی نہیں ملا۔ تو آپؐ نے حضرت حسنؓ کے منہ میں اپنی زبان دے دی۔ انہوں نے اسے چوسا اور سیراب ہو گئے۔

طبرانی اور ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر پر نکلے۔ راستے میں حسنؓ اور حسینؓ کے رونے کی آواز آئی۔ یہ دونوں اپنی والدہ کے ساتھ تھے۔ آپؐ جلدی سے ان کے پاس گئے اور فرمایا:۔

"میرے بیٹے کو کیا ہوا؟"

حضرت فاطمہؓ نے فرمایا:۔ "پیاس لگی ہے۔"

آپؐ نے پانی منگایا۔ مگر ایک قطرہ پانی کا نہ ملا۔ تو آپؐ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا۔ ان میں سے ایک کو مجھے دو۔ انھوں نے پردے کے پیچھے سے دے دیا۔ آپؐ نے انہیں لے کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور وہ چیخ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی۔ تو وہ چوسنے لگے اور چپکے ہو گئے اور پھر رونے کی آواز نہیں آئی۔ جبکہ دوسرے اسی طرح رو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ دوسرے کو بھی دے دو۔ انہوں نے دے دیا۔ آپؐ نے اس کے ساتھ بھی یہی عمل کیا اسی طرح دونوں خاموش ہو گئے اور پھر کسی کے رونے کی آواز نہیں آئی۔

دارمی، ترمذی (شمائل میں) بیہقی، طبرانی، (اوسط میں) اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دو دانتوں کے درمیان کشادگی تھی۔ جب آپؐ کلام فرماتے۔ تو اس میں سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ ابو قرصافہ نے بیان کیا کہ میں میری ماں اور میری خالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی وقت بیعت کی۔ جب ہم واپس ہوئے تو میری ماں اور خالہ کہنے لگیں۔ ہم نے آپؐ جیسا خوبصورت، خوش لباس، اور نرم گفتار نہیں دیکھا۔ اور ہم نے آپؐ کے دہن مبارک سے نور نکلتے ہوئے دیکھا۔

باب ۲۶

چہرۂ انور کے بارے میں معجزات

ابن عساکر حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے کہا" کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب! میں نے یوسف کو حسن اپنی کرسی کے نور سے پہنایا۔ اور آپؐ کے چہرے کو حسن اپنے عرش کے نور سے بخشا"

—— ابن عساکر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔ اور یہ حدیث منکر ہے۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے تلاش کی مگر نہ ملی۔ آپؐ تشریف لائے۔ تو چہرۂ انور کی تابانی سے سوئی نظر آ گئی۔ میں نے آپؐ کو یہ بات تبلائی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اے حمیرا۔ اس پر افسوس ہے، اس پر افسوس ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) جو میرے چہرے کے دیدار سے محروم رہا۔

باب ۲۷

بغل مبارک کا ذکر

بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دعا کے لیے دونوں ہاتھ اس قدر بلند فرماتے کہ آپؐ کی بغل مبارک کی سپیدی نظر آجاتی۔

ابن سعد حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو آپؐ کی بغل مبارک کی سپیدی نظر آجاتی۔

آپؐ کی بغل مبارک کی سپیدی کا صحابہؓ کرام کی روایت کردہ متعدد احادیث میں ہے۔ محب طبری کہتے ہیں کہ بغل مبارک کی سپیدی آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے جبکہ عام انسانوں کی بغل کا رنگ جلد سے مختلف ہوتا ہے۔ قرطبی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؐ کی بغل مبارک میں بال بھی نہیں تھے۔

باب ۲۸

آپؐ کی گفتگو کا ذکر

ابو احمد، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کی "یارسول اللہؐ! آپ ہم سے زیادہ فصیح کیوں ہیں؟ حالانکہ آپ ہمارے ہی درمیان میں موجود رہے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔"

آپؐ نے فرمایا۔ حضرت اسماعیلؑ کی زبان مٹ چکی تھی۔ حضرت جبریلؑ نے مجھے یہ زبان یاد کرائی ہے بعض روایات میں یہ حدیث بریدہ سے سند ہے۔ اس طرح کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے ہوئے سنا۔

بیہقی (شعب الایمان میں) ابن ابی الدنیا (کتاب المطر میں) ابن ابی حاتم خطیب، (کتاب النجوم میں) اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ لوگوں نے کہا۔ یارسول اللہؐ! ہم نے آپؐ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ قرآن میری زبان عربی مبین میں نازل ہوا ہے۔

ابن عساکر محمد بن عبدالرحمٰن سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "ایدالك الرجل امراته" تو آپؐ نے فرمایا۔ "نعم اذا کان ملفجا" اس پر حضرت ابوبکرؓ نے استفسار فرمایا۔ یارسول اللہؐ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا، اور آپؐ نے کیا جواب دیا۔

فرمایا۔ اس نے کہا۔ کہ کیا کوئی اپنے گھر والوں سے ٹال مٹول کر سکتا ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں اگر وہ مفلس ہو۔

ابوبکرؓ بولے۔ "یارسول اللہؐ! میں سارے عرب میں گھوما اور ان کے فصیح لوگوں کو سنا۔ مگر آپؐ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ پایا۔"

آپؐ نے فرمایا۔ "میرے ربّ نے مجھے ادب سکھلایا ہے۔ اور میں بنی سعد بن بکر میں پروان چڑھا ہوں۔"

ابن سعد، یحییٰ بن یزید سعدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تم سب سے زیادہ قادر الکلام ہوں۔ میں قریش سے ہوں۔ اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے۔"

طبرانی، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں

اہل عرب میں سب سے زیادہ قادر الکلام ہوں۔ میں قریش میں پیدا ہوا اور بنی سعد میں پلا بڑھا۔ پھر میری زبان میں غلطی کیونکر ہو سکتی ہے۔

باب ۲۹

قلب مبارک کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۹۴:۱) کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟

بیہقی، ابراہیم بن طہمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سعد سے الم نشرح لک صدرک کی تفسیر پوچھی تو سعد نے قتادہ از انسؓ سے نقل کیا کہ بطن مبارک سینے سے پیٹ کے نیچے تک چیرا گیا۔ اور آپؐ کا قلب مبارک نکال کر اور سونے کے طشت میں دھو کر اس میں ایمان و حکمت بھر اگیا۔ اور پھر اسی جگہ پر رکھ دیا گیا۔

احمد و مسلم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک روز حضرت جبریلؑ آئے۔ آپؐ اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے جبریلؑ نے آپؐ کو پکڑ کر پچھاڑ لیا۔ قلب چیرا اور اس میں سے خون کی پھٹکی نکال کر کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر قلب مبارک ایک سونے کے طشت میں آب زم زم سے دھویا۔ پھر قلب کو درست کر کے اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ بچے دوڑتے ہوئے آپؐ کی رضاعی والدہ کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا۔ کہ محمد قتل ہو گئے۔ لوگ پہنچے تو آپؐ کا رنگ اڑا ہوا تھا حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خود صدر مبارک پر سلائی کا نشان دیکھا ہے۔

احمد، دارمی، حاکم، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم، عتبہ بن عبد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری رضاعی والدہ سعد بن بکر کی تھیں۔ میں اور ان کا ایک بیٹا اپنے جانوروں میں چلے گئے۔ مگر ہمارے ساتھ کوئی توشہ نہ تھا۔ میں نے بھائی سے کہا۔ تم جاؤ اور اماں سے کچھ کھانے کو لے آؤ۔ میرا بھائی چلا گیا اور میں وہیں جانوروں میں رہا۔ تھوڑی دیر بعد دو بازوں کی طرح کے سفید پرندے میرے پاس آئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ کیا یہی ہے وہ؟ دوسرے نے کہا۔ ہاں — پھر دونوں میری طرف بڑھے اور مجھے پکڑ کر گدی کے بل اوندھا لٹا دیا۔ پھر میرا دل نکالا اور اسے چیر کر اس میں سے دو سیاہ

خون کی پھٹکیاں نکالیں۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا۔ مجھے برف کا پانی لاکر دو۔ پھر دونوں نے میرا شکم دھویا۔ پھر کہا۔ ٹھنڈا پانی لاؤ۔ اس سے میرا دل دھویا۔ پھر کہا چھری لاؤ۔ پھر وہ چھری میرے دل میں داخل کر دی۔ پھر ایک نے دوسرے کو کہا۔ اس شگاف کو سی دو۔ اس نے سی دیا۔ اور اس پر مہر نبوت لگا دی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا۔ انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو۔ اور ان کی امت کے ایک ہزار دوسرے پلڑے میں رکھو۔ اور میں ان ایک ہزار کو اپنے اوپر دیکھتا رہا۔ اور ڈرتا رہا کہ ان میں سے کچھ میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ پھر ان دونوں نے کہا کہ اگر انہیں ان کی ساری امت کے بالمقابل بھی وزن کر دو گے۔ پھر بھی یہ جھک جائیں گے۔ وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے! اور میں خوف زدہ ہو کر والدہ کے پاس پہنچا اور انہیں سارا واقعہ سنایا۔ اور ان سے کہا کہ کہیں میری عقل کو تو کچھ نہیں ہوگیا۔ وہ بولیں، میں تمہیں خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر انہوں نے مجھے سواری پر بٹھایا۔ اور خود میرے پیچھے بیٹھیں اور مجھے لے کر والدہ ماجدہ کے پاس پہنچیں اور ان سے کہا۔ میں نے اپنی امانت اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ پھر انہیں سارا واقعہ سنایا۔ مگر انہوں نے کوئی خیال نہ کیا اور فرمایا۔ کہ میں نے خود دیکھا کہ میرے جسم سے ایک نور طلوع ہوا۔ جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

بیہقی، یحییٰ بن جعدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے پاس کلنگ کی شکل میں دو فرشتے آئے۔ ان کے ساتھ برف اور ٹھنڈا پانی تھا۔ ان میں سے ایک نے میرا سینہ کھولا۔ اور دوسرے نے چونچ سے اس میں پچکاری ماری اور اسے دھو دیا۔ (مرسل)

عبداللہ بن احمد، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، اور ابن عساکر، معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی بن کعب سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے اور وہ ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا، "یا رسول اللہ! آپ کی نبوت کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟"

آپؐ نے فرمایا:۔ "میں دس سال کا تھا۔ اور جنگل میں جا رہا تھا کہ میں نے اپنے سر کے اوپر دو آدمی دیکھے جن میں سے ایک نے پوچھا، کیا یہی ہے وہ؟ دوسرے نے کہا۔ ہاں۔ پھر انہوں نے مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹا دیا۔ اور میرا پیٹ چاک کر دیا۔ ان میں سے ایک سونے کے طشت میں پانی لاتا اور دوسرا میرا شکم دھوتا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا، اس کا سینہ چاک کر دو۔ میں نے اپنا سینہ چاک دیکھا مگر مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر اس نے کہا۔ اس کا دل چیر دو۔ پھر میرا دل چیرا گیا۔ تو اس نے کہا۔ اس میں سے کینہ اور حسد نکال دو۔ اس نے اس میں سے خون کی ایک پھٹکی نکال کر پھینک دی۔ پھر اس نے کہا۔ اس کے دل میں نرمی اور رحمت داخل کر دو۔ اس نے چاندی کی طرح کی کوئی چیز داخل کی۔ پھر کچھ ذرات نکال کر

اس پر چھڑک کے۔ پھر میرا انگوٹھا ہلایا۔ اور کہا جاؤ۔ میں روانہ ہوا تو میرے دل میں چھوٹے کے لیے رحمت اور بڑے کے لیے نرمی تھی ـــــ ابو نعیم کہتے ہیں۔ اس روایت کو معاذ نے اپنے باپ دادا سے تنہا روایت کیا ہے۔ اور عمر کے بیان میں بھی وہ منفرد ہیں۔

دارمی، بزار، ابو نعیم اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ نے آپؐ سے استفسار فرمایا:۔

"یا رسول اللہؐ! آپ کو کیسے علم اور یقین ہوا کہ آپ نبی ہیں؟"

فرمایا:۔ "بطحاء مکہ میں میرے پاس دو اشخاص آئے۔ جن میں سے ایک زمین پر تھا۔ اور ایک زمین و آسمان کے درمیان معلق تھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ یہی ہے وہ؟ دوسرے نے کہا۔ ہاں یہی ہے وہ۔ تو اس نے کہا۔ پھر انہیں ایک آدمی کے مقابلے میں وزن کرو۔ چنانچہ اس نے مجھے ایک آدمی کے مقابلے میں وزن کیا تو میں اس پر بھاری رہا۔ تو اس نے کہا دس کے ساتھ وزن کرو۔ پھر وزن ہوا۔ اور میں بھاری رہا۔ پھر کہا سو کے ساتھ وزن کرو۔ پھر وزن ہوا۔ پھر بھی میں بھاری رہا۔ پھر کہا ہزار کے ساتھ وزن کرو۔ پھر وزن کیا۔ پھر بھی میں ہی بھاری رہا۔ پھر وہ سب ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ اس کا پیٹ چاک کرو۔ چنانچہ اس نے میرا پیٹ چاک کر کے اس میں سے شیطان کی چھیڑ کی جگہ اور ایک خون کی پھٹکی نکال کر پھینک دی۔ پھر اس نے کہا، پیٹ کو برتن کی طرح دھوؤ۔ اور قلب کو بھری ہوئی چیز کی طرح دھوؤ۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ ان کا پیٹ سی دو۔ اس نے میرا پیٹ سی دیا۔ اور میرے شانے پر مہر نبوت لگا دی جس طرح آج بھی موجود ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے۔ اور میں یہ سارا منظر بخوبی دیکھتا رہا۔

ابو نعیم، یونس بن میسرۃ بن حلبس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طشت لے کر آیا۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا اور شکم کے اعضاء نکال کر ان کو دھویا۔ پھر اس پر کچھ ذرات چھڑک کے اور کہا۔ دل مضبوط اور یاد رکھنے والا ہے۔ آنکھیں دیکھنے والی ہیں۔ کان سننے والے ہیں۔ اور آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ لوگ آپ کی پیروی کریں گے۔ اور آپ کے پیچھے جمع ہوں گے۔ آپؐ کا قلب سلیم زبان سچی، نفس مطمئن، جسم درست اور آپ جامع اخلاق ہیں۔

دارمی اور ابن عساکر، ابن غنم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ قلب مبارک چیرا اور فرمایا۔ مضبوط دل، سننے والے کان، دیکھنے والی آنکھیں۔ محمد رسول اللہ جن کی لوگ پیروی کریں گے۔ جن کے پیچھے جمع ہوں گے۔ آپ کا جسم سالم، زبان سچی اور نفس مطمئن ہے۔

مسلم، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اپنے گھر

میں تھا۔ کہ میرے پاس کوئی آیا۔ اور مجھے زمزم پر لے گیا۔ وہاں میرا سینہ چاک کر کے اسے زمزم سے دھویا۔ پھر ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ اس سے میرا سینہ بھرا گیا۔ (حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاکؐ ہمیں اس شق صدر کا نشان دکھلایا کرتے تھے) ——— پھر اس کے بعد فرشتہ مجھے آسمان دنیا پر لے گیا۔ اس کے بعد حضرت انسؓ نے حدیث معراج بیان کی۔

بیہقی فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ شق صدر متعدد مرتبہ ہوا ہوا۔ ایک مرتبہ زمانۂ رضاعت میں دوسری مرتبہ بعثت کے وقت اور تیسری مرتبہ معراج کی رات۔

میں کہتا ہوں۔ رضاعت کے ذکر میں شق صدر کے بارے میں متعدد روایات بیان ہوئی ہیں۔ مزید روایات بعثت اور معراج کے ذکر میں آئینگی۔ ان روایات میں جمع کی صورت یہ ہے کہ شق صدر کو تین مرتبہ پر محمول کیا جائے۔ سہیل، ابن وحید اور ابن منیر شق صدر کے دو مرتبہ ہونے کے قائل ہیں۔ مگر ابن حجر کہتے ہیں کہ شق صدر تین مرتبہ ہوا ہے۔ اور وجہ تبائی ہے کہ تثلیث کا منشاء تکمیل اور تطہیر ہے۔ جیسا کہ طہارت میں تثلیث ہے۔ اور شق صدر میں تین مرتبہ کی تخصیص اس لیے ہے تاکہ آپؐ بچپن کی حدود سے گزریں تو شیطان سے بالکل محفوظ اور معصوم ہوں۔ بعثت کے وقت وحی الٰہی کے لیے قلب مبارک پوری طرح تیار ہو اور اسرار کے وقت مناجات ربانی کے لیے تیار ہو ۔ اس باب میں اختلاف ہے کہ کیا شق صدر اور سینہ مبارک کا دھونا آپؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا اور انبیاء کرام کا بھی شق صدر ہوا ہے۔ ابن المنیر فرماتے ہیں۔ شق صدر آپؐ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ اس قسم کی آزمائش ہے۔ جس آزمائش سے حضرت اسمٰعیلؑ گزرے ہیں۔ بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ سخت اور اس پر صبر کرنا اس سے بھی زیادہ گراں ہے۔ اس لیے کہ شق صدر ایک حقیقت ہے۔ اور اس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ جب آپؐ یتیم تھے اور حالت رضاعت میں اپنے گھر والوں سے دور رہ رہے تھے ۔

باب نمبر ۳۰

ذات گرامی جمائی سے محفوظ تھی

بخاری، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ یزید بن الاصم نے بیان کیا کہ نبیؐ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

ابن ابی شیبہ مسلمہ بن عبد الملک بن مروان سے نقل کرتے ہیں کہ کبھی کسی نبی نے جمائی نہیں لی۔

باب ۳۱

سماعت مبارکہ کا ذکر

ترمذی، ابن ماجہ اور ابو نعیم حضرت ابو ذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان بوجھ سے چرچر کرنے لگا اور اس کو چرچر کرنا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں ایک فرشتہ اللہ کے سامنے اپنی پیشانی نہ رکھے ہوئے ہو۔

ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم تو کچھ نہیں سن رہے۔ فرمایا میں آسمان کی چرچراہٹ سن رہا ہوں۔ اور وہ مستقل چرچراتا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک بالشت کی جگہ بھی ایسی نہیں جس میں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔

باب ۳۲

صوت مبارک کا ذکر

بیہقی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ تو اس کی آواز پردے دار عورتوں نے اپنے پردوں میں سن لی۔

ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت بریدہؓ نے بیان فرمایا کہ نبی کریمؐ نے ایک روز نماز پڑھائی۔ پھر پلٹے اور پھر آپ نے ایسی آواز سے پکارا جسے پردے دار عورتوں نے دور سے پردے میں سن لیا۔

ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ ابو برزہ بیان کرتے ہیں کہ دوپہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جسے پردہ دار خواتین نے اپنے پردے میں بیٹھے ہوئے سن لیا۔

بیہقی اور ابونعیم، حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جمعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے فرمایا۔ "بیٹھ جاؤ"۔ عبداللہ بن رواحہ اس وقت بنی غنم میں تھے۔ انہوں نے وہیں یہ آواز سنی اور اسی جگہ بیٹھ گئے۔

ابن سعد اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن معاذ التیمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا۔ تو اس سے ہمارے کان کھل گئے (ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے) یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کا خطاب اپنے گھروں میں بیٹھ کر سن لیا۔

ابن ماجہ اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ ام ہانی نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کعبہ کے اندر کی رات کی قرأت اپنے گھر میں سن لیا کرتی تھی۔

باب ۳۳
عقل مبارک کا ذکر

ابونعیم اور ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں۔ اور ان سب میں یہ پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے دنیا کے ختم ہونے تک دنیا کے تمام انسانوں کو جو عقل عطا فرمائی ہے وہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک کے بالمقابل ایسی ہے جیسے ریگزار عالم میں ریت کا ایک ذرہ۔ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عاقل اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صائب الرائے ہیں۔

باب ۳۴
ذات گرامی کے پسینے کا ذکر

مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جسم مبارک سے پسینہ بہنے لگا۔ تو میری والدہ شیشی لے آئیں اور عرق مبارک پونچھ

کر اس میں جمع کرنے لگیں۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ استفسار فرمایا۔ ام سلیم۔ کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگیں۔ یہ پسینہ خوشبو کے طور پر ہم استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بہت اچھی خوشبو ہے۔

مسلم دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس آتے اور ان کے پاس قیلولہ کرتے۔ وہ آپؐ کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتیں۔ اور آپؐ اس پر قیلولہ فرما لیتے۔ آپؐ کو پسینہ بہت آتا تھا۔ ام سلیم اس کو جمع کر کے خوشبو میں ملا لیتیں اور شیشی میں بھر لیتیں۔ آپ نے استفسار فرمایا۔ ام سلیم یہ کیا کرتی ہو، بولیں، میں اپنی خوشبو میں ملا لیتی ہوں۔

ابو نعیم محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرماتے۔ جب آپؐ کو پسینہ آتا۔ تو میں اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیتی۔

دارمی، بیہقی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ خصوصیات تھیں کہ جب آپؐ کسی راستے سے گزرتے تو ہر شخص آپؐ کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ یا اس طرح پہچان لیتا کہ جب آپؐ گزرتے تو شجر وحجر آپ کو سجدہ کرتے۔

ابن سعد اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے بیان فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ تو ہمیں آپؐ کی خوشبو سے آپ کی آمد کا علم ہو جاتا۔

بزار اور ابو یعلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے جس راستے سے گزرتے وہاں سے خوشبو کی مہک آتی۔ اور لوگ کہتے کہ اس راستے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں۔

دارمی روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنی خوشبو سے پہچانے جاتے۔

خطیب، ابن عساکر، ابو نعیم اور دیلمی دو سندوں سے امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ میں سوت کات رہی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا اور اس پسینے سے نور پھوٹنے لگا، تو میں حیران ہو گئی۔ آپؐ نے پوچھا کس بات پر حیران ہو گئی ہو۔ میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا۔ اگر ابو کبیر ہذلی آپؐ کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپؐ ہیں ؎

ترجمہ۔ وہ جوان چالاک ہر حیض کی بقیہ سے اور مرض مرضعہ اور حضرت شیر حاملہ اور سہم بستر ہونے والی سے پاک اور محفوظ ہے۔

اور جبکہ تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور ظاہر معلوم ہوں گی۔ جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے۔

(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھدیا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا" اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ مجھے نہیں یاد کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں۔ جتنا میں تمہارے اس کلام سے ہوا ہوں۔

ابو علی صالح بن محمد بغدادی کہتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ابو عبیدہ نے ہشام بن عروۃ سے کبھی کوئی حدیث روایت کی ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔ کیونکہ اسے امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سب سے خوبصورت تھا۔ اور آپؐ کا رنگ بہت روشن تھا۔ ہر وصف بیان کرنے والے نے آپؐ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ آپؐ کا پسینہ چہرہ مبارک پر موتیوں کی طرح چمکتا اور اس سے مشک خالص کی خوشبو آتی۔

ابو یعلی، طبرانی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا۔" یا رسول اللہؐ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کردی ہے۔ آپ میری مدد فرمایئے۔" آپؐ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک چوڑے منہ کی شیشی اور ایک درخت کی لکڑی لے آؤ۔ چنانچہ وہ شخص یہ دونوں چیزیں لے آیا۔ تو آپؐ نے دونوں بازوؤں کے پسینہ سے بھرنی شروع کی۔ جب بھر گئی۔ تو اسے دیدی اور فرمایا۔ اپنی بیٹی سے کہہ دو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں بھگوئے اور اس سے خوشبو لگائے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ یہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کی خوشبو محسوس کرتے۔ اس لیے ان لوگوں کے گھر کو (بیت المطیبین) خوشبو والوں کا گھر کہا جانے لگا۔

دارمی، بنی حریش کے کسی شخص سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک کو رجم فرمایا تو میں اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ جب انہیں پتھر لگا تو میں خوفزدہ ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گلے سے لگالیا تو آپؐ کی بغل کا پسینہ مجھ پر بہا جیسے مشک ہو۔

بزار روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ میں آپؐ سے قریب ہوگیا۔ میں نے آپؐ کے بدن کی خوشبو

سے بہتر خوشبو مشک اور عنبر کی بھی کبھی نہیں سونگھی۔

قدِ زیبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپؐ کا قد ان سب سے طویل اور اونچا معلوم ہوتا۔ اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپؐ ان سے اونچے نظر آتے۔

مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبع نے الخصائص میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضورؐ کا قد مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی نے ذکوانؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ میں نظر آتا تھا، نہ شعاعِ ماہ میں۔ اور ابن سبع نے حضورؐ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپؐ سرتاپا نور تھے۔ بعض علماء نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث ہے جس میں حضور کی اس دعا کا ذکر ہے " وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا " یعنی اے رب مجھ کو سراپا نور بنا دے۔

حضورؐ کے جسم اور لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی

قاضی عیاض نے "کتاب الشفاء" میں اور عزنی نے اپنی کتاب "المولد" میں بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

ابن سبع نے الخصائص میں اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضورؐ کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور حضورؐ کے خصائص میں اتنا اور زیادہ کیا کہ جوں آپؐ کو نہ کاٹتی تھی۔ دیگر کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔

حضورؐ کے موئے مبارک

سعید بن منصور اور ابن سعد و ابو یعلیٰ و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم نے عبدالحمید بن جعفر سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جنگِ یرموک کے موقعہ پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے، دا تفاق سے وہ کہیں گر گئی، آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ حضورؐ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اُن بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خونِ مقدّس کا اعجاز

بزار، ابو یعلی، طبرانی، حاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا، اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ وہ خون کو لے گئے اور پی لیا، واپس آئے تو آپ نے دریافت کیا، عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے چھپا رہے گا۔ حضورؐ نے جواب دیا میرا خیال ہے تم نے اُسے پی لیا، میں نے کہا ہاں۔ ارشاد فرمایا، تم سے لوگوں کے لیے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نقشِ قدم کا ذکر

بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے۔ اور آپؐ کا نقشِ قدم نامکمل نہ رہتا۔

ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا کیونکہ آپؐ پورا قدم رکھ کر چلتے تھے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو، میں نقشِ قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا۔ تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے حضورؐ کے نشانِ قدم کو دیکھ کہا کہ یہ شخص منصب نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس۲۰ سال بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا اعجاز

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب میں قدم بڑھاتا تو حضورؐ حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا بلاشبہ حضورؐ کے قدموں کے نیچے زمین لپٹتی جاتی ہے۔

ابن سعد نے یزید بن مرثد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے

تو آپؐ کی رفتار تیز ہوتی۔ یہاں تک کہ لوگ آپ کے پیچھے دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

حضورؐ کے خواب اور سونے کی کیفیت

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محو خواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہؓ! میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاءؑ کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل جاگتے ہیں۔

ابن سعد نے بروایت عطاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہم گروہ انبیاءؑ کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔ ابن سعد نے حضرت حسن نے مرفوعاً روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔

ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ آپ کی آنکھ مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی، تو ان سے فرمایا میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل فرمائی۔ کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "بخدا درست ہے" فرمایا: اے خدا تو گواہ رہ۔

حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب مطہر جاگتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت باہ اور مجامعت کا ذکر

امام بخاریؒ نے بروایت قتادہؒ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن و رات کی ایک ساعت میں تمام ازواج مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے۔ ازواج کی تعداد گیارہ تھی۔ قتادہ کہتے ہیں میں نے انسؓ سے پوچھا کیا آپ میں اتنی طاقت تھی انہوں نے جواب دیا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ حضورؐ کو تیس۳۰ مردوں کی طاقت دی گئی ہے۔

ابن سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی سلمیٰ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک رات میں تو ازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

ابن سعد نے روایت کی کہ ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ نے خبر دی، ان کو اسامہ بن زید نے، اُن کو صفوان بن سلیم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ہنڈیا لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوتِ مجامعت مل گئی۔

ابن عدی نے یہ روایت سلام بن سلیمان نہشل سے روایت کی انہوں نے ضحاک سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کی لیکن پہلی سند مرسل ہونے کے باوجود جید ہے اور یہ سند واہی (غیر مستند) ہے۔

ابن سعد نے کہا ہمیں واقدی نے خبر دی، اُن سے موسیٰ بن محمد نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقتِ مجامعت کم تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہنڈیا میں گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرمادی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

ابن سعد نے کہا، ہمیں واقدی نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلۂ رواۃ کے ناموں کے بعد اسی حدیث کی مانند روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ہنڈیا لائی گئی، میں نے اس میں سے کھایا، یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جب چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

ابن سعد نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کے برابر طاقتِ مجامعت عطا کی گئی تھی۔

حارث بن ابو امامہ نے مجاہد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی۔ نیز حارث نے ابن عمرؓ کے ذریعہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔

طبرانی، اسمٰعیلی نے "معجم" میں، اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لوگوں پر چار باتوں میں برتری دی گئی ہے ۱۔ داد و دہش۔ ۲۔ بہادری۔ ۳۔ کثرتِ جماع ۴۔ اور دشمن پر قابو پانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے محفوظ تھے

طبرانی نے بہ سندِ عکرمہ ابن عباسؓ سے اور دینوریؒ نے "مجالست" میں بہ سند مجاہد ابن عباسؓ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی احتلام نہیں ہوا، کیونکہ احتلام شیطان

کے وسوسے سے ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز کا اعجاز

بیہقی نے بہ سند حسین بن علوان، ہشام اور عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتی تو سوائے پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر حضورؐ سے کیا تو آپ نے فرمایا:

"تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشوونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اُسے زمین نگل لیتی ہے۔ (بیہقی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے)

میں (جلال الدین سیوطی کہتا ہوں) امام بیہقی کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اسماعیل، عتبہ، محمد، ام سعد چار سلسلۂ رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! آپ رفع حاجت کے لیے تو جاتے ہیں مگر ہم فضلہ وغیرہ کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا، تم کو کیا خبر کہ انبیاءؑ کا اخراج زمین نگل لیتی ہے۔ اس کے نظر آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے) ابو نعیم نے کہا:

اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، زکریا، شہاب، عبدالکریم اور ابو عبداللہ اور (باندی عائشہؓ) یعنی سات واسطوں سے حضرت عائشہؓ تک پہنچتی ہے متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے جس کو حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مخلد، محمد، موسیٰ، ابراہیم، المنہال اور (باندی عائشہؓ) یعنی چھ واسطوں سے حضرت عائشہؓ تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی ردوبدل کے ساتھ وہی ہے یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے داخل ہوتے۔ اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! میں نے تو بیت الخلا میں کچھ نہ دیکھا؟ حضورؐ نے فرمایا "ہمارے یعنی گروہِ انبیاءؑ کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بول و براز کو چھپا لے۔"

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ کہ دار قطنی نے "الافراد" میں کہا کہ ہم سے محمد بن سلیمان باہلی نے، ان سے محمد بن حسان امری نے، ان سے عبدہ بن سلیمان نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! میں نے آپ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا۔ پھر آپ کے بعد میں بیت الخلاء میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نے فرمایا اے عائشہؓ! تم نہیں جانتیں، اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء کرام سے جو فضلہ خارج ہو وہ اُسے کھا جاتے۔

سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔ ابن دحیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا، یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ شیخین کے راویوں میں سے ہیں۔

اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے، وہ یہ کہ حکیم ترمذی نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید سے، انہوں نے ذکوان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا۔ (اس حدیث کی ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے باب میں آئے گی۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول سے انسداد مرض

حسن بن سفیان اپنی سند میں، ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی سے، اور ابونعیم نے ام ایمن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے۔ اور اس میں بول فرمایا۔ پھر رات میں مجھے تشنگی محسوس ہوئی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا، پی لیا۔ صبح کو اتفاقاً رات کی بات کا میں نے ذکر کیا۔ جس پر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آج سے تمہارے پیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی، انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا حضور تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا (یہ عورت ام حبیبہؓ کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھیں) پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میں نے پی لیا۔ آپ نے فرمایا (اے ام یوسف) تم ہمیشہ کے لیے صحت مند ہوگئیں، (ام یوسف! اس خادمہ کی کنیت تھی) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن دحیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن کے علاوہ ہے۔

باب ۳۵

آپؐ کی جامع صفات کا ذکر

بخاریؒ اور مسلمؒ، حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ خوبصورت اور زیادہ پاکیزہ اخلاق والے تھے۔ آپؐ نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے۔

بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا۔ بولے نہیں۔ بلکہ آپؐ کا چہرۂ مبارک چاند جیسا تھا۔

مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرۃؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز چہرہ تھے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ روئے مبارک چاند کی طرح گول تھا۔

دارمی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدسؐ کو دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سرخ جوڑا زیب تن فرماتے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ اور کبھی آپؐ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں حسین و جمیل اور منور ہیں۔

بخاری روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے۔ تو چہرۂ انور اس طرح روشن ہو جاتا۔ جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور ہمیں آپؐ کی اس عادت مبارکہ کا علم تھا۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان فرمایا کہ چہرۂ انور ایسا تھا۔ جیسے چاند کا دائرہ۔

بیہقی، ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک ہمدانی عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے پوچھا۔ چہرۂ مبارک کیسا تھا؟ بتایا۔ روئے انور ایسا تھا جیسے چودھویں کا چاند۔ میں نے آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے کبھی دیکھا۔ اور نہ آپؐ کے بعد۔

دارمی، بیہقی، طبرانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے بیان کیا کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کریں۔ انہوں نے کہا میں جب دیکھتی تو میں کہتی سورج نکلا ہوا ہے۔

مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوالطفیل سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کریں۔ فرمایا۔ روئے مبارک سفید اور ملاحت لیے ہوئے تھا۔

بخاری اور مسلم حضرت انس رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، نہ بہت لانبے قد کے تھے۔ نہ پستہ قد۔ رنگ چمکدار تھا۔ نہ تو بالکل گندمی اور نہ بالکل چونے کی طرح سفید۔ کنگھی کیے ہوئے بال۔ نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچ دار۔ بلکہ ہلکے سے گھنگھریالے تھے۔

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ روئے مبارک سپید اور سرخی لیے ہوئے تھا۔

ابن سعد، ترمذی، اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا محسوس ہوتا گویا روئے انور سے شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ اور نہ میں نے آپؐ سے زیادہ کسی کو تیز رفتار دیکھا۔ جب آپؐ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے زمین لپیٹ رہی ہے۔ (یعنی بہت تیزی کے ساتھ راستہ طے ہو رہا ہے) جب ہم لوگ آپؐ کے ساتھ چلتے تو اچھا خاصا جھپٹنا پڑتا۔ اور آپ بڑے وقار اور سنجیدگی سے چلتے نظر آتے۔

ابن سعد، قتادہ سے اور ابن عساکر قتادہ از انسؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوش رو اور خوش آواز بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہاں تک کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خوش رو اور خوش آواز بنا کر مبعوث فرمایا۔

ابن عساکر حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوش رو، بہترین نسب والا۔ اور خوش آواز بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کے نبیؐ بھی خوش رو، بہترین نسب اور خوش آواز تھے۔

دارمی حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپؐ سے زیادہ بہادر، آپؐ سے زیادہ سخی اور آپؐ سے زیادہ روشن چہرہ کسی کو نہیں دیکھا۔

مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے۔ آپؐ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ ایڑی مبارک پر بہت کم گوشت تھا۔

بیہقی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی تھیں۔ پلکیں دراز تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔

ترمذی اور بیہقی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لانبے تھے۔ نہ زیادہ پستہ قد۔ بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے۔ نہ بالکل سیدھے،

بلکہ تھوڑے سے گھنگھریالے تھے۔ نہ آپؐ موٹے بدن کے تھے، نہ گول چہرے کے، بلکہ چہرۂ انور میں ہلکی سی گولائی تھی۔ آپؐ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپؐ کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ اور پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پرگوشت تھی۔ جسم مبارک پر بال زیادہ نہیں تھے۔ سینۂ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور قدم مبارک پرگوشت تھے۔ جب آپؐ تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے۔ گویا کہ پستی کی جانب چل رہے ہیں۔ جب آپؐ کسی کی جانب توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

حضرت علیؓ سے ہی مروی ہے کہ جناب نبی کریمؐ کی آنکھوں کی پتلیاں اور پلکیں دراز تھیں۔

بیہقی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔

طیالسی، ترمذی، اور بیہقی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ پستہ قد تھے اور نہ زیادہ لانبے تھے۔ اور ڈاڑھی مبارک بھی بڑی تھی۔ ہتھیلیاں اور قدم مبارک پرگوشت تھے۔ جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ چہرۂ انور سرخی لیے ہوئے تھا۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی لمبی دھاری تھی۔ قدم جما کر چلتے، گویا آپؐ بلندی سے نیچے آ رہے ہوں۔ میں نے آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد دیکھا۔

طیالسی، احمد، اور بیہقی، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب انورؐ کی کلائیاں دراز تھیں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنکھوں کی پلکیں دراز تھیں۔ آپؐ بازاروں میں شور مچانے والے، بدکلام اور بدگو نہ تھے۔ آپؐ جب کسی کے سامنے ہوتے تو پورے جسم سے ہوتے اور جب پلٹتے تو پورے جسم مبارک سے پلٹتے۔

بیہقی، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب انورؐ کی ڈاڑھی مبارک سیاہ، اور دانت بے حد خوبصورت تھے۔

حضرت انسؓ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ فرمایا، اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو بڑھاپے کے عیب سے محفوظ رکھا۔ سر مبارک اور داڑھی میں سترہ اٹھارہ سفید بال تھے۔

بخاری اور مسلم حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے آپؐ کے شانوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا۔ بال کانوں کی لوؤں کو چھوتے تھے۔ میں نے آپؐ سے زیادہ جمیل و خوبصورت نہیں دیکھا۔

احمد اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ محرش کعبی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ سے رات

کے وقت عمرہ کا احرام باندھا۔ میں نے آپ کی پیٹھ کی طرف دیکھا۔ چاندی کی ڈلی کی طرح چمک رہی تھی۔

طیالسی، ابن سعد، طبرانی اور ابن عساکر، حضرت ام ہانیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں جنابؐ کا شکم مبارک دیکھتی۔ تو مجھے ایسا لگتا جیسے اوپر تلے سفید کاغذ لپٹے ہوں۔

ترمذیؒ اور بیہقیؒ، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے صبیح تھے جیسے چاندی سے ڈھلے ہوں۔ بال مبارک قدرے خمدار گھنگھریالے تھے۔ شکم مبارک ہموار تھا۔ شانوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں جب تشریف لے چلتے قدم جما کر رکھتے۔ جب آپؐ کسی کی جانب متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے جب پلٹتے تو پورے جسم سے پلٹتے۔

بخاریؒ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور پیر بڑے تھے۔ اور ہتھیلیاں ہموار تھیں۔

بخاریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک بڑے اور چہرہ خوبصورت تھا۔ میں نے آپؐ کے بعد آپ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

طبرانی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ میمونہ بنت کردم کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں یہ بات بھول نہیں سکتی کہ آپؐ کے پاؤں میں انگوٹھے کے برابر والی انگلی دوسری تمام انگلیوں سے بڑی تھی۔

بیہقی بالعدویہ کے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جسم مبارک بڑا خوبصورت تھا۔ کشادہ پیشانی تھے۔ ناک باریک تھی۔ ابرو باریک تھے۔ اور سینے سے ناف تک ڈورے کی طرح بالوں کی لکیر تھی۔

بیہقی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو پستہ قد تھے! اور نہ زیادہ لمبے۔ البتہ لمبائی سے زیادہ قریب تھے۔ ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔ سینۂ مبارک پر بالوں کی دھاری تھی۔ آپؐ کا پسینۂ مبارک موتی کی طرح چمکتا۔ جھک کر چلتے جیسے بلندی سے آرہے ہوں۔

عبداللہ بن احمد اور بیہقی، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ لمبے نہ تھے۔ میانہ قد سے ذرا بلند تھے۔ جب لوگوں کے ساتھ چلتے تو ان سے بلند نظر آتے۔ آپ سفید تھے۔ سر بڑا تھا۔ روشن چہرہ اور ہنس مکھ تھے۔ پلکیں دراز تھیں۔ ہتھیلیاں اور پیر بھرے ہوئے تھے۔ جب چلتے تو قدم جما کر چلتے جیسے نیچے اتر رہے ہوں۔ چہرۂ انور پر پسینہ موتیوں کی طرح چمکتا۔ میں نے آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد دیکھا۔

مسلم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ نکھرا ہوا تھا۔ پسینہ موتیوں

کی طرح چمکتا۔ اور آپ جب چلتے جھک کر چلتے۔

بزار اور بیہقی، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ قد میانہ اور نکلتا ہوا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ رخسار مبارک ہموار تھے۔ بال خوب سیاہ تھے۔ آنکھیں سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جب چلتے تو پورا قدم رکھتے۔ قدم مبارک میں گڑھا نہیں تھا۔ جب شانوں سے چادر سرکاتے تو پیٹھ چاندی کی ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی۔ جب ہنستے تو دانت موتیوں کی طرح چمکتے۔ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد، آپؐ جیسا کسی کو کبھی نہیں دیکھا۔

بخاری اور مسلم، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کوئی ریشم اور کمخواب ایسا نہیں چھوا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو، اور میں نے کبھی ایسی مشک اور عنبر نہیں سونگھی جس کی خوشبو جسم انورؐ سے زیادہ مہک رکھتی ہو۔

مسلم روایت کرتے ہیں کہ جابر بن سمرۃؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور خوشبو جیسے کسی عطر فروش کی صندوقچی سے آ رہی ہو۔

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ یزید بن اسودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ میں اپنا دست مبارک دیا۔ دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

طبرانی، مستورد بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو آپؐ کا دست مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

احمد روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا۔ کہ مکہ میں میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور آپؐ نے میری پیشانی پر دست مبارک رکھا۔ اور میرے چہرے سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ میں آج تک اپنے جگر میں دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔

ابن سعد اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سفید اور سرخی لیے ہوئے تھا۔ بھری بھری انگلیاں تھیں۔ نہ آپؐ زیادہ لمبے تھے اور نہ پستہ قد۔ نہ بال بالکل سیدھے تھے۔ اور نہ بالکل گھنگھریالے۔ جب آپؐ چلتے تو لوگ آپ کے پیچھے چھپتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ جیسا کسی کو نہیں دیکھا گیا۔

ابوموسیٰ مدینی، امد بن ابد حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ مگر آپؐ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔

ابن سعد، عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک تمام انسانوں

ہیں خوبصورت ترین تھے۔

ابن سعد اور ابن عساکرؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سفید اور سرخی لیے ہوئے تھا۔ سیاہ چشم تھے۔ سینہ مبارک پر بالوں کی پتلی سی لکیر تھی۔ ناک پتلی اور ابھری ہوئی تھی۔ رخسار ہموار تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ سر مبارک کے بال کانوں کی لوؤں کو چھوتے تھے۔ گردن مبارک ایسی تھی جیسے چاندی کی صراحی۔ سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ اس کے علاوہ پیٹ اور سینے پر بال نہ تھے۔ پسینہ چہرۂ انور پر موتیوں کی طرح چمکتا۔ اور آپؐ کے پسینے کی بو مشک اذفر سے زیادہ مہک والی تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکرؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن روانہ کیا۔ میں ایک روز لوگوں کو خطبہ دے رہا تھا۔ اور ایک یہودی عالم اپنے ہاتھ میں کتاب لیے ہوئے کھڑا تھا۔ اور کتاب میں دیکھتا جاتا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرو۔ میں نے بیان کیا۔ کہ آپؐ نہ زیادہ لمبے ہیں اور نہ پستہ قد۔ نہ آپؐ کے بال بالکل گھنگھریالے ہیں۔ اور نہ بالکل سیدھے۔ بال مبارک ہلکے سے گھنگھریالے اور سیاہ ہیں۔ سر بڑا ہے۔ رنگ سرخی مائل ہے۔ جوڑ بڑے بڑے ہیں۔ ہتھیلیاں اور قدم مبارک پر گوشت ہیں۔ سینہ مبارک پر بالوں کی پتلی سی لکیر ہے۔ پلکیں دراز ہیں۔ ابرو ملے ہوئے اور پیشانی کشادہ ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب چلتے ہیں تو اس طرح قدم جما کر چلتے ہیں جیسے نیچے اتر رہے ہوں۔ میں نے آپؐ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ میں خاموش ہو گیا تو اس یہودی عالم نے کہا۔ اور آپؐ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں۔ ڈاڑھی خوبصورت ہے۔ دہن مبارک خوبصورت تھے، کان پورے ہیں۔ جب آپؐ متوجہ ہوتے ہیں تو پورے جسم سے ہوتے ہیں اور جب پلٹتے ہیں تو پورے جسم سے پلٹتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں یہ بھی آپؐ کی صفات ہیں۔ پھر اس نے کہا۔ ایک بات اور بھی ہے؟ میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے بتایا کہ آپؐ میں جھکاؤ ہے۔ میں نے کہا۔ وہ تو میں پہلے ہی بتا چکا کہ جب آپ چلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ نیچے آ رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا۔ یہ صفت میں اپنے آباؤ اجداد کی کتاب میں پاتا ہوں۔ اور یہ بھی کتاب میں مذکور ہے کہ آپؐ اللہ کے حرم، دارامن اور اپنے گھر سے مبعوث ہوں گے اور پھر اس حرم کی جانب ہجرت فرمائیں گے جسے آپ خود حرم قرار دیں گے۔ اور اس کی حرمت بھی ایسی ہو گی جیسی اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ آپؐ کے مددگار و انصار جن کی طرف آپ ہجرت کر کے جائیں گے۔ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے۔ یہ لوگ کھجوروں والے ہوں گے۔ اور ان سے پہلے اس سرزمین پر یہود قابض ہوں گے۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہے۔ تو یہودی عالم نے کہا۔ پھر میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپؐ نبی ہیں اور تمام انسانوں کے لیے اللہ کے رسول ہیں۔

ابن عساکرؒ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ یہودی حضرت علیؓ کے پاس آئے! اور ان سے

کہا کہ اپنے چچیرے بھائی کے اوصاف بیان کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ بہت لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قد۔ آپؐ میانہ قد سے نکلتے ہوئے تھے۔ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ بال گھنگھریالے تھے۔ مگر بالکل پیچ دار نہ تھے۔ سر کے بال کان کی لوؤں تک آتے تھے۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ رخسار واضح تھے۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ ابرو ملے ہوئے تھے۔ پلکیں دراز اور ناک بلند تھی۔ سینہ مبارک پر بالوں کی پتلی سی لکیر تھی۔ دانت چمکدار تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ گردن مبارک ایسی تھی۔ جیسے چاندی کی صراحی۔ اور جیسے حلق میں سے آب زر گزر رہا ہو۔ سینۂ مبارک سے ناف تک کچھ بال تھے۔ جیسے سیاہ مشک کی ڈوری ہو۔ جسم مبارک اور سینۂ اطہر پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان ایسا دائرہ سا تھا جیسے چودھویں کا چاند جس میں نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں اوپر کی سطر میں لا الٰہ الا اللہ اور نیچے کی سطر میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

ابن عساکر، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بیت المقدس کا ایک عالم حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اور آپ کا وصف بیان کرنے کے لیے کہا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ آپؐ نہ زیادہ دراز قد تھے۔ اور نہ زیادہ پستہ قد۔ بلکہ میانہ قد تھا۔ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ گھنگھریالے بال کان کی لوؤں تک آتے تھے۔ پیشانی کشادہ، رخسار مبارک ہموار تھے۔ ابروئے ملے ہوئے اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ پلکیں دراز اور ناک پتلی تھی۔ سینۂ مبارک پر بالوں کی ایک پتلی سی لکیر تھی۔ دانتوں میں کشادگی تھی۔ اور ڈاڑھی گھنی تھی۔ گردن مبارک ایسی تھی۔ جیسے چاندی کی صراحی۔ اور حلق مبارک سے آب زر گزرتا محسوس ہوتا۔ چہرۂ انور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے۔ ہتھیلیاں اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ سینے سے لے کر ناف تک ڈوری کی طرح بالوں کی ایک لکیر تھی۔ اس کے علاوہ پیٹ پر اور پیٹھ پر بال نہ تھے۔ جسم مبارک سے مشک جیسی خوشبو آتی۔ لوگوں میں کھڑے ہوتے تو ان سے بلند معلوم ہوتے۔ چلتے تو ایسا محسوس ہوتا۔ جیسے کسی چٹان سے اتر رہے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے تو پورے جسم مبارک سے متوجہ ہوتے۔ جب چلتے تو نیچے آتے معلوم ہوتے ۔۔۔ یہ سن کر یہودی نے کہا میں نے تورات میں آپ کی یہ صفات پائی ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ رسول خدا ہیں۔

بیہقی اور ابن عساکر مقاتل بن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو وحی فرمائی۔ اے عیسیٰؑ! میرے حکم کی بجا آوری میں لگے رہو۔ سنو اور اطاعت کرو۔ اے پاکیزہ و پاکباز اور پرہیز گار خاتون کے فرزند! میں نے تمہیں بغیر باپ کے پیدا کر کے ساری دنیا کے لیے نشانی بنا لیا ہے۔ میری ہی عبادت کرو اور مجھ پر ہی بھروسا کرو۔ میں اللہ ہوں۔ اور میں ہمیشہ سے زندۂ قائم ہوں۔ نبی امی عربی کی تصدیق کرو۔ جو اونٹ والے، اور زرہ والے ہیں۔ اور جو صاحب تاج ہیں اور جوتوں والے اور عصا والے

ہیں۔ ان کے سر کے بال گھنگھریالے۔ پیشانی کشادہ، ابرو ملے ہوئے، وسیع چشم، پلکیں دراز اور سیاہ چشم ہیں۔ ناک بلند اور رخسار ہموار ہیں۔ ڈاڑھی گھنی ہے۔ چہرۂ انور پر پسینہ موتیوں کی طرح چمکتا ہے۔ جسم مبارک سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ گردن مبارک ایسی ہے جیسے چاندی کی صراحی۔ اور حلق مبارک سے آب زر گزرتا محسوس ہوتا ہے۔ سینۂ اطہر سے ناف تک ڈوری کی طرح بالوں کی ایک لکیر ہے۔ اس کے علاوہ سینۂ اطہر اور بطن مبارک پر بال نہیں ہیں۔ ہتھیلیاں اور قدم پرگوشت ہیں۔ جب لوگوں کے ساتھ تشریف لاتے ہیں تو ان سے بلند معلوم ہوتے ہیں۔ جب چلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بلندی سے نیچے تشریف لا رہے ہیں اور آپؐ کی رفتار میں ہلکی سی تیزی ہے۔

ابن سعد، ترمذی (شمائل میں) بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن السکن اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا! اور وہ حضورؐ کے حلیۂ مبارک کو بہت کثرت اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپؐ خود اپنی ذات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے! اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔ آپ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا۔ آپؐ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن زیادہ لانبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں از خود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے۔ ورنہ نہیں۔ بال مبارک کان کی لوؤں سے متجاوز ہوتے۔ آپؐ کا رنگ مبارک نہایت چمکدار تھا۔ اور پیشانی مبارک کشادہ، آپؐ کے ابرو مبارک خمدار باریک اور گنجان تھے۔ مگر دونوں ابرو ملے ہوئے نہ تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی۔ جو غصے کے وقت ابھر آتی تھی۔ آپؐ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی۔ دیکھنے والا آپؐ کو بڑی ناک والا سمجھتا، لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن اور چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ہے۔ ڈاڑھی مبارک گنجان تھی۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ رخسار مبارک ہموار تھے۔ دہن مبارک کشادہ تھا۔ دندان مبارک باریک آبدار تھے۔ سامنے کے دانتوں میں کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی۔ آپؐ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پرگوشت تھے۔ بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ ہموار تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان فصل تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں۔ بدن کا کھلا ہوا حصہ بھی چمکدار تھا۔ ناف اور سینے کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی پتلی دھاری تھی۔ اس کے علاوہ سینہ مبارک بالوں سے خالی تھا۔ البتہ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصے پر بال تھے۔ آپؐ کی کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ ہتھیلیاں اور

قدم مبارک پر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں۔ تلوے گہرے اور قدم ہموار تھے۔ کہ پانی ان پر ٹھہرتا نہیں تھا۔ فوراً ڈھل جاتا تھا۔ جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے۔ اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ قدم زمین پر آہستگی سے رکھتے آپ تیز رفتار تھے۔ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا۔ گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے۔ تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپؐ کی نظریں نیچی رہتی تھیں۔ نگاہ مبارک بہ نسبت آسمان کے زمین کی جانب زیادہ رہتی۔ عموماً گوشۂ چشم سے نظر فرماتے۔ چلنے میں صحابہ کو آگے کر دیتے۔ جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے۔ میں نے کہا۔ آپؐ کی گفتگو کے بارے میں بتائیں۔ کہنے لگے۔ کہ آپؐ اکثر غمگین و متفکر رہتے۔ اکثر خاموش رہتے اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے۔ گفتگو کا آغاز اور اختتام لب ہائے مبارکہ کے کناروں پر فرماتے۔ جامع کلمات میں گفتگو کرتے۔ جس میں کوئی بات زیادہ ہوتی اور نہ کم۔ آپ خوش خلق تھے۔ سخت مزاج نہ تھے۔ چھوٹی سی نعمت کو بھی عظیم خیال فرماتے۔ کسی چیز کی برائی نہ کرتے۔ کسی کھانے کو ناپسند نہ فرماتے اور نہ کھانے کی تعریف کرتے۔ جب حق کا کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو ناگواری اس وقت تک دور نہ ہوتی۔ جب تک حق کی کامیابی نہ ہو جاتی۔ اپنی ذات کے لیے کبھی ناراض نہ ہوتے۔ جب اشارہ فرماتے، پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے۔ جب تعجب فرماتے تو دست مبارک پلٹ لیتے۔ دوران گفتگو داہنے ہاتھ کا انگوٹھا بائیں ہتھیلی پر رکھتے۔ جب ناراض ہوتے۔ تو اعراض فرماتے۔ اور طبیعت میں انقباض پیدا ہو جاتا۔ جب خوش ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے۔ آپؐ کی خندیدگی تبسم تھی۔ اور تبسم کے وقت دانت اولوں کی طرح چمکتے۔

باب ۳۶

اسمائے مبارکہ کا ذکر

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ اور کچھ قدیم کتابوں میں ملتے ہیں۔

بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی کفر کا مٹانے والا ہوں۔ میں حاشر ہوں یعنی میرے قدموں تلے میدان حشر قائم ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

احمد، طیالسی، ابن سعد، حاکم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں۔ میں حاشر ہوں، میں ماحی ہوں، میں خاتم ہوں، اور میں عاقب ہوں۔

طبرانی اور ابونعیم، جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں اور ماحی ہوں۔

احمد اور مسلم، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے متعدد اسمائے گرامی بتائے۔ جن میں سے کچھ ہمیں یاد رہے! اور کچھ ہم بھول گئے آپؐ نے فرمایا۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی ہوں، (یعنی لوگ میرے پیچھے چلیں گے) میں حاشر ہوں۔ میں نبیِ توبہ، نبیِ ملحمہ اور نبیِ رحمت ہوں۔

احمد، ابن ابی شیبہ، اور ترمذی روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینے کے کسی راستے میں ملا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت ہوں۔ میں نبیِ توبہ ہوں، میں مقفی ہوں، میں حاشر ہوں، اور میں نبی ملاحم ہوں (یعنی وہ نبی جسے حق کی خاطر جنگ کا حکم ہوا۔)

ابونعیم، ابن مردویہ، اور دیلمی، حضرت ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کے یہاں میرے دس اسماء ہیں محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسٓ اور طٰہٰ۔

ابن سعد، مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں محمد اور احمد ہوں۔ میں رسولِ رحمت ہوں۔ میں رسولِ ملحمہ ہوں، میں مقفی اور حاشر ہوں۔ میں جہاد کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں کھیتی باڑی کے لیے نہیں۔

ابن عدی اور ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کریم میں میرا نام محمد ہے۔ انجیل میں احمد ہے، اور تورات میں اُحَیْدُ ہے، اور احید میرا نام اس لیے ہے کہ میں اپنی امت کو نارِ جہنم سے بچاؤں گا۔

ابونعیم، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم کتابوں میں یہ نام آئے ہیں ــــــ احمد، محمد، ماحی، مقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ۔

ابن فارس حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام تورات میں اس طرح ہے۔ احمد، تبسم فرمانے والے، جنگ کرنے والے، اونٹ پر سوار ہونے والے، عمامہ

پہننے والے، جن کی تلوار ان کے شلنے پر ہوگی۔

میں کہتا ہوں۔ میں نے ایک کتاب اسماے کریمہ کی شرح میں لکھی ہے۔ جس میں قرآن وسنت اور قدیم کتابوں سے تین سو چالیس نام جمع کیے ہیں۔

باب ۳۷

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ

آپؐ کے بعض نام وہ ہیں جو اللہ سبحانہٗ کے ہیں

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء میں سے تیس کے قریب نام آپؐ کے بھی بتائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

اکرم۔ امین۔ اوّل۔ آخر۔ بشیر۔ جبار۔ حق۔ خبیر۔ ذوالقوۃ۔ رؤف۔ رحیم۔ شہید۔ شکور۔ صادق۔ عظیم۔ عفو۔ عالم، عزیز۔ فاتح۔ کریم۔ مبین۔ مومن۔ مہیمن۔ مقدس۔ مولیٰ۔ ولی۔ نور۔ ہادی۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ۔

میں کہتا ہوں۔ ہمارے سامنے کچھ اور نام بھی آئے ہیں۔ جو یہ ہیں۔ احد۔ اصدق۔ احسن۔ اجود۔ اعلیٰ۔ آمر۔ ناہی۔ باطن۔ بر۔ برہان۔ حاشر۔ حافظ۔ حفیظ۔ حسیب۔ حکیم۔ حلیم۔ حی۔ خلیفہ۔ داعی۔ رافع۔ رفیع الدرجات۔ سلام۔ سید۔ شاکر۔ صابر۔ صاحب۔ طیب۔ طاہر۔ عدل۔ علی۔ غالب۔ غفور۔ غنی۔ قائم۔ قریب۔ ماجد۔ معطی۔ ناسخ۔ ناشر۔ ولی۔ حٰمٓ اور نون۔ وغیرہ

باب ۳۸

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ

آپؐ کا اسم گرامی اللہ سبحانہٗ کے نام سے مشتق ہے

حضرت حسانؓ بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں:۔

اغرّ علیہ للنبوۃ خاتم　　من اللہ من نور یلوح ویشہد

وضم الالٰہ اسم النبی الی اسمہ　　اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد

وشق لہ من اسمہ لیجلہ　　فذو العرش محمود وھذا محمد

ترجمہ۔ آپؐ روشن چہرہ ہیں، مہر نبوت کے حامل ہیں۔ اللہ کا نور آپؐ پر چمک رہا ہے۔

اللہ سبحانہ، نے پنج وقت اذان میں آپؐ کے اسم گرامی کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر رکھا ہے۔
آپؐ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ محمود ہے اور آپ محمدؐ ہیں۔
بیہقی، ابن عساکر، سفیان بن عیینہ سے اور وہ علی بن زید بن جدعان سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جتماع میں مندرجہ بالا اشعار پڑھے گئے۔ اور ان کو زبان عرب میں بہترین اشعار قرار دیا گیا۔
ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، تو عبدالمطلب نے ایک مینڈھا ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد رکھا۔ کسی نے کہا:۔ اے ابوالحارث! تم نے اس بچے کا نام محمد کیوں رکھا ہے۔ کوئی خاندانی نام کیوں نہیں رکھا ـــــ بولے میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرے اور زمین میں لوگ اس کی تعریف کریں۔

باب ۳۹

جب آپؐ مدینہ اپنے ننھیال میں اپنی والدہ کے ہمراہ تشریف لائے تو کیا معجزات ظاہر ہوئے

ابن سعد روایت کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے زہری سے اور عاصم بن عمرو بن قتادہ سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپؐ کی والدہ مدینہ میں بنی عدی بن نجار کے یہاں لے کر گئیں۔ آپؐ کے ساتھ ام ایمن بھی تھیں۔ آپؐ کی والدہ آپ کو نابغہ کے گھر لے کر پہنچیں اور وہاں ایک ماہ قیام کیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قیام کی بہت سی باتیں یاد رکھتے تھے۔ اور گھر کی جانب دیکھ کر فرماتے۔ میری والدہ مجھے یہاں لے کر آئی تھیں اور میں بنی عدی کے حوض میں اچھی طرح تیرا کرتا تھا۔ یہود اس وقت آپؐ کو غور سے دیکھا کرتے تھے۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا۔ یہ اس امت کے نبی ہیں۔ اور یہ (مدینہ) ان کی ہجرت کی جگہ ہے۔ میں نے یہ بات محفوظ کر لی۔ پھر ان کی والدہ انہیں لے کر مکہ لوٹ گئیں۔ اور آپؐ کی والدہ کا مقام ابواء پر انتقال ہو گیا۔
ابونعیم بھی واقدی کے شیوخ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ مگر ان کی روایت میں یہ مضمون زیادہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک یہودی کو اپنی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پایا۔ اس نے

مجھ سے پوچھا کیا نام ہے آپکا میں نے بتایا، احمد۔ پھر اس نے میری پشت کی جانب دیکھا اور بولا: یہ اس امت کے نبی ہیں۔ پھر ماموں کے یہاں گیا اور وہاں یہ بات بتائی۔ انہوں نے میری والدہ کو بتائی۔ وہ میرے بارے میں ڈریں اور ہم مدینہ سے واپس چلے گئے۔ ام ایمن بیان کیا کرتی تھیں کہ ایک روز مدینہ میں ذرا دن چڑھے میرے پاس دو یہودی آئے۔ اور بولے ذرا احمد کو باہر لاؤ۔ میں باہر لے کر آئی۔ تو انہوں نے کچھ دیر آپ کو دیکھا۔ پھر ان میں سے ایک کہنے لگا۔ یہ اس امت کے نبی ہیں اور یہ شہر ان کا دار ہجرت ہے۔ اور اس شہر میں خوب قتل ہوگا اور لوگ قید ہوں گے۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے یہ ساری بات اپنے ذہن میں محفوظ کرلی۔

باب ۴۰

آپؐ کی والدہ کی وفات کے وقت کیا معجزات ہوئے

ابونعیم، زہری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور وہ اپنی والدہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کے مرض الموت میں ان کے پاس تھی۔ آپؐ پانچ سال کے لڑکے تھے۔ اور ان کے سرہانے بیٹھے تھے۔ حضرت آمنہ نے آپؐ کے چہرے کی جانب دیکھا۔ اور کہا۔ ترجمہ۔ "اے لڑکے تجھے اللہ بابرکت بنائے۔ اے اس ماں کے بیٹے جس کے گرد موت پھیرے ڈال رہی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کے طفیل قرعہ اندازی کے وقت سو اونٹ دیکر میرا جگر گوشہ بچ گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا اگر صحیح ہے۔ تو تو خدا کی طرف سے مخلوق کی جانب مبعوث ہونے والا ہے۔ تو حل اور حرم میں تحقیق اور سلامتی کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ اور وہ دین اسلام لے کر مبعوث ہوگا۔ جو تیرے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بتوں سے روک دیا ہے۔" پھر کہنے لگیں:۔

"ہر جاندار کو مرنا ہے۔ ہر نئی چیز کو پرانا ہو جانا ہے۔ ہر بوڑھے کو فنا ہونا ہے۔ میں بھی مرجاؤں گی۔ بس میری یاد رہ جائے گی کہ میں نے ایک بھلائی چھوڑی ہے اور ایک پاک ہستی کو جنم دیا ہے۔ پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔ تو آپ کے انتقال پر ہم نے جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے سنا۔ جسے ہم نے یاد رکھا۔

ہم روتے ہیں، نوجوان نیکوکار جمال و عفت والی آمنہ کو۔

عبداللہ کی بیوی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ۔ سکینت والی

مدینہ میں صاحب منبرؐ کی والدہ۔ اب اپنی قبر میں مدفون ہیں۔

باب ۴۱

اہلِ مکہ نے آپؐ کے دادا کے ساتھ بارش کی دعا مانگی اور آپؐ اپنے دادا کے ساتھ تھے، اور اس وقت جو معجزات ظاہر ہوئے

ابن سعد، ابن ابی الدنیا، بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر، مخزمہ بن نوفل سے، وہ اپنی والدہ رُقیقہ بنت صیفی (جو حضرت عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ قریش پر کئی سال خشک سالی رہی۔ اور اس قدر قحط پڑا کہ لوگ کمزور ہو گئے! اور ہڈیاں تک سوکھ گئیں۔ میں ایک دن سو رہی تھی کہ میں نے ایک ہاتف کو بلند آواز سے کہتے سنا۔ اے معشرِ قریش! یہ نبی جو تم میں سے مبعوث ہونے والے ہیں ان کی بعثت کا وقت قریب آچکا ہے۔ اور اب ان کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ آؤ زندگی اور تر و تازگی کی جانب۔ اور اپنے درمیان ایسے شخص کو تلاش کرو۔ جو میانہ نسب اور بلند مرتبے اور مقام والا ہو۔ نرم جلد اور سفید ہو، پلکیں گھنی ہوں۔ رخسار ہموار ہوں۔ بلند ناک والے ہوں، اور اسے ایسا فخر حاصل ہو جسے وہ چھپاتا ہو اور ایسی سنت ہو جس کی جانب وہ بلاتا ہو۔ وہ اور اس کا لڑکا اور اس کا پوتا۔ اور ہر قبیلے کا ایک منتخب فرد جمع ہو کر اپنے اوپر پانی ڈالیں، خوشبو لگائیں، استلامِ رکن کریں۔ اور بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کریں۔ پھر جبل ابو قبیس پر چڑھیں۔ اور یہ شخص (مذکور) قوم کا سردار ہو۔ پھر خوب پانی برسے گا ——— کہتی ہیں کہ میں خوفزدہ اور پریشان ہو کر کپکپاتی ہوئی اٹھی۔ اور میں نے اپنا خواب سنایا۔ پھر میں مکہ کی ایک گھاٹی میں کھڑی ہوئی تو ہر شخص کہنے لگا یہ شیبۃ الحمد ہیں اور تمام لوگ ان کی طرف جھٹپنے لگے اور ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی آگیا۔ پھر ان سب نے اپنے اوپر پانی ڈالا۔ خوشبو لگائی۔ استلامِ رکن اور بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر جبل ابو قبیس پر چڑھے۔ یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد عبدالمطلب دعا کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ جو اس وقت نوجوان تھے۔ عبدالمطلب نے دعا کی:-

"اے اللہ! بھوک مٹا دے اور تکلیف دور کر دے۔ تو عالم ہے۔ تو ہی مسئول ہے۔ یہ تیرے غلام اور باندیاں تیرے حرم میں جمع ہوئے ہیں تاکہ تیرے سامنے خشک سالی کی شکایت کریں۔ جس میں جانوروں کے کھر تک ختم ہو گئے ہیں۔ اے اللہ خوب پانی نازل فرما ———"

ابھی یہ لوگ اپنی جگہ سے ہٹے نہیں تھے کہ آسمان سے پانی برسنا شروع ہو گیا اور اس قدر برسا کہ نالے

پانی سے بھر گئے۔ اس وقت قریش کے دو شیخ عبدالمطلب سے کہنے لگے۔ اے ابوالبطحاء مبارک ہو۔
اسی واقعے کے بارے میں رقیقہ کہتی ہیں:۔

"جب زندگی مٹ گئی اور بارش کا نام ونشان نہ رہا۔ تو شیبۃ الحمد کی دعا پر اللہ نے پانی نازل فرمایا۔ اس قدر پانی برسا کہ گڑھے بھر گئے اور جانور و درخت سرو تازہ ہو گئے۔"

"یہ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مضر کو آج کے دن خوشخبری دی ــــ اور اس ذات کی خوشخبری دی جن کے نام نامی مبارک کا مخلوقات میں کوئی ہم رتبہ اور ہم سر نہیں ہے۔

باب ۴۲

آپؐ اپنے دادا کے جس کام کو جاتے اس میں کامیاب ہوتے

بخاری اپنی تاریخ میں، ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عدی، حاکم، بیہقی، ابونعیم اور ابن مندہ، کندیر بن سعید ابن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں حج کیا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ جملے کہہ رہا ہے:۔

"محمد میرے اونٹ لے کر آجاؤ۔ اے خدا محمد کو واپس لے آ۔ اور مجھ پر رحم فرما۔"

میں نے پوچھا: "یہ کون ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ یہ عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنے اونٹوں کی تلاش میں بھیجا ہے اور یہ اپنے بیٹے کو جس کام کے لیے بھی بھیجتے ہیں۔ وہ اس میں کامیاب آتا ہے۔ اس وقت کچھ دیر ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد نبیؐ اونٹ لے کر واپس آ گئے۔

بیہقی اور ابن عدی بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت معاویہ بن حیدہ عمرے کے ارادے سے نکلے۔ تو ایک شخص کو دیکھا کہ طواف کر رہا ہے اور یہ کلمات کہہ رہا ہے۔

"محمد! میرے اونٹ لے کر آجاؤ۔ اے خدا! محمد کو واپس لے آ۔ اور مجھ پر رحم فرما۔"

میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ قریش کے سردار عبدالمطلب ہیں۔ ان کے پاس کثیر اونٹ ہیں۔ جب ان کے کچھ اونٹ گم ہو جاتے ہیں تو اپنے لڑکوں کو تلاش کرنے بھیجتے ہیں۔ اور اگر وہ تلاش نہ کر سکیں تو پھر اپنے پوتے کو بھیجتے ہیں۔ اب بھی انہوں نے اپنے پوتے کو کسی گمشدہ اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہوا ہے۔ جس سے

ان کے بیٹے ناکام واپس آچکے ہیں۔ ان کے پوتے کافی دیر سے گئے ہیں ۔۔۔۔ میں ابھی اسی جگہ پر تھا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اونٹ لے کر آگئے۔

باب ۴۳

عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے واقف تھے

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم، عباس بن عبداللہ بن معبد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے کسی اہل خاندان سے نقل کرتے ہیں کہ عبدالمطلب کے لیے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا۔ جس پر وہ بیٹھا کرتے تھے اور ان کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا ان کے احترام کی بنا پر ان کی نشست پر نہ بیٹھتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے اور دادا کی نشست پر بیٹھ جاتے۔ آپؐ کے چچا آپؐ کو وہاں سے ہٹانا چاہتے تو آپؐ کے دادا کہتے۔ میرے بیٹے کو رہنے دو۔ پھر آپؐ کی پشت پر ہاتھ پھیرتے۔ اور کہتے میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی۔ عبدالمطلب کی جب وفات ہوئی تو آپؐ آٹھ سال کے تھے۔ عبدالمطلب نے آپؐ کے بارے میں ابوطالب کو وصیت کی۔

ابونعیم نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے، میرے بیٹے کو اس فرش پر بیٹھنے دو۔ انہیں اپنی اہمیت کا احساس ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ ایسا شرف حاصل کریں گے۔ جو شرف کسی عربی نے نہ آپؐ سے پہلے حاصل کیا ہوگا۔ اور نہ کوئی آپؐ کے بعد اس شرف کو پہنچے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر، زہری، مجاہد اور نافع بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا کے فرش پر بیٹھ جایا کرتے۔ آپ کے چچا آپؐ کو ہٹانا چاہتے۔ تو عبدالمطلب کہتے۔ میرے بیٹے کو رہنے دو یہ تو فرشتوں کا ہم جولی ہے۔ بنی مدلج کے کچھ لوگوں نے عبدالمطلب سے کہا۔ اس بچے کی حفاظت کرو۔ کیونکہ اس جیسا پیر ہم نے کسی کا نہیں دیکھا۔ اور عبدالمطلب ام ایمن کو کہتے۔ اے کنیز اس بچے سے غافل نہ رہنا کیونکہ اہل کتاب کا خیال ہے کہ یہ اس امت کے نبی ہیں۔

ابونعیم واقدی سے اور وہ اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالمطلب حجر اسود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ایک نجران کا پادری جو ان کا دوست تھا وہ بھی پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور ان سے باتیں کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اولاد اسمٰعیل میں جو نبی باقی رہتے ہیں ہم ان کے اوصاف سے واقف ہیں۔ یہ شہر

ان کی جائے پیدائش ہے اور ان کی یہ اور یہ صفات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو پادری نے آپ کو دیکھا۔ اور آپ کی آنکھوں، پشت اور قدم مبارک دیکھنے اور کہنے لگا۔ یہی ہے وہ ــــ "تمہارا کیا لگتا ہے؟" عبدالمطلب نے کہا "میرا بیٹا ہے"۔ بولا "نہیں اس کا باپ زندہ نہیں ہے"۔ عبدالمطلب نے بتایا۔ "میرا پوتا ہے۔ اس کے باپ کا اسی وقت انتقال ہو گیا تھا جب یہ شکم مادر میں تھے"۔ بولا "ٹھیک ہے۔ اس پر عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ اپنے بھتیجے کی حفاظت کرو۔ تم نے سن ہی لیا ان کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے۔

بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر، عفیر بن زرعہ بن سیف بن ذی یزن سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دو سال بعد سیف بن ذی یزن حبشہ پر غالب آیا۔ تو قریش کا وفد اسے مبارکباد دینے آیا۔ اس میں عبدالمطلب بھی تھے۔ سیف کہنے لگا۔ "اے عبدالمطلب میں تمہیں اپنے علم سے ایک راز بتاتا ہوں۔ جو تمہارے علاوہ کسی اور کو نہ بتاتا۔ مگر میرا خیال ہے کہ تم اس راز کے امین ثابت ہو گے۔ اس لیے میں تمہیں یہ راز بتاتا ہوں۔ تم اسے ہمیشہ مخفی رکھنا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے جو علم کتاب ہمارے پاس ہے اور جس کا صرف ہمیں علم ہے۔ میں اس کتاب میں پاتا ہوں۔ کہ ایک بہت بڑی خیر ظاہر ہو گی اور ایک عظیم واقعہ پیش آئے گا جس میں تمام لوگوں اور تیرے قبیلے کے لیے بہت بڑا شرف ہے۔ خاص طور پر تیرے لیے۔"

عبدالمطلب نے پوچھا۔ "وہ کیا ہے؟"

بتایا "کہ سرزمین تہامہ میں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک تل ہو گا۔ وہ قیامت تک کے لیے امام اور سردار ہو گا۔ یہی اس کی پیدائش کا وقت ہے یا شاید پیدا ہو گیا ہو۔ اس کا نام محمد ہو گا۔ اس کے ماں اور باپ دونوں انتقال کر جائیں گے۔ اس کے دادا اور چچا اس کی کفالت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے علی الاعلان بھیجیں گے! اور ہمیں ان کا مددگار بنائیں گے۔ ان کے دوستوں کو ان سے عزت حاصل ہو گی اور ان کے دشمن ذلیل ہوں گے! وہ اپنے دوستوں کی مدد سے ملک فتح کریں گے۔ خدا کی عبادت کریں گے۔ بتوں کو توڑیں گے! ان کا قول فیصل اور ان کا حکم منصفانہ ہو گا۔ نیکی کا حکم کریں گے اور اسے انجام دیں گے۔ برائی سے روکیں گے اور ختم کریں گے۔ اور قسم ہے پردوں والے گھر کی تم بلاشبہ اس کے دادا ہو۔ کیا تم نے بھی کوئی ایسی بات محسوس کی ہے؟"

عبدالمطلب بولے۔ "ہاں بادشاہ! میرا ایک بیٹا تھا۔ جسے میں پسند کرتا تھا میں نے اس کی شادی خاندان کی شریف ترین خاتون آمنہ سے کر دی۔ جس سے ایک بچہ ہوا۔ میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ جس کے ماں باپ دونوں انتقال کر گئے۔ اور میں نے اور اس کے چچا نے اس کی کفالت کی۔"

اس پر سیف نے کہا۔ "میں نے بھی یہی کہا ہے۔ اس بچے کی حفاظت کرو اور اسے یہود سے بچاؤ کیونکہ

وہ اس کے دشمن ہیں۔ مگر خدا انہیں کوئی کامیابی نہیں دے گا۔ اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ ان کی بعثت سے قبل ہی میری موت مجھے ختم کر دے گی۔ تو میں اپنے سارے پیدل اور سوار دستے لے کر یثرب پہنچ جاتا۔ کیونکہ یثرب میں انہیں کامیابی ہوگی۔ وہیں ان کے مددگار رہوں گے اور وہیں ان کا انتقال ہوگا۔

ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے کلبی سے انہوں نے ابوصالح اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

واقدی اور ابونعیم عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے خاندان کے بزرگوں نے بیان کیا کہ عبدالمطلب کی حیات میں ایک مرتبہ وہ عمرے کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ تیماء کا ایک یہودی بھی تھا جو تجارت کے لیے مکہ یا یمن جا رہا تھا۔ اس نے جب عبدالمطلب کو دیکھا، تو بولا:۔ کہ ہماری کتاب میں ہے کہ اس شخص کی نسل سے ایک نبی پیدا ہوگا۔ جو خود اور اس کی قوم ہمیں عاد کی طرح قتل کریں گے۔

ابن سعد، ابوحازم سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پانچ سال تھی۔ ایک کاہن مکہ آیا۔ وہ آپؐ کو عبدالمطلب کے ساتھ دیکھ کر کہنے لگا۔ "اے خاندان قریش! اس بچے کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ تمہیں قتل کرے گا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کرے گا"۔ کاہن نے قریش کو جس طرح ڈرایا تھا۔ اس پر وہ کافی عرصے تک ڈرتے رہے۔

باب ۴۴

حضرت ابوطالب کے زمانۂ کفالت میں ظاہر ہونیوالے معجزات

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر، عطاء بن ابی رباح سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب کے بچے صبح کو آنکھوں میں میل کچیل لیے ہوئے اٹھتے اور آپؐ پاک صاف تیل لگے ہوئے اٹھتے اور ابوطالب بچوں کے سامنے کھانے کا برتن رکھ دیتے جس میں سب چھینا جھپٹی کرتے۔ مگر آپؐ ہاتھ روکے رکھتے۔ جب چچا نے آپؐ کی یہ عادت دیکھی تو آپؐ کو علیحدہ کھانا دینے لگے۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر، عطاء سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ نیز مجاہد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کے اہل خاندان مل کر یا تنہا بغیر آپؐ کے کھانا کھاتے۔ تو ان کے پیٹ نہ بھرتے۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہوتے تو سب کے پیٹ بھر جاتے۔ چنانچہ جب صبح یا شام کا کھانے کا وقت

ہوتا تو ابو طالب کہتے ٹھہر جاؤ، میرا بیٹا آجائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ تو سیر ہو کر کھانا بچ رہتا اور جب آپ شریک نہ ہوتے تو سب بھوکے رہ جاتے۔ اگر دودھ ہوتا تو چچا پہلے آپؐ کو پلاتے اور پھر سب اسی پیالے سے پیتے اور سیراب ہوتے جاتے جبکہ اگر وہ پیالہ کسی اور کو دیا جاتا تو وہ اکیلا ہی پی لیتا۔ اس پر چچا آپؐ سے کہتے کہ تم بڑے بابرکت ہو۔ اور سارے بچے صبح کو آنکھوں میں میل کچیل لیے ہوئے اٹھتے مگر آپؐ پاک وصاف تیل لگے ہوئے اٹھتے اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔

ابو نعیم، واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن حسن بن اسامہ بن زید نے اپنے اہل خاندان سے اور انہوں نے ام ایمن سے روایت کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک پیاس کی شکایت کی ہو۔ آپؐ صبح صبح ماء زمزم پی لیتے۔ ہم ناشتا دیتے تو فرماتے۔ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔

ابن سعد نے اس روایت کو دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ جس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ آپؐ نے بھوک پیاس کی نہ بچپن میں اور نہ بڑے ہو کر کبھی شکایت نہیں کی۔

ابن سعد، ابن قبطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طالب کے لیے بطحی میں تکیہ رکھا جاتا جو لپٹا ہوا ہوتا جس پر آپ ٹیک لگاتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے تو آپ نے اسے کھول لیا اور اس پر لیٹ گئے۔ ابو طالب آئے تو بولے میرے بھتیجے کو آرام مل رہا ہے۔ ابن سعد نے عمرو بن سعید سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

طبرانی، عمار سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طالب اہل مکہ کے لیے کھانا تیار کراتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اس وقت تک تشریف فرما نہ ہوتے۔ جب تک نیچے کوئی چیز نہ رکھ لیتے۔ اس پر ابو طالب کہتے۔ میرا بھتیجہ بڑا مکرم ہے۔

باب ۴۵

حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر، اس سفر کے معجزات اور بحیرا راہب کی پیش گوئیاں

ابن ابی شیبہ اور ترمذی، اور ترمذی اس روایت کو حسن بتاتے ہیں۔ اور حاکم اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور بیہقی، ابو نعیم اور خرائطی (ہواتف میں) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طالب قریش کے کچھ شیوخ کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب راہب کے قریب پہنچے۔ تو سواریوں سے اتر گئے۔ راہب ان کے پاس آیا۔ جبکہ اس سے پہلے جب گزرتے تھے تو راہب نہ ان کے پاس آتا اور نہ متوجہ ہوتا۔ وہ آکر ان کے اندر گھومنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا:۔

"یہ سید العالمین ہیں، یہ رسول رب العالمین ہیں۔ انہی کو خدا نے رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔"

قریشی شیوخ نے کہا کہ "تجھے کیسے معلوم ہوا۔" بولا۔ "جب تم گھاٹی سے گزرے۔ تو یہ کسی درخت و پتھر کے پاس سے نہیں گزرے مگر اس نے سجدہ کیا۔ جبکہ شجر و حجر صرف نبی کو سجدہ کیا کرتے ہیں۔ میں انہیں اس مہر نبوت سے پہچانتا ہوں۔ جو ان کے شانے کی نرم ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے۔" پھر راہب واپس چلا گیا اور سب کے لیے کھانا تیار کر کے لایا۔ اس وقت آپؐ اونٹوں کو چرانے لے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ آپؐ کو بلاؤ۔ جب آپؐ تشریف لائے تو ایک بادل آپؐ پر سایہ کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔ دیکھو ان پر بادل سایہ فگن ہے۔ جب آپؐ تشریف لائے تو لوگ پہلے ہی درخت کے سائے میں بیٹھ چکے تھے۔ جب آپؐ تشریف فرما ہوئے تو درخت کا سایہ آپؐ کی جانب جھک گیا۔ راہب نے کہا، دیکھو درخت کا سایہ ان پر جھک گیا ہے ۔۔ راہب ان لوگوں پر کھڑا رہا اور انہیں قسمیں دیتا رہا کہ آپؐ کو روم نہ لے کر جائیں کیونکہ رومی آپؐ کو پہچان لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر اس نے رُخ پھیرا تو دیکھتا کیا ہے کہ نو رومی آرہے ہیں۔ اس نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ کہنے لگے ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں۔ جو اس شہر میں ظاہر ہونے والا ہے! اور سب طرف ان کی تلاش میں لوگ بھیج دیے گئے ہیں۔ راہب نے کہا تمہارا کیا خیال ہے اگر

خدا کسی کام کا ارادہ فرمالے تو کیا لوگ اسے روک سکتے ہیں۔ لوبے نہیں۔ اور ان رومیوں نے راہب سے بیعت کرلی اور اس کے پاس ٹھہر گئے۔

راہب قریشیوں کے پاس آیا۔ اور ان سے پوچھا "تم میں کون ان کا ولی ہے ؟ " لوگوں نے کہا کہ ابوطالب ہیں۔ اس پر راہب انہیں مسلسل قسمیں دلاتا رہا۔ یہاں تک کہ ابوطالب نے آپؐ کو واپس کردیا۔ اور ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ بلالؓ کو بھیج دیا۔ اور راہب نے زیتون کے کاک بطور توشہ آپ کے ساتھ کردیے۔

بیہقی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے یہاں مشہور ہے ——— میں کہتا ہوں۔ اس روایت کے متعدد شواہد ہیں۔ جن کو میں پیش کروں گا۔ اور جو اس کی صحت کا فیصلہ دیں گے۔ مگر ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے آخر میں حضرت ابوبکرؓ کے بلالؓ کو بھیجنے کا تذکرہ ہے۔ حالانکہ اس وقت تک نہ تو ابوبکر متاہل تھے اور نہ انہوں نے اس وقت تک بلال کو خریدا تھا۔

ابن حجر "الاصابہ" میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ کوئی بھی راوی منکر نہیں ہے۔ سوائے اس آخری لفظ کے جس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اسی راوی کی کسی اور روایت کا ٹکڑا بعد میں شامل ہوگیا ہو۔

بیہقی ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی تھے۔ وہ آپؐ کو لے کر ایک قافلہ کے ساتھ شام روانہ ہوئے۔ جب قافلہ بصریٰ جاکر ٹھہر گیا۔ بحیرا راہب جو اپنے صومعہ میں رہتا تھا۔ اور نصرانیوں میں سب سے بڑا عالم تھا۔ اور جو علم ان کے یہاں نسل در نسل چلا آرہا تھا۔ وہ اس علم کا بہت جاننے والا تھا۔ قریشی قافلے اکثر یہاں سے گزرتے مگر وہ کسی سے بات نہ کرتا۔ اور نہ کسی سے کوئی تعرض کرتا۔ اس سال یہ سب اس کے صومعہ کے قریب اترے تو اس نے ان کے لیے بہت سا کھانا بنوایا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اس نے کوئی بات دیکھی ہے۔ جب قافلہ آرہا تھا تو وہ اپنے صومعہ سے دیکھ رہا تھا کہ لوگوں کے درمیان ایک سفید بادل آپؐ پر سایہ فگن ہے۔ پھر لوگ آئے اور اس کے قریب درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ راہب نے دیکھا کہ بادل درخت پر آگیا اور درخت کی شاخیں آپ پر جھک گئیں اور اکٹھی ہوگئیں۔ اور آپؐ اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔ جب بحیرا نے یہ باتیں دیکھیں تو صومعہ سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر قافلے والوں کو کہلایا کہ میں نے تم سب کے لیے کھانا تیار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم سب چھوٹے بڑے آزاد و غلام حاضر ہوجاؤ۔

ایک شخص نے کہا: "اے بحیرا آج تیری شان عجیب ہے ؟ پہلے تو تو نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہم اکثر تیرے پاس سے گزرتے رہے ہیں۔ پھر آج کیا بات ہے ؟"

بحیرا نے کہا، "تو ٹھیک کہتا ہے۔ مگر تم مہمان ہو۔ میں تمہاری خاطر کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے لیے

کھانا تیار کر رہا ہوں تاکہ تم سب کھاؤ۔ چنانچہ سب جمع ہو گئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم سنی کی بنا پر وہیں درخت کے سائے میں سواریوں کے قریب تشریف فرما رہے۔ جب بحیرا نے لوگوں کو دیکھا تو وہ اوصاف نہیں پائے تو اس نے کہا۔" اے جماعت قریش۔ میرے کھانے سے کوئی غیر حاضر نہ رہے"۔ انہوں نے کہا۔" اے بحیرا کوئی نہیں رہا سوائے ایک لڑکے کے جو سب سے کم عمر ہے وہ سواریوں کے پاس رہ گیا ہے"۔ اس نے کہا۔" نہیں ایسا نہ کرو۔ اسے بھی بلاؤ، تاکہ وہ بھی کھانے میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائے"۔ اس پر ایک قریشی بولا:۔
" لات اور عزیٰ کی قسم! یہ تو بڑی شرمندگی کی بات ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہمارے ساتھ کھانا کھانے میں شریک نہ ہو"۔ پھر یہ شخص گیا اور آپؐ کو گود میں لے کر آ گیا اور لاکر مجلس میں بٹھا دیا۔ بحیرا آپؐ کو بڑے غور سے دیکھنے لگا اور آپؐ کے جسم مبارک پر علامات تلاش کرنے لگا۔ جب سب لوگ کھانا کھا کر ادھر اُدھر ہو گئے۔ تو بحیرا آپؐ کے پاس آیا۔ اور آپؐ سے کہنے لگا۔ اے نوجوان! میں تمہیں لات اور عزیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں تم سے جو پوچھوں اس کا جواب دو۔ بحیرا نے یہ اس لیے کہا کہ اسے معلوم تھا کہ قریش لات و عزیٰ کی قسم کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مجھے لات اور عزیٰ کے واسطے سے کچھ نہ پوچھو۔ کیونکہ قسم بخدا مجھے کسی چیز سے اس قدر نفرت نہیں جس قدر ان دونوں سے ہے۔" بحیرا نے کہا:۔" پھر میں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو پوچھوں وہ بتلاؤ"۔ آپؐ نے فرمایا:۔" جو چاہے پوچھو۔" اس نے آپؐ کی نیند اور آپؐ کے دیگر حالات کے بارے میں سوالات شروع کیے۔ جن کے آپؐ جواب دیتے رہے۔ یہ جواب ان اوصاف کے مطابق رہے جو اس کے پاس تھے۔ پھر اس نے آپؐ کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ اس سے فارغ ہو کر آپؐ کے چچا ابو طالب کی جانب متوجہ ہوا اور پوچھا کہ یہ نوجوان تمہارا کیا لگتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا بولا۔ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے کیونکہ اس کے باپ کو زندہ نہ ہونا چاہیئے۔ ابو طالب نے کہا میرا بھتیجا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اس کے باپ کو کیا ہوا؟ ابو طالب نے بتایا کہ یہ ابھی شکم مادر میں تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کہا تم درست کہتے ہو۔ اپنے اس بھتیجے کو اپنے شہر واپس لے جاؤ۔ اور انہیں یہودیوں سے بچاؤ۔ اگر انہوں نے وہ بات جان لی جو میں نے جانی ہے۔ تو وہ اس کی برائی کے درپے ہو جائیں گے۔ کیونکہ تمہارے اس بھتیجے کی بڑی شان ہو گی۔ اس لیے اسے فوراً وطن لے جاؤ۔ چنانچہ آپؐ کے چچا ابو طالب شام کی تجارت سے فارغ ہو کر آپؐ کو مکہ لے آئے۔ کہتے ہیں کہ زبیر، تمام اور دریس نامی اہل کتاب کے کچھ لوگوں نے آپؐ کے سفر شام کے دوران آپؐ میں کچھ باتیں دیکھیں اور آپؐ کا ارادہ کیا۔ مگر بحیرا نے یہ کہہ کر انہیں روک دیا کہ کتاب خداوندی میں ان کی یہ اور یہ صفات ہیں۔ اگر تم

سب چاہو تو ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ سب نے اس بات کو سمجھا اور اس کی تصدیق کی اور واپس ہو گئے۔
حضرت ابو طالب نے اس ضمن میں یہ اشعار کہے۔
ترجمہ۔ انہوں نے محمدؐ میں ایسی باتیں دیکھیں جس سے ہر غمگین دل کا غم دور ہو جائے۔
انہوں نے دیکھا کہ ہر شہر کے احبار آپؐ کو سجدہ کر رہے ہیں۔
زبیر، تمام اور دریس نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا۔ حالانکہ وہ بُری نیت سے آئے تھے۔
بحیرا نے انہیں سمجھایا۔ تو انہوں نے بڑی رد و قدح کے بعد مانا اور تسلیم کیا۔
اسی طرح اس نے یہودیوں کو سمجھایا۔ اور اللہ کے راستے میں ان سے جہاد کیا۔
اس کی نصیحت رائیگاں نہیں گئی۔ بلکہ کارآمد ثابت ہوئی۔
اس نے یہ بھی کہا کہ میں انؐ پر حاسدوں سے ڈرتا ہوں کیونکہ انؐ کا نام کتابوں میں مذکور ہے۔
ابو نعیم، واقدی سے، اور وہ اپنے شیوخ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ کہ بحیرا نے آپؐ کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر پوچھا۔ کیا یہ سرخی مستقل رہتی ہے۔ یا کبھی ختم بھی ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے بتایا۔ مستقل رہتی ہے۔ پھر اس نے آپؐ سے آپؐ کی نیند کے بارے میں پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے ـــــ اس روایت میں ان الفاظ کے بعد کہ "تیرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے" یہ الفاظ بھی ہیں ـــ ہم اپنی کتابوں میں اور جو علم ہمیں اپنے اجداد سے بطور میراث ملا ہے اس میں آپؐ کی بڑی شان پاتے ہیں اور ہم سے آپؐ کے بارے میں عہد لیا گیا ہے۔ ابو طالب نے پوچھا، کس نے عہد لیا ہے۔ بتایا اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے اور اس عہد کو عیسٰی بن مریمؑ لے کر نازل ہوئے ہیں۔
ابن سعد نے یہ روایت داؤد بن حصین سے اسی طرح روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت بارہ سال تھی۔
ابو نعیم، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو طالب قریش کی ایک جماعت کے ساتھ سفر شام پر روانہ ہوئے۔ اور اپنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لے گئے۔ جب دوپہر اور گرمی کے وقت بحیرا راہب کے پاس پہنچے تو اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک بادل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے کھانا تیار کرایا۔ اور سب کو اپنے صومعے میں بلایا۔ جب آپؐ صومعہ میں داخل ہوئے تو صومعہ نور سے منور ہو گیا۔ یہ دیکھ کر بحیرا پکار اٹھا :۔
"یہ اللہ کے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ عرب سے سارے انسانوں کے لیے مبعوث فرمانے والے ہیں"

ابن سعد اور ابن عساکر، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر سفرِ شام کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک صاحب دَیر کے پاس اترے۔ اس صاحب دیر نے پوچھا۔ یہ لڑکا تمہارا کیا لگتا ہے۔ تبایا میرا بیٹا ہے۔ اس نے کہا نہیں تمہارا بیٹا نہیں ہے۔ اس کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کا چہرہ نبی کا چہرہ اور ان کی آنکھیں نبی کی آنکھیں ہیں۔

ابوطالب نے پوچھا:۔ "نبی کیا ہوتا ہے؟"

تبایا۔ "وہ جس پر آسمان سے وحی نازل کی جائے۔ اور وہ اہل زمین کو اس سے باخبر کرے۔

ابوطالب بولے۔ "ٹھیک ہے۔"

اس نے کہا۔ "انہیں یہود سے محفوظ رکھو۔"

راوی کہتا ہے کہ ابوطالب یہاں سے آگے چلے اور ایک دوسرے راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے بھی پوچھا کہ "یہ لڑکا تمہارا کون ہے؟"

ابوطالب بولے "میرا بیٹا ہے۔"

اس نے کہا "یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے۔ اس کا باپ زندہ نہیں ہے اور ان کا چہرہ نبی کا چہرہ اور ان کی آنکھیں نبی کی آنکھیں ہیں۔"

ابوطالب بولے:۔ "سبحان اللہ تم ٹھیک کہتے ہو" پھر آپؐ سے مخاطب ہو کر بولے:۔

"اے بھتیجے سن رہے ہو، تمہارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں" آپؐ نے فرمایا، "چچا جان اللہ کی قدرت سے کیا بعید ہے۔"

ابن سعد، سعید بن عبدالرحمن بن ابزی سے روایت کرتے ہیں کہ راہب نے حضرت ابوطالب سے کہا۔ "اپنے بھتیجے کو یہاں سے لیکر ہرگز آگے نہ جانا، کیونکہ یہود دشمن ہیں اور یہ اس امت کے نبی ہیں اور عرب ہیں۔ یہود ان پر حسد کریں گے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ نبی، بنی اسرائیل سے ہو۔ اس لیے اپنے بھتیجے کے بارے میں محتاط رہو۔"

ابن سعد اور ابن عساکر، ابو مجاز سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر سفر شام پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ اترے تو ایک راہب قافلے کے پاس آیا اور بولا۔ تم میں ایک نیک آدمی ہے۔ پھر بولا، "اس لڑکے کا ولی کون ہے؟"

ابوطالب بولے۔ "میں ہوں۔"

اس نے کہا "اس غلام کی حفاظت کرو۔ اور اسے شام لے کر نہ جاؤ۔ کیونکہ یہود اس سے حسد کریں گے،

اور مجھے ان سے خطرہ ہے ۔ چنانچہ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا۔

ابن مندہ سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ شام کے ایک تجارتی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی عمر اٹھارہ سال اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔ راستے میں ایک بیری کے درخت کے پاس اترے اور آپؐ اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بحیرا راہب سے کچھ پوچھنے چلے گئے۔ بحیرا نے پوچھا:۔

"درخت کے سائے میں کون ہے؟"

آپ نے بتایا کہ "یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔"

بحیرا نے کہا، "قسم بخدا یہ نبی ہیں۔ کیونکہ اس بیری کے سائے میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے کوئی نہیں بیٹھا ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ چنانچہ جب نبی مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی اتباع کی۔ ابن حجرؒ "الاصابہ" میں کہتے ہیں، اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ حضرت ابوطالبؓ والے سفر کے بعد دوسرا سفر ہوگا۔

باب ۴۶

حضرت ابوطالب نے آپؐ کے توسط سے بارش کی دعا کی

ابن عساکر اپنی تاریخ میں جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں مکہ آیا۔ اس وقت قحط پڑا ہوا تھا۔ قریش کے لوگ کہنے لگے "اے ابوطالب! وادی میں بڑا سخت قحط پڑا ہوا ہے۔ اور لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آؤ اور بارش کی دعا کرو۔" ابوطالب نکلے اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا تھا جیسے سیاہ بادل ہٹ کر دھوپ نکلی ہوئی ہو۔ ان کے گرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ابوطالب نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کعبۃ اللہ سے ٹیک لگا لی اور اپنی انگلی سے لڑکے کو چھوا۔ اس وقت آسمان پر ایک ابر کا ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ مگر فوراً ہی ہر سمت سے بادل آگئے اور خوب برسے۔ اور وادی پانی سے بھر گئی۔ اور شہر و دیہات تر و تازہ ہو گئے۔ اسی واقعے کے بارے میں حضرت ابوطالب کہتے ہیں:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للا رامل

یلوذ به الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فواضل

"آپ کا چہرہ روشن ہے بادل بھی سیراب ہوتے ہیں۔ آپؐ یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔"

"تباہی کے وقت آل ہاشم آپؐ کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ اور آپؐ سے نعمت و فضیلت حاصل کرتے ہیں"۔

باب ۴۷

آپؐ کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہود کا فرار

ابونعیم، ابن عون سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن سعید نے بیان کیا کہ کچھ یہودی حضرت ابوطالب سے کچھ سامان خریدنے آئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جو ابھی بچے ہی تھے) آ گئے۔ یہودیوں نے جب آپ کو دیکھا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوطالب نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا "کہ جاؤ اور ان کو فلاں فلاں راستے پر روکو۔ اور انہیں دیکھ کر ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہو۔ کہ بڑے تعجب کی بات دیکھی ہے! اور دیکھو کہ کیا جواب دیتے ہیں"۔ یہ صاحب گئے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر یہودی بولے: "تم نے کیا عجیب بات دیکھی ہوگی ہم نے تم سے بھی زیادہ عجیب بات دیکھی ہے۔ ہم نے تو ابھی محمدؐ کو زمین پر چلتے دیکھا ہے"۔

باب ۴۸

ابولہب کے دل میں آپؐ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتدا

ابن عساکر، ابوالزناد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب اور ابولہب نے آپس میں کشتی لڑی۔ جس میں ابولہب نے ابوطالب کو پچھاڑ لیا۔ اور ان کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بچے تھے آپؐ نے ابولہب کی بالوں کی لٹ پکڑ کر کھینچ لی۔ اس پر ابولہب کہنے لگا "میں بھی تیرا چچا ہوں، اور وہ بھی تیرا چچا ہے۔ پھر تم نے اس کی مدد کیوں کی"؟ آپ نے فرمایا۔ "وہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہیں"۔ ابولہب نے یہ بات اپنے دل میں رکھ لی اور اسی روز سے آپؐ سے دشمنی اختیار کر لی۔

باب ۴۹

ابوطالب کی وفات اور آخرت میں اُن کا انجام

ابن سعد، عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر عذری سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے تمام بیٹوں کو بلایا اور ان سے کہا۔ جب تک محمدؐ کی اتباع کرتے رہو گے خیر تمہارے ساتھ رہے گی اس لیے آپؐ کی اتباع اور مدد کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

مسلم عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپؐ سے پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے ابوطالب کو کوئی نفع پہنچایا ہے۔ کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لیے غصے ہوتے تھے۔" فرمایا، "ہاں وہ جہنم کے کنارے پر ہیں۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔"

ابن سعد کہتے ہیں کہ ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا۔ ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے۔ کہ عباس نے پوچھا، "یا رسول اللہؐ! کیا آپ ابوطالب کے لیے کسی خیر کی امید رکھتے ہیں۔"

فرمایا۔ "میں اپنے رَبّ سے ہر خیر کی امید رکھتا ہوں"۔۔۔ اس کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن عساکر، حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطالب کا میرے اوپر حق ہے۔ جسے میں پورا کروں گا۔۔۔

تمام اپنے فوائد میں اور ابن عساکر، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔

"جب قیامت کا دن ہو گا تو میں اپنے ماں باپ اور اپنے چچا ابوطالب اور اپنے زمانۂ جاہلیت کے ایک بھائی کے لیے سفارش کروں گا۔"

تمام کہتے ہیں اس روایت میں ولید بن سلمہ منکر حدیث ہیں۔

خطیب اور ابن عساکر، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ میں اپنے باپ، چچا ابوطالب اور اپنے رضاعی بھائی (سعدیہ) کے بیٹے کے لیے شفاعت کروں گا کہ وہ بعثت کے بعد ذرات بن جائیں ۔۔۔۔ خطیب اس روایت کی سند کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں خطاب بن عبدالدائم اور سوتی ضعیف ہے اور یحییٰ بن مبارک صنعانی سے منکر

روائتیں نقل کر۔ نے میں مشہور ہے۔ اور ضبعانی خود مجہول ہے اور منصور بن معتمر از لیث بن سلیم روایت کرتا ہے۔ جبکہ منصور کی لیث سے روایت ثابت نہیں ہے۔ اور لیث میں خود ضعف ہے۔

باب ۵۰

آپ کو ابوطالب کے لیے استغفار کی ممانعت

ابن عساکر نے حسن بن عمارہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ ابوطالب کی قبر پر ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کے لیے گئے۔ اس پر حق تعالیٰ نے آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ (سورہ توبہ ۹ آیت ۱۱۳) الایۃ "یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں"۔ نازل فرمائی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابوطالب کا کفر کی حالت میں انتقال کر جانا بہت شاق گزرا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ دوسری آیت نازل فرمائی:۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (سورۂ قصص آیت ۵۶)

آپؐ جس کو چاہیں، (یعنی ابوطالب وغیرہ کو) اسے راہِ ہدایت پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے راہِ ہدایت پر لے آتا ہے۔

یعنی آپؐ ابوطالب کو ہدایت پر نہیں لا سکتے، حق تعالیٰ جسے چاہیں یعنی حضرت عباسؓ کو ہدایت فرماتے ہیں۔ غرضیکہ ابوطالب کے عوض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس بن عبد المطلب عطا کیے گئے۔ سو ابوطالب کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام چچاؤں میں حضرت عباسؓ سے زائد محبت تھی۔

باب ۵۱

ابوطالب نے قریش کی گستاخی کو روکا

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کے احمقوں میں سے ایک احمق نے مٹی ڈال دی۔ چنانچہ آپ کی صاحبزادیوں میں سے

ایک صاحبزادی تشریف لائیں اور آپؐ کے چہرۂ انور سے مٹی صاف کر رہی تھیں اور رو رہی تھیں۔ آپ فرما رہے تھے "صاحبزادی رونے کی حاجت نہیں۔ حق تعالیٰ تمہارے والد کی حفاظت فرمائے گا۔"

باب ۵۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کہ حق تعالیٰ نے زمانۂ جاہلیت کے طور و طریق سے آپؐ کے شباب کی حفاظت فرمائی

بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کعبہ کے لیے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے اور آپ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے عم محترم حضرت عباسؓ نے آپؐ سے فرمایا۔ "بھتیجے اگر تم اپنا تہبند کھول کر شانوں پر رکھ لو تو پتھروں سے محفوظ ہو جاؤ گے آپ نے اپنا تہبند کھول کر شانوں پر رکھ لیا چنانچہ آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔ اس روز کے بعد پھر کبھی آپؐ کو برہنہ نہیں ہوتے۔

شیخینؒ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ جب بیت اللہ کی تعمیر کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ دونوں پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنا تہبند اپنے شانے پر رکھ لو، پتھر وغیرہ کی رگڑ سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ آپ زمین پر گر پڑے اور آنکھیں آسمان کو لگ گئیں۔ پھر آپ اٹھے اور فرمایا کہ میرا تہبند۔ چنانچہ آپ نے اپنا تہبند لے کر باندھ لیا۔ (بخاری ومسلم)

بیہقی اور ابو نعیم، حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں اور میرا بھتیجا اپنی گردنوں پر پتھر اٹھا کر لا رہے تھے اور ہمارے تہبند پتھروں کے نیچے تھے۔ جس وقت آدمیوں کا ہجوم ہوتا تو ہم اپنے تہبند باندھ لیتے تھے۔ چنانچہ میں جا رہا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے آگے تھے۔ آپ گر گئے میں آپ کو تلاش کرنے کے لیے آیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا بات ہے۔ آپ کھڑے ہوئے اور اپنا تہبند لے لیا اور فرمایا کہ مجھے برہنہ چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس قصہ کو لوگوں سے اس وجہ سے چھپاتا تھا کہ

لوگ یہ سن کر آپؐ کو مجنون کہیں گے۔

حاکم، بیہقی، ابونعیم نے ابوالطفیلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نواحی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر منتقل کر رہے تھے کہ آپ کا ستر کھل گیا۔ آپؐ کو ندا آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ستر چھپاؤ۔ یہ پہلی ندا تھی جو کہ آپ کو دی گئی۔ پھر اس کے بعد اور اس سے پہلے کبھی آپؐ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد، ابن عدی اور حاکم نے اور ابونعیم نے بھی عکرمہ کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابوطالب زمزم کو درست کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ اس وقت کمسن تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے تہبند کے ذریعہ پتھروں سے حفاظت کی۔ آپ بیہوش ہو گئے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو ابوطالب نے آپ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک سفید پوش میرے پاس آیا اور کہا کہ اپنے ستر کو چھپاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نبوت کی پہلی نشانی دیکھی کہ آپؐ سے ستر پوشی کے لیے کہا گیا اور آپ اس وقت کم سن تھے۔ اس روز سے آپؐ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔

ابن سعد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر کو نہیں دیکھا۔

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرما رہے تھے کہ جاہلیت والے عورتوں سے جن باتوں کا ارادہ کرتے تھے دو راتوں کے علاوہ میں نے ان باتوں کا کبھی ارادہ نہیں کیا مگر ان دونوں راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اہلِ جاہلیت کی باتوں سے بچایا۔ ہم اپنے گھر کی بکریاں چرا رہے تھے۔ چنانچہ ایک رات میں نے اپنے ساتھی سے جو کہ مکہ کا تھا کہا کہ میری بکریوں کی حفاظت کرو تاکہ میں مکہ مکرمہ جاؤں اور جس طرح جوان آدمی قصے کہانیاں سنتے ہیں میں بھی جا کر سنوں۔ اس نے کہا اچھا۔ میں مکہ مکرمہ آیا اور وہاں کے مکانوں میں سے پہلے مکان کی طرف آیا تو میں نے وہاں کھیل کود۔ ڈھول اور باجے سنے دریافت کیا یہ کیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے شادی کی ہے۔ میں وہاں دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا۔ میری حق تعالیٰ نے آنکھ لگا دی۔ بخدا میں سورج کی تپش سے بیدار ہوا پھر میں اپنے ساتھی کے پاس گیا۔ ساتھی نے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا۔ میں نے جواب دیا کہ کچھ نہیں اور جو صورت حال دیکھی تھی وہ اپنے ساتھی سے بیان کر دی۔ پھر دوسری رات کو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کی نگرانی کرنا میں مکہ مکرمہ قصہ کہانی سننے کے لیے جاتا ہوں۔ وہ میری بکریوں کی حفاظت کرتا رہا۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور پہلی ہی رات کی طرح باتیں سنیں۔ میں دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا۔ مجھے پھر حق تعالیٰ نے سلا دیا۔ بخدا

میں دھوپ کی تپش سے بیدار ہوا میں اپنے ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا کیا۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ پھر میں نے اس کو صورت مسلہ سے مطلع کیا۔ بخدا میں نے ان دو راتوں کے بعد کبھی بھی کسی کھیل تماشے کا قصد و ارادہ نہیں کیا تا آنکہ مجھے حق تعالیٰ نے اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی سند حسن و متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے عمار بن یاسر سے روایت کی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے کسی کھیل تماشے میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، نہیں، البتہ دو مرتبہ اتفاق ہوا۔ ایک مرتبہ تو میں سو گیا اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قوم کا قصہ گو حائل ہو گیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب آیت کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی۔ یعنی آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈرا دیجئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ہر ایک شاخ کو آواز دی اور فرمایا :۔ (الشعراء ۲۱۴)

"اے اہل قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے شہسوار ہیں اور وہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔"

سب نے کہا، "بیشک ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ ہم نے کبھی بھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

آپؐ نے فرمایا کہ "میں تم کو اپنے سامنے آنے والے ایک سخت ترین عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔" یہ سن کر ابولہب بولا کہ "آپ کے لیے ہلاکت ہو، کیا اسی لیے ہم کو جمع کیا تھا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے سورہ تبت يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ نازل فرمائی۔

ابونعیم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" میں نے زید بن عمرو بن نفیل (موحد) کے بارے سنا کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کی برائی کرتا تھا، تو میں نے جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کیے جاتے ہیں۔ میں نے ان میں سے کچھ نہیں چکھا تا آنکہ حق تعالیٰ نے اپنی رسالت سے مجھے بہرہ ور فرمایا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپؐ نے کبھی بتوں کی عبادت کی ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "نہیں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا، "آپؐ نے کبھی شراب پی ہے؟" آپؐ نے فرمایا، "ہرگز نہیں!" اور میں اس بات کو جانتا تھا کہ جو ان امور

کا ارادہ کرے تو یہ کفر ہے۔ حالانکہ میں کتاب اور ایمان کو نہیں جانتا تھا۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے عکرمہ، اور انہوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ام ایمنؓ نے بیان کیا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جس کے پاس سال میں ایک مرتبہ قریش جمع ہوتے تھے اور ابوطالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس بت کدہ کے پاس جمع ہوتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوشی کے موقع پر قوم کے ساتھ حاضر ہونے کا تقاضا کرتے تھے اور آپ انکار فرماتے تھے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ابوطالب آپؐ پر ناراض ہوئے اور آپؐ کی پھوپیاں بھی اس روز آپؐ پر سخت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں کہ ہمارے معبودوں سے جو آپ اجتناب کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی وجہ سے خوف ہوتا ہے (کہ آپ کو یہ معبود نقصان پہنچائیں) اور کہنے لگیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا کیا ارادہ ہے کہ اپنی قوم کی خوشی میں حاضر نہ ہو اور اپنی جماعت میں اضافہ نہ کرو۔ چنانچہ وہ یہی اصرار کرتی رہیں، حتیٰ کہ آپؐ وہاں سے چلے گئے اور جتنا منظور خدا تھا اتنے زمانہ تک ان سے غائب رہے۔ ام ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ پھر ہمارے پاس ایسی حالت میں تشریف لائے کہ آپ مرعوب اور خوفزدہ تھے۔ آپ کی پھوپیوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا، کہ مجھے اپنے متعلق جنوں کا خدشہ ہے۔ آپ کی پھوپیوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ساتھ آپ کو مبتلا نہ کرے گا۔ آپ میں وہ خصال خیر ہیں جن کے آپ ہی اہل ہیں، آپ نے کیا دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت میں بتوں میں سے ایک بت کے قریب آیا تو مجھے ایک سفید دراز قامت شخص نظر آیا۔ اور اس نے مجھے زور سے آواز دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے دور رہیے اور اسے ہاتھ نہ لگائیے۔ ام ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ کبھی ان لوگوں کی عید میں نہیں گئے تا آنکہ آپؐ کو نبوت مل گئی۔

ابونعیم، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مقام رکن اور زمزم کے درمیان سونے اور بیداری کی حالت میں تھا کہ میرے پاس جبرئیل و میکائیل تشریف لائے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے دریافت کیا کہ وہ شخص یہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ وہ شخص یہی ہے اور یہ بڑا اچھا آدمی ہے۔ اگر یہ بتوں کو ہاتھ نہ لگاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بتوں کو ہاتھ نہیں لگایا، تا آنکہ حق تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔

ابونعیم اور ابن عساکر، عطاء بن ابی رباح سے اور انہوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اساف بت کے قریب کھڑے ہوئے آپ نے اپنی نگاہ بیت اللہ کی طرف کچھ دیر اٹھائی پھر لوٹ آئے۔ آپ کے چچا زاد بھائیوں نے دریافت

کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، آپ کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا، مجھے اس بت کے قریب کھڑے ہونے کی ممانعت کردی گئی۔

ابونعیم ، بیہقی زید بن حارثہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تانبے کا بت تھا۔ اسے اساف یا نائلہ کہتے تھے۔ مشرکین جب طواف کرتے تو اس کو چھوا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ میں نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ جس وقت میں اس بت کے قریب آیا تو میں نے اس بت کو چھوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اس کو مت ہاتھ لگاؤ۔ زید بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم نے آپ کے ساتھ طواف کیا۔ زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پھر اس بت کو ضرور چھوؤں گا تاکہ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے چھوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم کو منع نہیں کیا تھا۔ زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی۔ اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے بت کو نہیں چھوا تاآنکہ حق تعالےٰ نے آپ کو جس امر کے ساتھ بزرگی عطا فرمائی تھی۔ اس کے ساتھ بزرگی عطا فرمائی اور آپ پر اس امر کو نازل فرمایا۔

امام احمد حضرت عروہ بن زبیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت خدیجہؓ کے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ حضرت خدیجہؓ سے فرمارہے تھے کہ بخدا میں کبھی بھی لات بت کی عبادت نہ کروں گا اور بخدا میں کبھی بھی عزیٰ کی عبادت نہ کروں گا۔

ابویعلیٰ ، ابن عدی ، بیہقی ، اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے ساتھ ان کے اجتماع میں تشریف لائے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ نے سنا کہ دو فرشتے آپؐ کے پیچھے ہیں کہ ایک ان میں سے اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ چلو کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوں۔ وہ بولا کہ ہم آپ کے پیچھے کیسے کھڑے ہوں جبکہ ان کی نیت استلام اصنام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

ابن عساکر ، امام طبرانی اور بیہقی اس جملہ کہ ان کی نیت استلام اصنام کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ تشریف لائے جنہوں نے بتوں کو چھوا تھا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ نے بتوں کو بوسہ دیا تھا اور جن مشاہد میں آپ تشریف لائے تھے ان سے

مشاہد حلف وغیرہ مراد ہیں۔ بتوں کو بوسہ دینے کے مشاہد مراد نہیں۔

حافظ ابن حجر، مطالب عالیہ میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی عثمان بن ابی شیبہ کو محدثین نے منکر قرار دیا ہے اور مبالغہ سے کام لیا ہے۔ باقی عثمان سے جو منکر لفظ مروی ہے وہ فرشتہ کا عہدِ استلام اصنام ہے کیونکہ اس لفظ کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ آپ سے استلام اصنام کا صدور ہوا ہے مگر یہ مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مشرکین جس مقام پر بتوں کو بوسہ دے رہے تھے آپ اس مقام پر حاضر ہوئے۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا کہ آپ اپنی قوم کے درمیان مقام عرفات میں اپنے اونٹ پر سوار کھڑے تھے تاآنکہ آپ کی قوم آپ کو وہاں سے اپنے ساتھ لے گئی اور آپ کا وہاں پر قیام توفیق خداوندی کی بناء پر تھا۔

بخاریؒ، مسلم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش اور جو لوگ قریش کے ہم مشرب ہونے کے مدعی تھے یعنی قبیلہ حمس والے۔ وہ مقام مزدلفہ میں قیام کرتے اور اہلِ حرم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، اور بغوی نے معجم میں اور ماوردی نے الصحابہ میں ربیعہ بن الجرشی سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرفات میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا تب میں نے پہچانا کہ حق تعالیٰ نے آپؐ کو اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہے۔

باب ۴۵

آپؐ کی یہ خصوصیت کہ آپؐ کی جوانی کی حالت میں آپ کی قوم آپؐ کی تعظیم کرتی اور آپ کو حکم ٹھہراتی اور آپؐ سے دُعا کی درخواست کرتی اور آپؐ کو امین کہتی تھی

یعقوب بن سفیان اور بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی کہ جس وقت قریش نے کعبہ کی تعمیر کی اور مقام رکن پر پہنچے تو حجر اسود نصب کرنے میں باہم تنازعہ ہوا کہ کس قبیلہ کے آدمی اسے نصب کریں۔ غرضیکہ یہ فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے ہمارے پاس آئے اسے حَکَم بنائیں گے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ اس وقت کمسن تھے۔ لوگوں نے آپ کو حکم بنایا آپ نے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ رکھا گیا پھر ایک ایک قبیلہ کا سردار لیا اور ان کو اس چادر کے کونے پکڑنے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چڑھے اور ان سرداروں نے حجر اسود آپ کی طرف اٹھایا چنانچہ آپ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تو سب کی زبانوں سے آپؐ پر رضامندی کا ظہور ہوا حتیٰ کہ نزول وحی سے پہلے سب آپؐ کو امین کہنے لگے اور جب بھی کوئی اونٹ ذبح کرتے تھے تو آپ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

ابونعیم اور ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن جبیر مطعم سے روایت کی کہ، جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو رکھا تو ایک نجدی شخص آپ کو ایک پتھر دینے کے لیے گیا تاکہ آپؐ اس کے ذریعہ سے حجر اسود کو مضبوط کر دیں، تو حضرت عباسؓ نے اس نجدی کو پتھر دینے سے منع کر دیا اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر دے دیا۔ آپؐ نے اس پتھر سے حجر اسود کو مضبوط کر دیا۔ وہ نجدی غضبناک ہوا اور بولا کہ تعجب ہے ایسی قوم پر کہ عقل و شرافت، حسن احوال ہونے کے باوجود ایسے شخص کی اطاعت کرے جو ان سے عمر میں بھی کم اور عقل میں بھی کم ہے۔ اس قوم نے اس شخص کی ایسی تعظیم کی اور ایسا معزز و رئیس بنایا گویا کہ یہ اس شخص کے خادم ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ بخدا یہ لڑکا ان سے سبقت حاصل کر جائے گا اور ان کے درمیان ان کے حصے تقسیم کرے گا۔ کہا گیا

ہے کہ یہ نجدی ابلیس ملعون تھا۔

ابن سعد، ابن عساکر نے حضرت داؤد بن حصینؓ سے روایت کی کہ راویوں نے بیان کیا ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے جوان ہوئے کہ آپؐ مروت میں اپنی قوم سے افضل اور اخلاق میں ان
سے بلند اور میل جول میں ان سے معزز اور ہمسائیگی میں ان سے احسن اور حلم و امانت میں ان سے اعظم
اور کلام و گفتگو میں ان سے زائد صادق اور فحش اور بیہودہ گفتگو میں ان سے بہت دور تھے اور آپؐ
کو کبھی بھی کسی کے ساتھ جنگ و جدال اور بیہودہ گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تا آنکہ آپؐ کی قوم
نے آپؐ کو امین کے لقب کے ساتھ موسوم کیا۔

ابو نعیم نے مجاہد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب نے بیان کیا کہ میں زمانۂ
جاہلیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروبار میں شریک تھا جب میں مدینہ منورہ آیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا
کہ "مجھے پہچانتے ہو؟" میں نے عرض کیا، "جی ہاں! آپؐ میرے شریک تجارت تھے اور بہت اچھے شریک تھے
نہ کسی بات پر الجھے اور نہ جھگڑا کیا۔

ابو داؤد، ابو یعلیٰ اور ابن مندہ نے "المعرفۃ" میں، خرائطی نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت
عبداللہ بن ابی الحماء سے روایت کی کہ حضور کی بعثت سے قبل میں نے آپ کے ساتھ ایک معاملہ کیا
تھا۔ میرے ذمہ آپؐ کی کچھ چیز رہ گئی تھی۔ میں نے آپؐ سے وعدہ کیا کہ آپؐ کی جگہ پر میں وہ چیز لے
کر آتا ہوں۔ میں اس دن اور اس سے اگلے دن لانا بھول گیا۔ چنانچہ میں آپؐ کے پاس تیسرے روز
آیا تو میں نے آپؐ کو اسی جگہ پایا۔ آپؐ نے فرمایا "تم نے مجھے تکلیف دی میں اس جگہ تین روز سے تمہارا
انتظار کر رہا ہوں۔"

ابن سعد، ربیع بن خثیم سے بیان کرتے ہیں کہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لیے مقدمہ لایا جاتا تھا۔

باب ۵۴

آپؐ کا حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لیکر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ سفرِ شام اور اس سفر میں جن نشانیوں کا ظہور ہوا

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پیشکش کی کہ آپؐ ان کا سامان تجارت لے کر ملک شام کا سفر کریں اور آپؐ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی تھا تا آنکہ آپ شام پہنچے اور ایک درخت کے سایہ میں جو ایک راہب کے صومعہ کے قریب تھا آپ اترے۔ راہب نے میسرہ کو دیکھا اور دریافت کیا کہ اس درخت کے نیچے کس نے قیام کیا؟ میسرہ نے جواب دیا کہ "یہ قریشی شخص ہیں اور اہل حرم میں سے ہیں۔" راہب نے میسرہ سے کہا کہ "اس درخت کے نیچے نبی کے علاوہ کبھی کسی اور شخص نے قیام نہیں کیا۔"

میسرہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت دوپہر ہوتی اور گرمی کی شدت ہوتی تھی تو دو فرشتوں کو دیکھتا تھا کہ وہ آپ پر سایہ کرتے تھے اور آپؐ اپنے اونٹ پر سفر کرتے تھے۔ غرضیکہ جب آپ شام سے حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر آئے اور حضرت خدیجہؓ نے اسے فروخت کیا تو دوہرا نفع ہوا اور میسرہ نے حضرت خدیجہؓ سے راہب کا قول اور جو دو فرشتوں کو آپؐ پر سایہ کرتے ہوئے دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ یہ سن کر حضرت خدیجہؓ کو آپؐ سے شادی کرنے کا اشتیاق ہوا۔ اس روایت کو امام بیہقی نے بھی ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے نفیسہ بنت یعلی بن منیہ کی بہن سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال ہو گئی تھی اور آپؐ مکہ مکرمہ میں "امین" ہی نام کے ساتھ موسوم تھے۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر ملک شام گئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کا میسرہ نامی غلام بھی تھا۔ غرضیکہ آپ دونوں مقام "بصریٰ" پہنچے اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیا۔ آپ کو دیکھ کر نسطورا راہب بولا:۔

"اس درخت کے نیچے کبھی بھی نبی کے علاوہ کسی اور نے قیام نہیں کیا۔"

پھر راہب نے میسرہ سے دریافت کیا کہ "کیا آپؐ کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟"

میسرہ بولے، "جی ہاں، سرخی ہے اور یہ سرخی کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتی۔" راہب بولا، "یہ وہی نبی ہیں اور یہ آخری نبی ہیں۔" پھر آپؐ خرید و فروخت میں مشغول ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک شخص آپ سے جھگڑنے لگا اور آپ سے بولا کہ "لات و عزیٰ کی قسم کھائیے۔"

آپؐ نے فرمایا:- "میں نے تو کبھی لات و عزیٰ کی قسم نہیں کھائی اور اتفاق سے اگر میرا ان کے پاس سے گزر بھی ہوتا ہے تو میں وہاں سے اعراض اور کنارہ کشی کے ساتھ گزر جاتا ہوں۔"

یہ سن کر وہ شخص بولا کہ "بیشک بات تو آپ ہی کی ہے یعنی آپ صادق ہیں۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا۔" واللہ یہ نبی ہیں، ان کی شان وصفات ہمارے علماء اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔"

میسرہ کا بیان ہے کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی کی شدت ہوتی تو میں دو فرشتوں کو دیکھتا تھا کہ وہ آپ پر سایہ کر لیتے تھے۔ میسرہ نے ان تمام باتوں کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ جب سب کی ملک شام سے واپسی ہوئی اور مکہ میں داخل ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ اپنے بالاخانے میں تھیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں تو پاس کی تمام عورتوں کو بھی یہ منظر دکھایا تو تمام عورتیں تعجب کرنے لگیں اور حضرت خدیجہؓ نے اس واقعہ سے میسرہ کو مطلع کیا۔ میسرہ بولے، جس وقت سے ہم روانہ ہوئے تھے میں تو اس وقت سے یہی منظر دیکھ رہا ہوں۔ پھر میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو راہب کی بات اور اس شخص کی گفتگو سے جو کہ بیع و شراء میں آپ کو قسم دے رہا تھا مطلع کیا۔

باب ۵۵

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کے موقع پر کس نشانی کا ظہور ہوا

ابن سعد، سعید بن جبیرؓ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ کی عورتوں نے اپنے خوشی کے دن میں جو کہ ماہ رجب میں ہوتا تھا اختلاف کیا۔ چنانچہ وہ سب ایک بت کے قریب کھڑی تھیں کہ انہیں ایک انسانی شکل نظر آئی تا آنکہ وہ ان کے قریب آ گئی اور پھر با آواز بلند اس نے اعلان کیا،

تیما کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا اور وہ حق تعالیٰ کی رسالت کے ساتھ مبعوث ہوگا ۔ تو جس عورت میں اس نبی کی زوجہ بننے کی استطاعت ہو وہ اس کی زوجیت میں آجائے۔ یہ سن کر عورتوں نے اس کو کنکریاں ماریں اور لعن طعن کیا اور سختی سے پیش آئیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اس کی بات پر چشم پوشی کی اور عورتوں نے جو طریقہ اس کے ساتھ اختیار کیا تھا حضرت خدیجہؓ نے وہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔

باب ۵۶

بعثت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جن خصوصیات اور معجزات کا ظہور ہوا

بخاری، مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے خواب سے ہوئی۔ آپ جو خواب بھی دیکھتے تھے وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا تھا۔ کچھ زمانہ کے بعد حضور کو تنہائی محبوب ہوگئی۔ چند روز کے خور و نوش کا سامان لے کر غارِ حراء میں گوشہ نشین ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر اتنا ہی خور و نوش کا سامان لے جاتے، یہاں تک کہ اچانک وحی آگئی اور آپؐ غارِ حراء ہی میں تھے کہ فرشتہ نے آکر آپؐ سے کہا اقرأ پڑھو، آپؐ نے فرمایا، میں پڑھا ہوا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنا دبایا کہ بے طاقت کر دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر فرشتہ نے مجھے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میں بے طاقت ہوگیا۔ پھر چھوڑ کر فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ سہ بارہ پھر مجھے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میں بے طاقت ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ کر کہا کہ:-

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ" (سورہ علق۔ آیت ۱ تا ۵)

یعنی اپنے مالک کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے، اپڑھ تیرا پروردگار

بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھلایا۔ سکھلایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہ سن کر حضورؐ لوٹے اور آپ کی گردن اور شانوں کا گوشت کانپ رہا تھا اور خدیجہؓ کے پاس پہنچے۔ فرمایا مجھے کپڑا اوڑھادو۔ چنانچہ آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ جب خوف کی حالت ختم ہوگئی تو سیدہ خدیجہؓ سے واقعہ بیان کیا اور فرمایا، کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہوگیا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا:۔

"ہرگز نہیں، بخدا حق تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں، کمزوروں کا بار اٹھاتے ہیں، ناداروں کو مال دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور واقعی مصائب کے دور کرنے میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں۔ ورقہ نے زمانہ جاہلیت میں نصرانیت اختیار کرلی تھی۔ عربی تحریر لکھا کرتے تھے اور انجیل کا حتی الوسع عربی زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے فرمایا: "ابن عم! اپنے بھتیجے کی تو بات سنیئے۔" ورقہ نے دریافت کیا کہ کیا دیکھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورقہ نے سن کر کہا:۔

"یہ تو وہی ناموس (جبرئیل) تھے جن کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کاش میں ایام نبوت میں طاقتور اور جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ آپ کی قوم آپؐ کو نکالے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ "کیا وہ مجھے نکالیں گے؟"

ورقہ بولے، "جی ہاں" جو بھی آپ کی طرح نبوت لے کر آیا۔ اس کے ساتھ دشمنی ہی کی گئی اگر مجھے وہ زمانہ ملا تو میں آپ کی پر زور مدد کروں گا۔"

پھر ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور انتقال کرگئے۔

امام احمد، بیہقی نے زہری، انہوں نے عروہ سے، اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے حسب سابق روایت بیان کی۔ البتہ اس میں اتنی زیادتی ہے کہ پھر کچھ زمانہ کے لیے وحی بند ہوگئی۔ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ انقطاع وحی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حد درجہ افسوس و غم ہوا حتیٰ کہ بارہا آپ نے اس چیز کا ارادہ کیا کہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے اپنے آپ کو گرادیں۔ چنانچہ جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر اپنے آپؐ کو گرانے کے لیے پہنچتے تو فوراً جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے آتے اور فرماتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس سے آپ کو طمانیت قلب اور آپؐ کے نفس مبارک کو سکون حاصل ہوتا اور آپ تشریف لے آتے

پھر جس وقت وحی کے آنے میں زائد تاخیر ہوتی تو آپ پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے پھر جبرئیل امین ظاہر ہوتے اور وحی فرماتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابتداء وحی میں جو جبرئیل امین نے آپ کو دبایا۔ یہ صرف حضورؐ کی خصوصیت ہے۔ انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کے بارے میں یہ چیز منقول نہیں کہ وحی کی ابتداء کے موقع پر ان کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہو اس دبانے میں یہ حکمت الٰہی مضمر تھی کہ آپؐ کسی شئے کی طرف التفات نہ کریں اور اس امر میں سعی و کوشش کا اظہار کریں اور اس امر پر متنبہ کرنا تھا کہ جو امور آپ پر نازل کیے جائیں گے وہ قول ثقیل ہے تاکہ آپ اس کے متحمل ہو سکیں اور یہ بھی کہا گیا کہ دبانا وساوس و تخیلات کے دور کرنے کے لیے تھا کیونکہ یہ چیزیں صفات جسم میں سے نہیں ہیں چنانچہ جب آپؐ کے جسم مبارک پر یہ کیفیت وارد ہوئی تو آپ سمجھ گئے کہ یہ حکم خداوندی ہے۔

بخاری و مسلم حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ وحی کے بند ہونے کے زمانہ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جا رہا تھا، آسمان سے آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا ایک کرسی پر آسمان و زمین کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس سے مرعوب ہو گیا، فوراً گھر آیا اور کہا مجھے کپڑا اوڑھاؤ مجھے کپڑا اوڑھاؤ۔ چنانچہ مجھے کپڑا اوڑھایا گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے "یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۪ۙ" (مدثر ۱ تا ۵) آیات نازل فرمائیں۔ یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھو اور لوگوں کو ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد وحی برابر آنے لگی۔

امام احمدؒ اور یعقوبؒ بن سفیان اپنی اپنی تصانیف میں، اور ابن سعد و بیہقیؒ نے شعبیؒ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے اور آپ کی نبوت کے ساتھ اسرافیل علیہ السلام تین سال تک رہے اس وقت تک قرآن کریم نازل نہیں ہوتا تھا۔ اسرافیل آپؐ کو کلمہ اور کسی شئی کی تعلیم دیتے تھے۔ جب تین سال پورے ہو گئے تو جبرئیل امین آپؐ کی نبوت کے ساتھ ہو گئے۔ جبرئیل امین کی زبانی بیس سال تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا۔ دس سال مکہ اور دس سال مدینہ میں۔

ابو نعیم، حضرت علی بن حسینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے رؤیائے صالحہ عطا ہوئے چنانچہ آپ خواب میں جو چیز بھی دیکھتے تھے وہ اسی طرح ظاہر ہوتی تھی۔

ابو نعیم، علقمہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کو اول شئی جو دی جاتی ہے وہ خواب میں دی جاتی ہے اس سے ان کے قلوب مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پھر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

بیہقی مسلم نے موسیٰ بن عقبہ اور ابن شہاب زہریؒ سے روایت کی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز دیکھی وہ یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے آپؐ کو سونے کی حالت میں ایک خواب دکھایا۔ وہ خواب آپ پر شاق گزرا۔ آپ نے اس کا حضرت خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا، "بشارت حاصل کیجیے۔ حق تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے گا" پھر آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ پھر ان کے پاس تشریف لے گئے اور بیان کیا کہ "میں نے دیکھا کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا۔ پھر دھویا گیا اور پاک کیا گیا۔ پھر اسی طرح کر دیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ بولیں، بخدا یہ خیر و بھلائی ہے۔ بشارت حاصل کیجیے۔ پھر جبرئیل امین علانیہ طور پر تشریف لائے اور حضورؐ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں تھے۔ جبرئیل امین نے آپؐ کو ایسی معزز جگہ پر بٹھایا جو تعجب خیز تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جبریل امین نے مجھے ایسے فرش پر بٹھایا جو درنوک (ریشمی جھالر) والا تھا اس میں موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ فرش پر بٹھلانے کے بعد جبریلؑ امین نے آپؐ کو نبوت کی بشارت دی حتیٰ کہ آپ مطمئن ہو گئے۔ پھر جبریل امینؑ نے آپؐ سے فرمایا، پڑھیئے، آپؐ نے فرمایا، "کیسے پڑھوں؟" جبریل بولے، پڑھیئے:-

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (الٰی قولہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کی رسالت کو قبول فرمایا اور تشریف لے آئے اور آپ کسی درخت اور کسی پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر وہ آپؐ کو سلام کرتا تھا۔ غرضیکہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس سرور و فرحت کی حالت میں واپس آئے اور جس امر عظیم کا آپؐ نے مشاہدہ کیا تھا اس پر آپؐ کو کامل یقین تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے آکر بیان کیا کہ جس واقعہ کو اپنے خواب میں دیکھا تھا اور تم سے بیان کیا تھا۔ جبریل امین میرے پاس علانیہ طور پر تشریف لائے اور میرے پروردگار نے انھیں میرے پاس بھیجا تھا۔ جبریل امین حق تعالیٰ کی جانب سے جو پیغام لائے تھے اور حضورؐ نے جو کچھ ان سے سنا تھا وہ حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا۔ یہ سن کر حضرت خدیجہؓ بولیں، بشارت حاصل کیجیئے، بخدا حق تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی فرمائے گا اور حق تعالیٰ نے جو پیغام آپ کے پاس بھیجا ہے آپ اسے قبول فرمائیں، وہ امر حق ہے اور بشارت حاصل کریں۔ آپ یقیناً حق تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ مکان سے باہر تشریف لے گئیں اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے عداس نامی غلام کے پاس آئیں جو کہ نصرانی تھا اور مقام نینویٰ کا رہنے والا تھا اور عداس کو خدا کی قسم دے کر دریافت کیا کہ "کیا تمہارے پاس جبریل امین کا علم ہے؟"

عداس یہ سن کر بولا کہ "قدوس قدوس جبریل امین کی یہ شان نہیں کہ ان کا تذکرہ ایسی سر زمین میں کیا جائے جہاں کے رہنے والے بت پرست ہیں"۔ حضرت خدیجہؓ نے عداس سے کہا کہ "جبریل کے بارے میں جو تمہیں علم ہو وہ بیان کرو"۔

عداس بولا کہ "جبریل حق تعالیٰ اور انبیاء کرام کے درمیان امین ہیں اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے وزیر ہیں"۔

چنانچہ حضرت خدیجہؓ اس کے پاس سے چلی آئیں اور ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان کو صورتِ حال سے مطلع کیا۔ ورقہ بولے :۔

"یقیناً تمہارے صاحب وہ نبی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کرتے ہیں اور ان کا تذکرہ توریت و انجیل میں پاتے ہیں"۔

اس کے بعد ورقہ نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ "اگر آپؐ کی دعوت نبوت ظاہر ہوگئی اور میں زندہ رہا تو حق تعالیٰ اپنے رسول کی اطاعت اور اس کی پورے طور پر مدد کرنے میں مجھے آزمائیگا۔" اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا۔

بیہقی، ابونعیم نے حسب سابق حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے۔ باقی روایت کے شروع میں اتنی زیادتی ہے کہ جس وقت حضور مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپؐ نے یہ دیکھا کہ ایک شخص آپ کے مکان کی چھت کی طرف آیا اور اس نے چھت کی ایک ایک کڑی نکالنی شروع کی تا آنکہ جب اس نے ساری چھت نکال دی تو اس میں ایک چاندی کی سیڑھی لگائی۔ اس پر سے آپ کی طرف دو آدمی آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں دیکھ کر یہ ارادہ کیا کہ فریاد کروں اور کسی کو پکاروں، مگر میں کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ ان میں سے ایک شخص میرے سر کی طرف اور دوسرا میرے پہلو کی طرف بیٹھ گیا اور ان دونوں شخصوں میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور اس میں سے دو پسلیاں نکال لیں۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور میں اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کرتا تھا چنانچہ اس نے میرا دل نکال لیا اور اس کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ اس مردِ صالح کا قلب کیا اچھا قلب ہے۔ پھر اس نے میرے قلب کو اس جگہ پر رکھ دیا۔ اور پسلیوں کو بھی ان کی جگہ پر رکھ دیا اس کے بعد دونوں چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، پھر میں بیدار ہوا تو مکان کی چھت کو اسی طرح پایا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے اس چیز کا تذکرہ کیا حضرت خدیجہؓ بولیں، "حق تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی فرمائے گا۔ پھر آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس سے چلے

گئے اور پھر واپس تشریف لائے اور بیان کیا کہ میرا پیٹ شق کیا گیا اور وہ پاک کیا گیا۔ اور دھویا گیا اور پھر حسب سابق کر دیا گیا۔ سابقہ روایت کی طرح واقعات بیان کیے۔ باقی اس حدیث میں اتنی زیادتی ہے کہ جبریل امین نے پانی کا ایک چشمہ کھودا اور وضو کیا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین کو دیکھ رہے تھے۔ جبریل امین نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور سر کا مسح کیا اور دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھوئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دو رکعتیں پڑھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جبریل امین کو جس طرح کرتا ہوا دیکھا تھا دہی کیا۔

ابونعیم نے اس روایت کو تیسرے طریقہ پر بسند زہری، عن عروہ عن عائشہؓ متصلاً نقل کیا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں جو شق بطن کو بیان کیا ہے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہی شق بطن ہو جو کہ زمانہ طفولیت میں ہوا تھا، یا یہ کہ اس مرتبہ پھر شق بطن ہوا ہو اور تیسری مرتبہ معراج کے موقعہ پر شق بطن ہوا۔

ابن اسحاق، عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان اور بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرامت سے بہرہ ور فرمانے کا ارادہ کیا اور نبوت کی ابتدا کی تو آپ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وہ آپ کو سلام کرتا تھا اور آپ اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتے تھے تو درخت اور اس کے اطراف میں پتھر کے علاوہ اور کوئی چیز آپ کو نظر نہیں آتی تھی۔ درخت اور پتھر آپ کو تحیۂ نبوت اس طرح پیش کرتے تھے، السلام علیک یا رسول اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء ہر سال ایک ماہ عبادت کرنے کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں آپ عبادت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جب وہ مہینہ آیا جس میں حق تعالیٰ کو آپ کے ساتھ جو ارادہ فرمایا تھا وہ ارادہ کیا اور وہ مہینہ اسی سال کا تھا جس میں آپ مبعوث ہوئے اور وہ مہینہ رمضان کا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسب سابق مکان سے تشریف لے گئے۔ چنانچہ جس وقت وہ رات آئی کہ جس میں حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی وجہ سے اپنے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبریل امین بحکم خداوندی تشریف لائے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ:۔

"جبریل ایسی حالت میں آئے کہ میں سو رہا تھا۔ جبریل امین نے کہا کہ "پڑھیئے!" میں نے کہا، "کیا پڑھوں؟" جبریل نے مجھے اس قدر دبایا کہ مجھے موت کا خطرہ ہو گیا، پھر وہ مجھ سے علیحدہ ہو گئے اور فرمایا، پڑھو۔ میں نے کہا کیا پڑھوں۔ پھر انہوں نے مجھے حسب سابق دبایا اور علیحدہ ہو کر فرمایا پڑھو۔ میں نے کہا کیا پڑھوں۔ وہ بولے، پڑھیئے، "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (الیٰ قولہٖ)

مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔" پھر وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ میں بیدار ہو گیا گویا کہ میرے دل میں کتاب خداوندی منقش تھی اور میری نظر میں مخلوقات خداوندی میں شاعر و مجنون سے زائد کوئی مبغوض نہیں تھا اور میں شاعر و مجنون کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا تو شاعر یا مجنون ہے پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قریش تیرے متعلق کبھی بھی اس واقعہ کا ذکر نہ کرنے پائیں۔ اس لیے میں ایک بلند پہاڑ کی طرف جاتا ہوں اور اس پر سے اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر دوں گا اور آرام پاؤں گا۔ میں اپنے مکان سے محض اسی ارادہ سے چلا۔ چنانچہ جب میں اس چیز کا ارادہ کرنے لگا تو میں نے آسمان سے ایک منادی کو سنا جو کہہ رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں جبریل امین ہوں۔ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ جبریل ایک مرد کی شکل میں ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے کنارے پر ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں جبریل ہوں اور ان کی اس گفتگو نے مجھے اپنے ارادہ سے غافل کر دیا۔ اور میں اپنی جگہ ٹھہر گیا اور مجھے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کی سکت نہ رہی اور آسمان کے جس کنارہ پر نظر ڈالتا تھا یہی منظر دیکھتا تھا۔ میں کھڑا ہوا یہ منظر دیکھتا رہا حتیٰ کہ دن غروب کے قریب ہو گیا۔ پھر جبریل میرے پاس سے تشریف لے گئے۔ میں بھی اپنے گھر آ گیا اور حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر بیٹھا۔ انہوں نے دریافت کیا آپ کہاں تھے۔ میں نے کہا کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا حق تعالیٰ سے آپؐ کے لیے اس امر کی پناہ طلب کرتی ہوں۔ حق تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ آپؐ کے ساتھ ایسا کرے۔ میں بخوبی جانتی ہوں کہ آپ بڑے سچ گو اور بڑے امانت دار اور بڑے پاکیزہ اخلاق والے ہیں اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت خدیجہؓ کو واقعہ سے مطلع فرمایا۔ وہ بولیں:

"اے ابن عم! بشارت ہو آپ اس پر ثابت قدم رہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس اُمت کے نبی ہوں گے۔"

پھر حضرت خدیجہؓ ورقہ کے پاس گئیں اور ان سے یہ صورت حال بیان کی۔ ورقہ نے کہا کہ "اگر تم مجھے سچا سمجھتی ہو تو آپؐ اس امت کے نبی ہیں اور آپ کے پاس وہی ناموس اکبر آیا جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔"

حضرت خدیجہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس شئے کو آپؐ ثابت کرتے ہیں آپ اپنے اس صاحب سے جو کہ آپ کے پاس آتا ہے جس وقت وہ آئے آپ مجھے مطلع کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

"جی ہاں!" پھر حضرت خدیجہؓ نے فرمایا جس وقت وہ آئے تو آپ مجھے مطلع کریں۔ چنانچہ حضورؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس تھے کہ جبریل امین تشریف لائے۔ حضورؐ نے فرمایا، خدیجہؓ یہ جبریل امین ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے دریافت کیا کہ آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، بلاشبہ۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپ میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔ آپ اس طرف پھر گئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا، آپؐ اس وقت ان کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، جی ہاں۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپ میرے بائیں پہلو میں آجائیں آپ پلٹ کر ان کے بائیں میں بیٹھ گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے دریافت کیا آپ ان کو اس وقت دیکھ رہے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا، "جی ہاں"۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا سر کھول دیا اور اپنی اوڑھنی علیحدہ کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آغوش میں بیٹھے ہوئے تھے اور دریافت کیا کہ آپ اس وقت جبریل امین کو دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا، ابن عم! یہ شیطان نہیں بلکہ فرشتہ ہیں، آپ ثابت قدم رہیں اور آپ کو بشارت ہو۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ ایمان لے آئیں اور اس بات کی گواہی دی کہ جو امر آپ کے پاس آیا ہے وہ برحق ہے۔

ابونعیم، بیہقی۔ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبدالحسن کے سامنے بیان کی تو وہ بولے کہ میں نے فاطمہ بنت الحسین سے سنا وہ حضرت خدیجہؓ سے یہ روایت نقل کر رہی تھیں مگر اس میں انہوں نے حضرت خدیجہؓ سے یہ کلمات نقل کیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور اپنے قمیص کے درمیان داخل کیا تو جبریل چلے گئے۔ اس روایت کو طبرانی نے بھی اوسط میں نقل کیا ہے۔

اسمٰعیل بن حکیم، عمر بن عبدالعزیز، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، ام سلمہ حضرت خدیجہؓ سے سابق روایت مروی ہے۔

بیہقی اور ابونعیم، ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ جس وقت میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک آواز سنتا ہوں، جس سے بخدا میں ڈرتا ہوں کہ شاید معاملہ نہ ہو۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا:۔

" معاذاللہ حق تعالیٰ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ بخدا آپ امانت ادا کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ صحیح بات بیان کرتے ہیں۔"

چنانچہ جس وقت حضرت ابوبکر تشریف لائے تو حضرت نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا اور ان سے کہا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ورقہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ آپ دونوں ورقہ کے پاس گئے اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے ورقہ سے بیان کیا کہ جس وقت میں تنہائی میں ہوتا ہوں

تو میں اپنے پیچھے یا محمدؐ یا محمدؐ کی آواز سنتا ہوں جس سے میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں "
ورقہ نے کہا آپ ایسا نہ کریں بلکہ جس وقت آپ کے پاس کوئی آئے تو آپ ثابت قدم رہیں اور سنیں وہ کیا کہتا ہے۔ پھر میرے پاس آئیں اور مجھے خبر کریں "
ورقہ کی اس گفتگو کے بعد جس وقت آپ تنہائی میں تشریف لے گئے تو کہنے والے نے آپکو یا محمد کہہ کر پکارا اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پھر آپ سے کہا پڑھیے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تا آخر سورۃ) وَلَا الضَّآلِّيْنَ پھر آپ سے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیے۔ چنانچہ آپؐ ورقہ کے پاس آئے اور ان کو مطلع کیا۔ ورقہ نے آپ سے کہا :۔
"آپ کو بشارت ہو خوشخبری حاصل کیجیے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ وہی نبی ہیں جن کی عیسٰی علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور آپؐ موسیٰ علیہ السلام کے ناموس کی طرح ہیں اور آپ نبی ہیں اور آپ کو اس دن کے بعد قریب ہی میں جہاد کا حکم دیا جائے گا اور اگر میں اس وقت تک موجود رہوں گا تو میں آپ کی ساتھ ضرور جہاد کروں گا۔ چنانچہ جب ورقہ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قس یعنی ورقہ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ریشمین لباس پہنے ہوئے ہیں کیونکہ وہ میرے اوپر ایمان لائے اور انہوں نے میری تصدیق کی۔
بیہقی، ابونعیم، ابومیسرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت باہر تشریف لے جاتے تو آپ اس پکارنے والے کی آواز کو سنتے تھے جو یا محمدؐ کہہ کر آپ کو پکارتا تھا۔ آپ نے اس راز کو حضرت ابوبکر سے بیان کیا۔ وہ زمانہ جاہلیت میں آپ کے دوست ہے۔
نیز ابونعیم نے مفصل کی سند کے ساتھ بریدہؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔
ابونعیم عبداللہ بن شداد سے بیان کرتے ہیں کہ ورقہ نے حضرت خدیجہؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے شوہر نے اپنے صاحب کو سبز لباس میں دیکھا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا، ہاں دیکھا ہے۔ ورقہ بولے، تمہارے شوہر نبی ہیں اور ان کو اپنی امت سے پریشانیوں کا سابقہ ہو گا۔
ابونعیم نے بہ روایت عروہؓ حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت کی کہ جس وقت حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے اس چیز کا تذکرہ کیا تو ورقہ نے حضرت خدیجہؓ سے جبریل امین کی شان بیان کی کہ وہ سبوح ہیں وہ سبوح ہیں۔ پھر ورقہ بولے کہ جبریل امین کی یہ شان نہیں کہ ان کا ایسی سرزمین میں تذکرہ کیا جائے جہاں بتوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ جبریل حق تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کے درمیان حق تعالیٰ کے امین ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ سے بولے کہ تم حضور کو اس مقام پر لے جاؤ جہاں آپؐ نے یہ منظر دیکھ

ہے۔ اس وقت حضور جبریل امین کو دیکھیں تو تم اپنا سر کھول دینا۔ اگر خدا کے فرستادہ ہوں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

انھوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا۔ حضرت خدیجہؓ بیان کرتی ہیں کہ جس وقت میں نے اپنا سر کھولا تو جبریل امین غائب ہو گئے اور حضور ان کو نہ دیکھ سکے۔ حضرت خدیجہؓ نے واپس آکر ورقہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ورقہ بولے کہ حضور کے پاس ناموس اکبر آتا ہے اس کے بعد ورقہ اظہارِ دعوت کا انتظار کرتے رہے اور اس کے متعلق انہوں نے ۱۲ اشعار کہے۔ جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"میں نے جھگڑا کیا اور میں بہت ہی جھگڑالو تھا اور یہ جھگڑا اس غم و پریشانی کی بنا پر کیا جو گلا گھٹنے کے قریب تھا اور اس وصف کی وجہ سے کیا جو خدیجہ نے ایک وصف کے بعد بیان کیا تھا۔ اے خدیجہ اس وصف کی وجہ سے میرا انتظار بڑا طویل ہو گیا۔

خدیجہ بیطن المکتین میں میرا انتظار تمہاری بیان کردہ بات کی وجہ سے ہے۔ میں اس سے نکل جانا چاہتا ہوں (یعنی اس کا ظہور ہو جائے) خدیجہ تمہاری وہ بات اس واقعہ سے تعلق رکھتی ہے جو تم نے ایک نصرانی عالم کا قول نقل کیا تھا۔ وہ عالم راہبوں میں سے ہے میں یہ اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ غلط بیانی کرے اس عالم نے یہ خبر دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے سردار ہوں گے۔ اور جو ان کے پاس آئے گا لوگ اس سے خصومت کریں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام بلاد میں نور ظاہر ہو گا اور مخلوق کجی سے سیدھی ہو جائیگی جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریگا وہ نقصان پائے گا اور جو آپ سے صلح کرے گا وہ کامیاب ہو گا۔ کاش میں اس وقت حاضر ہوتا جبکہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں گے تو میں آپ کی مدد کرنے والوں میں پہلے داخل ہوتا۔

میرا داخل ہونا اس امر میں ہوتا جس کو قریش برا سمجھتے ہیں۔ اگرچہ قریش مکہ چیختے رہتے مگر میں اپنا ارادہ پورا کرتا۔ میں اس امر کی امید رکھتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں۔ وہ امید عرش والے سے ہے اگرچہ لوگ عروج کو حاصل کرلیں۔ سفاہت کا معاملہ اس شخص کے واسطے جس نے برجوں والے (یعنی خدا) کو اختیار کیا۔ کفر کے علاوہ اور کچھ نہیں اور اگر وہ لوگ زندہ رہیں گے اور میں بھی زندہ رہوں گا تو بہت سے ایسے امور پیش آئیں گے کہ کافر ان امور کے متعلق فریاد کریں گے۔ اور اگر میں ہلاک ہو گیا اور مجھے وہ وقت میسر نہ آیا تو ہر ایک نوجوان ان تقادیر کو پائے گا جو خروج کو تلف کرنے والی ہیں۔" (یعنی منشا خداوندی

ضرور پورا ہو کر رہیگا۔)

امام عینی شواہد الکبریٰ میں "ببطن المکتین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی دونوں جانب یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔ اسی وجہ سے شعر میں مکہ تمثیلاً لایا گیا ہے۔

طیالسی، حارث بن ابی اسامہ اور ابونعیم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نذر مانی تھی کہ آپ اور حضرت خدیجہ ایک ماہ غار حرا میں اعتکاف کریں گے۔ آپ کی یہ نذر رمضان المبارک کے مطابق ہوئی۔ حضور ایک رات باہر نکلے تو آپ نے السلام علیک کی آواز سنی۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں یہ سمجھا کہ جن نے سلام کیا ہے۔ میں تیزی سے حضرت خدیجہؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کیا ہوا ہے۔ میں نے خدیجہ کو واقعہ سے مطلع کیا۔ وہ بولیں، آپ کو بشارت ہو کیونکہ سلام خیر ہے۔ پھر میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو میں نے اچانک جبریل امین کو سورج پر دیکھا کہ ان کا ایک بازو مشرق میں دوسرا مغرب میں تھا۔ میں ان سے ڈر گیا اور تیزی سے آیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ میرے اور دروازہ کے مابین ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کلام کیا حتیٰ کہ مجھے ان سے انسیت پیدا ہو گئی۔ پھر جبریل امین نے مجھے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ کیا۔ میں اس مقام پر آیا۔ انہوں نے میرے پاس آنے میں تاخیر کی۔ میں نے وہاں سے لوٹ جانے کا ارادہ کیا۔ یکایک میں نے جبریل ومیکائیل کو ایسی شان میں دیکھا کہ انہوں نے آسمان کے کنارہ کو گھیر رکھا تھا۔ جبریلؑ نیچے اتر آئے اور میکائیل آسمان وزمین کے درمیان رہے۔ جبریلؑ امین نے مجھے پکڑا اور چت لٹایا۔ پھر انہوں نے میرے قلب کی جگہ کو شق کیا اور دل کو نکالا اور پھر دل میں سے جو منظور خدا تھا اس شئے کو نکالا۔ پھر انہوں نے دل کو سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا اور پھر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور زخم کی اصلاح کر دی۔ اس کے بعد مجھے برتن کی طرح جھکایا اور میری پشت پر مہر لگا دی حتیٰ کہ میں نے مہر لگنے کا اثر اپنے دل میں محسوس کیا۔ پھر میرا حلق پکڑا حتیٰ کہ میں نے رونے کے لیے بلند آواز نکالی۔ جبریلؑ نے مجھے کہا پڑھو۔ میں نے کبھی کوئی کتاب پڑھی تھی اس لیے میں نہیں پڑھ سکا۔ پھر مجھے کہا، پڑھو۔ میں نے دریافت کیا کیا پڑھوں؟ جبریل نے کہا "اقرأ باسم ربك الذی" اور پانچ آیتیں پوری کیں۔ اس کے بعد میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا۔ میں اس سے وزنی نکلا پھر دو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا۔ میں ان سے بھی وزنی نکلا۔ پھر میرا وزن سو آدمیوں کے ساتھ کیا۔ میں ان سے بھی وزنی رہا۔ میکائیل بولے، کعبہ کے پروردگار کی قسم اس کی امت نے اس کی اتباع کر لی۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ کوئی درخت اور پتھر نہیں ملتا تھا مگر وہ مجھے السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے اس چیز کا تذکرہ کیا، ورقہ بولے، یہ ناموس موسیٰ ہے اگر آپ مبعوث کیے گئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کو تقویت و نصرت پہنچاؤں گا اور آپ کی مدد کروں گا۔

ابونعیم نے معتمر بن سلیمان سے روایت کی کہ جبریل امین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور درنوک جیسے ایک فرش پر بٹھلایا جس میں موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ پھر جبریل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، پڑھیے:۔

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ"

اور آپ سے فرمایا کہ آپ کسی قسم کا کوئی خوف نہ کریں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ جبریل امین کے پاس ایسے حال میں واپس آئے کہ جس درخت اور پتھر پر سے آپ کا گزر ہوتا تھا وہ سربسجود ہو کر آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔ چنانچہ آپ کا نفس مطمئن ہوگیا اور حق تعالیٰ نے جو آپ کو کرامت عطا فرمائی آپ نے اسے پہچان لیا۔

طبرانی اور ابونعیم، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ جبریل آپ کے پاس کس حلیہ میں آتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، وہ آسمان سے میرے پاس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ ان کے دونوں بازو موتی کے اور تلوے سبز ہوتے ہیں۔

ابن رستہ نے "کتاب المصاحف" میں زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تھے کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس دیباج کا کپڑا لایا جس میں "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ ۚ (الی قولہ) مَا لَمْ یَعْلَمْ" تک آیتیں لکھی ہوئی تھیں۔

"کتاب المصاحف" میں عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا لائے اور فرمایا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں قاری نہیں ہوں۔ جبریل بولے پڑھیے "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔"

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضورؐ مقام اجیاد میں تھے۔ اچانک آپ نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ وہ آسمان کے کنارہ پر اپنا ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے ہوئے آپ کو آواز دے رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جبریل ہوں۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضور گھبرا گئے۔ جس وقت آپ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے تو جبریل امین کو دیکھتے۔ آپ تیزی کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان سے

واقعہ بیان کیا اور فرمایا بخدا خدیجہؓ! مجھے جس قدر بتوں اور کاہنوں سے بغض ہے اتنا کسی اور چیز سے بغض نہیں اور میں اپنے متعلق کاہن ہونے کا خدشہ کرتا ہوں۔ حضرت خدیجہؓ بولیں، ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسی بات زبان پر نہ لائیں۔ حق تعالیٰ آپ کے ساتھ ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچی بات بیان کرتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں۔ آپ کے اخلاق معزز ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ اور حضرت خدیجہؓ کا ورقہ کے پاس یہ پہلی مرتبہ جانا ہوا اور حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے جو واقعہ بیان کیا تھا وہ انہوں نے ورقہ سے بیان کیا۔ ورقہ بولے کہ بخدا حضور سچے ہیں اور یہ نبوت کی ابتداء ہے اور آپ کے پاس ناموس اکبر آتا ہے اور تم حضور سے کہو اپنے دل میں بھلائی کے علاوہ اور کوئی بات نہ لائیں۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ غار حرا میں جب حضورؐ پر وحی نازل ہوئی تو اس کے بعد کافی دنوں تک آپ نے جبریل امین کی زیارت نہیں کی جس کی وجہ سے آپ بہت غمگین ہوئے حتیٰ کہ آپ کبھی جبل خبیر پر جاتے اور کبھی جبل حرا پر۔ اور کبھی اس ارادہ سے تشریف لے جاتے تھے کہ اپنے کو اس پر سے گرا دیں۔ چنانچہ آپ ان پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کا ارادہ کر رہے تھے اچانک آپ نے آسمان سے آواز سنی۔ آپ نے سر مبارک بلند کیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ جبریل امین آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر چہار زانو بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے فرما رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور قلب مبارک مطمئن ہو گیا۔ پھر اس کے بعد پے در پے وحی آنے لگی۔

حاکم نے ابن اسحاقؒ سے روایت کی کہ عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان بڑی یادداشت والے تھے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ ورقہ بن نوفل سے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے کا تذکرہ کرتی تھیں۔ اس سلسلہ میں ورقہ بن نوفل نے حسب ذیل اشعار کہے ؎

ترجمہ۔ مردوں اور حوادثات دہر اور تقدیر کا کیا حال ہے جس چیز کا اللہ نے حکم دیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔

خدیجہ مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو تبلاؤں۔ خدیجہ کو غیب کی پوشیدہ باتوں کی خبر نہیں۔

خدیجہ میرے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرنے آتی ہیں تاکہ میں خدیجہ کو اس امر کے متعلق جسے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اخیر زمانہ میں آئے گا مطلع کروں۔

خدیجہ نے مجھے ایسے امر کی اطلاع کی جسے میں قدیم زمانہ سے سنتا چلا آیا ہوں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل تشریف لاتے ہیں اور اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کو آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

میں نے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے پورا کرے گا لہٰذا اُمید رکھو اور منتظر رہو۔

اور خدیجہ نے حضور کو ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے اس امر کو دریافت کریں جو وہ خواب و بیداری میں دیکھتے ہیں۔

چنانچہ جب وہ ہمارے پاس تشریف لائے تو انہوں نے ایسی عجیب بات بیان کی جس سے پوست اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کہ میں نے امین اللہ کو دیکھا کہ وہ ایسی شکل میں میرے سامنے آئے جو ہیبت ناک صورتوں میں حامل تھی۔

پھر جبریل ٹھہرے رہے میں خوف سے گھبراتا رہا اس درخت سے جو میرے اطراف میں ہوتا اور مجھے سلام کرتا۔

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرا گمان ہے اور جو شئی میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ آپ عنقریب مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

اور میں آپ کی خدمت میں بغیر کسی احسان و کدورت کے حاضر ہوں گا۔ اگر آپ کفار کو دعوت اسلام کا اعلان جہاد سے کریں گے۔

طیالسی، ترمذی، بیہقی حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جن راتوں میں میں نبوت سے سرفراز ہوا وہ مجھے سلام کرتا تھا۔ میرا جس وقت اس کے پاس سے گزر ہوتا ہے میں اسے پہچان لیتا ہوں۔

نیز مسلم نے اسی روایت کو بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا اور میں اب بھی اُسے جانتا ہوں۔

طبرانی، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی کہ ہم حضورؐ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ بعض اطراف مکہ میں تشریف لے گئے۔ آپؐ کے سامنے جو بھی درخت، ڈھیلا اور پتھر آتا تھا وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور میں اسے سنتا تھا۔

نیز ترمذی نے اس روایت کی تحسین کی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ اور بیہقی نے دوسرے طریق

سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی میں گیا۔ آپؐ کا جس درخت اور پتھر پر سے گزر ہوتا تھا وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور میں سنتا تھا۔

بزار، ابونعیم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی تو میں جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتا تھا وہ مجھے السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔

ابن سعد اور ابونعیم، برہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کرتی ہیں کہ جس وقت حق تعالےٰ نے حضورؐ کو کرامت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی ابتدا نبوت کے ساتھ فرمائی تو آپ قضاء حاجت کے لیے اتنی دور تشریف لے جاتے تھے کہ آپ کو کوئی مکان نظر نہیں آتا تھا اور آپ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور صحرا کے نشیب میں پہنچ جاتے تھے۔ آپ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپؐ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔ چنانچہ آپ اپنے دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتے تھے تو آپ کو کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

نیز اس روایت کو ابونعیم نے دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اور اس کے اخیر میں یہ زیادتی کی ہے کہ حضور وعلیک السلام فرماکر جواب دیتے اور جبریل امین آپ کو تحیہ کی تعلیم دیتے تھے۔

ابن سعد، بیہقی　ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مقام بصریٰ کے بازار میں گیا۔ یکایک ایک راہب مجھے اپنے صومعہ میں نظر آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ ان تو دار سوداگروں سے پوچھو کہ کیا ان میں کوئی حرم کا رہنے والا ہے۔ طلحہ بیان کرتے ہیں، میں نے کہا کہ میں اہلِ حرم سے ہوں۔ راہب نے مجھ سے دریافت کیا۔ "احمد صلی اللہ علیہ وسلم" نے ظہور کیا ہے؟"

میں نے راہب سے کہا، کون احمد؟"

وہ بولا ابن عبد اللہ بن عبد المطلب، ان کے ظاہر ہونے کا یہی مہینہ ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کی جگہ حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستان، پتھریلی اور شور زمین ہے۔ تم کو ان پر ایمان لانے میں سبقت کرنی چاہیئے۔ طلحہ بیان کرتے ہیں کہ راہب کی بات میرے دل میں جاگزین ہو گئی۔ میں تیزی کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ کسی نئی بات کا ظہور ہوا ہے وہ بولے جی ہاں محمد بن عبد اللہ نبوت کی اطلاع دے رہے ہیں اور ان کا ابن ابی قحافہ نے اتباع کیا چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور راہب نے جو بات بیان کی تھی اس سے ابوبکر صدیق کو مطلع کیا۔ یہ سن کر ابوبکر باہر تشریف لائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو اس چیز سے مطلع کیا یہ سن کر حضور مسرور ہوئے اور طلحہ مشرف باسلام ہو گئے۔ نوفل بن العدویہ نے حضرت ابوبکر اور حضرت طلحہ دونوں کو پکڑ کر ایک

رسی میں باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات کو "قرینین" کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

ابونعیم، عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں تجارت کے لیے یمن اس جماعت کے ساتھ گیا جس میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے۔ وہاں حنظلہ بن ابی سفیان کا خط پہنچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابطح میں یہ اعلان کر رہے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تم کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔

یہ خبر پورے یمن میں بھی پھیل گئی۔ ہمارے پاس ایک یہودی عالم آیا اور بولا کہ مجھے یہ علم ہوا ہے کہ تم لوگوں میں اس شخص کا جو کہ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے چچا موجود ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس یہودی عالم سے کہا کہ "جی ہاں میں اس کا چچا ہوں۔" وہ یہودی عالم بولا کہ میں آپ کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا آپ کے بھتیجے میں جوانی کی نادانی یا عقل کی کمی ہے؟

عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے جواب دیا۔ "عبدالمطلب کے خدا کی قسم کوئی چیز بھی نہیں۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور کبھی خیانت نہیں کی اور قریش میں امین کے نام سے موسوم ہیں۔"

اس عالم نے دریافت کیا کہ کیا وہ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں؟"

عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے یہ دریافت کرنے سے مجھے یہ خیال ہوا کہ حضورؐ کے لیے ہاتھ سے لکھنا اچھا ہوگا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے کہوں کہ جی ہاں آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں مگر میں ابوسفیان سے ڈرا کہ کہیں وہ میری تکذیب و تردید نہ کریں۔ اسواسطے میں نے جواب دیا کہ وہ نہیں لکھتے۔ یہ سن کر وہ یہودی اپنی جگہ سے اچھلا اور اپنی چادر چھوڑ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہود ذبح کر دیئے گئے، یہود قتل کر دیئے گئے۔

عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم اپنی قیامگاہ پر واپس آئے تو ابوسفیان بولے "ابوالفضل تمہارے بھتیجے سے یہود ڈرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم نے بھی دیکھا اور جو کچھ دیکھا ہے ابوسفیان تمہارا کیا ارادہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ برحق ہے تو تم حق کی طرف سبقت کرنے والے ہو گئے اور اگر یہ باطل ہوگا تو تمہارے ساتھ وہ لوگ شریک ہوں گے جو تمہارے علاوہ تمہارے ہمسروں میں سے ہیں۔ جو حال ان کا ہوگا وہ تمہارا ہو جائے گا۔

ابوسفیان بولے "میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا تاآنکہ مقام کداء میں سواروں کو نہ دیکھ لوں۔"

عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔ وہ بولے کہ بس یہ ایک بات میری زبان سے نکل گئی۔ میں جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ شہسواروں کو مقام کداء میں نہیں ظاہر ہونے دیگا۔

عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا اور ہم نے دیکھا کہ شہسوار مقام کداء سے ظاہر ہو رہے ہیں تو میں نے ابوسفیان سے کہا کیا تمہیں وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان بولے "جی ہاں بخدا میں اس بات کو یاد کر رہا ہوں۔"

ابونعیم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کی کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت دونوں ملک شام تجارت کے لیے گئے۔ امیہ نے مجھے کہا کہ علمائے نصاریٰ میں سے اس عالم سے ملنا چاہتے ہو جس پر کتاب کا علم منتہی ہو۔ ہم اس سے کچھ دریافت کریں گے۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا کہ مجھے اس سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ امیہ گیا اور پھر واپس آیا اور مجھ سے بیان کیا کہ میں اس عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی چیزیں دریافت کیں اور اس سے پوچھا کہ مجھے اس نبی کی خبر دو جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ وہ عالم بولا، وہ نبی عرب میں سے ایک شخص ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کون سے عرب میں ہے۔ وہ عالم بولا، اس بیت اللہ والوں میں سے ہے جس کا عرب حج کرتے ہیں اور وہ تمہاری برادری قریش میں سے ہے۔ میں نے اس عالم سے کہا کہ اس کے اوصاف بیان کرو۔ وہ بولا، وہ مرد جواں ہے جس وقت وہ زمانہ کہولت کو پہنچے گا تب اس کا امر ظاہر ہوگا۔ مظالم اور محارم سے اجتناب کرے گا اور صلہ رحمی کرے گا اور اس کا حکم دے گا اور وہ بزرگ کریم الطرفین اور قبیلہ میں متوسط ہے۔ اکثر اس کا لشکر ملائکہ ہوں گے۔ میں نے اس عالم سے دریافت کیا اس کی کیا نشانی ہے۔ وہ بولا، کہ جب سے عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا شام میں تیس زلزلے آئے ہیں۔ ہر ایک زلزلہ اس کا ایک مصیبت تھا صرف ایک زلزلہ باقی رہ گیا ہے وہ عام طور پر ہوگا اور اس میں بہت سے مصائب ہوں گے۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا، "واللہ یہ باطل چیز ہے۔"

امیہ ابن الصلت بولا، کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی میں قسم کھاتا ہوں۔ یہ واقعہ اسی طرح ہے۔

ابوسفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ یکایک ہم نے سنا کہ ایک سوار ہمارے پیچھے سے کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد شام میں ایک ایسا زلزلہ آیا کہ جس سے شام والے ہلاک ہو گئے اور اس سے عام مصیبتوں میں گرفتار ہوئے

ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ امیہ میرے سامنے آیا اور بولا کہ اب نصرانی کی بات کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا بخدا وہ صحیح بات ہے۔ پھر میں مکہ مکرمہ آیا اور جو سامان میرے ساتھ تھا ادا کیا اس کے

ابد ملک یمن تجارت کے لیے روانہ ہوا اور میں نے یمن ہی پانچ مہینہ قیام کیا۔ پھر میں مکہ مکرمہ آیا۔ لوگ میرے پاس آتے اور سلام کرتے اور مجھ سے اپنے اموال کے بارے میں دریافت کرتے۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا۔ مرحبا کہا اور مجھ سے سفر کا حال اور میری قیام گاہ کے بارے میں دریافت کیا اور یہ کہ تم کہاں تھے اور اپنے مال کے بارے میں مجھ سے کچھ دریافت نہیں کیا اور پھر کھڑے ہو گئے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے ہندہ سے کہا کہ بخدا مجھے ان پر تعجب ہوتا ہے۔ قریش میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جس کا مال میرے پاس نہ ہو اور اس نے اپنے مال کے بارے مجھ سے دریافت نہ کیا ہو۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے اپنے مال کے بارے کچھ دریافت نہیں کیا۔

ہندہ بولی کہ "تمہیں ان کی شان کی خبر نہیں۔ یہ رسول اللہ ہونے کا زعم کرتے ہیں۔"

ابوسفیان کہتے ہیں اس وقت مجھے نصرانی کا قول یاد آیا۔ میں نے ہندہ سے کہا آپ اس سے اندر عاقل ہیں کہ یہ دعویٰ کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ہندہ بولی بخدا وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ اپنے والد ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں (ابوسفیانؓ) نے بیان کیا کہ ہم غزہ یا ایلیاء میں تھے کہ مجھ سے امیہ بن الصلت نے کہا، ابوسفیان عتبہ بن ربیعہ کا حال بیان کرو۔ میں نے امیہ سے کہا کہ تم عتبہ کا حال بیان کرو۔ امیہ بولا کہ عتبہ کریم الطرفین ہے۔ مظالم اور محارم سے اجتناب کرتا ہے۔ میں نے کہا، ایسا ہی ہے۔ شریف اور حسن ہے۔ امیہ بولا۔ تو عتبہ کو عیب لگاتا ہے۔ میں نے امیہ سے کہا تم غلط کہتے ہو بلکہ جس قدر عمر بڑھتی ہے شرافت زائد ہوتی ہے۔ امیہ بولا کہ تم گفتگو میں جلدی مت کرو۔ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں اپنی کتابوں میں پاتا ہوں کہ ایک نبی ہوگا اور وہ ہمارے اس علاقہ میں سے ہوگا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ بنی عبد مناف میں سے ہوگا تو میں نے بنی عبد مناف میں غور کیا تو میں نے عتبہ بن ربیعہ کے علاوہ اور کسی میں نبی ہونے کی صلاحیت نہیں پائی۔ مگر جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں مجھے اطلاع دی تو میں نے سمجھا کہ عتبہ وہ نبی نہیں ہے کیونکہ جب اس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو گئی اور اس پر کوئی وحی نہیں آئی۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ میں سفر سے واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آچکی تھی۔ میں تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ پھر تجارت کے لیے روانہ ہوا۔ اور امیہ کے پاس سے گزرا اور طنز کے طور پر اس سے کہا کہ جس نبی کی تم صفت بیان کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ

بولا وہ نبی برحق ہے اور تم اس کی اتباع کرو اور یقین رکھو کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس کی پیروی کرتا ہوں۔ ابوسفیان اگر تم اس نبی کی خلاف ورزی کرو گے تو اس طرح باندھے جاؤ گے جیسا کہ بکری کا بچہ باندھا جاتا ہے اور تم اس نبی کے پاس لائے جاؤ گے وہ تمہارے بارے میں جو چاہے گا سو کرے گا۔

حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کچھ لوگ دریا میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ ان کو ہوا نے سمندر کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں پہنچا دیا۔ انہیں اس جزیرہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے ان لوگوں سے دریافت کیا:۔

"تم کون لوگ ہو؟"

انہوں نے کہا۔ "ہم قریشی ہیں۔" اس نے دریافت کیا:۔

"قریش کون لوگ ہیں؟"

یہ لوگ بولے، "اہل حرم" اور ایسے ایسے ہیں۔ اس نے کہا، نہ تم اہل حرم ہو اور نہ تم اہل حرم ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حرم والوں میں سے نکلا۔ پھر کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ گھوڑوں کا نام اجیاد کیوں رکھا گیا اس لیے کہ ہمارے گھوڑے تیز رفتار ہیں۔

اس کے بعد قریشی لوگوں نے کہا کہ ہم میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے سامنے تذکرہ کیا۔ یہ سن کر وہ شخص بولا کہ اس نبی کا تم لوگ اتباع کرو جس حالت (بڑھاپے) میں گرفتار ہوں اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ اس نبی کے پاس پہنچتا۔

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن حمید کے دادا حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور کی بعثت سے ایک سال قبل یمن کی طرف گیا اور عسقلان بن عوائن حمیری کے پاس قیام کیا۔ عسقلان بہت بڑی عمر کا تھا۔ میں جس وقت بھی یمن جاتا تو اسی کے پاس قیام کرتا تھا۔ وہ مجھ سے ہمیشہ مکہ مکرمہ، بیت اللہ اور زمزم کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اور پوچھتا تھا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی مرد ظاہر ہوا ہے۔ اس کے لیے ایک خبر ہے۔ اس کے پاس ایک کتاب ہے کیا تم لوگوں میں کسی نے تمہارے دین کے بارے میں تم سے مخالفت کی ہے۔ میں اس سے کہہ دیتا تھا کہ اب تک ایسی کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی تا آنکہ میں اس کے پاس ایسے موقع پر آیا جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ میں نے اسے ایسے حال میں پایا کہ وہ بہت کمزور ہو گیا تھا اور کم سننے لگا تھا۔ میں اس کے پاس اترا تو اس کے بیٹے اور پوتے جمع ہوئے۔ انہوں نے اس کو میرے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے اپنی آنکھوں پر ایک پٹی باندھی اور تکیہ لگا کر بیٹھا اور بولا کہ قریشی بھائی مجھ سے اپنا نسب بیان

کر میں نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد مناف بن عبدالحارث بن زہرہ ہوں ۔ وہ بولا اے معزز یمانی یہ نسب کافی ہے باقی سے میں واقف ہوں۔ کیا میں تجھے ایسی بشارت سے خوش نہ کروں کہ وہ تیرے لیے اس تجارت سے بہتر ہے۔

میں نے کہا ضرور بشارت دیجیئے" وہ بولا کہ تجھے ایک عجیب بات سے مطلع کرتا ہوں اور رغبت و شوق پیدا کرنیوالی چیز کی بشارت دیتا ہوں، وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے مہینہ میں تمہاری قوم میں ایک نبی کو مبعوث کیا ہے اور اسے اپنا برگزیدہ بنایا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے اور اس کے لیے ثواب مقرر کیا ہے۔ وہ بتوں کی عبادت سے منع کرتا اور اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ حق بات کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل کرتا ہے اور باطل سے روکتا ہے اور اسے باطل قرار دیتا ہے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس سے دریافت کیا کہ وہ نبی کن لوگوں میں سے ہے۔ وہ بولے نہ قبیلہ ازد سے ہے نہ ثمامہ سے اور نہ سرد سے ہے نہ تبالہ سے وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ننھیال ہو۔ عبدالرحمٰن یہاں کم قیام کرو اور جلدی واپس ہو جاؤ۔ اور وہاں جاکر ان کی مدد اور تصدیق کرو اور ان کی خدمت میں یہ اشعار (ابیات) پیش کر دو ۔

ترجمہ۔ "میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو کہ بلندیوں والا اور رات اور صبح کا ظاہر کرنے والا ہے۔

آپ شرف اور جوانمردی میں قریش سے ہیں۔ اے فرزند اس ہستی کے جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔

آپ کو مبعوث کیا گیا ہے۔ آپ یقین کی طرف بلاتے اور حق و فلاح کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں۔

میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو موسیٰ کا پروردگار ہے۔ آپ مقام بطحا میں بھیجے گئے ہیں۔

آپ دربار خداوندی میں میری سفارش فرما دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان ابیات کو یاد کر لیا اور اپنی حاجت روائی میں تیزی کی اور لوٹ کر مکہ مکرمہ آیا اور حضرت ابوبکر سے ملاقات کی اور اس واقعہ سے انھیں مطلع کیا۔ حضرت ابوبکر بولے۔ یہ محمد بن عبداللہ ہیں حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تم حضورؐ کے پاس چلو۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ حضرت خدیجہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "تو کیا خبر ہے۔ میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔"

میں نے عرض کیا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی بات ہے؟"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "تم میرے پاس کوئی امانت لائے ہو یا کسی بھیجنے والے نے تمہیں میری طرف کوئی پیغام دے کر بھیجا ہے۔ وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔"

میں نے اس بوڑھے حمیری کے اشعار سے آپ کو مطلع کیا اور مشرف با سلام ہو گیا۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: "حمیری بھائی (معمر عسقلانی) خاص مومنین میں سے ہیں" اور فرمایا۔ "پروردگار بہت سے لوگ مجھ پر ایمان لاتے ہیں اور انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور میری تصدیق کرتے ہیں اور میرے پاس حاضر نہیں ہوئے وہ حضرات میرے سچے بھائی ہیں۔"

باب ۵۷

ان امور کے بیان میں جو آپؐ کی بعثت کے وقت آپؐ کے ظہور کے بارے میں کاہنوں سے سُنے گئے اور جو غیب سے آوازیں آئیں؟

امام بخاریؒ نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی کہ ان کے پاس سے ایک حسین آدمی گزرا۔ عمر فاروقؓ نے اس سے اس کا حال دریافت کیا۔ وہ بولا۔ "میں عہدِ جاہلیت میں عرب کا کاہن تھا۔"

حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا کہ "تمہاری جنّیہ جو تمہارے پاس خبریں لاتی تھی اس کی لائی ہوئی خبروں میں سے سب سے زائد تعجب خیز بات بیان کرو۔"

وہ بولا: "ایک روز میں بازار میں تھا وہ جنّیہ میرے پاس آئی اور اس کے آنے سے جو مجھے گھبراہٹ ہوئی وہ میں جانتا ہوں۔ اس جنّیہ نے یہ اشعار پڑھے۔

الم ترا لجن وا بلاسہا ویاسہا من بعد انکاسہا

ولحوقہا بالقلاص وا حلابہا

"تم نے جنوں کو اور ان کی حالتِ بے خبری کو نہیں دیکھا اور اس کے الٹا ہونے کے بعد اس کی ناامیدی کو نہیں دیکھا اور جنوں کا اونٹوں اور ان کے پالانوں کے ساتھ لاحق ہونے کو نہیں دیکھا۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں بھی عرب کے معبودوں کے پاس ایک روز سو رہا تھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اسے ذبح کیا۔ اس میں سے ایک چیخنے والے نے ایسے زور سے آواز کی کہ ویسی شدید آواز میں نے کبھی نہیں سنی۔ وہ چیخنے والا کہہ رہا تھا "یا جلیح! یہ امر نجات دینے والا ہے۔ اور وہ مرد نصیحت کرنے والا ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔"

یہ سن کر سب لوگ دنگ رہ گئے اور کود کر وہاں سے بھاگے۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا تاآنکہ مجھے اس کے انجام کا علم نہ ہو جائے۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ اسی طرح شور کیا، چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس واقعہ کو کچھ ہی مدت گزری تھی کہ ہم نے سنا یہ نبی ہیں۔ (یعنی آپ کی بعثت کی خبر سن لی۔)

ابن سعد اور بیہقی نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ بنی غفار نے ایک بچھڑے کی نذر مانی کہ اپنے بتوں میں سے ایک بت کے پاس تقرب کے لیے اسے ذبح کریں گے۔ اچانک وہ بچھڑا چیخا اور کہنے لگا:

"یا لذریح، امر نجیح، صائح یصیح لسان فصیح، یدعو بمکۃ ان لا الٰہ الا اللہ۔"
یہ سن کر لوگوں نے اسے ذبح نہیں کیا اور رہنے دیا اور وہ دیکھ رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے۔

امام احمد، بیہقی　مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ایک بوڑھے شخص نے جس نے زمانۂ جاہلیت پایا ہے، بیان کیا ہے کہ میں اپنے گھر والوں کی ایک گائے کو لے کر جا رہا تھا۔ اچانک میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

یا لذریح، قول فصیح، رجل یصیح، ان لا الٰہ الا اللہ۔ اس کے بعد ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حال میں پایا کہ آپ کا ظہور ہو گیا تھا۔

بیہقی نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ عمر فاروقؓ نے سواد بن قارب سے کہا۔ اپنے اسلام کی ابتداء کو بیان کرو۔ وہ بولے کہ ایک جن میرا ساتھی تھا۔ ایک رات میں سو رہا تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور بولا اٹھو اور سمجھو۔ اور اگر کچھ جانتے ہو تو جان لو کہ لوئی بن غالب میں سے ایک رسول مبعوث ہوئے ہیں اور پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

ترجمہ۔ میں جنات سے اور ان کی تجسس سے اور اس امر سے کہ وہ اپنے اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں تعجب کرتا ہوں۔

" وہ جنات مکہ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں جو ہدایت کے متلاشی ہیں۔ ان میں جو مومن ہیں وہ نجس جنات کی طرح نہیں ہیں۔"

لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک پیغمبر کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے دیکھو۔

سواد بیان کرتے ہیں پھر اس نے مجھے بیدار کیا اور ڈرایا کہ اسے سواد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے تو اس کے پاس جا رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہوگا۔ جب دوسری رات ہوئی تو وہ پھر میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کیا اور یہ اشعار پڑھے ؎

ترجمہ: " میں جنات اور ان کی طلب سے اور وہ جو اونٹوں پر کجاوے کستے ہیں۔ ان تمام امور سے تعجب کرتا ہوں۔"

" وہ مکہ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں ہدایت کے متلاشی ہیں جنات میں جو صادق ہیں وہ ان کے کذابوں کی طرح نہیں ہیں۔"

" ہاشم کی برگزیدہ ہستی کی طرف چلو، جنات میں سے اگلے بعد والوں کی طرح نہیں ہیں۔"

بیان کرتے ہیں پھر تیسری رات کو اس نے آ کر مجھے بیدار کیا اور یہ اشعار پڑھے ؎

ترجمہ: " میں جنات سے اور ان کی بہادری سے تعجب کرتا ہوں اور اس امر سے کہ وہ اونٹوں پر اپنے کجاوے کستے ہیں۔"

" مکہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں ہدایت کے خواہشمند ہیں۔ شریر جن پسندیدہ جنات کی طرح نہیں ہیں۔"

سواد بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اس جن سے سنا کہ ایک رات کے بعد دوسری رات میں وہ مجھے اسی چیز کی تاکید کرتا ہے۔ میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی۔ چنانچہ میں روانہ ہوا اور حضورؐ کی خدمت میں پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر مرحبا فرمایا اور ارشاد فرمایا،

" اے سواد بن قارب جو شیئ تم کو لائی ہے ہم اسے جانتے ہیں۔"

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ میں نے کچھ اشعار کہے ہیں۔ آپ وہ مجھ سے سنیے۔ چنانچہ میں نے اشعار پڑھے ؎

میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور جس امر میں میں نے اس کو آزمایا وہ جھوٹا نہیں ہے۔"

" وہ تین راتوں تک آیا۔ ہر ایک رات میں اس کی یہی گفتگو تھی کہ تیرے پاس لوئی بن غالب

کی اولاد میں سے ایک رسول آیا ہے ۔"

" میں آمادہ سفر ہوا۔ تیز رفتار بڑے منہ والی اونٹنی نے میدانوں کے قطع کرنے کے بعد مجھے آپ کے درمیان میں لا پہنچایا ۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پروردگار نہیں اور آپ ہر ایک غائب پر مامون ہیں۔

اور آپ کو از روئے شفاعت بہ نسبت تمام انبیاء کرام میں زائد تقریب حاصل ہے ! اے پاکیزہ اور بزرگوں کے صاحبزادے ،

اے افضل الخلق جو شیئے آپ کے پاس آئی ہے اس کے بارے میں ہمیں حکم فرمایئے ۔

اگرچہ اس شیئ میں ایسی محنت و دشواری ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جائے ۔

اور آپ میری شفاعت اس روز فرمایئے کہ اس دن آپ کے علاوہ کوئی صاحب شفاعت سواد بن قارب کو بے نیاز کرنے والا نہیں ۔ "

امام سیوطی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے چنانچہ ابن شاہین نے صحابہ میں فضل بن عیسی القرشی عن العلاء بن زید کے طریق سے انس بن مالک سے مفصل واقعہ نقل کیا ہے کہ سواد حضور کی خدمت میں آئے ۔

اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں حسین بن عمارہ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن کے طریق سے کہ سواد عمر فاروق کے پاس آئے اور پھر مفصل روایت نقل کی ہے ۔

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں بغوی اور طبرانی نے عباد بن عبد الصمد کے طریق سے سعید بن جبیر سے سواد کی مفصل روایت نقل کی ہے ۔

اور حسن بن سفیان ابو یعلی ، حاکم بیہقی اور طبرانی نے عثمان بن عبد الرحمن کے واسطہ سے محمد بن کعب قرظی سے طوالت یہ روایت نقل کی ہے ۔

نیز اس روایت کو ابن ابی خیثمہ اور رویانی نے اپنی مسند میں اور خرائطی نے ابو جعفر باقر سے نقل کیا ہے ۔

بیہقی نے ہشام بن محمد کلبی سے روایت کی کہ مجھ سے بنی طی کے شیوخ میں سے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مازن طائی سرزمین عمان میں تھا اور اپنے خاندان کے بتوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور اس کا ایک ناجز نامی بت تھا ۔ مازن بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن ایک ذبیحہ کیا تو میں نے بت کے

اندر سے آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ مازن میرے پاس آ میرے پاس آ۔ تو ایسی بات سنے گا جو مخفی رہنے کے قابل نہیں۔ سمجھ لے یہ نبی مرسل ہے وہ ایسے حق کو لایا ہے جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ تو اس نبی پر ایمان لے آ تا کہ شعلہ والی آگ کی تپش سے محفوظ رہے اور اس آگ کا ایندھن پتھر ہیں۔ مازن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ عجیب چیز ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد میں نے ایک ذبیحہ کیا تو میں نے پھر پہلی آواز سے زائد واضح آواز سنی۔ چنانچہ وہ بت کہہ رہا تھا مازن سن لے تو خوش ہوگا۔ خیر ظاہر اور شر پوشیدہ ہوگیا۔ تہامہ سے خدائے اکبر کے دین کے ساتھ ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ پتھروں سے تراشیدہ بتوں کو تو چھوڑ دے اور دوزخ کی تپش سے سلامتی حاصل کر یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا واللہ یہ عجیب امر ہے اور ضرور یہ وہ بات ہے جس کا میرے لیے ارادہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس حجاز سے ایک شخص آیا۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہاری طرف کیا خیر خبر ہے۔ وہ بولا کہ سرزمین تہامہ میں ایک شخص نے ظہور کیا ہے جو بھی اس کے پاس آتا ہے وہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تم خدا کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو۔ اس کا نام احمد ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا بخدا یہ وہی خبر ہے جو میں نے سنی ہے۔ میں سفر کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے اسلام کی حقیقت بیان کی میں مشرف باسلام ہوگیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ساز اور شراب کے ساتھ فریفتگی ہے اور عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں۔ قحط سالیوں نے ہم پر غلبہ کر رکھا ہے جس سے ہمارے اموال تباہ ہوگئے اور انہوں نے ہمارے بچے عورتوں، اور مردوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اور میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان مصیبتوں کو دور کر دے جن میں میں گرفتار ہوں اور بارش برسا دے اور مجھے کوئی لڑکا دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ "الٰہ العالمین! انہیں ساز اور گانے کے عوض میں تلاوت قرآن کریم اور حرام کے عوض میں حلال کی توفیق عطا فرما، اور ان کو بارش سے بہرہ مند فرما اور انہیں لڑکا عطا کر۔"

مازن بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے میری تمام تکالیف کو دور کر دیا اور عمان سرسبز و شاداب ہوگیا اور میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے حیان جیسا لائق فرزند عطا کیا۔

ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سے پہلی خبر جو مدینہ منورہ میں آئی وہ یہ تھی کہ اہل مدینہ کی ایک عورت کے جن تابع تھا وہ جن ایک پرندہ کی شکل میں آکر اس کے مکان کی دیوار پر بیٹھ گیا اس

عورت نے اس سے کہا نیچے آ۔ وہ بولا، نہیں کیونکہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مبعوث ہوا جس نے ہمیں بداخلاقی سے روک دیا اور ہم پر زنا حرام کر دیا ہے۔

نیز اس روایت کو ابن سعد اور بیہقی نے دوسرے طریق سے علی بن حسینؓ سے مرسلاً بھی نقل کیا ہے۔

ابونعیم ارطاۃ بن منذر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ضمرہ سے سنا کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جس سے ایک جن صحبت کیا کرتا تھا۔ وہ جن غائب ہو گیا اور کافی دنوں تک اس کے پاس نہیں آیا۔ پھر وہ جن ایک سوراخ میں سے ظاہر ہوا وہ عورت اس سے بولی کہ سوراخ میں سے تیرے آنے کی عادت نہ تھی۔ وہ بولا، کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے اور وہ جو کچھ لایا ہے وہ میں نے سنا ہے اور وہ زنا کو حرام کرتا ہے۔ بس تجھے سلام۔

ابونعیم نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہم ملک شام کی طرف ایک قافلہ میں گئے۔ ہم ابھی ابواب شام پر ہی تھے۔ وہاں ایک کاہنہ تھی وہ ہمارے پاس آئی اور بولی، کہ میرا جن میرے پاس آیا اور میرے دروازہ پر آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو اندر نہیں آئے گا۔ وہ بولا۔ اس کا رستہ نہیں، احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا ہے اور وہ ایسا امر لائے ہیں جو برداشت سے باہر ہے۔ یہ کہہ کر وہ کاہنہ چلی گئی۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ واپس آیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ظہور فرمایا ہے اور آپ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔

ابن شاہین، ابن مندہ اور المعانی نے علی الترتیب کتب الصحابہ، دلائل النبوۃ اور الجلیس میں ابن ابی سبرہ سے روایت کی۔ انھوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذبابؓ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ابن وقشہ کا ایک خوبصورت جن تابع تھا جو بھی بات ہوتی وہ اس سے اسے مطلع کرتا تھا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آیا اور کسی چیز سے اسے مطلع کیا اور پھر اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ ذباب نہایت تعجب خیز بات ہے سن! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب کے ساتھ مبعوث کیے گئے ہیں۔ مکہ میں لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کیا بات ہے۔ وہ بولا میں کچھ نہیں جانتا۔ لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ کچھ ہی زمانہ گزرا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا، میں مشرف با سلام ہو گیا۔

عمر بن شبہ حمیرح بن عثمان غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم اپنے مکانوں میں تھے۔ یکایک رات کے وقت ہم نے ایک چیخنے والے کی آواز سنی اور کچھ رجزیہ کلام بیان کیا پھر

دوسری اور تیسری رات کو بھی اسی طرح کیا۔ کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ہمارے پاس آئی۔

ابن سعد، اور ابن عساکر، یزید بن رومانی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ دونوں نکلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ملک شام سے ابھی آیا ہوں۔ ہم مقام معان اور زرقا ر کے درمیان تھے اور سونے والوں کی طرح تھے کہ اچانک ایک منادی ہمیں آواز دے رہا تھا کہ اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ظہور کیا ہے۔ چنانچہ ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور ہم نے آپ کے متعلق سنا۔

ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر، سفیان ہذلی سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے قافلہ کے ساتھ شام گئے۔ جب ہم مقام زرقاء اور معان کے درمیان پہنچے تو رات کو ہم نے وہاں قیام کیا۔ یکایک ہم نے ایک سوار کی آواز سنی، کہہ رہا تھا کہ اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ یہ وقت سونے کا نہیں ہے۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا ہے اور جنات بری طرح ہنکا دیئے گئے۔ یہ سن کر ہم سب ڈر گئے اور ہم سب جوان اور بہادر تھے۔ سب نے یہ بات سنی اور ہم اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ کر آئے تو وہ باہم تذکرہ کر رہے تھے کہ مکہ مکرمہ میں قریش میں سے ایک نبی جو بنی عبدالمطلب میں سے ہے اور اس کا نام احمد ہے ظہور کیا ہے اور قریشی ان کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں۔

ابو نعیم نے یعقوب بن یزید سے بیان کیا ہے کہ عمر فاروقؓ کے سامنے سے ایک شخص گزرا، انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کاہن ہے؟ تیرا اپنی صاحبہ کے ساتھ کب سے ساتھ ہے؟ وہ بولا، اسلام سے قبل وہ میرے پاس آئی اور بلند آواز سے کہنے لگی "یا سلام یا سلام الحق المبین، والخیر الدائم، غیر حلم النائم اللہ اکبر" یہ سن کر حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگے کہ اے امیرالمومنین اس جیسا واقعہ میں آپ سے بیان کروں بخدا ہم صاف شفاف بیابان اور چمکدار زمین میں جا رہے تھے۔ اس بیابان میں ہم ایک آواز کے علاوہ اور کچھ نہیں سنتے تھے، یکایک ہم نے دیکھا کہ ایک سوار سامنے سے آ رہا ہے اور کہہ رہا ہے "یا احمد یا احمد اللہ اعلیٰ و امجد، اتاک ما وعدک من الخیر یا احمد" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ یہ سن کر ایک انصاری کہنے لگا۔ امیرالمومنین! اسی قسم کا ایک واقعہ میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔ میں ملک شام گیا۔ ہم ایک چٹیل زمین میں تھے، یکایک ہم نے سنا کہ ایک غیب سے آواز دینے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے ؎

ترجمہ" ایک ستارے نے طلوع ہو کر اپنے مشرق کو منور کر دیا۔ وہ مخلوق کو ہلاکت خیز اندھیروں سے نکالتا ہے۔"

" وہ رسول ہے جس نے اس کی تصدیق کی وہ فلاح پانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے امر کو بلند اور محقق فرمایا ہے۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مکہ مکرمہ میں جبل ابی قبیس پر جنات میں سے ایک جن نے یہ اشعار بلند آواز سے پڑھے ؎

ترجمہ: " اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے یہ لوگ کتنے کمزور عقل والے ہیں۔"

" بنی کعب کا دین ان کے آباء کرام کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے۔ وہ اس میں ثلاث کیے جاتے ہیں۔"

" جس وقت تمہارے خلاف فیصلہ کیا جائے گا تو حولی در نخل اور مرگ زار زمیں کے مدد تمہارا تمہارا ساتھ دیں گے۔"

" عنقریب تو سواروں کو ہجوم کرتا ہوا دیکھے گا کہ وہ بڑے بڑے شہروں میں قوم کو قتل کریں گے۔"

" کیا تم میں کوئی ایسا کریم ہے کہ اس کا نفس آزاد ہے اور اس کے والد اور چچا معزز ہیں۔"

" وہ کریم ایسی ضرب لگانے والا ہے جو کہ عذاب ہوا اور تکلیف و غم سے راحت کا باعث ہو۔"

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ خبر مکہ میں مشہور ہو گئی اور مشرکین ان اشعار کو آپس میں پڑھتے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا ارادہ کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے۔ بتوں کے اندر سے لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ تین دن گزرے تھے کہ ایک آواز دینے والا پہاڑ پر یہ اشعار پڑھتا سنا گیا ؎

ترجمہ: " ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔"

" اس شیطان نے حق کو معمولی سمجھا اور منکر کا طریقہ ایجاد کیا۔ میں نے اس کا خاتمہ ایسی تلوار سے کیا جو کہ بنیاد ہستی کو کھود دینے والی اور قاطع ہے اور اس وجہ سے اسے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاکیزہ نبیؐ کی شان میں گستاخی کی۔"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عفریت جن ہے اس کا نام سمحج ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور اس نے مجھے بتلایا کہ وہ اس شیطان کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

فاکہی نے " اخبار مکہ " میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اچانک ایک آواز دینے والے نے مکہ کے بعض پہاڑوں پر آواز دی اور مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ

شیطان ہے اور کسی شیطان نے کسی نبی کے ساتھ فساد کرنے کے لیے اعلان نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات میں سے اس جن کے ہاتھ سے قتل کروا دیا جس کا نام سمحج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ چنانچہ رات کو میں نے اس جگہ ایک آواز دینے والے سے سنا وہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے ؎

نحن قتلنا مسعرا | لما طغی واستکبرا
واصغر الحق وسن المنکرا | بشتمہ نبینا المطہرا

ابونعیم اور فاکہی "اخبار مکہ" میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر نبوت ظاہر ہوا تو مسعر نامی ایک جن نے جبل ابی قبیس پر کھڑے ہو کر کہا۔

"قبح اللہ رای کعب بن فہر الابیات"

جب صبح ہوئی تو قریش باہم کہنے لگے کہ تم نے اتنی سستی کی حتیٰ کہ جن نے تمہیں ترغیب دلائی۔ جب آئندہ رات آئی تو سمحج نامی ایک جن نے اسی مقام پر کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے ؎

ترجمہ: "میں نے اس کا خاتمہ ایسی تلوار سے کیا جو سیلاب کی طرح فنا کر دینے والی ہے۔"

"جو سرکشی کرنا چاہتا ہے ہم اسے بھگا دیتے ہیں۔"

ابوسعید نے "شرف المصطفیٰ" میں حنبل بن نضلہ سے روایت کی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میرا ایک جن دوست تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور بولا ؎

"کھڑا ہو! دین کا چراغ ایسے نبی کے سبب روشن ہوا جو صادق، مہذب اور امین ہے۔"

"ایسی اونٹنی پر چل جو تیز رفتار اور مضبوط ہے۔ وہ ہموار اور غیر ہموار دونوں طرح کی زمین پر چلتی ہے۔"

میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہوا اور حقیقت حال کو دریافت کیا، کیا ہے۔ وہ بولا۔

"قسم ہے زمین کے مسطح کرنے والے اور فرض کے مقرر کرنے والے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے لیے مبعوث ہوئے ہیں اور آپ نے عظمت و احترام والی جگہ میں نشوونما پائی ہے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی ہے۔"

یہ سن کر میں روانہ ہوا۔ اچانک میں نے سنا کہ ایک ہاتف غیبی یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎

یا ایھا الراکب المزجی مطیتہ | نحو الرسول لقد وفقت للرشد

ترجمہ: "اے سوار جو اپنی اونٹنی کو رسول کی طرف لے جا رہا ہے تجھے رشد و ہدایت کی توفیق حاصل ہوئی۔"

ابن کلبی نے عدی بن حاتم سے روایت کی۔ انھوں نے کہا۔ قبیلہ بنی کلب کا ایک خادم تھا جس کا

نام حالبس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے صحن میں بیٹھا تھا کہ یکا یک میں نے اسے خوفزدہ دیکھا۔ وہ بولا،
اپنے اونٹ لے لو۔ میں نے کہا کیوں ناراض ہو رہا ہے۔ وہ بولا کہ میں جنگل میں تھا کہ ایک بوڑھے شخص
کو پہاڑ کی گھاٹی میں سے اپنے سامنے دیکھا اس کا سر "رخمہ" گدھ کی طرح تھا۔ وہ اس جگہ سے اترا جہاں سے
عقاب تک پھسل جائے اور اپنی جگہ لٹک رہا تھا وہاں سے نہیں ہلتا تھا حتیٰ کہ اس کے دونوں قدم زمین
پر جم گئے اور جو کچھ میں نے دیکھا میں اس کو اس سے زائد سمجھتا ہوں اور بولا ؎

"اے حالبس بن دغنہ نور وساوس کو مت آنے دے۔"

"یہ نور کی روشنی آگ لینے والے کے ہاتھ میں ہے تو حق کی طرف مائل ہو اور فریب مت کر۔"

حالبس بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دوسری ایک دوسری جگہ پر چرنے کے لیے
چھوڑ دیا اور میں سو گیا۔ اچانک ایک شتر سوار نے میرے ٹھوکر ماری میں بیدار ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ میرا
وہی صاحب ہے اور شعر پڑھ رہا تھا۔

ترجمہ: "حالبس میری بات سن، ہدایت پائے گا، گمراہ اور متحیر آدمی ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہے"

"معتدل راستہ کو مت چھوڑ، تمام ادیان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے منسوخ ہو گئے۔"

حالبس بیان کرتے ہیں کہ میں یہ اشعار سن کر بیہوش ہو گیا اور ایک زمانہ کے بعد افاقہ ہوا۔ حق تعالےٰ
نے میرے قلب کو اسلام کے لیے منتخب فرمالیا۔

طبرانی اور ابو نعیم عمرو بن مرہ جہنی بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ
ہی میں میں نے خواب میں ایک ایسا نور دیکھا جو کعبہ سے پھیل رہا تھا حتیٰ کہ میرے سامنے مدینہ منورہ کے
پہاڑ روشن ہو گئے۔ میں نے اس نور میں سے ایک آواز سنی، کہنے والا کہہ رہا تھا کہ تاریکی زائل ہو گئی اور
نور بلند ہو گیا اور خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے۔ پھر وہ نور دوسری بار منور ہوا تو میں نے اس میں حیرہ کے
محلات اور ابیض مدائن دیکھے۔ پھر میں نے اس نور میں سے ایک آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اسلام
ظاہر ہو گیا اور بت توڑ دیئے گئے اور ارحام کو ملا دیا گیا۔ میں خوفزدگی کی حالت میں بیدار ہوا اور اپنی قوم سے
کہا کہ بخدا قریش کے اس قبیلہ میں کوئی نیا امر ظاہر ہو گا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ اپنی قوم سے
بیان کیا۔ چنانچہ جب ہم اپنی بستیوں میں پہنچے تو ہمارے پاس اطلاع آئی کہ احمدؐ نامی ایک شخص مبعوث ہوئے
ہیں۔ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ آپ سے بیان کیا اور
مشرف باسلام ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنی قوم کی طرف بھیجئے۔ آپؐ
نے مجھے میری قوم کی طرف روانہ کیا۔ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ ایک شخص کے علاوہ سارے

قوم مشرف باسلام ہوگئی۔ وہ شخص کھڑا ہوکر کہنے لگا:۔

"عمرو بن مرہ حق تعالیٰ تیری زندگی کو تلخ کرے تو ہم کو یہ کہتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور تو ہمارے آبا کے دین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

"عمرو بن مرہ ایسی باتیں کرتا ہے جو صلاحیت کا ارادہ رکھتا ہو اس کی یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

"میں اس کے قول و فعل کا ایک دن تک خیال کروں گا اگرچہ زمانہ دراز ہو جائے

"کیا جو شیوخ گزر گئے ان کو بیوقوف سمجھا جائے جو اس بات کا ارادہ کرے گا وہ فلاح نہیں پائیگا"

عمرو بن مرہ نے اس سے کہا۔ کہ "ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے حق تعالیٰ زندگی تلخ کر دے گا اور اس کی زبان کو بند اور اسے اندھا کرے گا۔"

عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا وہ شخص اس وقت تک نہیں مرا تا آنکہ اس کا منہ (دانت) گر گیا اور کھانے کا مزہ نہیں پاتا تھا اور وہ اندھا اور بہرا ہوگیا۔

ابو نعیم، خرائطی، اور ابن عساکر نے ابن خربوذ مکی خثعمی سے روایت کی کہ عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرلیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہی سے اپنی فریادیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک رات ہم اپنے ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس سے طالب دعا کر رہے تھے۔ اچانک ایک غیبی آواز نے کہا:

"تم صاحب اجسام ہو اور بتوں سے فریاد رسی چاہتے ہو۔
تم کم عقل نہیں ہو۔ یہ نبی سید الانام ہیں،
یہ نبی ان حاکموں میں جو کہ حکم والے ہیں سب سے زائد عادل ہیں۔ وہ نور اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔
یہ نبی لوگوں کو بتوں سے روکتا ہے اور بلد حرام میں اظہار حق کرتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر ہم گھبرا گئے اور اس کے پاس سے منتشر ہوگئے اور ان اشعار کا تذکرہ ہونے لگا تا آنکہ ہمیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ظہور کیا۔ پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں آکر مشرف باسلام ہوا۔

ابن سعد، بزار اور ابو نعیم نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ ہم ایک بت کے پاس بوانہ میں بیٹھے تھے اور ہم نے اونٹ ذبح کیے تھے۔ اچانک ہم نے سنا کہ ایک آواز دینے والا اونٹ کے پیٹ میں یہ آواز دے رہا ہے۔ سنو عجیب بات ہے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا اب ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اس نبی کی وجہ سے جو مکہ میں ہے اور اس کا نام احمد ﷺ ہے۔ اور اس کا مقام ہجرت

یثرب ہے۔ جبیر بیان کرتے ہیں یہ سن کر ہم رک گئے اور ہمیں تعجب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا۔

ابو نعیم، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت میں ملک شام میں تھا۔ اور اپنے کسی کام کے لیے گیا مجھے رات ہوگئی۔ دل میں کہنے لگا کہ میں اس عظیم جنگل کے قرب میں ہوں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ لیٹا تو ایک منادی کی آواز سنی۔ اسے میں نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ "اللہ تعالیٰ سے پناہ حاصل کرو۔ کیوں کہ جنات اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔"

میں نے کہا۔ "تجھے خدا کی قسم وضاحت کرو۔ وہ بولا، رسول امین، صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا ہے اور ہم نے مقام حجون میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور ہم مسلمان ہوگئے اور ہم آپ کے متبع ہوگئے اور جنات کا مکر و فریب جاتا رہا اور ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ تو رسول رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور مشرف باسلام ہو جا۔

تمیم بیان کرتے ہیں کہ صبح کو اٹھ کر میں ایک راہب کے پاس گیا اور اسے اس واقعہ سے مطلع کیا وہ بولا کہ جنات نے صحیح بات بیان کی وہ نبی حرم سے ظہور کرے گا۔ اور اس کی جائے ہجرت حرم ہوگی وہ خیر الانبیاء ہے تو ان کی طرف کیوں نہیں جاتا۔

ابو نعیم نے خویلد ضمیری سے روایت کی کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ میں سے ایک آواز دینے والے کی ہم نے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔ وحی کے لیے استراق سمع جاتا رہا اور ان پر شعلے برسائے جانے لگے۔ ایک نبی کی وجہ سے جو کہ مکہ میں ہیں۔ ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔ اور وہ نماز روزہ اور نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ یہ سن کر ہم اس وقت کھڑے ہوگئے اور لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جس نبی کا احمد صلی اللہ علیہ وسلم نام ہے انہوں نے مکہ مکرمہ میں ظہور کیا ہے۔

ابو نعیم، ابن جریر، ابن زکریا اور ابن الطراح نے "کتاب الشعراء" میں اپنی سندوں کے ساتھ عباس بن مرداس سے روایت کی کہ انھوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی ابتدا کرنے والے واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ:

"جب میرے والد کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے مجھے ضمار نامی ایک بت کے بارے میں وصیت کی میں نے اسے اپنے مکان میں رکھ لیا اور روزانہ اس کے پاس آتا تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو رات کے وقت میں ایک آواز میں نے اس بت کے اندر سے سنی وہ کہتا ہے۔

ترجمہ: "بنی سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ انیس ہلاک ہوگیا اور اہل مسجد آباد ہو گئے۔"

ضمار بت برباد ہوگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل ہونے سے قبل اس کی

عبادت کی جاتی تھی۔

"جو ہستی قریش میں سے ہے اس نے عیسیٰ بن مریم کے بعد نبوّت وہدایت وراثت میں پائی ہے اور وہ خود ہدایت یافتہ ہے۔

عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اس واقعہ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اور کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ جب لوگ غزوہ احزاب سے واپس آئے تو میں اپنے اونٹوں کو مقام عقیق کی طرف جو ذات عرق میں ہے چرا رہا تھا۔ ایک زور سے آواز سنی، سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں ایک شخص شتر مرغ کے دونوں بازوؤں پر سوار ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ نور وہی ہے جو پیر کے دن اور منگل کی شب میں غضباء اونٹنی والے کے ساتھ بنی افی العنقاء کے مکانات میں ظاہر ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ پھر اس کی بائیں جانب سے ایک ہاتف نے اسے جواب دیا جسے میں نہیں دیکھتا تھا کہ جنات اور ان کے ناامیدوں کو بشارت دے دو کہ سواری نے اپنے کجاوے رکھ دیئے اور آسمان نے اپنے محافظوں کو ظاہر کر دیا۔

عباس بیان کرتے ہیں کہ میں خوفزدہ ہو کر اچھل پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

خرائطی، طبرانی اور ابونعیم دوسری سند کے ساتھ عباس بن مرداس سے بیان کرتے ہیں کہ دوپہر کے وقت میں اپنی اونٹنیوں میں پھر رہا تھا مجھے روئی کی طرح ایک سفید شتر مرغ نظر آیا۔ اس پر ایک شخص روئی کی طرح سفید کپڑے پہنے ہوئے سوار تھا۔ وہ بولا:۔

"اے عباس بن مرداس آسمان کو اس کے نگہبان نے گھیر لیا ہے اور لڑائی اپنے سانسوں کو نگل گئی اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ دیا ہے اور وہ شخص جو نیکی کی بات لے کر آیا ہے وہ پیر کے دن منگل کی شب میں پیدا ہوا ہے اور وہ قصواء اونٹنی والا ہے"۔ عباس بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ضمار نامی ایک بت کے پاس گیا۔ یکایک میں نے سنا کہ ایک آواز دینے والا اس کے درمیان سے یہ اشعار پڑھ رہا ہے: قُلْ لِلْقَبَائِلِ ...... (جمیع ابیات۔ الخ) (بنی سلیم کے تمام قبائل.....)

ابونعیم نے عباس بن مرداس سے روایت کی کہ میں دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک میرے سامنے ایک سفید شتر مرغ ظاہر ہوا اور اس پر ایک سفید پوشاک پہنے ہوئے سوار تھا اور وہ مجھے یہ خطاب کر رہا تھا۔" اے عباس ابن مرداس، سردار کے بیٹے! کیا تو نے جنات کو اور ان کی مایوسی کو نہیں دیکھا۔ لڑائی نے اپنے سانس نگل لیے اور آسمان کو اس کے محافظوں نے روک دیا۔ ابن مرداس بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اور لوگوں سے دریافت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ میرے پاس میرا

چچازاد بھائی آیا اور تبلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور آپ چھپے ہوئے ہیں۔

ابن سعد اور ابو نعیم سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بت کے نام پر ایک ذبیحہ کیا اچانک اس کے درمیان سے یہ آواز سنی کہ تعجب خیز امر ہے کہ بنی عبد المطلب میں سے ایک نبی نے ظہور کیا ہے۔ وہ زنا کو اور بتوں کے نام پر ذبح کرنے کو حرام قرار دیتا ہے۔ آسمان کی نگہبانی ہو گئی اور جنات پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ عمرو بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر ہم منتشر ہو گئے اور مکہ مکرمہ آئے حضور کے ظہور کے متعلق ہمیں کوئی خبر دینے والا نہیں ملا۔ چنانچہ ہم نے حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ مکہ میں احمد نامی کسی شخص نے ظہور کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ ابو بکر صدیق نے دریافت کیا کیا بات ہے۔ میں نے ان کے سامنے واقعہ بیان کیا وہ بولے جی ہاں محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔

ابن سعد اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن ساعدہ ہذلی سے روایت کی کہ میں اپنے ایک بت کے پاس تھا میں نے اس کے پیٹ میں سے ایک منادی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا جنات کا مکر و فریب جاتا رہا اور احمد نامی نبی کی وجہ سے ہم پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ یہ سن کر میں وہاں سے لوٹا۔ مجھے ایک شخص ملا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں مجھے مطلع کیا۔

ابن مندہ سے بکر بن جبلہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا ہم نے اس کے پاس ایک ذبیحہ کیا۔ اچانک ایک آواز سنی کہ بکر بن جبلہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو۔

بیہقی، ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور سے بیان کیا یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت میں اپنے ایک اونٹ کی تلاش میں نکلا جو بھاگ گیا تھا علی الصباح میں نے ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ؎

"اے تاریک رات میں سونے والو اللہ تعالیٰ نے حرم میں ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔

وہ بنی ہاشم میں سے صاحب وفا اور کرم وہ بہت تاریکیوں اور ظلمتوں کو منور کرتا ہے"۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی نظر دوڑائی تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا تو میں نے یہ اشعار کہے ؎

ترجمہ: "اے تاریک راتوں میں پکارنے والے مرحبا ہو تو بتا دے کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت کرے صاف صاف وہ چیز بیان کر جس کی طرف تو بلاتا ہے۔ وہ غنیمت بھی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ فوراً میں نے سنا کہ وہ اپنا گلا صاف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے نور ظاہر اور باطل نیست و نابود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلائیوں کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا ؎

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے لیے حمد و ثنا ہے جس نے مخلوق کو عبث پیدا نہیں کیا۔ ہمارے نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ آپ بہترین نبی ہیں جن کو بھیجا گیا ہے۔

"آپ پر اللہ رحمتیں نازل فرمائے جب تک اس کے لیے ایک جماعت حج کرتی رہے اور تیار رہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر صبح روشن ہو گئی اور میرا اونٹ مجھے مل گیا۔

ابوسعید نے "شرف المصطفیٰ" میں جعد بن قیس مرادی سے روایت کی، کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں حج کے ارادہ سے نکلے۔ یمن کے جنگلات میں سے ایک جنگل پر سے ہمارا گزر ہوا۔ جب رات کا وقت ہوا ہم نے ایک بڑی وادی میں پناہ لی اور اپنے اونٹوں کو باندھ دیا جب۔ رات کو سکون ہوا اور میرے ساتھی سو گئے یکایک میں نے سنا کہ وادی کے بعض اطراف سے آواز آ رہی ہے اور ایک ہاتف یہ اشعار پڑھ رہا ہے ؎

ترجمہ "رات میں آرام کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو، پہنچاؤ

"ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ کریں، ہماری تحیت ساتھ ہو۔

"اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ کے دین کی جماعت ہیں اسی کی حضرت عیسیٰ نے ہمیں وصیت فرمائی ہے۔"

ابوسعد نے شرف المصطفیٰ میں بہ سندِ ضعیف روایت کی کہ جندع بن ضمیل کے پاس کسی آنے والے نے آکر کہا، جندع مسلمان ہو جا۔ اس آگ کی تپش سے محفوظ رہے گا جو کہ بھڑکائی جائیگی اور کامیاب رہیگا۔ جندع نے اس سے دریافت کیا کہ اسلام کیا ہے؟ وہ بولا بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم و خبیر سے اخلاص رکھنا۔ جندع نے اس سے دریافت کیا اس کی کیا صورت ہے۔ وہ بولا، کہ ایک روشن ستارہ کا عرب سے ظہور قریب آگیا۔ وہ کریم النسب ہے، مجہول النسب نہیں۔ وہ حرم سے ظہور کرے گا اور عرب و عجم اس کے مطیع ہوں گے۔ جندع نے اپنے چچازاد بھائی رافع بن خداش کو اس کی اطلاع دی چنانچہ جب ان کو اطلاع ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو وہ آپ کی خدمت میں آکر مشرف باسلام ہو گئے۔

باب ۵۸

آپ کی بعثت کے وقت بُت اَوندھے گر گئے اور کسریٰ شاہِ ایران پر کیا واقعات ظہور پذیر ہوئے ؟

ابن اسحاق اور ابونعیم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو کسریٰ صبح کو ایسے حال میں اٹھا کہ اس کے محل کے کنگرے گر گئے اور دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوگئی۔ کسریٰ یہ واقعات دیکھ کر نہایت غمگین ہوا۔ اس نے کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ اس کے بارے میں غور کرو۔ انہوں نے غور کیا تو ان پر آسمان کے اطراف بند کر دیئے گئے اور زمین تاریک ہوگئی۔ اور وہ اپنے علم میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ چنانچہ کسی جادوگر کی جادوگری اور کاہن کی کہانت اور نجومی کا علم نجوم کارگر نہ رہا۔ اور سائب نے تاریک رات ایک ٹیلے پر گزاری تو اس نے ایک بجلی دیکھی کہ وہ حجاز کی طرف سے نمودار ہوئی اور وہ پھیل کر مشرق تک پہنچ گئی۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے قدموں کے نیچے دیکھا تو اسے ایک شاداب باغ نظر آیا تو اس خلاف طبع چیز کے بارے میں وہ کہنے لگا کہ جو چیزیں دیکھ رہا ہوں اگر وہ سچی ہے تو حجاز سے ایک ایسا بادشاہ ظاہر ہوگا جو مشرق تک پہنچ جائیگا۔ اور اس سے پہلے بادشاہ کے دور میں جس قدر زمین سرسبز اور شاداب تھی اس سے زائد اور بہتر اس بادشاہ کے دور میں شاداب ہو جائے گی۔ چنانچہ جب نجومی اور کاہنوں نے آپس میں گفتگو کی تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے اور تمہارے علم کے درمیان کیا شیئ حائل ہوئی ہے وہ ایک ایسا امر ہے جو آسمان سے آیا ہے اور وہ ایک نبی ہے جو مبعوث کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کو سلب کرلے گا اور سلسلۂ شہنشاہیت کو پاش پاش کر دے گا۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کی کہ میں ۸ھ میں کسریٰ کے دارالسلطنت مدائن گیا۔ کسریٰ کی عمارات اور محلات دیکھ کر متعجب ہوا۔ وہاں کے ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ کسریٰ کو سب سے پہلے منکر اور ناگوار شیئ جو معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی یہاں اس کے قصر کے کنگرے گر پڑے اور دجلہ میں رخنہ پڑ گیا۔

واقدی، ابونعیم حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث

ہوئے تو ہر ایک بت اوندھا ہو گیا۔ شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے اور اس کو مطلع کیا وہ بولا یہ ایک نبی معبوث ہوا ہے تم اسے تلاش کرو۔ وہ بولے وہ نبی ہمیں نہیں ملا۔ شیطان بولا، میں ان کی تلاش کرتا ہوں چنانچہ شیطان آپ کی تلاش میں نکلا۔ اس نے آپ کو مکہ مکرمہ میں پایا۔ پھر شیاطین کے پاس گیا اور بولا وہ مجھے مل گئے ہیں مگر ان کے ساتھ جبریل امین ہیں۔

ابونعیم، حلیہ میں مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ شیطان نے چار مرتبہ فریاد وآہ وزاری کی۔ پہلی بار جس وقت وہ ملعون و مردود ہوا۔ دوسری بار جب وہ زمین پر اتارا گیا۔ تیسری بار جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہوئے اور چوتھی بار جب کہ سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

باب ۵۹

آپ کی بعثت کی وجہ سے آسمان کی حفاظت تاکہ شیاطین وہاں سے باتیں نہ چرائیں!

حق تعالیٰ اجنات کے اقوال کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:۔

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ

(پارہ ۲۹: سورۂ جن۔ آیات ۸، ۹)

اور ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لیے ایک تیار شعلہ پاتا ہے۔

امام احمد و بیہقی بہ طریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمان کی طرف چڑھتے اور وحی کی باتیں سنتے تھے اور پھر زمین کی طرف آتے اور سنی ہوئی باتوں میں اور اضافہ کر دیتے تھے۔ ان کا یہی طریقہ چلا آ رہا تھا تا آنکہ حق تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا۔ چنانچہ ان کو وہاں بیٹھنے کے مقامات سے روک دیا گیا۔ اس واقعہ کا شیاطین نے ابلیس سے تذکرہ کیا۔ ابلیس بولا کہ زمین میں کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہے۔ چنانچہ اس نے شیاطین کو اس چیز کی تحقیق کے لیے روانہ

گیا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ یہ دیکھ کر وہ بولے سخدا وہ حادثہ یہی ہے۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ شیاطین شعلوں سے مارے جاتے ہیں۔ جس وقت بھی کوئی ستارہ تمہاری نظر سے غائب ہو تو سمجھ لو کہ اس نے شیطان کو پالیا ہے اور وہ ستارہ اس سے چوک نہیں کرے گا تا آنکہ وہ اس شیطان کو قتل نہ کر دے اور اس کی صورت دلیل اور ہاتھ کو نہ جلا دے۔

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جنات کے ہر گروہ کی آسمان پر بیٹھنے کے لیے ایک جگہ تھی وہ وہاں سے وحی کی باتیں سنتے اور کاہنوں کو آکر مطلع کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو شیاطین کو وہاں سے بھگا دیا۔ چنانچہ جب عرب والوں کو جنات نے کوئی اطلاع نہیں پہنچائی تو وہ کہنے لگے۔ آسمان والے ہلاک ہو گئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اونٹ والے نے یومیہ ایک اونٹ اور گائے والے نے گائے اور بکری والے نے بکری ذبح کرنی شروع کر دی۔ شیطان بولا کہ زمین میں کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔ لہٰذا میرے پاس ہر جگہ کی مٹی لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ لے کر آئے۔ اس نے ہر جگہ کی مٹی سونگھی جس وقت شیطان نے مکہ مکرمہ کی مٹی سونگھی تو بولا یہیں یہ حادثہ پیش آیا ہے۔ وہ تیزی کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث پایا۔

بیہقی نے عوفی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا کسی خطۂ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے۔ جاکر جستجو کرو۔ پھر شیاطین لوٹ کر آ گئے۔ اور کہیں نشانِ نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد خود ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّلین مقام نزول وحی (غارِ حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو فترت کا زمانہ گزرا ہے اس میں آسمان کی حفاظت نہیں کی جاتی تھی۔ شیاطین آسمان کے موقعوں میں باتیں سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے جب حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آسمان پر زبردست پہرہ قائم کر دیا گیا اور شیاطین کو مارا جانے لگا۔

واقدی و ابونعیم صاحب حلیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد سے ستارہ سے نہیں مارا گیا تا آنکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تو ستاروں سے مارا جانے لگا۔ چنانچہ قریش نے یہ ایسی چیز دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے جانوروں کو چھوڑنے اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور سمجھنے لگے کہ فنا کا وقت

آگیا چنانچہ قبیلۂ ثقیف نے بھی یہی کرنا شروع کر دیا یہ خبر عبدیالیل کو پہنچی وہ بولا جلدی مت کرو بلکہ دیکھو کہ جو ستارے مارے جاتے ہیں اگر وہ پہچانے جاتے ہیں تو یہ چیز آدمیوں کے فنا کا باعث ہے اور اگر پہچانے نہیں جاتے تو یہ چیز ایسے امر کی وجہ سے ہوئی ہے جو کہ ظاہر ہوا ہے۔ یہ سن کر عربوں نے غور کیا اور دیکھا کہ جو ستارے مارے جاتے ہیں وہ پہچاننے میں نہیں آتے چنانچہ عربوں نے عبدیالیل کو اس چیز کی اطلاع دی۔ وہ بولا کہ یہ ایک نبی کے ظہور کا وقت ہے۔ چنانچہ لوگ کچھ ہی زمانہ ٹھہرے تھے حتیٰ کہ ابوسفیان بن حرب طائف آئے اور انہوں نے مطلع کیا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا ہے اور وہ نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عبدیالیل بولا کہ اسی لیے ستارے مارے جاتے ہیں۔

ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ سے روایت کی کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر ثقیف عمرو بن امیہ کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم نے نئی ظاہر ہونے والی چیز کو نہیں دیکھا۔ وہ بولا کہ ہاں میں نے دیکھی ہے۔ تم غور کرو اگر وہ بڑے بڑے ستارے ہیں جن سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے اور گرمی اور سردی کو معلوم کیا جاتا ہے۔ اگر وہ منتشر ہو رہے ہیں تو یہ امر دنیا کے فنا اور مخلوق کے ختم ہو جانے کا ہے اور اگر وہ ان مشہور ستاروں کے علاوہ اور ستارے ہیں تو یہ وہ امر ہے جس کا حق تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے اور وہ ایک نبی کا ظہور ہے جو عرب میں مبعوث ہوگا۔ اس کی وجہ سے یہ چیز پیش آرہی ہے۔

خرائطی نے "ہواتف" میں اور ابن عساکر نے مرداس بن قیس سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے حضورؐ سے کہانت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے لیے جو سلسلۂ اخبار منقطع ہوا اس کا ذکر کیا۔ وہ یہ کہ ہمارے یہاں خلصہ نامی ایک باندی تھی۔ خیر کے علاوہ اس کے بارے میں ہمیں اور کسی چیز کا علم نہیں تھا وہ ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے دوس کے لوگو! تم نے میرے اندر خیر کے علاوہ اور کوئی چیز معلوم نہیں کی۔ ہم نے اس سے دریافت کیا وہ کیا چیز ہے۔ وہ بولی کہ میں اپنی بکریوں میں تھی اچانک مجھے ایک تاریکی نے گھیر لیا اور میں نے ایسی حالت پائی جیسا کہ مرد کا عورت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ میں نے اپنے بارے میں حاملہ ہونے کا خوف کیا۔ چنانچہ جب اس کے جننے کا وقت آیا تو اس نے ایک ایسا لڑکا جنا جس کے کان لٹکے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کان کتے کے کان کی طرح تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا ہمارے اندر رہا حتیٰ کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اچانک اس نے جست لگانے کے طور پر جست لگائی اور اپنا تہبند پھینک دیا اور بلند آواز

سے "ہائے ویلا"، "ہائے ویلا"! کہہ کر اس نے کہا کہ سنجلا پہاڑ کی اس گھاٹی کے اس طرف سوار ہیں اور ان میں حسین و نجیب جوان ہیں۔

یہ سن کر ہم سوار ہوئے اور ہم نے ان سواروں کو جا کر بھگا دیا اور ان کا مال لوٹ لیا۔

وہ لڑکا ہم سے جیسی بات کہتا تھا ویسی ہی ظاہر ہوتی تھی حتیٰ کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ کی بعثت کا وقت آیا تو وہ لڑکا ہمیں جس چیز کی اطلاع دیتا وہ جھوٹی ہوتی۔ ہم نے اس سے کہا کہ تو برباد ہو کیا بات ہے جو تو کہتا ہے وہ جھوٹ ہوتا ہے وہ بولا میں کچھ نہیں جانتا جس نے مجھے سچا کیا تھا اسی نے جھوٹا کیا ہے۔ تم میرے گھر میں مجھے تین دن تک قید کر دو پھر میرے پاس آؤ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ پھر تین دن کے بعد ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے اس کے مکان کو کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ایک انگارہ کی طرح ہے اور وہ بولا:۔

"اے گروہ فوس! آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا اور خیر الانبیاء ظہور پذیر ہو گئے ہیں۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ کہاں ظہور کیا ہے۔ وہ بولا، مکہ مکرمہ میں، اور اب میں مردہ ہوں تم لوگ مجھے ایک پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دینا کیونکہ میں آگ کو بھڑکاؤں گا جس وقت تم میرے آگ بھڑکانے کو دیکھو تو میرے تین پتھر مارنا اور ہر ایک پتھر کے ساتھ "باسمک اللّٰھم" کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور ساکن اور ٹھنڈا ہو جاؤں گا۔

چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور ہم منتظر رہے تا آنکہ ہمارے پاس حاجی آئے اور انہوں نے ہمیں آپ کی بعثت کے بارے میں مطلع کیا۔

ابن سعد، ابونعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ وحی سنی جاتی تھی جب اسلام آیا تو جنات روک دیئے گئے۔ بنی اسد میں سے سعیرہ نامی ایک عورت تھی اس کا ایک جن تابع تھا۔ جب جن نے دیکھا کہ وحی کی طاقت نہیں رہی تو وہ جن سعیرہ کے پاس آیا اور اس کے سینے میں داخل ہو کر چیخنے لگا کہ باہم معانقہ موقوف ہو گیا اور تلواریں بلند ہو گئیں اور ایسا امر آیا ہے کہ اس کی کسی میں طاقت نہیں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کو حرام کر دیا۔

بیہقی نے زہری سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو آسمان کی باتیں سننے سے ان ستاروں سے روک دیا، کہانت منقطع ہو گئی۔ اب کہانت میں سے کچھ باقی نہیں۔

واقدی اور ابونعیم نے نافع بن جبیر سے روایت کی ہے کہ شیاطین زمانہ فترت میں آسمان کی باتیں سنتے تھے اور ان پر شعلے نہیں مارے جاتے تھے۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے

توان پر شعلے مارے جانے لگے۔

واقدی اور ابونعیم نے عطار سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ شیاطین وحی کی باتیں سنتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث فرمایا تو شیاطین اس چیز سے روک دیئے گئے۔ انہوں نے اس امر کی ابلیس سے شکایت کی۔ وہ بولا کہ کوئی بڑا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہ ملعون جبل ابی قبیس پر چڑھا، اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں جاتا ہوں تاکہ معاذ اللہ آپؐ کی گردن توڑ دوں۔ چنانچہ وہ آیا تو جبریل امینؑ آپؐ کے پاس تھے۔ جبریل امین نے اس ملعون کے ٹھوکر مار کر فلاں فلاں مقام کی طرف پھینک دیا۔

واقدی اور ابونعیم نے مجاہد سے بھی ایسی ہی روایت کی۔

ابونعیم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو شیطان آپ کی طرف اپنا مکر و فریب کرنے کے لیے آیا تو جبریل امین اس پر لوٹ پڑے اور آپؐ کے شانہ سے اسے دور کر کے وادی اردن میں پھینک دیا۔

ابوالشیخ، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں سجدہ کی حالت میں تھے چنانچہ ابلیس لعین اس ارادہ سے آیا کہ آپ کی گردن مبارک کچل دے۔ جبریل امینؑ نے ایسی پھونک ماری کہ مردود کے قدم نہ ٹھہر سکے تا آنکہ مقام اردن میں پہنچ گیا۔

باب ۶۰

قرآن کا اعجاز

مشرکین قریش کا اعجازِ قرآنی کا اقرار کرنا اور یہ کہ قرآنِ کریم کلامِ بشر کے مشابہ نہیں اور ان حضرات کا بیان جو کہ قرآن کی وجہ سے مشرّف باسلام ہوئے

ارشاد خداوندی ہے:-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ط۔ (بنی اسرائیل آیت ۸۸)

اے نبیؐ! فرما دیجئے کہ اگر انسان اور جن مجتمع ہو کر بھی اس قرآن کے مثل لانے کی کوشش کریں تو اس کے مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔

اور مزید حق تعالےٰ نے فرمایا کہ:-

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ (الآیہ)

اگر تم کو، ہمارے اپنے بندۂ خاص پر نازل کیے ہوئے میں شک ہے تو اس کی مانند ایک سورۃ تو لے آؤ اور اپنے تمام شریکوں کو بلا لو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ اب اگر تم نہ کرسکو، اور ہرگز تم نہ کرسکو گے، تو آگ سے ڈرو .... (البقرہ۔ آیت ۲۴)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ۔

تو قرآن کی مانند ایک آیت ہی لے آؤ اگر سچے ہو۔

امام بخاریؒ، حضرت ابوہریرہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ انبیاء کرام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کو وہ شئی نہ دی گئی ہو جو کہ اس کے مثل ہے اور اس پر انسان ایمان لائے اور مجھے جو شئی دی گئی ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجی ہے۔ چنانچہ میں امید کرتا ہوں کہ تمام انبیاء کرام سے میرے پیروزائد ہوں گے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے معجزات ان کے زمانہ کے ختم ہونے کے ساتھ منقطع ہو گئے۔ چنانچہ ان معجزات کا انھیں حضرات نے مشاہدہ کیا ہے جو ان انبیاء کرام کے زمانہ میں موجود تھے اور قرآن کریم کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے اور قرآن کریم اپنے اسلوب اور بلاغت اور امور مغیبات کی خبر دینے میں خرق عادت ہے۔ زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہیں گزرتا مگر اس زمانہ میں ان اشیاء میں سے کسی نہ کسی شئی کا ظہور ہوتا ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نے اطلاع دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا اور یہ تمام چیزیں قرآن کریم کے صحت دعویٰ پر دلالت کرتی ہیں۔

اور یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ معجزات سابقہ حسی تھے ان کا نگاہوں سے مشاہدہ کیا جاتا تھا جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا برخلاف معجزہ قرآنی کے اس کا بصیرت سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ قرآن کریم کا بصیرت کی وجہ سے اتباع کرتے ہیں ان کی تعداد زائد ہوگی کیونکہ جس معجزہ کا نگاہوں سے مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ تو مشاہدہ کرنے والے کے گزر جانے سے منقطع ہو جاتا ہے اور جس چیز کا عقل کی آنکھ سے مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے جو لوگ اول مشاہدہ کرنے والے کے بعد آتے ہیں وہ ہمیشہ اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، ان دونوں قولوں کا انضمام کلام واحد میں ممکن ہے۔ اس لیے کہ دونوں قولوں کا ماحاصل ایک دوسرے کے منافی نہیں۔

حاکم، بیہقی نے عکرمہ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ولید بن مغیرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی اس سے اس پر رقت طاری ہوئی۔ اس چیز کی ابوجہل کو اطلاع ہوئی۔ ابوجہل اس کے پاس گیا اور بولا، چچا قوم تیرے لیے رقم جمع کرنا چاہتی ہے۔ ولید بولا کس لیے؟ ابوجہل نے کہا۔ تجھے دینے کے لیے جمع کرنا چاہتی ہے کیونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا اور جو شئی ان کے پاس ہے تو اس سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ سن کر ولید بولا کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ ابوجہل نے کہا، اچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ایسی بات بیان کر جس سے تیری قوم کو معلوم ہو کہ تو ان کا منکر ہے۔

ولید نے جواب دیا، بخدا میں کیا کہوں؟ تم میں کوئی شخص شعر رجز و قصیدہ میں مجھ سے زیادہ عالم نہیں اور نہ اشعار جن میں جو بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں وہ قطعاً اشعار سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی اور بخدا آپ جو بات بیان کرتے ہیں اس میں بڑی حلاوت اور بڑی خوبی اور خوش دلی ہے وہ

اس کا دامن پھلوں والا اور اسفل پھلوں سے لبریز ہے۔ وہ سب اقوال پر فائق اور اس پر کوئی قول فوقیت نہیں رکھتا اور وہ اپنے ماتحت قول کو ضعیف و پامال کرتا ہے۔ ابوجہل بولا، تیری قوم اس وقت تک تجھ سے راضی نہ ہوگی تاآنکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی بات کہے۔ ولید بولا، اچھا مجھے غور فکر کرنے کا موقع دو۔ چنانچہ ولید نے غور کرنے کے بعد کہا کہ "محمد کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ اتعاد الہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ذَرْنِىْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ (آیات۔ ۱۱-۲۶)

(پارہ: ۲۹۔ سورۃ المدثر۔ رکوع: ۱۔)

مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور اس کو کثرت سے مال دیا۔ اور پاس رہنے والے بیٹے۔ اور سب طرح کا سامان اس کے لیے مہیا کر دیا۔ پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے اور زیادہ دوں۔ ہرگز نہیں، وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے میں اس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا۔ اس شخص نے سوچا، پھر ایک بات تجویز کی۔ سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی۔ پھر اس پر خدا کی مار ہو۔
کیسی بات تجویز کی۔ پھر دیکھا۔ پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا۔ پھر منہ پھیرا اور تکبر کا مظاہر کیا۔ پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول۔ بس یہ تو آدمی کا کلام ہے۔ میں اس کو جلد ہی دوزخ میں داخل کردں گا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے عکرمہ اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کی ایک جماعت جمع ہوئی، ولید ان سب میں معمر تھا اور حج کا زمانہ بھی آگیا۔ ولید بولا عرب کے قاصد تم لوگوں کے پاس آئیں گے اور انہوں نے تمہارے اس صاحب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں سنا ہے لہٰذا اس بارے میں تم سب اتفاق رائے کرلو اور اختلاف کو چھوڑ دو کیونکہ اس صورت میں تم سے بعض بعض کی تکذیب اور تردید کریں گے۔

سب بولے، عبدالشمس تو ہی بیان کر اور ہمارے لیے کوئی ایسی رائے تجویز کردے جس پر ہم سب قائم رہیں۔ ولید بولا، بلکہ تم بیان کرو تاکہ میں سنوں کہ تم کیا کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا، تو ہم انھیںؐ کاہن

کہیں گے۔

ولید بولا، آپؐ کاہن نہیں ہیں۔ میں نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ وہ قول کاہنوں کے زمزمہ اور ان کے سحر سے تعلق نہیں رکھتا۔ لوگ بولے تو ہم مجنون کہیں گے۔ ولید بولا آپ مجنون نہیں ہیں۔ ہم نے جنون کو دیکھا اور پہچانا ہے۔ مجنون غصہ کی شدت، دل کی کھٹک اور وسوسہ سے بات کرتا ہے۔ آپ کی بات ایسی نہیں۔

لوگ بولے: "ہم شاعر کہیں گے۔" ولید بولا: "وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر اور اس کے رَجَز اور ہَزَج، قَرِیضَہ، مَقبُوضَہ اور مبسوطہ کو جانتے ہیں۔ آپ کا کلام شعر نہیں۔ لوگ بولے ہم یہ کہیں گے کہ آپ ساحر ہیں۔ ولید بولا، آپ ساحر نہیں، ہم نے ساحروں اور ان کے سحر کو دیکھا ہے۔ وہ قول ایسا نہیں جیسا کہ ساحر پھونکتے اور دم کرتے ہیں اور ان کے سحر کے عقدے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے اس سے کہا:۔

"اے ابو عبد شمس تو کیا کہتا ہے۔" ولید بولا واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی عجیب حلاوت ہے اور قول کی جڑ پھلوں سے لبریز اور اس کی شاخ تر و تازہ پھلدار ہے اور تم نے جو باتیں بیان کیں ان میں سے جو بات بھی بیان کرو گے اس کا باطل ہونا معلوم ہو جائے گا بلکہ انسب یہ ہے کہ تم یہ کہو ساحر ہیں اور عیاذ باللہ ایسے ساحر ہیں کہ انسان اور اس کے باپ اور اس کے بھائی اور اس کی بی بی، اور اس کے قبیلہ کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں۔ یہ سن کر سب ولید کے پاس سے منتشر ہو گئے۔ اور جب حج کا زمانہ آیا اور ہر طرف سے لوگ آنا شروع ہوئے تو وہ ان کے بہکانے کے لیے راستوں پر بیٹھ گئے اور جو بھی ان کے پاس سے گزرتا اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈراتے اور آپ کا اس سے تذکرہ کرتے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ولید کے بارے میں مذکورہ بالا آیات نازل فرمائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ کے پاس سے جو کلام لائے تھے ولید اس کے متعلق اور آپؐ کے بارے میں گفت و شنید کرتا تھا اور اس کے پاس بیٹھنے والے اس کے قول کی تعریف کیا کرتے تھے ان لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ "اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ" (الحجر آیت ۹۱) یعنی جن لوگوں نے قرآن کریم کے مختلف حصے بنا لیے آپ کے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے۔ یہ وہ گروہ ہے جو حضورؐ کے بارے میں اپنے ملاقاتیوں سے باتیں بناتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ عرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لے کر اس حج سے اپنے مقامات کو واپس ہو گئے اور تمام بلاد عرب میں آپ کا تذکرہ پھیل گیا۔

ابو نعیم نے عوفی اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ولید ابو بکر صدیق

کے پاس قرآن کریم کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے ولید کو مطلع کیا تو وہ قریش کے پاس گیا اور بولا ابن ابی کبشہ جو بات کہتا ہے وہ بڑی تعجب خیز ہے۔ بخدا نہ وہ شعر ہے اور نہ سحر اور نہ جنون جیسی بیہودہ بات ہے۔ یقیناً اس کا قول کلام الٰہی ہے۔

ابونعیم، سدی صغیر، کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید نے اپنی قوم سے کہا کہ کل حج میں سب آدمی جمع ہوں گے اور اس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات لوگوں میں پھیل گئی ہے اور کل کے دن سب تم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں دریافت کریں گے۔ تم انھیں کیا جواب دو گے۔ لوگ بولے ہم کہہ دیں گے مجنون ہے۔ غصہ کی شدت میں گفتگو کرتا ہے۔ ولید بولا، کہ لوگ حضورؐ کے پاس آئیں گے اور ان سے کلام کریں گے اور آپ کو عاقل فصیح اللسان پائیں گے تو تمہاری تکذیب کریں گے۔

قوم بولی ہم شاعر کہیں گے۔ ولید بولا۔ وہ عرب ہیں شعر کو نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شعر نہیں، وہ سب تمہیں جھوٹا قرار دیں گے۔

قوم بولی کہ ہم کہہ دیں گے یہ کاہن ہیں آئندہ ہونے والی باتیں بتاتے ہیں۔

ولید بولا، وہ لوگ کاہنوں سے ملے ہیں جس وقت وہ آپ کا قول سنیں گے اور اس کو کہانت کے مشابہ نہ پائیں گے تو تمھیں جھوٹا قرار دیں گے۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نضر بن حارث کلدہ کھڑا ہوا اور بولا کہ اے گروہ قریش بخدا تم پر ایسا امر نازل ہوا ہے کہ تم اس جیسے امر میں کبھی مبتلا نہیں ہوئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں کمسن، تم میں زائد پسندیدہ، اور تم میں زائد سچے اور امانت میں تم سب میں فائق تھے حتیٰ کہ جب تم نے ان کی کنپٹیوں میں سفیدی دیکھی تو جو شئے وہ تمہارے پاس لائے تم نے ان کو ساحر کہا۔ بخدا آپ ساحر نہیں ہیں۔ ہم نے جادوگروں اور ان کے سحر اور عقدوں کو دیکھا ہے۔ تم نے آپ کو کاہن کہا، واللہ وہ کاہن نہیں ہیں۔ ہم نے کاہنوں اور ان کے احوال کو دیکھا ہے اور ہم نے ان کا کلام سنا ہے تم نے کہا کہ آپ شاعر ہیں۔ واللہ آپ شاعر نہیں ہم نے شعر کو نقل کیا اور شعر کی کل اقسام اور اس کے رجز اور ہزج کو سنا ہے اور تم نے آپؐ کو مجنون بتایا بخدا آپ مجنون نہیں۔ ہم نے جنون کو دیکھا۔ یہ مجنون کی شدت غضب اور اس کا وسوسہ اور تخلیط نہیں ہے۔ گروہ قریش تم اپنے بارے میں غور کرو۔ بخدا تم پر ایک عظیم الشان امر نازل ہوا ہے۔

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ابوجہل اور قریش کی

جماعت بولی کہ ہم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر پھیل گیا تم ایسے شخص کو تلاش کرو جو سحر، کہانت، اور شعر سے واقف ہو وہ آپؐ سے جاکر گفتگو کرے اور پھر ہمارے پاس آکر آپ کے معاملہ کو بیان کرے۔ یہ سن کر عتبہ بولا کہ میں نے سحر کہانت اور شعر کو سنا ہے اور مجھے ان چیزوں میں بڑی مہارت ہے۔ اگر ایسی کوئی چیز ہے تو یہ مجھ پر مخفی نہیں رہے گی۔ چنانچہ عتبہ آپؐ کے پاس آیا اور آکر بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہتر ہیں یا ہاشم، آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب، آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ آپ نے عتبہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔

عتبہ بولا۔ "آپ کس وجہ سے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور ہمارے آباد کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ ریاست چاہتے ہیں تو ہم اپنے جھنڈے آپ کے پاس کھڑے کر دیں گے اور تاحیات آپ ہمارے سردار رہیں گے اور اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو قریش میں سے جن لڑکیوں سے آپ شادی کرنا چاہیں گے دس لڑکیاں ہم ان میں سے آپ کے نکاح میں دے دیں گے اور اگر آپ کو مال کی خواہش ہے تو ہم اپنے اموال میں سے اتنا مال آپ کے لیے جمع کر دیں گے۔ کہ آپ اور آپ کے بعد آپ کے پس ماندہ اس سے استعانت حاصل کریں۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش تھے۔ کوئی گفتگو نہیں فرمارہے تھے۔ جب عتبہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں کی تلاوت فرمائی:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

حٰمٓ ۝ۚ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ۚ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۝ۙ (الیٰ قولہ)

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۝ؕ

(پارہ ۲۴، سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ رکوع ۱۔ آیت ۱ تا ۱۳)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ۔ یہ کلام بڑے مہربان اور رحم والے کا اتارا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے عربی زبان میں قرآن دانشمندوں کے لیے ہے۔

(مزید آگے کی گیارہ آیات تک) پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپؐ کہہ دیجیے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔

یہ سن کر عتبہ نے اپنا منہ بند کر لیا اور آپ کو رحم کی قسم دلائی کہ آپ باز رہیں چنانچہ عتبہ اپنے متعلقین کی طرف نہیں گیا اور ان سے کنارہ کش ہوگیا۔ ابوجہل بولا اے گروہ قریش ہم عتبہ کو نہیں دیکھ رہے ہے۔ بظاہر عتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوگیا اور اسے آپ کا کلام پسند آگیا اور ایسا کسی حاجت کی وجہ سے اسے درپیش ہوئی ہے۔ ہمارے ساتھ عتبہ کے پاس چلو چنانچہ سب عتبہ کے پاس آئے۔ ابوجہل بولا۔ عتبہ بخدا ہم نے تیرے بارے میں یہ خیال کیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوگیا اور تجھے آپ کی بات

پسند آگئی اگر تجھے مال کی حاجت ہے تو ہم اموال میں سے تیرے لیے اتنا مال جمع کردیتے ہیں جو تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز کردے۔ یہ سن کر عتبہ غضبناک ہوگیا اور اس نے قسم کھائی کہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی گفتگو نہیں کروں گا اور بولا کہ تمہیں بخوبی معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن میں حضورؐ کی خدمت میں گیا تھا۔ آپ نے مجھے ایسی شیٔ کے ساتھ جواب دیا کہ بخدا نہ وہ سحر ہے اور نہ شعر و کہانت ہے۔ آپ نے یہ تلاوت فرمائی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تا صَاعِقَۃً مِّثْلَ صَاعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ الخ میں نے اپنا منہ بند کرلیا اور آپ کو رحم کی قسم دلائی تاکہ آپ رک جائیں۔ اور تم بخوبی جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی بات بیان فرماتے ہیں غلط نہیں فرماتے۔ مجھے اس بات کا خدشہ ہوا کہ کہیں تم پر عذاب نازل ہو جائے۔

بیہقی، ابونعیم، محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ عتبہ بن ربیعہ نے ایک قریش سے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے یہ کہا۔ اے معشر قریش میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں اور بہت سے امور آپ کے سامنے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شاید آپ ان میں سے بعض چیزوں کو قبول کرلیں اور ہم سے باز رہیں۔

قریش بولے، اے ابوالولید تو ضرور جاکر آپ سے گفتگو کر۔ عتبہ کھڑا ہوا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پھر محمد بن کعب نے حسب سابق روایت بیان کی جو کچھ عتبہ وغیرہ نے مال وغیرہ کی پیش کش کی۔ چنانچہ جب گفتگو کر چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ ابوالولید تو فارغ ہوگیا۔ وہ بولا، جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اب مجھ سے سُن!"

عتبہ بولا، "فرمایئے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حٰمٓ کی تلاوت فرمائی۔ حضورؐ پڑھتے رہے اور عتبہ مبہوت ہو کر خاموشی کے ساتھ سنتا رہا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے کرکے اس پر ٹیک لگائی۔ تا آنکہ حضور آیت سجدہ پر پہنچے اور آپ نے سجدہ کیا۔ پھر آپؐ نے عتبہ سے دریافت کیا کہ اے ابوالولید! تو نے سُنا! عتبہ بولا، جی سنا۔ آپؐ نے فرمایا "بس تو یہ ہے تمہارے سوالوں کا جواب! اب جو تیری طبیعت چاہے اسے اختیار کرلے"۔

عتبہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ بعض بعض سے کہنے لگے ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ عتبہ جس منہ سے گیا تھا اس سے واپس نہیں آیا۔ عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے دریافت کیا،

عتبہ کیا خبر ہے۔ وہ بولا۔

"واللہ میں نے ایسا کلام سنا ہے اس جیسا کلام کبھی سننے میں نہیں آیا تھا۔ واللہ وہ قول نہ شعر ہے نہ سحر ہے نہ کہانت ہے۔ گروہ قریش میں تم سے جو کچھ بیان کرتا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔ اس شخص کے درمیان اور جس چیز میں یہ مرد (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے درمیان مجھے رہنے دو اور ان کو یکسو رہنے دو۔ جو قول میں نے آپ سے سنا ہے واللہ اس کی ضرور ایک عظیم الشان بات ہونے والی ہے۔ اگر عرب لوگ ان کو کوئی صدمہ پہنچائیں تو تم اپنے غیر کی ساتھ ان کی کفایت کر وگے اور اگر یہ ملک عرب پر غلبہ کریں گے تو ان کا ملک تمہارا ملک ہوگا اور ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور اس بناء پر تم اسعد الناس بن جاؤ گے۔"

یہ سن کر حاضرین کہنے لگے" واللہ اے ابو الولید انہوں نے اپنی زبان سے تجھ پر جادو کر دیا ہے۔"

عتبہ بولا،" تمہارے حق میں میری رائے یہی ہے۔ اب تم جو مناسب سمجھو سو کرو۔"

بیہقی، ابو نعیم نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے سامنے حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم کی تلاوت فرمائی تو عتبہ نے اپنے ساتھیوں سے آکر کہا:۔

" اے میری قوم! آج کے دن تم میری بات پر عمل کرلو۔ بعد میں میری نافرمانی کرلینا۔ بخدا میں نے ان سے ایسا کلام سنا کہ میرے کانوں نے اس جیسا کلام کبھی نہیں سنا تھا اور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں انھیں کیا جواب دوں۔"

ابن اسحاق، اور بیہقی نے ابن شہاب زہری سے روایت کی کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ ابو جہل، ابو سفیان، اخنس بن شریک ایک رات اس ارادہ سے نکلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنیں۔ حضورؐ رات میں اپنے مکان میں نماز پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تاکہ آپ کی تلاوت سنے اور کسی کو ایک دوسرے کے بارے کوئی علم نہ تھا کہ فلاں کہاں بیٹھا ہے اور فلاں کہاں بیٹھا ہے یہ سب رات کو حضورؐ کی قرأت سنتے رہے۔ چنانچہ جب صبح صادق طلوع ہوئی تو یہ سب منتشر ہوگئے اور ایک راستہ میں سب جاکر ملے جب ایک نے دوسرے کو دیکھا تو آپس میں ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے پھر مت جانا اگر تمہارے کم عقل لوگوں میں کوئی تمہیں دیکھ لے گا تو اس کے دل میں تمہاری طرف سے کوئی بات پیدا ہوگی۔ چنانچہ یہ کہہ کر سب لوٹ گئے جب دوسری رات ہوئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر پھر گیا اور رات بھر آپ کی قرأت سنتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پھر یہ منتشر ہوئے اور ایک راستہ میں جمع ہوئے پھر حسب سابق گفت وشنید کرکے اپنے گھروں کو واپس ہوگئے۔ جب

تیسری رات ہوئی تو پھر ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر واپس آیا اور سب آپ کی تلاوت سنتے رہے تا آنکہ صبح صادق طلوع ہوئی تو سب منتشر ہوئے اور ایک راستہ میں جمع ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ ہم اس وقت یہاں سے نہیں ٹلیں گے تا آنکہ اس پر معاہدہ نہ کرلیں کہ پھر آپ کا کلام سننے نہ آئیں گے چنانچہ سب نے اس پر معاہدہ کیا۔ اس کے بعد منتشر ہو گئے۔ اخنس بن شریق جب صبح کو اٹھا تو اپنی لاٹھی لی اور اپنے مکان سے چلا تا آنکہ ابوسفیان کے مکان پر آیا اور ان سے بولا۔

"ابوحنظلہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شئی سنی ہے اس کے بارے میں جو تیری رائے ہے وہ مجھ سے بیان کر۔"

ابوسفیان بولا، ابوثعلبہ میں نے ان اشیاء کو سنا ہے جن کو میں جانتا ہوں اور ان اشیاء کے ساتھ جن امور کا ارادہ کیا گیا ہے، ان کو بھی جانتا ہوں۔ اخنس قسم کھا کر بولا کہ میں بھی ان کو جانتا ہوں۔ اس کے بعد اخنس ابوسفیان کے پاس سے چلا اور ابوجہل کے پاس آیا اور اس کے مکان میں داخل ہوا اور دریافت کیا کہ ابوالحکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شئی تو نے سنی ہے اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے! ابوجہل بولا میں نے کیا سنا ایسے سنو ہم اور بنی عبد مناف شرافت میں لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو کھانا کھلایا، ہم نے بھی کھانا کھلایا ہے۔ انہوں نے سواریاں دیں ہم نے بھی سواریاں دی ہیں۔ انہوں نے بھی بخششیں کیں، ہم نے بھی کی ہیں۔ یہاں تک وہ اور ہم، ہم پلہ تھے۔ ہم اور بنی عبد مناف گھڑ دوڑ کے دو گھوڑے تھے۔ اور برابری کا دعویٰ کرتے تھے۔ بنی عبد مناف بولے۔ ہم لوگوں میں نبی ہے۔ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ یہ بات جب ہم پائیں گے واللہ ہم اس نبی پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔" یہ سن کر اخنس بن شریق کھڑا ہو گیا۔

بیہقی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی۔ کہ سب سے پہلے دن جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ وہ دن وہ تھا کہ میں اور ابوجہل بن ہشام مکہ مکرمہ کی بعض گلیوں میں جا رہے تھے۔ اچانک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ حضور نے ابوجہل سے فرمایا "ابوالحکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف آ، میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔" ابوجہل نے جواب دیا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آئیں گے۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی۔ تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی۔ بخدا اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آپ جو کہتے ہیں وہ برحق ہے تو میں آپ کی اتباع کر دوں گا۔"

یہ سن کر حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو گئے۔ پھر ابوجہل مجھ سے مخاطب ہو کر بولا "واللہ! میں

جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بیان کرتے ہیں وہ برحق ہے، لیکن بات یہ ہے کہ بنی قصی نے کہا ہم میں حجابت ہے۔ ہم نے کہا، جی ہاں۔ بنی قصی بولے، ہم میں دار الندوہ ہے۔ ہم نے کہا۔ بیشک۔ بنی قصی بولے ہم میں جھنڈا ہے۔ ہم نے کہا۔ جی ہاں۔ بنی قصی بولے ہم میں سقایہ ہے۔ ہم نے کہا بیشک۔ بنی قصی نے لوگوں کو کھانا کھلایا، ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ چنانچہ جبکہ ان کے اور ہمارے زانو ایک دوسرے سے رگڑ کھانے لگے یعنی ہم پلہ ہو گئے تو وہ بولے کہ ہم میں نبی ہے۔ واللہ میں اس کی تصدیق نہ کروں گا۔"

مسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کی کہ میرا بھائی انیس مکہ مکرمہ آیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور بولا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک شخص سے ملاقات کی ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے انیس سے دریافت کیا کہ لوگ آپ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ وہ بولا، "لوگ آپ کو شاعر، ساحر، اور کاہن کہتے ہیں۔" اور انیس بھی شاعروں میں سے ایک شاعر تھے۔ انیس بولے، "میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے جو کلام آپ بیان کرتے ہیں وہ کاہنوں جیسا نہیں ہے اور میں نے ان کے قول کو اوزان شعر سے موازنہ کیا۔ واللہ وہ قول کسی کی زبان سے مناسبت نہیں رکھتا کہ وہ شعر ہو۔ بخدا وہ صادق ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔"

ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں روانہ ہوا تاآنکہ مکہ مکرمہ پہنچا اور میں نے مکہ مکرمہ میں تیس دن اور تیس راتوں تک قیام کیا اور میرے پاس زمزم کے پانی کے علاوہ اور کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ میں زمزم کے پانی سے موٹا ہو گیا اور فربہی سے میرے پیٹ کی بٹوں میں شکنیں پڑ گئیں اور میں نے اپنے جگر میں بھوک سے کمزوری اور لاغری محسوس نہیں کی۔

ابونعیم زہری سے روایت کی کہ اسعد بن زرارہ نے یوم العقبہ کے دن حضرت عباسؓ سے کہا کہ ہم نے قریب بعید اور ذی رحم سے قطع تعلق کر لیا اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اور آپ کاذب نہیں اور جو کلام آپ لائے ہیں وہ انسانوں کے کلام کے مشابہ نہیں۔

ابونعیم، ابن اسحاق سے اور وہ اسحاق بن یسار، بنو سلمہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ جب بنی سلمہ کے نوجوان مشرف باسلام ہو گئے تو عمرو بن جموح نے اپنے لڑکے سے کہا۔ تو نے اس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام سنا ہے۔ اس سے مجھے بھی مطلع کر۔ اس نے عمرو بن جموح کے سامنے سورۂ فاتحہ صراط مستقیم تک پڑھی۔ عمرو بولا، یہ کس قدر احسن اور اجمل کلام ہے اور دریافت کیا کہ کیا سارا کلام ان کا ایسا ہی ہے۔ لڑکے نے جواب دیا، ابا جان اس سے بھی احسن ہے۔

ابن سعد شعبی، زہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے قیس بن نسیبہ نامی ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کا کلام سنا اور کچھ باتیں آپ سے دریافت کیں آپ نے ان کا جواب دیا وہ مشرف باسلام ہوگیا اور اپنی قوم کی طرف واپس آیا۔ اپنی قوم سے آکر کہا میں نے روم کی خبریں اور فارس کی نرم باتیں، اشعار عرب، کاہن کی کہانت اور حمیر کی بڑی باتیں کرنے والوں کا کلام سنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان لوگوں کی باتوں کے قطعاً مشابہ نہیں۔ تم میری بات پر عمل کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ چنانچہ وہ لوگ فتح مکہ کے سال آئے اور مشرف باسلام ہوگئے اور وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

باب ۶۱

وجوہِ اعجازِ قرآن

تمام عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ ایسا معجزہ ہے کہ کوئی فرد بشر بھی اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں رکھتا۔ باوجودیکہ اس کے مقابلہ کا اعلان کیا گیا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ۔ (توبہ آیت ۶)

ترجمہ:- اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ کی پناہ میں آنا چاہے تو اسے پناہ دیجئے تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے اور اگر کلام اللہ کا سننا اس پر حجت نہ ہوتا تو امور دین کلام اللہ کے سننے پر موقوف نہ ہوتے اور معجزہ کے علاوہ اور کسی چیز سے حجت قائم نہیں ہوسکتی نیز ارشاد خداوندی ہے

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ..... يُتْلٰى عَلَيْهِمْ۔ (عنکبوت آیت ۵۱-۵۰) کافر کہتے ہیں کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے کوئی خاص نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی۔ آپ فرما دیجئے نشانیوں کا نزول حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں تو صاف طور سے ڈرانے والا ہوں۔ کیا ان کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ان کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے مطلع فرما دیا کہ کتاب خداوندی نشانیوں میں سے ایک عظیم الشان نشانی ہے۔ اور دلالت میں کافی ہے اور اس کے علاوہ جو معجزات ہیں اور اس کے سوا انبیاء کرام سے جن معجزات کا ظہور رہا یہ قرآن کریم ان تمام معجزات کے قائم مقام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کو اہل عرب کے پاس لائے۔ حالانکہ وہ

نہایت فصیح اللسان اور خوش تقریر خطباء تھے اور انہیں اس کتاب سے مقابلہ کرنے اور اس کے مثل لانے کا چیلنج دیا گیا اور سالہا سال تک اس بات کی مہلت دی گئی مگر وہ اس کے مثل لانے پر قادر نہ ہو سکے جبکہ وہ کتاب خداوندی کے انوار کو بجھانے اور اس کے امور کو چھپانے کے حد درجہ حریص تھے۔ اگر وہ معارضہ کی قدرت رکھتے تو کتاب الٰہی کا معارضہ کر کے قطع حجت کر دیتے اور ان میں سے کسی کے بارے میں منقول نہیں کہ کسی نے معارضہ کا قصد وارادہ کیا ہو بلکہ وہ کبھی عناد اور کبھی استہزا کی طرف مائل ہو گئے اور گاہے جادو اور گاہے شعر کہنے لگے۔ اور کبھی کہتے لگے کہ پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ یہ سب حیرانی اور لاجواب ہونے کی باتیں تھیں۔ غرضیکہ وہ مجبوراً اس چیز پر راضی ہو گئے، کہ ان کی گردنوں پر تلوار کو حاکم بنایا جائے اور ان کی اولاد اور بیبیاں قید کی جائیں اور ان کا مال مباح سمجھا جائے حالانکہ وہ بڑے باغیرت اور صاحب حمیت تھے۔ اگر کتاب خداوندی کے مثل لانا ان کے قبضۂ قدرت میں ہوتا تو وہ یقیناً اس کی طرف سبقت کرتے کیونکہ یہ چیز ان کے لیے آسان تھی۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا درآنحالیکہ عرب میں اکثر شعراء اور خطیب اور بہت بڑے لغت دان تھے اور ان کے پاس الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں دور اور نزدیک والے کو مقابلہ کے لیے بلایا اور اس کے بعد ان کے لیے جنگ قائم کی باوجودیکہ عرب کثیر الکلام اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے۔

اور ان میں شعراء و خطباء کی کثرت تھی۔ یہ چیز عاقل کے لیے قوم عرب کے عاجز ہونے پر صراحتہً دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اگر اہل عرب میں جرأت ہوتی تو وہ ایک سورت اور کچھ آیتیں مقابلہ کے لیے پیش کرتے اور چیزیں آپ کے قول کو ناقص اور آپ کے امر کو فاسد اور آپ کے متبعین کو منتشر کرنے میں زائد زود اثر ہوتیں بجائے کہ ان لوگوں نے ان کے مقابلہ کے لیے اپنی جانیں دیں اپنے وطنوں سے نکلے اور اپنے مالوں کو خرچ کیا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں علماء کرام کے وجوہ اعجاز قرآن میں مختلف اقوال ہیں میں نے ان اقوال کو تفصیل کے ساتھ کتاب "الاتقان" میں ذکر کیا ہے۔ تلخیص یہاں بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ اعجاز قرآن مختلف وجوہ سے ثابت ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کا حسن تالیف اور اس کے کلمات کا باہم تناسب اور اس کی فصاحت ہے اور اس کے اعجاز کی وجوہات اور اس کی بلاغت ان عربوں کی عادت کے خلاف ہے جو میدان کلام کے شہسوار اور اس شان کے اہل ہیں اور ایک وجہ یہ کہ نظم قرآن کریم کی صورت عجیبہ اور اس کا اسلوب غریب کلام عرب کے اسلوبوں کے برخلاف ہے اور قرآن کریم کے نظم و نثر کا طریقہ جس پر کہ قرآن کریم

آیا ہے اور اس پر مقاطع آیات قرآنیہ موقوف ہیں اور اس کی طرف فواصل کلمات قرآنی منتہی ہوتے ہیں اس جیسی
نظیر اس سے پہلے اور بعد کبھی نہیں پائی گئی اور ایک وجہ اعجاز امور غیب کی خبر دینا اور جو شیئ موجود
نہیں اس کے بارے میں مطلع کرنا اور جس طرح اطلاع دی گئی ہے۔ اس کا اسی طرح ثابت ہونا اور
وجوہ اعجاز میں سے امم سالقہ اور شرائع سالقہ کے بارے میں مطلع کرنا درانحالیکہ ان خبروں میں سے
ایک خبر بھی کوئی شخص نہیں جانتا تھا الا یہ کہ علماء یہود میں سے وہ عالم جو اس خبر کے حاصل کرنے میں
اپنی پوری زندگی صرف کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان اخبار اور شرائع کو بعینہ اسی طرق پر بیان
فرماتے تھے جیسا کہ وہ تھیں۔ درآنحالیکہ آپ امی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور ایک وجہ
یہ کہ قرآن اخبار مافی الضمیر پر مشتمل ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے "إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا"
(آل عمران آیت ۱۲۲) اور وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ (مجادلہ آیت ۸) یعنی اپنے دلوں میں کہتے
ہیں کہ ہماری باتوں پر حق تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔) اور نیز بہت سی آیتیں قضایا ہیں قوم کو عاجز
کرنے اور اس بات سے مطلع کرنے کے بارے میں ہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ان سے ایسا کام سرزد
نہیں ہوا اور نہ انھیں اس کے کرنے کی قدرت حاصل ہوئی جیسا کہ یہود کے بارے میں ارشاد ہے "وَلَن
يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا" (البقرہ آیت ۹۹) اور وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ دواعی اور شدت حاجت کے باوجود عرب کا معارضہ
قرآنی کو ترک کر دینا اور ایک وجہ یہ کہ قرآن کریم کے سننے والوں کے دلوں میں قرآن کریم کے سننے کے
وقت خوف کا پیدا ہوتا اور مصیبت کا طاری ہونا جیسا کہ جبیر بن مطعم کو یہ صورت پیش آئی کہ انہوں نے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اس آیت کریمہ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ (طور آیت ۳۵) پر پہنچے۔ قریب تھا دل اڑ جائے۔ جبیر بیان
کرتے ہیں کہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کا وقار میرے دل میں پیدا ہوا اور ایک وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی
تلاوت کرنے والا اس کی تلاوت سے ملول نہیں ہوتا اور نہ سننے والے پر کوئی ناگواری ہوتی ہے بلکہ قرآن کریم کی
طرف متوجہ ہو جانا اس کی حلاوت کو پیدا کرتا ہے اور بار بار پڑھنے سے اس کی محبت پیدا ہوتی ہے اور قرآن کریم
کے علاوہ اور کلام کو بار بار پڑھنے سے ناگواری اور اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
قرآن کریم کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا اور ایک وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم دنیا
کی بقاء تک باقی رہنے والی ایک نشانی ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور یہ
کہ قرآن کریم ان علوم و معارف کو جامع ہے کہ کسی کتاب نے ان کو جمع نہیں کیا اور نہ اس کے علوم کا کسی
نے کلمات قلیلہ اور حروف معدودہ میں احاطہ کیا ہے اور وجوہ اعجاز میں قرآن کریم کا صفت جزالت

اور غدوبت کا جامع ہوتا ہے۔ جزالت اور غدوبت یہ دونوں ایسی متضاد صفتیں ہیں کہ عموماً بشر کے کلام میں جمع نہیں ہوتیں۔ اور ایک وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم آخری کتاب ہے اور اپنے علاوہ اور کتابوں سے بے نیاز ہے اور قرآن کریم کے علاوہ جتنی قدیم کتابیں وہ اکثر ایسے بیان کی محتاج ہیں کہ جن میں قرآن کریم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ہ" (سورہ النمل آیت ۷۶)

قاضی عیاض فرماتے ہیں: اول کی چار وجہیں اعجاز قرآنی معتمد علیہا ہیں اور باقی وجوہات خصائص قرآن میں سے ہیں جن کا ذکر ہو چکا اور قرآن کریم کے خصائص میں سے یہ چیز باقی رہ گئی کہ وہ سات لغات پر نازل ہوا اور یہ کہ قرآن کریم کا حفظ کر لینا آسان ہے اور باقی کتابیں ان تینوں خصوصیات میں قرآن کریم کے برعکس ہیں۔ مصنف فرماتے ہیں۔ پہلی دو خصوصیتوں کو میں نے کتاب الاتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور قرآن کریم کی دیگر خصوصیات کو ان خصائص کے ضمن میں بیان کروں گا جن کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام پر فوقیت حاصل ہے۔

فصل

قاضی عیاض فرماتے ہیں: وجوہ اعجاز قرآنی کے معلوم ہو جانے کے بعد تم پر یہ امر آشکارا ہو گیا ہو گا کہ معجزات قرآنیہ کی تعداد ہزار دو ہزار اور اس سے زائد میں منحصر نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب سے قرآن کریم کی ایک سورت لانے کے لیے کہا تو وہ اس سے عاجز ہو گئے۔ علماء فرماتے ہیں سب سے چھوٹی سورت انا اعطیناک الکوثر ہے۔ قرآن کریم کی ہر ایک آیت یا چند آیتیں اس کی تعداد اور مقدار کے اعتبار سے معجزہ ہیں اور نفس آیات خود معجزات ہیں جیسا کہ بیان ہوا۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ جس وقت سورۂ کوثر کے کلمات شمار کرو گے تو دس اوپر کلمات پاؤ گے۔ علماء کرام نے کلمات قرآن کریم کو شمار کیا ہے تو وہ ستتر ہزار نو سو چونتیس ۳۴ کلمات ہیں اور جو مقدار کہ معجزہ ہے وہ تقریباً سات ہزار ہو گی اور ان سات ہزار کو جب آٹھ وجہوں میں ضرب دو گے کہ وہ اوّل کی دو وجہیں اور ساتویں آٹھویں نویں دسویں گیارہویں بارھویں وجوہات ہیں۔ تو چھپن ۵۶ ہزار معجزات ہوں گے اور اگر ان کے ساتھ تیسری چوتھی پانچویں اور چھٹی وجوہات کو بھی جملۂ وافرہ کے طور پر منضم کر دیا جائے تو معجزاتِ قرآنی ساٹھ ہزار یا اس سے زائد ہوں گے اور جو شخص اول دو وجہوں کے اعتبار سے معجزات قرآنی سے واقف ہونا چاہے تو ہماری کتاب اتقان اور پھر اسرار التنزیل کا مطالعہ کرے تو اس سے اس کی تشنگی دور ہو جائے گی اور میں نے آیت کریمہ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (البقرہ ۲۵۷) سے ایک سو بیس انواع

استخراج کیے ہیں اور میں نے اس آیت کریمہ کو اپنی تصنیف میں علیحدہ بیان کیا ہے۔ اس کا مطالعہ کرو۔

فصل

امام احمد نے عقبہ بن عامر سے حضورؐ کا فرمان نقل کیا ہے کہ اگر قرآن کریم چمڑے میں ہوگا تو اس چمڑے کو آگ نہیں جلائے گی۔

طبرانی نے اس حدیث کو سہل بن سعد سے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ اس چمڑے کو آگ مس نہ کرے گی اور نیز طبرانی نے عصمۃ بن مالک سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ اگر قرآن کریم کو چمڑے میں جمع کیا جائے تو اسے آگ نہیں چھوئے گی۔ ابن اثیر نہایۃ الغریب میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ خاص تھا۔

باب ۶۲

نزولِ وحی کے وقت ظہورِ معجزات

ابن ابی داؤد نے "کتاب المصاحف" میں ابوجعفر سے روایت کی، کہ جبریل امین جب حضورؐ کے ساتھ مناجات کرتے تو ابوبکر صدیق اس کو سنتے تھے مگر جبریل امین کو نہیں دیکھتے تھے۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی، کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم ایسی آواز سنتے تھے جیسا کہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے چہرۂ انور کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز سنی جاتی تھی۔

بخاری، مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حارث بن ہشام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، گاہے گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے پھر وہ مجھ سے منقطع ہوجاتی ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہو میں اسے محفوظ کرلیتا ہوں اور گاہے فرشتہ انسانی شکل میں میرے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے محفوظ کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سخت سردی کے دن میں میں نے آپ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے کہ وحی آپ سے منقطع ہوجاتی تھی اور آپ کی پیشانی مبارک پسینہ سے عرق عرق ہوتی تھی۔

ابن سعد نے ابوسلمہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح سے آتی تھی۔ اوّل یہ کہ جبریل میرے پاس وحی لاتے تھے اور وہ اس کا القاء میری طرف اس طرح کرتے تھے جیسا کہ کوئی مرد کسی مرد کی طرف القاء کرتا ہے۔ پھر وہ مجھ سے منقطع ہوجاتی تھی دوسرے یہ کہ گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی حتیٰ کہ وہ میرے قلب میں مخالطت کرتی تھی اور وہ مجھ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔

مسلم حضرت بن صامتؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ پر اس سے سختی ہوتی تھی اور چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی

تو آپ پر اس سے ثقل محسوس ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (مزمل آیت ۵) یعنی بے شک ہم نے آپؐ پر بھاری قول القا کیا۔

ابونعیم نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر اس سے شدت محسوس ہوتی تھی اور آپ کی پیشانی مبارک پر موتیوں کی لڑی کی طرح پسینہ ٹپکنے لگتا تھا اگرچہ سردی ہی کا زمانہ ہو۔

طبرانی نے زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا۔ جس وقت آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید تپ کی سی سردی محسوس ہوتی تھی اور آپ پر سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگتا تھا پھر وہ حالت آپؐ سے منقطع ہو جاتی اور میں وحی لکھتا اور مجھے املاء فرماتے تھے اور میں وحی کے لکھنے سے فارغ بھی نہیں ہوتا تھا کہ قرآن کریم کے ثقل سے میرے پاؤں کی یہ حالت ہوتی تھی کہ وہ ٹوٹ جائیں گے۔ چنانچہ میں اپنے دل میں کہنے لگتا تھا کہ میں اپنے پیروں سے کبھی نہیں چل سکوں گا۔

امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو صحابہ کرام آپؐ کے جسم مبارک کے رنگ کے تغیر سے اسے پہچان لیتے تھے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی آپ کا چہرۂ انور اور جسم مبارک متغیر ہو جاتا تھا اور آپ کے صحابہ آپ سے گفتگو کرنے سے رک جاتے تھے کوئی اس وقت آپ سے کلام نہیں کرتا تھا۔

امام احمد، طبرانی، ابونعیم سے ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وحی (کی شدت) محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں محسوس کرتا ہوں میں آواز سنتا ہوں اور اس وقت استقلال اختیار کرتا ہوں کسی مرتبہ بھی میرے اوپر وحی نازل نہیں کی جاتی مگر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس سے میری روح قبض ہو جائے گی۔

ابونعیم، فلتان بن عاصمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ کی نگاہ اور آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور جو شئی حق تعالیٰ کی طرف سے آتی اس کے لیے آپ کا کان اور آپ کا قلب مبارک فارغ رہتا تھا۔

بخاری و مسلم، ابونعیم، یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی حالت میں دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ اونٹ کی طرح خراٹے لے رہے

تھے۔ آپؐ کی آنکھیں اور پیشانی مبارک سرخ تھی۔

ابن سعد، ابوارویٰ دوسی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے۔ آپؐ اپنے اونٹ پر سوار تھے وہ اونٹ بیقرار ہو رہا تھا اور اس کی کلائیاں دوہری ہو جاتی تھیں حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ اونٹ کی کلائیاں ٹوٹ جائیں گی۔ وہ اونٹ اکثر بیٹھ جاتا اور اکثر ایسی حالت میں کھڑا ہوتا کہ وحی کے ثقل کی وجہ سے اپنے دونوں ہاتھوں کو میخ کی طرح تان دیتا تھا حتیٰ کہ وحی کی حالت آپؐ سے منقطع ہوئی اور آپ سے موتی کی طرح پسینہ بہ رہا تھا۔

امام احمد و بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے اور اس حالت میں آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو اونٹنی وحی کے ثقل کی وجہ سے اپنی گردن زمین پر رکھ دیتی تھی اور سخت سردی کے دن میں جس وقت آپؐ پر وحی آتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔

ابن سعد، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تو آپؐ اپنا سر مبارک ڈھک لیتے اور آپؐ کے چہرہ مبارک میں تغیر پیدا ہو جاتا تھا اور آپ اپنے آگے کے دانتوں میں ٹھنڈک محسوس فرماتے تھے اور آپ عرق آلود ہو جاتے حتیٰ کہ پسینہ موتیوں کی طرح بہنے لگتا تھا۔

احمد، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی "شعب الایمان" میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضورؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو دردسر کی شکایت ہو جاتی تھی اور آپ اپنے سر مبارک میں مہندی لگاتے تھے۔

ابن سعد، عکرمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو کچھ دیر تک آپؐ پر اونگھ کا سا ایسا غلبہ ہوتا تھا جیسا کہ سکرات کی حالت ہوتی ہے۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جس وقت حضورؐ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کوئی آپؐ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا تاآنکہ وحی پوری ہو جاتی۔

باب ۶۳

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کہ آپ نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا پہلی مرتبہ تو حضورؐ نے خود جبریل امین سے ان کی اصلی صورت پر دیکھنے کے لیے کہا۔ چنانچہ جبریل امین نے افق کو گھیر لیا۔ اور دوسری مرتبہ آپؐ نے شب معراج میں جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔

امام احمدؒ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے ہر ایک بازو ایسا تھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا اور ان کے بازو سے مختلف رنگ کی چیزیں موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔ حق تعالیٰ ہی ان کی حقیقت سے واقف ہے۔

احمد اور طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ امین سے ان کی اصلی صورت میں دیکھنے کے لیے کہا۔ جبریلؑ امینؑ نے کہا، اپنے پروردگار سے دعا کیجئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی مشرق کی جانب سے ایسی سیاہی ظاہر ہوئی کہ وہ بلند اور منتشر ہونے لگی۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ امین کو ان کی اس صورت میں جس پر وہ پیدا کیے گئے دو مرتبہ کے علاوہ اور کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے جبریلؑ امین کو ایسی حالت میں دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں۔ ان کی جسامت عظیمہ نے آسمان و زمین کے درمیانی حصہ کو گھیر رکھا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل امین کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ آسمان و زمین کا درمیانی حصہ ان سے بھر گیا۔ ان کے جسم پر سندس کا لباس تھا جس میں موتی اور یاقوت لٹک رہے تھے۔

ابوشیخ نے "العظمۃ" میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین

سے فرمایا کہ میں آپ کو آپ کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جبریل امین نے اپنے بازوؤں میں سے ایک بازو کو پھیلایا کہ اس نے آسمان کے کنارہ کو گھیر لیا۔ حتیٰ کہ آسمان میں سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے جبریل امین کو دیکھا۔ ان کے موتیوں کے چھ سو بازو تھے۔ انہوں ان بازوؤں کو موروں کے پروں کی طرح پھیلایا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امینؑ کو سبز حلّہ میں دیکھا۔ انہوں نے آسمان و زمین کے درمیانی حصہ کو گھیر رکھا تھا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ حضورؐ نے جبریل امینؑ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں قدم سدرہ پر معلق تھے اور سدرہ پر ایسے موتی تھے جیسا کہ سبزیوں پر بارش کے قطرے ہوتے ہیں۔

ابوالشیخ نے حضرت شرح بن علبید سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آسمان پر تشریف لے گئے تو جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اور ان کے بازوؤں پر زمرد موتی اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ جبریل امین کی آنکھوں کے درمیان جو فاصلہ ہے اس نے افق کو گھیر لیا ہے اور اس سے قبل ہی جبریل امین کو مختلف صورتوں میں دیکھا کرتا تھا اور اکثر میں جبریل امین کو دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھتا تھا اور کا ہے میں انھیں اس طرح دیکھتا تھا جیسا کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو چھلنی کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔

ابن سعد اور نسائیؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جبریل امینؑ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ کلبی کی شکل میں آیا کرتے تھے۔

طبرانی ——— حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امینؑ میرے پاس دحیہ کلبی کی شکل میں آیا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ دحیہ حسین و جمیل شخص تھے۔

الثعلبی "تاریخ" میں عوانہ بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اجمل الناس وہ شخص ہے جس کی شکل میں جبریل امین تشریف لائیں۔

باب ۶۴

ان خصائص و معجزات کا بیان جو بعثت و ہجرت کے درمیان مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوئے

درخت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنا

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، دارمی، بیہقی اور ابونعیم نے بطریق اعمش، انسؓ سے روایت کی ہے کہ جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ مکہ مکرمہ سے باہر تھے۔ اہلِ مکہ نے آپ کو خون آلود کر دیا تھا۔ جبریل امین نے دریافت کیا کیا ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھے زخمی کر دیا اور یہ کہا اور ایسا کیا۔

جبریلؑ بولے "کیا آپؐ کوئی نشانی دیکھنا چاہتے ہیں؟"

آپؐ نے فرمایا "جی ہاں"۔

جبریلؑ نے فرمایا، اس درخت کو بلایئے۔ آپؐ نے اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جبریلؑ بولے، اسے واپس ہونے کا حکم دیجئے۔ آپؐ نے درخت سے فرمایا کہ اپنی جگہ واپس ہو جا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ واپس ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، بس مجھے یہ کافی ہے۔

بیہقی نے حضرت حسنؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اور آپ اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے جس قدر منظور خدا تھا غمگین تھے۔ آپؐ نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز دکھا جس سے مجھے اطمینان ہو اور یہ غم و تکلیف مجھ سے دور ہو۔ حق تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اس درخت کی شاخوں میں سے جس شاخ کو آپ اپنی طرف بلانا چاہیں بُلایئے۔ آپؐ نے ایک شاخ کو بلایا، وہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہوئی اور حضورؐ کے پاس آ گئی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا اپنی جگہ واپس ہو جا۔ چنانچہ وہ شاخ لوٹی اور اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور آپ کا قلب مبارک مطمئن ہو گیا اور آپ واپس تشریف لے آئے۔

ابن سعد، ابویعلی، بزار، بیہقی، اور ابونعیم حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم مقام حجون میں اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے غمگین تھے۔ آپ نے دعا فرمائی الٰہ العالمین آج کے دن مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا کہ اس کے بعد جو شخص بھی میری تکذیب کرے میں اس کی پروا نہ کروں۔ آپؐ کو حکم ہوا آپؐ نے وادی کے ایک جانب سے ایک درخت کو بلایا، وہ زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور آپ کو سلام کیا۔ پھر آپؐ نے اس درخت کو واپس ہونے کا حکم دیا وہ اپنی جگہ واپس ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا، اس کے بعد میری قوم میں سے جو میری تکذیب کرے گا میں اس کی پروا نہ کروں گا۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔

ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور آپؐ کو ایسے صحرا کے کنارے کی طرف لے گئے جس میں بہت سے درخت تھے اور آپ سے فرمایا آپ جس درخت کو بلانا چاہیں بلایئے۔ چنانچہ آپ نے ایک درخت کو بلایا۔ وہ آکر آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا آپؐ حق پر ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کم عمر بکری کا دودھ نکالنا

طیالسی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، اور ابونعیم ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بلوغ کے قریب تھا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں مکہ مکرمہ میں چرایا کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ مشرکین سے بھاگ کر میرے پاس آئے۔ دونوں حضرات نے مجھے کہا "اے لڑکے تیرے پاس دودھ ہے۔ تو ہمیں پلائے گا؟" میں نے کہا، "امانت دار ہوں"۔ آپ دونوں حضرات نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی نئی عمر والی بکری ہے کہ نر نے ابھی تک جس سے جفتی نہ کی ہو؟ میں نے عرض کیا، "جی ہاں"۔ میں ایسی بکری دونوں حضرات کے پاس لے کر آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کے پیر باندھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں کو پکڑا اور ملنا شروع کیا اور دعا فرمائی۔ اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے پاس ایک ایسا پتھر لائے جس میں گڑھا تھا۔ حضورؐ نے اس پتھر میں دودھ نکالا پھر آپؐ نے اور حضرت ابوبکرؓ نے دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا۔ پھر آپؐ نے بکری کے تھنوں سے سکڑنے کے لیے کہا وہ سکڑ کر حسب سابق ہوگئے۔

حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کا خواب

ابن سعد اور بیہقی، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن سعید بن العاص پہلے ہی اسلام لے آئے تھے اور اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے اور ان کے اسلام کی ابتدا یہ ہوئی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کو دوزخ کے کنارہ پر کھڑا کیا گیا پھر

خالد نے دوزخ کی اتنی وسعت بیان کی کہ حق تعالیٰ ہی اسے جانتا ہے اور خواب میں دیکھا کہ ان کا باپ ان کو دوزخ میں ڈال رہا ہے اور حضورؐ ان کی دونوں سرینیں پکڑے ہوئے ہیں تاکہ وہ دوزخ میں نہ گریں۔ خالد اپنے خواب سے ڈر گئے اور بولے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے۔ چنانچہ خالد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے خواب بیان کیا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا، میں تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تم ان کا اتباع کرو۔ خالد حضورؐ کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، وحدہٗ لاشریک کی طرف اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو جو پتھروں کی عبادت کرتا ہے کہ وہ نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نفع و نقصان کچھ نہیں پہنچا سکتے اور ان کو یہ خبر نہیں کہ کون ان کی عبادت کرنے والا ہے اور کون ان کی عبادت نہیں کر رہا۔ ان کی پرستش کو چھوڑ دے۔ خالد مشرف باسلام ہو گئے۔ ان کے باپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان کی تلاش کے لیے آدمی بھیجا اور ان کو دھمکایا اور مارا اور بولا کہ میں تیری روزی بند کر دوں گا۔ خالد بولے تو میری روزی بند کر دے گا تو مجھے کوئی مضائقہ نہیں۔ حق تعالیٰ مجھے اتنی روزی دے گا کہ میں اس سے اپنی زندگی بسر کر لوں گا۔

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کی کہ خالد بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ کی بعثت سے قبل ہی میں نے اپنے خواب میں ایک ایسی تاریکی دیکھی کہ اس نے پورے مکہ مکرمہ کو گھیر لیا۔ اس تاریکی میں نہ کوئی پہاڑ منظر آتا تھا اور نہ کوئی نرم زمین۔ اس کے بعد میں نے ایسا نور دیکھا جو چراغ کی روشنی کی طرح زمزم سے نکلا اور جس قدر وہ بلند ہوتا بڑا ہوتا اور پھیلتا جاتا تھا حتیٰ کہ وہ بہت ہی بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے جو شیئ مجھے منور نظر آئی وہ بیت اللہ تھا۔ پھر وہ نور اس قدر عظیم ہوا کہ ہر ایک نرم زمین اور پہاڑ اس میں نظر آنے لگا۔ اس کے بعد وہ نور آسمان پر بلند ہوا اور پھر نیچے اترا حتیٰ کہ یثرب کے نخلستان مجھ پر روشن ہو گئے کہ ان میں گدری کھجوریں تھیں اور میں نے سنا کہ ایک کہنے والا اس نور میں کہہ رہا تھا پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات کلمہ پورا ہو گیا ابن مارد، ادرج واکمہ کے درمیان ہضبتہ الحصاء کے درمیان ہلاک ہو گیا۔ یہ امت سعید ہو گئی۔ امیوں کا نبی آیا اور کتاب اپنی میعاد کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی والوں کو دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کر لیں گے۔ تین عذاب باقی رہ گئے ہیں۔ دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ خالد نے اس واقعہ کو اپنے بھائی عمرو بن سعید سے بیان کیا وہ بولا تم نے عجیب چیز دیکھی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا ظہور بنی عبدالمطلب سے ہو گا کیونکہ تم نے نور کو زمزم سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو دار قطنی نے الافراد میں نقل کیا ہے اور ابن عساکر نے واقدی، اسماعیل بن ابراہیم، موسیٰ بن عقبہ، ام خالد بنت سعید بن العاص سے نقل کیا ہے اور اس کے اخیر میں یہ زیادتی ہے کہ خالد نے کہا کہ یہ امر وہی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی اور ام خالد بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے میرے والد مشرف باسلام ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے خواب کو حضور سے بیان کیا حضور نے فرمایا، خالد بخدا وہ نور میں ہی ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ چنانچہ خالد مشرف باسلام ہو گئے۔

حضرت سعدرضؓ بن ابی وقاص کا خواب

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے تین سال قبل خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک ایسی تاریکی میں ہوں کہ کوئی شیئ نظر نہیں آرہی اچانک میرے سامنے ایک چاند روشن ہو گیا۔ میں اس کے پیچھے ہو لیا اور میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس چاند کی طرف مجھ سے پہلے سبقت کر گئے۔ میں ان لوگوں میں زید بن حارثہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کو دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں ان حضرات سے دریافت کر رہا ہوں کہ تم اس طرف کب آئے۔ وہ بولے ابھی آئے ہیں۔ پھر مجھے یہ اطلاع ملی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی طرف خفیہ طریقہ پر دعوت دیتے ہیں۔ میں نے اجیاد کی گھاٹیوں میں آپ سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس چیز کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ چنانچہ میں نے اس بات کی گواہی دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ آپ نے ایک پیالہ میں اپنی قوم کے چالیس افراد کو کھانا کھلایا اور وہ سیر ہو گئے

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (شعراء آیت ۲۱۴) نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا "اے علی! بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ لے کر تم کھانا تیار کرو اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا ہمارے لیے تیار رکھو اور پھر بنی عبدالمطلب کو جمع کرو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق سب تیار کر لیا۔ بنی عبدالمطلب جمع ہوئے۔ بنی عبدالمطلب اس وقت چالیس افراد تھے یا چالیس سے ایک کم یا ایک زیادہ ان میں آپ کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابو لہب بھی تھا۔ میں کھانے کا وہ پیالہ ان کے سامنے لے گیا۔ حضورؐ نے اس پیالہ میں سے گوشت کا ایک لمبا ٹکڑا لیا اور اپنے دندان مبارک سے اسے چیر کر پیالہ کے اطراف میں ڈال دیا اور ان لوگوں سے فرمایا، بسم اللہ، کھاؤ۔ چنانچہ سب نے

کھایا اور سیر ہو گئے اور ہم صرف انگلیوں ہی کے نشان دیکھتے تھے۔ حالانکہ کھانا بخدا اتنا کم تھا کہ اگر ان میں سے ایک ہی آدمی ہوتا تو وہ اتنا کھانا کھا جاتا۔ پھر آپ نے فرمایا، علی ان کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ جس پیالہ میں دودھ تھا میں وہ پیالہ ان کے پاس لے کر گیا۔ انہوں نے اس پیالہ میں سے دودھ پیا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ بخدا اگر ان میں سے ایک ہی آدمی ہوتا تو اتنا دودھ تنہا پی جاتا۔ جب حضورؐ نے ان لوگوں سے گفتگو کرنا چاہی تو ابولہب نے کلام میں سبقت کی اور بولا کہ تمہارے صاحب نے تم پر جادو کیا ہے۔ یہ سن کر سب منتشر ہو گئے۔ حضورؐ ان سے کلام نہ کر سکے۔

جب اگلا دن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علی کل کی طرح کھانا اور پینا تیار کرو۔ چنانچہ میں نے تیار کیا اور پھر ان لوگوں کو آپ کے پاس جمع کیا۔ حضورؐ نے جیسا کہ پہلے دن کیا تھا اسی طرح پھر کیا۔ چنانچہ ان سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"اے بنی عبد المطلب! میں عرب میں کسی نوجوان کو نہیں جانتا کہ وہ اپنی قوم کے پاس مجھ سے افضل ترین چیز لے کر آیا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کے امر کو لے کر آیا ہوں۔"

ابن اسحاق، بیہقی اور اس روایت کو ابونعیم نے بھی ابن اسحاق، عبد الغفار بن قاسم، نہال بن عمرو، عبد اللہ بن حارث کی سند سے نقل کیا۔

اعمش، نہال بن عمرو، عباد بن عبد اللہ نے نافع، سالم سے روایت کی کہ حضرت علی فرماتے ہیں حضورؐ نے حضرت خدیجہ کو حکم دیا۔ انہوں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا پھر آپ نے مجھ سے بنی عبد المطلب کو بلانے کے لیے کہا۔ میں نے چالیس آدمیوں کو دعوت دی۔ وہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے مجھے فرمایا، اپنا کھانا لاؤ۔ میں ان کے پاس اس قدر ثرید لے کر آیا کہ اگر ایک آدمی ہوتا تو وہ اتنا کھانا کھا جاتا۔ چنانچہ سب آدمیوں نے اس میں سے کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ ان کو دودھ پلاؤ۔ میں نے ان کو ایسے برتن سے دودھ پلایا کہ وہ ایک آدمی کے لیے کافی تھا۔ چنانچہ ان سب نے اس میں سے دودھ پیا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ ابولہب بولا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم پر جادو کیا ہے۔ یہ سن کر سب چلے گئے اور آپ ان کو دعوت نہ دے سکے۔ چنانچہ چند روز گزر گئے۔ پھر آپ نے ان لوگوں کے لیے پہلے کی طرح کھانا تیار کرایا اور مجھے حکم دیا۔ میں نے ان سب کو جمع کیا۔ چنانچہ سب نے کھایا، پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ جس امر پر میں ہوں اس پر کون میری معاونت کر سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کر سکتا ہوں اور میں ان سب میں کم سن تھا۔ سب خاموش رہے پھر سب نے ابوطالب سے کہا کہ اپنے بیٹے کو نہیں دیکھتے کیا کہتا ہے۔ ابوطالب بولے اسے

رہنے دو اس کا چچازاد بھائی خیر میں ہرگز چوک نہیں کرے گا۔ ابن سعد، ابونعیم نے بھی اسی طرح ربیعہ بن ناجذ عن علی کے طریق سے اور بطریق میسرۃ العبدی عن علی روایت نقل کی ہے۔ بیہقی نے روایت میں صاع کے بجائے ایک مد کا لفظ ہے۔

ابونعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں سے چالیس آدمیوں کو دعوت دی۔ ان میں سے ہر شخص ایک فرق[1] دودھ پینے والا اور ایک بکری کا گوشت کھانے والا تھا۔ حضورؐ نے ان کے سامنے بکری کے پائے رکھے۔ ان سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر میں ایک پیالہ دودھ کا لایا۔ ان سب نے پیا اور سیر ہو گئے۔

ابولہب بولا، آج کے دن جیسا جادو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا، علی جیسا تم نے کھانا پکوایا تھا ویسا ہی اگلے دن بھی کھانا پکواؤ۔ چنانچہ ان سب نے پھر اسی طرح کھایا جیساکہ پہلی مرتبہ کھایا تھا۔ اور اسی طرح پیا۔ پھر آپؐ نے ان کے سامنے جو کچھ پیش کرنا تھا وہ پیش کیا۔

ابونعیم، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب والوں کو جمع کیا وہ اس وقت چالیس افراد تھے۔ ان میں ایسے بھی آدمی تھے کہ جو ایک جوان بکری کا گوشت کھا لیتے اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا پی لیتے تھے۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بکری کے پائے کے واسطے فرمایا، حضرت علیؓ نے وہ تیار کرائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ حضورؐ نے ان میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اس میں سے تناول فرمایا پھر اس کو پیالہ کے اطراف میں ڈال دیا اور فرمایا دس دس افراد کھانے کے قریب آویں۔ قوم کے دس دس افراد کھانے کے قریب آئے اور کھا کر اٹھ گئے۔ پھر آپ نے دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس میں سے ایک گھونٹ پی کر ان کو دے دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پیو۔ ان سب نے پیا حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ ابولہب بولا اس شخص جیسا جادو تم پر کسی نے نہیں کیا۔ پھر اگلے روز آپؐ نے انھیں اسی طرح کے کھانے اور دودھ کے لیے دعوت دی۔ اس کے بعد ان سے کلام کی ابتداء فرمائی۔

زمین سے پانی کا نکلنا

ابن سعد نے حضرت عمرو بن سعید کی روایت کو بیان کیا کہ ابوطالب نے کہا کہ میں مقام ذوالمجاز میں اپنے بھتیجے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ

[1] آٹھ سیر کا پیمانہ

میں پیاسا ہوں اور میں نے اس کیفیت کو آپ سے نہیں بیان کیا اور میں سمجھتا تھا کہ جزع[1] کے علاوہ آپ کے پاس کوئی شئی نہیں ہے چنانچہ آپ نے اپنے قدموں کو پھیرا پھر اونٹ پر سے اترے اور فرمایا چچا کیا آپ پیاسے ہو گئے۔ میں نے کہا ہاں پیاسا ہوں پھر آپ اپنے پیچھے زمین کی طرف جھکے۔ یکایک میں نے پانی دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ چچا پانی پیو۔ میں نے پانی پیا۔

ابن عساکر اور اس روایت کو دوسرے طریق سے خطیب اور ابن عساکر نے بسند ابن جریر الطبری حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا زہیر بن سعد حدثنا ابن عوف عن عمرو بن سعید نقل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کی شفاء کے لیے دعا کرنا

ابو نعیم اور بیہقیؒ حضرت انس رضؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب بیمار ہو گئے۔ حضورؐ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ بولے کہ بھتیجے اپنے اس پروردگار سے جس کی تو عبادت کرتا ہے اس سے میری عافیت کے لیے دعا کر۔ آپ نے فرمایا " اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفا عطا فرما۔"

ابوطالب فوراً کھڑے ہو گئے گویا کہ رسی سے کھول دیئے گئے۔ ابوطالب بولے، بھتیجے! جس رب کی تو عبادت کرتا ہے وہ تیری بات قبول کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہاری درخواست قبول کرے گا۔

اس سند میں ہیثم راوی منفرد ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

ابوطالب کا حضورؐ کی برکت سے بارش کی دعا کرنا

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلہم بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں مسجد حرام میں گیا تو قریش کو دیکھا کہ وہ بارش کی دعا کرنے کے سلسلہ میں شور و غل کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ لات و عزیٰ کی طرف متوجہ ہو اور کوئی کہہ رہا تھا کہ منات جو تیسرا بت ہے اس کی طرف متوجہ ہو۔ ان میں سے ایک بوڑھے خوبرو صاحب جمال اور تجربہ کار شخص نے کہا، کیوں ایسی ہلاکت کی بات کرتے ہو۔ تم میں باقیات ابراہیم علیہ السلام اور خلاصہ اسماعیل علیہ السلام ہیں لوگوں نے اس سے کہا۔ تیری مراد ابوطالب ہیں۔ وہ بولا، جی ہاں! چنانچہ ہم سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے ابوطالب کے دروازہ پر جا کر دستک دی ہمارے پاس ایک خوبصورت شخص آیا۔ اس کے بدن پر ایک زرد تہمد تھا جیسے اس نے ہار کے طور پر اپنے گلے میں ڈال رکھا تھا۔ سب اس شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا، ابوطالب جنگل میں قحط ہو

[1] کچھ تھوڑا سا مال۔ کچھ تھوڑا سا پانی اور دودھ یہ چیز کا بقیہ

ہوگیا اور اہل وعیال قحط زدہ ہوگئے۔ بارش کی دعا کرنے کے لیے چلو۔ ابو طالب بولے، آفتاب کے زوال ہونے اور ہوا چلنے کا انتظار کرو۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو ابو طالب نکلے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا کہ وہ تاریکی کا آفتاب تھا اور سیاہ ابر اس سے ہٹ گیا تھا اور اس بچے کے چاروں طرف چھوٹے لڑکے تھے۔ ابو طالب نے اس لڑکے کو پکڑا اور اپنی پشت بیت اللہ کی طرف لگائی اور اس بچہ نے ابو طالب کی انگلی پکڑی اور اس کے چاروں طرف بچے جھک پڑے۔ اس وقت آسمان پر ابر کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا۔ بادل اس طرف سے اور اس طرف سے اٹھا اور پانی سے بھر گیا اور برسنے لگا۔ چنانچہ جنگلات میں سے پانی بہنے لگا اور شہر وصحرا سرسبز وشاداب ہوگئے۔ اسی بارے میں ابو طالب نے یہ اشعار کہے ؎

ترجمہ: "آپ ایسے پاک ناموس ہیں کہ ابر آپ کے چہرۂ انور کی برکت سے پانی طلب کرتا ہے اور یتیموں کے فریاد رس اور بیوہ عورتوں کی عصمت ہیں۔"

"آل ہاشم کے ہلاک ہونے والے لوگ آپ کو گھیرے رہتے ہیں اور وہ آپؐ کے پاس نعمت و فضائل ہیں۔"

"اور آپ عدل کی ترازو ہیں جس میں ایک جو برابر کمی نہیں ہوسکتی اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں کہ اس کے وزن میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔"

حضرت حمزہؓ کا جبریل امینؑ کو دیکھنا۔

ابن سعد وبیہقی نے عمار بن ابی عمارؓ سے روایت کی کہ حضرت حمزہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ جبریل امین کی ان کی اصلی صورت پر زیارت کرائیے۔ آپؐ نے فرمایا تم ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ حضرت حمزہ بولے ضرور آپ مجھے ان کی زیارت کرائیے۔ آپؐ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حمزہ بیٹھ گئے۔ جبریل امینؑ اس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین طواف بیت اللہ کے وقت اپنے کپڑے لٹکاتے تھے۔ حضور نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ حضرت حمزہ نے اپنی نگاہ اٹھائی تو جبریل امینؑ کے دونوں قدم سبز زمرد کی طرح انھیں نظر آئے۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ بے ہوش ہوکر گر گئے۔ یہ روایت مرسل ہے۔

معجزہ انشقاق قمر

ارشاد خداوندی ہے:۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہوگیا۔) (سورہ قمر۔ آیت ۱)

بخاری ومسلم، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی درخواست کی کہ آپؐ ان کو کوئی نشانی دکھائیں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو دو مرتبہ چاند کا

شقِ ماہ دکھلایا

بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

بخاری و مسلم حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ تھے چنانچہ چاند شق ہو کر اس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ تو اس کا پہاڑ کے اس طرف تھا اور اس کا ایک حصہ پہاڑ کے ادھر تھا۔ حضورؐ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

بخاری و مسلم ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کے عہدِ مبارک میں چاند کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ تو پہاڑ کے اوپر رہا اور ایک حصہ پہاڑ کے اس طرف تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، گواہ رہو۔

بیہقی ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں حضورؐ کے وہاں سے تشریف لانے سے قبل چاند کو شق ہو کر دو حصے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ چاند کا ایک حصہ تو جبل ابی قبیس پر تھا اور ایک حصہ اس کا سویدا پر تھا۔ مشرکین یہ دیکھ کر کہنے لگے چاند پر جادو کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں چاند شق ہو کر دو حصے ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کفار اہل مکہ کہنے لگے یہ وہ جادو ہے جس سے ابن ابی کبشہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر جادو کرتا ہے۔ تم مسافروں سے دریافت کرو، اگر انہوں نے بھی تمہاری طرح چاند کو دیکھا ہے تو پھر سچ ہے اور اگر انہوں نے تمہاری طرح چاند کی یہ حالت نہیں دیکھی تو یہ سحر ہے جس سے تم پر سحر کیا ہے۔ چنانچہ مسافروں سے دریافت کیا اور وہ ہر طرف سے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے شق قمر دیکھا ہے۔

بخاری و مسلم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کے عہدِ مبارک میں چاند شق ہو گیا تھا۔

مسلم، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ چاند کے شق ہو کر دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ اس کا پہاڑ کے سامنے تھا اور ایک حصہ اس کا پہاڑ کے پیچھے تھا۔

بیہقی اور ابو نعیم، جبیر بن مطعمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مکہ مکرمہ میں تھے۔ چنانچہ چاند شق ہو کر دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصہ ایک پہاڑ پر اور دوسرا حصہ دوسرے پہاڑ پر تھا۔ لوگ کہنے لگے کہ عیاذاً باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کیا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص بولا کہ اگر تم پر جادو کیا ہے تو سب لوگوں پر جادو نہیں کیا۔

ابو نعیم ۔ عطاء و ضحاک سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمع ہوئے اور بولے اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے سامنے چاند کے اس طرح دو حصے کر دیجیے کہ آدھا حصہ جبل ابی قبیس پر اور آدھا جبل قعیقعان پر رہے اور اس وقت چودھویں رات کا چاند تھا چنانچہ حضورؐ نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ ان لوگوں نے جس نشانی کا مطالبہ کیا ہے وہ آپ کو عطا کر دی جائے۔ چنانچہ چاند کے دو حصے ہو گئے۔ آدھا جبل ابی قبیس پر اور آدھا جبل قعیقعان پر دیکھا اور حضورؐ فرماتے تھے گواہ رہو۔

ابو نعیم نے ضحاک سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ چاند دو حصے ہو گیا۔ ایک صفا پر اور دوسرا مروہ پر اور اتنی دیر تک شق رہا جیسا کہ وقت عصر اور رات کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اور سب اس کو دیکھ رہے تھے پھر وہ غائب ہو گیا۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ سابقہ انبیاء کرام کے معجزات اس معجزہ کی برابری نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا ظہور ملکوت سماء میں ہوا ہے۔ اس عالم مرکب میں جتنی طبیعتیں ہیں اُن تمام طبائع سے عالم ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی حیلہ و تدبیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے شق قمر سے اظہر ترین حجت و دلیل کا اثبات ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی جاتی تھی حتیٰ کہ آیت کریمہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ آیت ۶۷) نازل ہوئی تو حضورؐ نے قبہ سے اپنا سر مبارک نکالا اور حفاظت کرنے والوں سے فرمایا تم چلے جاؤ حق تعالیٰ نے خود میری حفاظت فرمالی۔

احمد، طبرانی، اور ابو نعیم نے جعدہ سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کے پاس ایک شخص لایا گیا اور آپؐ سے عرض کیا گیا کہ معاذ اللہ یہ آپؐ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا۔ "ہرگز مت ڈر خوف مت کر۔ اگر تو اس بات کا ارادہ بھی کرتا تب بھی اللہ تعالیٰ نے تجھے مجھ پر قابو نہ دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل کے شر سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا

مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ ابو جہل نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ

زمین پر رکھتے یعنی سجدہ کرتے ہیں۔ سب نے کہا، جی ہاں۔ ابوجہل بولا، لات و عزیٰ کی قسم اگر میں ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو ان کی گردن روند دوں گا یا ان کا چہرہ خاک آلود کر دوں گا۔ چنانچہ حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل معاذ اللہ آپ کی گردن روندنے کے لیے آیا تو ان لوگوں نے جو وہاں تھے دیکھا کہ ابوجہل ایکدم الٹا ہٹنے لگا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچا رہا تھا۔ اس سے دریافت کیا گیا تو وہ بولا میرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان خندق ہے اور ہولناک منظر۔ اور بازو ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ایک ایک عضو کو اچک لیتے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۔ الخ (سورہ علق آیت ع۶)

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابوجہل بولا، اے گروہ قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو بات لائے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ہمارے دین میں عیب نکالتے اور ہمارے آباد کو برا اور ہمیں کم عقل ٹھہراتے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ جس وقت وہ اپنی نماز میں بیٹھیں گے معاذ اللہ اس پتھر سے ان کا سر کچل دوں گا۔ پھر بنو عبد مناف جو چاہیں سو کرتے رہیں۔ چنانچہ جب ابوجہل صبح کو اٹھا تو وہ ایک پتھر لے کر بیٹھ گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ قریش صبح کو اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھ گئے اور وہ دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تشریف لے گئے تو ابوجہل آپؐ کی طرف پتھر لے کر آیا۔ چنانچہ جب آپؐ کے قریب آیا تو ایسی حالت میں اچانک پلٹا کہ اس کا رنگ فق ہو رہا تھا اور بہت خوف زدہ تھا۔ اس کے ہاتھ پتھر پر خشک ہو گئے تھے۔ اس نے پتھر کو اپنے ہاتھ سے پھینکا۔ قریشی ابوجہل کی طرف اٹھ کر گئے اور اس سے دریافت کیا کیا ہوا۔ وہ بولا کہ جب میں آپ کی طرف کھڑا ہوا تو آپؐ کے اس طرف میں نے ایک جوان اونٹ دیکھا۔ بخدا میں نے اس اونٹ کی کھوپڑی اور اس کی گردن کی جڑ اور اس کے دانتوں کی طرح کبھی بھی کسی اونٹ کی ایسی کھوپڑی، گردن کی جڑ اور دانتوں کو نہیں دیکھا۔ اس اونٹ نے مجھے نگل جانے کا ارادہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے۔ اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

بخاری حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل بولا، اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا تو عیاذ باللہ آپؐ کی گردن روندوں گا۔ حضورؐ کو اس بات کی اطلاع ہوئی آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر ابوجہل ایسا کرے گا تو فرشتے علی رؤس الاشہاد اس کو

پکڑ لیں گے۔

بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد میں تھا کہ ابوجہل بولا:۔

"میرے اوپر یہ چیز واجب ہے کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں دیکھوں تو معاذ اللہ آپؐ کی گردن روندوں۔"

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس گیا اور ابوجہل کی بات سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ غصہ کی حالت میں مکان سے تشریف لائے حتیٰ کہ مسجد میں آتے آپ تیزی سے دروازہ میں سے داخل ہونا چاہتے تھے مگر آپ مسجد کی دیوار سے بے خطر داخل ہونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ برا دن ہے۔ حضورؐ نے سورہ اقرار کی تلاوت شروع فرمائی۔ چنانچہ جب آپ ابوجہل کی مذمت والی آیت کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ پر پہنچے تو ایک شخص نے ابوجہل سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ بولا جو چیز میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے بخدا آسمان کے کنارہ نے مجھے گھیر لیا۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت کی کہ ایک دیہاتی شخص مکہ مکرمہ میں اپنا اونٹ لے کر آیا۔ ابوجہل نے اس سے اس کا اونٹ خرید لیا اور اس کی قیمت کی ادائیگی میں ٹال مٹول کی۔ وہ شخص قریش کی مجلس میں آکر کھڑا ہوا اور بولا کہ کون شخص ہے جو ابوجہل کے مقابلہ میں میری مدد کرے گا۔ میں غیر ملکی ہوں مسافر ہوں ابوجہل نے میرا حق دبا لیا ہے۔ وہ میرا حق نہیں دیتا۔ اہل مجلس بولے تو اس شخص (یعنی حضورؐ) کو دیکھتا ہے۔ اس وقت حضورؐ مسجد کے ایک کونہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپؐ کے پاس جا رہے تھے اور وہ کہنے والے اور ابوجہل کے درمیان جو عداوت تھی اس سے واقف تھے۔ چنانچہ وہ بولے آپؐ کے پاس جا وہ ابوجہل کے مقابلہ میں تیری مدد کریں گے۔ وہ شخص حضورؐ کے پاس آیا اور حضورؐ سے اپنا واقعہ بیان کیا اور آپ یہ سن کر اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ حتیٰ کہ ابوجہل کے پاس آئے اور اس کے دروازہ پر دستک دی۔

ابوجہل بولا، کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔

ابوجہل آپ کی طرف آیا اور اس کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ آپؐ نے ابوجہل سے فرمایا اس شخص کا حق دیدے۔ ابوجہل بولا، اچھا۔ ابوجہل مکان میں گیا اور اس کا حق لے کر آپؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس شخص کا حق اسے دے دیا۔ پھر آپ اپنی جگہ پر پلیٹ آئے۔ لوگ ابوجہل سے بولے ابوالحکم تجھ

پر تعجب ہے۔ ابوجہل بولا۔

" تمہارا بھلا ہو جس وقت حضورؐ نے میرے دروازہ پر دستک دی تو میں مرعوب ہو گیا! اور پھر میں مکان سے نکل کر آپ کی طرف آیا تو میرے سامنے ایک نوجوان اونٹ تھا میں نے اس اونٹ کی طرح کسی اونٹ کی کھوپڑی، گردن کی جڑ اور دانت نہیں دیکھے۔ بخدا اگر میں ان کا کہنا نہ مانتا تو وہ مجھے کھا لیتا۔

ابونعیم، سلام بن بابلی سے اور وہ ابویزید مدنی اور ابوقرعہ باہلی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا ابوجہل کے ذمہ قرض تھا۔ ابوجہل نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم تجھے ایسا شخص نہ بتلائیں جو ابوجہل سے تیرا قرض دلا دے۔ وہ بولا، ضرور بتاؤ۔ وہ بولے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ اس کے ساتھ ابوجہل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اس کا حق دیدے۔ ابوجہل بولا، اچھا۔ چنانچہ وہ اندر گیا اور اس کے دراہم لا کر اسے دیدیئے۔ لوگوں نے ابوجہل سے کہا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل ہی ڈر گیا۔ ابوجہل بولا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے آپؐ کے ساتھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پاس تیز چمکدار نیزے تھے۔ اگر میں اس کا حق نہ دیتا تو مجھے یہ خوف تھا کہ ان نیزوں سے میرا پیٹ چیر دیا جاتا۔

حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عوراء بنت حرب کی نگاہوں سے چھپا دیا

ارشاد خداوندی ہے کہ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ (بنی اسرائیل ۴۵) یعنی جب آپ قرآن کریم پڑھتے تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ (سورۂ یٰس آیت ۹)	اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو گھیر دیا۔ سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

ابویعلی، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت کی کہ جب سورۂ تبت نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب جوش کی حالت میں آئی اور اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیق بھی تھے۔ جس وقت حضرت ابوبکرؓ نے عوراء کو آتے ہوئے دیکھا تو بولے، یا رسول اللہ عوراء آ رہی ہے۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ کہیں آپ کو

دیکھ لے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، "وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔" اور آپ نے قرآن کریم پڑھ کر اپنی حفاظت کرلی۔ عوراء آکر حضرت ابوبکرؓ کے پاس کھڑی ہوگئی اور حضور اس کو نظر نہیں آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے بولی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ بولے بیت اللہ کے پروردگار کی قسم تیری ہجو نہیں کی۔

اور بیہقی نے اس روایت کو اسماءؓ سے دوسرے طریق سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بخدا میرا صاحب شاعر نہیں ہے اور نہ وہ شعر کو جانتا ہے کہ کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ عوراء سے دریافت کرو کہ میرے پاس اور کوئی بھی نظر آتا ہے۔ وہ مجھے نہیں دیکھ سکتی کیونکہ میرے اور اس کے درمیان ایک پردہ حائل کردیا گیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے عوراء سے دریافت کیا۔ وہ بولی آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں میں آپ کے پاس اور کسی کو نہیں دیکھتی۔

ابن ابی شیبہ، ابونعیم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورہ تبت نازل ہوئی تو ابولہب کی بی بی آئی۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ اگر آپ اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ عورت بدزبان ہے۔ آپ نے فرمایا، میرے اور اس کے درمیان حجاب حائل ہو جائیگا۔ چنانچہ اس نے آپ کو نہیں دیکھا وہ حضرت ابوبکرؓ سے بولی کہ تمہارے صاحب نے ہماری ہجو کی ہے حضرت ابوبکرؓ بولے۔ بخدا آپ نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔ وہ بولی تم تصدیق کرنے والے ہو۔ اور پلٹ کر چل دی۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ اس نے آپ کو نہیں دیکھا" آپ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جو اپنے بازو سے مجھے چھپائے ہوئے تھا حتیٰ کہ وہ چلی گئی۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مخزومیوں کے شر سے محفوظ رہنا

بیہقی حضرت ابن عباسؓ سے،

آیت کریمہ "جَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار قریش میں جن کے درمیان حق تعالیٰ نے آڑ کردی۔ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔ "فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتے کہ آپ کو ایذا پہنچائیں۔ کیونکہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے معاذ اللہ حضورؐ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا چنانچہ حضور نماز پڑھ رہے تھے۔ ان بدبختوں نے

آپؐ کی قرأت سنی تو ولید کو آپ کے قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ ولید اس مقام پر آیا جہاں آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ ولید آپؐ کی قرأت سن رہا تھا مگر آپؐ کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ پلٹ کر چلا گیا ان لوگوں کو جا کر مطلع کیا۔ وہ سب لوگ آئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں آپؐ نماز پڑھ رہے تھے! ان لوگوں نے آپؐ کی قرأت سنی تو آواز کی طرف گئے تو آواز ان کو اپنے پیچھے محسوس ہوئی تو وہ اس آواز کی طرف گئے۔ پھر انھیں اور پیچھے محسوس ہوئی۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ پلٹ گئے اور ان کو آپ تک رسائی کا کوئی موقع نہیں ملا۔ اسی کے بارے میں فرمانِ خداوندی ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ (الآیہ)

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ عکرمہ سے جو روایت مروی ہے وہ اس کی مؤید ہے۔ سیوطی فرماتے ہیں کہ بیہقی اس روایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو کہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں عکرمہ سے نقل کی ہے کہ ابوجہل بولا، کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں گا تو ایسا ایسا کروں گا اس پر یہ آیات کریمہ اِنَّا جَعَلۡنَا فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا تا فَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ (یٰسٓ ۸، ۹) نازل ہوئیں۔ چنانچہ لوگ ابوجہل سے کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں اور وہ کہتا تھا کہ آپؐ کہاں ہیں آپؐ کہاں ہیں اور وہ آپؐ کو نہیں دیکھتا تھا۔

ابونعیم عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضورؐ مسجد میں زور سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے۔ قریش کے لوگوں نے آپؐ کو ایذا پہنچائی اور آپؐ کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ یکایک ان کے ہاتھ ان کی گردنوں میں طوق بن گئے اور وہ اندھے ہو گئے۔ کہ انھیں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ چنانچہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی اور رحم کی قسم دلاتے ہیں۔ پھر حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی تاآنکہ ان کی یہ حالت دور ہوئی۔ اس پر سورہ یٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ نازل ہوئی۔

ابونعیم، معتمر، سلیمان سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مخزومی شخص حضورؐ کی طرف کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا تاکہ عیاذ باللہ آپ کے مارے جبکہ وہ آپ کے پاس آیا تو آپ سجدہ میں تھے۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اس کا ہاتھ پتھر پر خشک ہو گیا اور اسے اپنے ہاتھ سے پتھر چھڑانے کی سکت نہ ہوئی وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ بولے تو نے اس شخص کے مقابلہ نامردی سے کام لیا۔ وہ بولا میں نے بزدلی نہیں کی مگر یہ پتھر میرے ہاتھ میں ہے میں اسے نہیں چھڑا سکتا۔ ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا اور انہوں نے اس کی انگلیوں کو پتھر پر خشک ہوا پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی انگلیوں کا علاج کیا تاآنکہ وہ پتھر سے علیحدہ ہوئیں اور وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ وہ شئی ہے جس کا

اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نضر بن حارث کے شر سے محفوظ رہنا

واقدی و ابونعیم نے حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی نضر بن حارث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتا اور آپ کو پریشان کیا کرتا تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت شدید گرمی میں حضورؐ رفع حاجت کے ارادہ سے تشریف لے چلے اور ثنیۃ الحجون کے نشیبی حصہ تک پہنچے اور آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ رفع حاجت کے لیے دور تشریف لے جاتے تھے۔ نضر نے آپ کو دیکھا اور دل میں کہنے لگا کہ جیسا اس وقت آپ تنہائی میں ہیں۔ کبھی ایسا اچانک تنہائی میں آپؐ کو قتل کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ نضر حضورؐ کی طرف آیا تو فوراً خوفزدہ مرعوب ہوکر اپنے مکان کو پلٹا، راستہ میں ابوجہل ملا۔ وہ بولا کہاں سے آرہا ہے۔ نضر بولا کہ میں نے حضورؐ کا تعاقب کیا تھا اور میرا انشا تھا کہ معاذ اللہ آپ کو قتل کر دوں گا کیونکہ آپ تنہا تھے یکایک میں نے شیروں کو دیکھا کہ وہ اپنا منہ کھولے ہوئے ہیں اور میرے سر پر دانت مارنے والے ہیں۔ میں ان شیروں سے ڈر گیا اور پلٹ آیا۔ ابوجہل بولا، یہ آپؐ کا بعض جادو ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کے شر سے محفوظ رہنا

طبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم نے بہ طریق قیس روایت کی کہ حکم کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ میرے دادا حکم نے مجھ سے بیان کیا کہ میری بیٹی میں تجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتا ہوں کہ ایک روز ہم نے یہ معاہدہ کیا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑیں گے چنانچہ ہم نے ایک ایسی عجیب آواز سنی کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کی شدت سے تہامہ کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے ہوں گے اور ہم بے ہوش ہوگئے اور ہمیں کوئی عقل باقی نہ رہی تاآنکہ حضورؐ نماز سے فارغ ہوکر اپنے گھر واپس ہوگئے۔ پھر دوسری رات میں ہم نے اسی بات کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ جب حضورؐ تشریف لائے تو ہم آپؐ کی طرف اٹھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ صفا و مروہ دونوں پہاڑ آکر باہم ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے اور حضورؐ کے درمیان حائل ہوگئے۔ بخدا اس تدبیر نے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا تاآنکہ حق تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اس میں آنے کی ہمیں اجازت دی۔

حضورؐ کا رکانہ پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دینا

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق بن یسار سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ بن عبد یزید کو فرمایا کہ مسلمان ہوجا۔ وہ بولا، اگر مجھے اس بات کا علم ہوجائے کہ

آپ جو کہہ رہے ہیں وہ برحق ہے تو میں ایسا کرلوں گا۔ رکانہ بہت مضبوط طاقتور آدمی تھا۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو اس بات کو برحق جانے گا۔ وہ بولا، بیشک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اسے پچھاڑ دیا۔ وہ بولا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر دوڑو۔ آپ اس سے پھر لڑے اور اسے پکڑ کر پھر پچھاڑ دیا رکانہ یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ یہ ساحر ہیں۔ ان جیسا سحر میں نے کبھی نہیں دیکھا سنجلا میں جس وقت زمین پر گرا مجھے اپنے اوپر کوئی قابو نہ رہا۔

بیہقی نے رکانہ بن عبد یزید سے روایت کی ہے کہ رکانہ بڑا طاقتور آدمی تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے۔ سب سے پہلی جو بات دیکھنے میں آئی وہ یہ تھی کہ آپ نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ تو مجھ سے کشتی لڑنا چاہتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں گے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں۔ میں نے دریافت فرمایا کس شرط پر لڑیں گے؟

آپؐ نے فرمایا، ”ایک بکری پر۔“

چنانچہ میں نے آپؐ سے کشتی لڑی۔ آپؐ نے مجھے شکست دے دی۔ اور ایک بکری مجھ سے لے لی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، کیا دوسری مرتبہ بھی لڑے گا؟

میں نے کہا۔ ”جی ہاں“

میں آپؐ سے پھر لڑا اور آپؐ نے پھر مجھے شکست دے دی اور ایک بکری اور لے لی۔ میں ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کہیں مجھے کوئی دیکھ نہ رہا ہو۔

آپؐ نے فرمایا، ”تجھے کیا ہوا؟“

میں بولا، ”کہ بعض چرواہوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کہیں وہ مجھے نہ دیکھ لیں کہ پھر مجھ پر دلیری کرنا شروع کردیں حالانکہ میں اپنی قوم میں سب سے زیادہ طاقتور ہوں۔“

آپؐ نے فرمایا، ”کیا تیسری مرتبہ لڑیگا اور تجھے ایک بکری ملے گی۔“

میں بولا۔ ”جی ہاں“

چنانچہ آپؐ سے لڑا، آپؐ نے پھر مجھے شکست دی اور ایک بکری لے لی اور میں غم و پریشانی کی حالت میں بیٹھ گیا۔

آپؐ نے فرمایا، ”کیا ہوا؟“

میں نے عرض کیا۔ عبد یزید اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں۔ میں نے اس کی بکریوں میں سے تین بکریاں دیدیں۔

ئیں سمجھتا تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ طاقتور ہوں۔

آپ نے فرمایا، "کیا چوتھی مرتبہ بھی لڑے گا؟"

میں نے عرض کیا۔ "اب تین مرتبہ کے بعد ہمت نہیں۔"

آپ نے فرمایا۔" بکریاں تو میں تیری واپس کر دوں گا۔" چنانچہ آپؐ نے میری بکریاں دے دیں۔ کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ آپؐ کا امر ظاہر ہو گیا۔ میں آپؐ کی خدمت میں آیا اور مشرف باسلام ہو گیا اور جن چیزوں کی حق تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے سمجھ لیا کہ اس دن آپؐ نے مجھے اپنی قوت سے نہیں پچھاڑا اور آپؐ نے مجھے اس روز دوسرے کی طاقت سے شکست دی۔

بیہقی، ابونعیم حضرت ابو امامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم میں رکانہ نامی ایک شخص تھا اور بہت بڑا طاقتور تھا۔ آدمی کو اچانک مار ڈالتا تھا اور وادی اضم میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے روانہ ہوئے اور اس وادی کی طرف گئے آپ کو رکانہ ملا۔ اور آپؐ تنہا تھے۔ رکانہ آپؐ کی طرف متوجہ ہو کر بولا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہی وہ شخص ہیں جو ہمارے معبودوں لات وعزیٰ کو برا کہتے ہیں اور اپنے اس معبود کی طرف جو عزیز وحکیم ہے بلاتے ہیں۔ اگر آپ کے اور میرے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو میں آج آپؐ کو قتل کر دیتا اور آپؐ سے گفتگو نہ کرتا۔ آج آپؐ اپنے معبود عزیز وحکیم سے دعا کریں کہ وہ آپؐ کو مجھ سے بچائے۔ میں آپؐ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں۔ کیا آپؐ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپؐ سے کشتی لڑوں۔ آپ اپنے معبود عزیز وحکیم سے دعا کریں کہ وہ میرے مقابلہ میں آپ کی مدد کرے اور میں لات وعزیٰ کو پکارتا ہوں۔ اگر آپؐ مجھے شکست دے دیں گے تو میری ان بکریوں میں سے آپؐ کے لیے دس بکریاں ہیں۔ آپؐ انھیں پسند کر کے لے لیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔" اگر تیری ایسی ہی مرضی ہے تو میں کشتی لڑتا ہوں۔"

ایک نے دوسرے کو پکڑ لیا۔ حضورؐ نے رکانہ کے مقابلہ میں اعانت کے لیے پروردگار عزیز وحکیم سے دعا مانگی اور رکانہ نے لات وعزیٰ کو پکارا کہ وہ آج کے دن حضورؐ کے مقابلہ میں اس کی مدد کریں۔ حضورؐ نے رکانہ کو پکڑا اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ رکانہ بولا، آپؐ میرے سینہ پر سے اٹھ جائیں۔ آپؐ نے مجھے شکست نہیں دی بلکہ مجھے آپ کے معبود عزیز وحکیم نے پچھاڑا ہے اور لات وعزیٰ نے میری یاری نہیں کی اور آپ سے پہلے کسی نے میرا پہلو زمین پر نہیں لگایا۔ رکانہ بھ

آپؐ سے بولا، پھر کشتی لڑیئے۔ اگر پھر آپؐ نے مجھے شکست دے دی تو دس بکریاں اور آپ کو دونگا۔ آپؐ خود پسند کرکے لے لیں۔

حضورؐ نے دوسری مرتبہ رکانہ کو پکڑا اور ہر ایک نے حسب سابق اپنے اپنے معبود سے دعا کی۔ حضورؐ رکانہ کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ رکانہ بولا میرے سینہ پر سے اٹھ جاؤ۔ آپؐ نے مجھے شکست نہیں دی بلکہ آپؐ کے معبود عزیز و حکیم نے مجھے شکست دی ہے اور لات و عزیٰ نے مجھے رسوا کیا ہے اور آپؐ سے پہلے کسی نے بھی میرے پہلو کو زمین پر نہیں لگایا۔ رکانہ بولا، اچھا پھر لڑیں۔ اگر آپؐ نے مجھے شکست دے دی تو میری بکریوں میں دس بکریاں مزید چن کر لے لیں۔

حضورؐ نے پھر اسے پکڑ کر تیسری مرتبہ بھی پچھاڑ دیا۔ رکانہ بولا، آپؐ نے میرے ساتھ ایسا نہیں کیا بلکہ آپؐ کے معبود، عزیز و حکیم نے کیا ہے اور لات و عزیٰ نے مجھے رسوا کیا۔ پس میری بکریوں میں سے تیس بکریاں آپ چن کر لے لیں۔

حضورؐ نے فرمایا، "رکانہ مجھے بکریوں کی حاجت نہیں۔ میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور یہ پسند نہیں کرتا کہ تو دوزخ میں جائے۔ اگر تو اسلام لے آئے گا تو محفوظ رہیگا۔"

رکانہ بولا "جب تک آپؐ مجھے کوئی نشانی نہ دکھائیں۔ اس وقت تک اسلام نہ لاؤں گا۔"

حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تجھ پر حق تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں، اگر میں اپنے پروردگار سے دعا کروں اور وہ تجھے کوئی نشانی دکھادے تو پھر جس چیز کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں تو اسے قبول کرے گا؟"

رکانہ بولا۔ "ضرور قبول کروں گا۔"

حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک جھاڑ کا درخت تھا۔ آپؐ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا بحکم خداوندی آگے آجا۔ اس درخت کے دو حصے ہو گئے۔ آدھا اپنی شاخوں اور پتوں کے ساتھ آگے آیا تا آنکہ حضورؐ کے اور رکانہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس پر رکانہ بولا کہ آپؐ نے مجھے عظیم الشان چیز دکھائی ہے۔ آپؐ اسے واپس ہو جانے کا حکم دیں۔ حضورؐ نے رکانہ سے فرمایا۔ "خدا تجھ پر گواہ ہے اگر اپنے پروردگار سے دعا کروں اور یہ درخت پلٹ کر چلا جائے تو جس چیز کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں تو اسے قبول کرے گا۔"

رکانہ نے کہا۔ "ضرور قبول کروں گا۔"

چنانچہ وہ درخت اپنی شاخوں اور پتوں کے ساتھ واپس ہو گیا اور اپنے دوسرے حصے سے جا کر مل گیا۔ حضورؐ نے رکانہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا محفوظ رہیگا۔

رکانہ بولا" اس عظیم الشان چیز کے دیکھنے کے بعد میرے لیے کوئی امر مانع نہیں مگر یہ سمجھتا ہوں کہ شہر کی عورتیں یہ باتیں کریں گی کہ میں آپ سے مرعوب ہو گیا اور اس وجہ سے آپ کے دین کو قبول کیا ہے۔ اور سب شہر کی عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ کسی نے بھی میرے پہلو کو آج تک زمین پر نہیں لگایا۔ اور رات دن کے کسی لمحہ میں بھی کبھی میرا دل مرعوب نہیں ہوا بس آپ اپنی بکریاں لے لیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جب تو نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تو مجھے تیری بکریوں کی کوئی حاجت نہیں۔"

چنانچہ حضور پلٹ آئے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ کو ملے۔ یہ دونوں حضرات آپؐ کی تلاش میں نکلے تھے کیونکہ یہ پتا چلا تھا کہ آپؐ وادی اضم کی طرف گئے ہیں اور یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ وادی رکانہ کی ہے کہ کہیں رکانہ آپؐ کو ٹکر جائے۔ چنانچہ یہ حضرات آپؐ کو تلاش میں نکلے تھے اور پریشان تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رکانہ آپ کو مل جائے اور معاذ اللہ وہ آپ کو قتل کر دے۔ یہ دونوں حضرات ہر ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آپؐ کو دیکھتے اور آپؐ کے نکلنے کے آثار کو دیکھتے جاتے تھے تا آنکہ ان کو حضور سامنے آتے ہوئے نظر آئے۔ ان دونوں حضرات نے کہا یا نبی اللہؐ! آپ تنہا اس وادی کی طرف کیسے تشریف لے آئے تھے اور آپؐ کو معلوم ہے کہ یہ رکانہ کی وادی ہے۔ رکانہ بڑا خونخوار اور آپؐ کی تکذیب میں بہت سخت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں حضرات کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا واللہ یعصمک من الناس (مائدہ آیت ۶۷) وہ مجھ تک رسائی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے پھر آپ نے ان دونوں حضرات سے رکانہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اور جو نشانی آپ نے اسے دکھائی تھی وہ بیان کی۔ یہ دونوں حضرات سن کر متعجب ہوئے اور عرض کیا۔

" یا رسول اللہؐ آپؐ نے رکانہ کو شکست دیدی؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقانیت کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہمارے علم میں تو یہ بات نہیں کہ کبھی کسی نے رکانہ کے بازو کو زمین سے لگایا ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، " میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی اس نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی۔ دس ؎ سے اوپر حضرات کے ساتھ میری مدد کی اور دس کی مجھے طاقت عطا فرمائی۔"

باب ۶۵

حضرت عثمانؓ بن عفان کے مشرف باسلام ہونے کے وقت کن خصوصیات کا ظہور ہوا

ابن عساکر حضرت عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عورتوں کا فریفتہ تھا، ایک رات میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صحنِ کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا، یکایک ہم سے کہا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کر دیا اور حضرت رقیہؓ ایسی صاحب جمال تھیں کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا۔ یہ سن کر مجھے حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ اس کی طرف سبقت کی۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ میں اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اپنی خالہ کے پاس پہنچا۔ وہ بیٹھی ہوئی تھیں اور میری خالہ اپنی قوم میں کاہنہ تھیں۔ وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگیں ؎

ترجمہ ،، بشارت ہو اور لگاتار تین مرتبہ تمہارا اکرام کیا جائے پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین مرتبہ۔

،، پھر تمہارا اکرام کیا جائے تاکہ دس کا عدد پورا ہو جائے۔ تمہارے پاس بھلائی آئی ہے اور شر سے تم محفوظ رہے۔

،، واللہ تمہارا نکاح ایسی عورت سے ہوگا جو صاحب حسن و جمال ہے۔ تم بھی کنوارے ہو اور باکرہ ہی تمہیں ملے گی۔

،، تم نے عظیم القدر ہستی کی صاحبزادی کو پایا۔"

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں مجھے اپنی خالہ کی بات سے تعجب ہوا اور ان سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتی ہو۔ وہ بولی، عثمان تم صاحب جمال و اہلِ زبان ہو اس کی نبی کے ساتھ برہان ہے۔ یزدان نے اپنے حق کے ساتھ اس نبی کو بھیجا ہے اور اس نبی کے پاس تنزیل و فرقان آیا ہے۔ تم اس نبی کی اتباع کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بُت دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا، اے خالہ تم ایسی بات کا تذکرہ کرتی ہو جس کا ذکر ہمارے شہر میں نہیں ہوا۔ تم مجھے اس کی حقیقت بیان کرو۔ وہ بولیں کہ محمد بن عبداللہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تنزیل کو لائے ہیں اس کے ذریعے سے لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ پھر وہ بولیں، آپ کا چراغ چراغ ہدایت ہے اور آپ کا دین

فلاح ہے اور آپ کا امر کامیابی ہے اور آپ کا زمانہ لڑائی وسختی کا ہے۔ پوری سرزمین آپ کی مطیع ہے۔ اگر جہاد میں کفار قتل کیے جائیں اور تلواریں کھینچی جائیں اور نیزے دراز کیے جائیں تو اس وقت شور و غل کرنا سود مند نہ ہوگا۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر پلٹ آیا اور یہ گفتگو میرے دل میں اثر کر گئی۔ میں اس بارے غور و فکر کرنے لگا اور میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور اپنی خالہ سے جو کچھ سنا تھا اس سے انھیں مطلع کیا۔

حضرت ابوبکرؓ بولے، عثمان تمہارا بھلا ہو، تم سمجھ دار آدمی ہو، حق اور باطل کو پہچانتے ہو۔ یہ بات جن کی ہماری قوم پوجا پاٹ کرتی ہے یہ کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ کیا یہ پتھر کے بنے ہوئے نہیں۔ نہ ان میں سننے کی صلاحیت ہے اور نہ دیکھنے کی نہ یہ کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔

میں نے کہا "بخدا ان بتوں کی یہی حالت ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ بولے، عثمان واللہ تمہاری خالہ نے تم سے صحیح بات بیان کی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ ہیں حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز فرما کر اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے۔ کیا تم حضور کے پاس جانا اور آپ کا کلام سننا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، بیشک۔ چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"عثمان اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے تم اسے قبول کرو میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری اور اپنی مخلوق کی طرف ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔"

حضرت عثمان فرماتے ہیں، میں حضور کا کلام سن کر بے قابو ہو گیا اور میں مشرف باسلام ہو گیا چنانچہ کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ میں نے حضرت رقیہ کے ساتھ شادی کی اس کے بعد یہ کہا جاتا تھا کہ عثمان اور رقیہ بہترین جوڑا ہے۔

باب ۶۶

وہ خصوصیات جو عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے وقت ظاہر ہوئیں

ابن سعد، ابو یعلی، حاکم، بیہقی حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروقؓ تلوار لٹکائے ہوئے مکان سے نکلے۔ راستہ میں بنی زہرہ کا ایک شخص ملا۔ اس نے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟
عمر بولے :۔ "معاذ اللہ حضورؐ کے قتل کے ارادہ سے جا رہا ہوں۔"
وہ شخص بولا کہ پھر بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے محفوظ رہو گے؟
عمرؓ اس سے بولے کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے اور اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔
وہ شخص بولا کہ تمھیں عجیب چیز بتلاؤں وہ یہ کہ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمہارا دین چھوڑ دیا ہے۔ یہ سن کر عمر غصّہ کی حالت میں روانہ ہوئے اور ان دونوں کے پاس پہنچے اور ان کے پاس حضرت خبابؓ تھے۔ جب حضرت خباب نے عمر فاروق کی آہٹ سنی تو وہ مکان میں چھپ گئے۔ عمر فاروق نے ان دونوں سے دریافت کیا کہ یہ آہستہ آہستہ کیا باتیں کر رہے تھے جو میں نے سنی ہیں؟ اور وہ سب اس وقت سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ بولے، ہم باتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے تھے۔ عمر بولے، شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو۔ عمر فاروق کے بہنوئی بولے "اگر حق بات تمہارے دین کے علاوہ دوسرے دین میں ہو تو پھر کیا کرو گے؟"
یہ سن کر عمرؓ اپنے بہنوئی پر حملہ آور ہوئے اور ان کو خوب مارا۔ عمر فاروق کی بہن اپنے خاوند کو بچانے اور چھڑانے کے لیے آئیں۔ عمر فاروقؓ نے ان کے ایک گھونسا مارا جس سے ان کا چہرا زخمی ہو گیا پھر عمر بولے اچھا وہ کتاب جو تمہارے پاس ہے وہ دو تاکہ میں پڑھ کر دیکھوں۔ ان کی بہن بولیں، تم ناپاک ہو اور پاک ہی آدمی اسے ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ اٹھ کر وضو کرو۔ عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر وضو کیا پھر وہ ورق لیا اور سورہ طٰہٰ پڑھنا شروع کی جب آیت کریمہ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ؁ پر پہنچے تو بولے "مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر چلو۔"
جب حضرت خبابؓ نے عمر فاروق کی یہ بات سنی تو وہ مکان سے باہر نکل آئے اور بولے :۔ بشارت ہو میں امید کرتا ہوں کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا مظہر ہو جو کہ جمعرات کی شب میں حضورؐ نے تمہارے لیے فرمائی تھی کہ الٰہ العالمین اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ سے عزت

---

[1] آیت ۱۴

عطا فرما۔ چنانچہ عمر فاروقؓ روانہ ہوئے حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔

امام احمد نے عمر فاروقؓ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بہت سخت تھا۔ ایک روز نہایت گرمی کی شدت میں مکہ مکرمہ کے بعض راستوں میں تھا کہ ایک قریشی ملا اور وہ بولا:۔ "عمر کہاں کے ارادے ہیں؟" میں نے کہا، "اپنے معبودوں کی نصرت کا ارادہ رکھتا ہوں۔" وہ بولا:۔

"ابن خطاب تم پر تعجب ہے۔ تم گمان کرتے ہو کہ میں ایسا ہوں اور اپنے معبودوں کی مدد کرتا ہوں، تمہارے ہی گھر میں ایک امر آگیا ہے۔" میں نے اس سے دریافت کیا، وہ کیا۔ وہ بولا تمہاری بہن مسلمان ہوگئی ہے۔

عمر بیان کرتے ہیں کہ میں یہ سن کر لوٹا اور دروازہ پر جاکر دستک دی۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جن لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک یا دو آدمی مسلمان ہوجاتے تو آپ ان دونوں کو اس شخص کے ساتھ شریک فرما دیتے تھے جس کے پاس فراخی ہوتی تھی۔ وہ دونوں شخص اس شخص کا بچا ہوا کھانا کھالیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے بہنوئی کے ساتھ حضورؐ نے دو آدمیوں کو شریک کردیا تھا۔ چنانچہ جس وقت میں نے دروازہ پر دستک دی تو مجھ سے دریافت کیا گیا کون ہے۔ میں نے کہا عمر۔ وہ جلدی سے مجھ سے چھپ گئے۔ اس وقت وہ ایک صحیفہ پڑھ رہے تھے جو ان کے سامنے رکھا ہوا تھا وہ اس کا چھپانا بھول گئے اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ میری بہن دروازہ کھولنے کے لیے اٹھی۔ میں نے اس سے کہا اے اپنے نفس کی دشمن تو صابیہ ہوگئی ہے۔ میرے ہاتھ میں جو چیز تھی میں نے وہ اس کے سر پر ماری، اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ جس وقت اس نے خون دیکھا تو وہ رونے لگی اور بولی ابن خطاب جو تیری طبیعت چاہے سو کر میں تو دوسرے دین میں داخل ہوگئی۔ چنانچہ میں مکان کے اندر گیا اور تخت پر بیٹھ گیا۔ اور صحیفہ پر نظر پڑی تو وہ مکان کے درمیان میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے مجھے دو۔ وہ بولی، تم اس کے اہل نہیں ہو تم جنابت سے پاکی حاصل نہیں کرتے اور یہ ایسی کتاب ہے کہ اسے پاک ہی لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ میں صحیفہ لینے کے لیے اصرار کرتا رہا۔ چنانچہ میری بہن نے وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ جب میں اسماء الٰہی میں سے ایک نام پر پہنچا تو میں اس سے ڈر گیا اور میں نے وہ صحیفہ رکھ دیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور صحیفہ اٹھایا تو

دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (صف) لکھا ہوا ہے۔ جب میں اسماء الٰہیہ میں سے ایک اسم پر پہنچا تو میں پھر ڈر گیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس صحیفہ کو پڑھا تا آنکہ تومنون باللّٰہ ورسولہ پر پہنچا تو میں نے اشہدان لآالہ الا اللّٰہ واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کہا۔ جو لوگ پوشیدہ تھے وہ تیزی سے میرے پاس آئے اور تکبیر کہی اور بولے، ابن خطاب بشارت ہو۔ حضورؐ نے دوشنبہ کے دن یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرَ وَبْنِ ھِشَامٍ اور ہم امید کرتے ہیں کہ حضورؐ کی دعا آپؓ کے حق میں قبول ہو گئی۔

امام احمد، حضرت عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اسلام لانے سے قبل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے تھا۔ حضور مجھ سے پہلے مسجد تشریف لے گئے میں آپؐ کے پیچھے جاکر کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے سورہ الحاقہ کی تلاوت شروع فرمائی۔ میں قرآن کریم کی تالیف سے متعجب ہوا اور قریش کی طرح اپنے دل میں کہنے لگا کہ بخدا آپ شاعر ہیں۔ فوراً آپؐ نے یہ آیت پڑھی اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۞ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۞[1] میں کہنے لگا آپؐ کاہن ہیں۔ آپؐ نے یہ آیت پڑھی وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۞[2] چنانچہ میرے قلب کے ہر گوشہ میں ایمان بیٹھ گیا۔

ابن ابی شیبہ، جابر بن عبداللہ اور وہ حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ رات کے وقت میری بہن کو درد زہ ہوا میں گھر سے نکلا تا آنکہ بیت اللہ میں آیا۔ حضورؐ تشریف لائے اور آپؐ نے نماز پڑھی چنانچہ میں نے ایک ایسی شے سُنی کہ وہ ویسی پہلے سنی نہ تھی۔ پھر آپؐ واپس تشریف لے چلے۔ میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:۔

"عمر! تم نہ رات کے وقت میرا پیچھا چھوڑتے اور نہ دن کو۔"

میں ڈر گیا کہ کہیں آپؐ میرے حق میں بد دعا نہ فرمادیں میں نے فوراً کہا اشہدان لآالہ الا اللّٰہ وانکؐ رسول اللّٰہ۔

ابو نعیم نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ میں ابو جہل اور شیبہ بن ربیعہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابو جہل بولا:۔ اے گروہ قریش! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بتوں کو برا کہتے ہیں اور تمہیں کم عقل ٹھہراتے ہیں۔ اور یہ زعم کرتے ہیں کہ تمہارے آباؤ اجداد میں سے جو مر گئے ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ جو تم میں سے معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرے گا۔ اس کے لیے میرے ذمہ سیاہ اور سرخ رنگ کی سو اونٹنیاں اور ایک ہزار اوقیہ چاندی ہے۔ عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی تلوار لٹکا کر اور اپنے تیر کش کو اٹھائے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے

---

[1] سورہ الحاقہ آیت ۴۰-۴۱　[2] ایضاً آیت ۴۲

ارادہ سے نکلا۔ چنانچہ میرا گزر ایک بچھڑے پر سے ہوا کہ لوگ اسے ذبح کر رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو کر ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔ اچانک میں نے سنا کہ ایک پکارنے والا اس بچھڑے کے اندر سے پکار کر یہ کہہ رہا ہے یاآل ذریح، امر نجیح، رجل یصیح، بلسانٍ نصیح، یدعوا الی الشّہادۃ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ۔ عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز سن کر خیال کیا کہ وہ میرے سنانے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر میں ایک بکری کے پاس سے گزرا۔ سنتا کیا ہوں کہ ایک ہاتف آواز دے رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ؎

"اے جسم والو! تم میں اور کم عقل لوگوں میں کوئی فرق نہیں
اور بتوں کی طرف حکم کو منسوب کرتے ہو تم سب شتر مرغ کی طرح بیوقوف ہو۔
جس چیز کو میں اپنے آگے دیکھتا ہوں تم وہ نہیں دیکھتے۔ وہ چیز ایک نورِ تاباں ہے نور جو ظلمتوں کی تاریکی کو دور کر دیتا ہے۔
وہ نور دیکھنے والے کے لیے تہامہ سے ظاہر ہوا۔ کس قدر بزرگ ہے وہ امام خداتعالیٰ کے دربار میں اس کے لیے نیکی ہے۔
وہ امام کفر کے بعد اسلام اور نیکی اور صلہ رحمی کو لایا ہے۔"

عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں کہ میں یہی سمجھا کہ اس کا مجھے سنانے کا منشاء ہے۔ اس کے بعد میں ضماد بُت کے پاس سے گزرا۔ یکایک میں نے سنا کہ ایک ہاتف اس کے پیٹ میں سے بول رہا ہے ؎

"ضماد بُت کو چھوڑ دیا گیا جبکہ اس کی تنہا پوجا کی جاتی تھی۔ بعد اس صلوٰۃ کے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئی ہے؟
وہ ہستی جو عیسیٰ بن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کی وارث ہوئی ہے وہ قریش میں سے ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہے۔
عنقریب وہ شخص جو ضماد اور اس جیسے بُت کی پوجا کرتا تھا۔ وہ کہے گا کاش ضماد اور اس جیسے بت کی پوجا نہ کی جاتی۔
جلدی مت کرو۔ یقیناً تم اس نبی کی زبان اور ہاتھ سے مدد کرنے والے ہو۔

عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں کہ بخدا میں یہی سمجھا کہ اس کا مجھے سنانے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ میں اپنی بہن کے پاس آیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت خباب اور اس کا خاوند اس کے پاس ہیں۔ خباب مجھ سے بولے، عمرؓ تمہارا بھلا ہو تم مسلمان ہو جاؤ۔ میں نے پانی مانگا اور وضو کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور نے مجھ سے فرمایا، عمر تمہارے حق میں میری دعا قبول ہوگئی۔ تم مسلمان ہو جاؤ۔ چنانچہ میں مشرف باسلام ہوگیا۔ میں اسلام لانے والوں میں اس وقت چالیسواں فرد تھا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]۔

ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ۔

ابن سعد، احمد، ابن حبان، بیہقی، ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ نیز بیہقی نے اسی کی طرح خود حضرت عمر اور حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔

ابن ماجہ، حاکم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی اللهم اعز الاسلام بعمر او ابو جهل بن هشام۔

نیز امام حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے بھی حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

طبرانی، حاکم ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا فرمائی تھی اللهم اعز الاسلام بعمر او بابی جهل بن هشام۔ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا حضرت عمر کے حق میں قبول فرمائی اور ان سے ملک اور اسلام کی تعمیر ہوئی۔

ابن سعد، حاکم، ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے ہم معزز ہی رہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں بخدا ہم بیت اللہ کے قریب علی الاعلان نماز نہیں پڑھ سکتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے۔

حاکم نے حذیفہؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں اسلام کی یہ حالت تھی کہ جیسا کوئی شخص سامنے سے آرہا ہے اور قریب ہوتا جا رہا ہے اور عمر فاروق کی شہادت کے بعد اسلام کی حالت ایسی ہوگئی جیسا کہ کوئی شخص پیچھے ہٹتا جا رہا ہے اور اس کی دوری بڑھتی جا رہی ہے۔

ابن سعدؓ عثمان بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا فرمائی اللهم اعز الاسلام باحب الرجلین الیک عمر بن الخطاب او عمرو بن هشام۔ چنانچہ اگلے روز علی الصباح عمر فاروق تشریف لائے اور مشرف باسلام ہو گئے۔

طبرانی "اوسط" میں حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے جمعرات کی شب میں دعا فرمائی اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او عمرو بن هشام چنانچہ عمر فاروق جمعہ کے دن علی الصباح تشریف لائے اور مشرف باسلام ہو گئے۔

---

[1] الانفال آیت ۶۴

ابن سعدؒ حضرت صہیب بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروق کے مشرف باسلام ہونے سے اسلام کو غلبہ ہوگیا اور علانیہ اسلام کی دعوت دی اور بیت اللہ کے اطراف میں ہم حلقہ بنا کر بیٹھے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور جس نے ہم پر سختی کی ہم نے اس سے بدلہ لیا اور جس نے ہمارے ساتھ جیسا کیا ہم نے بھی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا۔

ابن سعد، سعید بن مسیبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد مشرف باسلام ہوئے اور ان کے مشرف باسلام ہوتے ہی اسلام مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوگیا۔

حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس وقت حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے تو جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق کے اسلام سے آسمان والے خوش ہو رہے ہیں۔

باب ۶۷

حضرت ضماد کے مشرف باسلام ہونے کا منظر

امام مسلمؒ، احمدؒ اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے۔ وہ قبیلہ ازدشنوہ سے تھے اور جنوں اور آسیب وغیرہ کی جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ بیوقوفوں سے سُنا کہ عیاذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں۔ ضماد نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس شخص کا علاج کروں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو میرے ہاتھ پر شفا دے۔ ضماد بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ان کے لیے جنات وغیرہ سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی یہ بات سن کر یہ کلمات پڑھے:-

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ"

حضرت ضماد بولے، ان کلمات کو پھر پڑھیے، آپؐ نے پھر دوبارہ ان کلمات کو پڑھا۔ ضماد بولے:-

"واللہ! میں نے کاہنوں کا کلام اور جادوگروں کی باتیں اور شاعروں کے اشعار سنے ہیں، مگر اس جیسے کلمات میں نے نہیں سُنے۔ یہ کلمات تو دریائے بلاغت کی تہ تک پہنچ گئے۔ آپؐ اپنا دست مبارک بڑھایئے تاکہ اسلام پر آپؐ سے بیعت کروں۔ چنانچہ ضماد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت۔

باب ۶۸

عمرو بن عبدالقیس کے اسلام پر کس چیز کا ظہور ہوا

ابن شاہین نے چند واسطوں سے مزید بن مالک سے اور انہوں نے قبیلہ عبدالقیس کی ایک جماعت سے

بیان کیا کہ اشج عبدالقیس کا ایک راہب دوست تھا اور وہ دارین میں اترا کرتا تھا۔ ایک سال اشج نے اس راہب سے ملاقات کی۔ راہب نے اسے یہ بتایا کہ ایک ایسا نبی مکہ مکرمہ میں ظہور کرے گا۔ جو ہدیہ کھائے گا اور صدقہ کا مال نہیں کھائے گا۔ اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وہ نبی تمام ادیان پر غالب ہوگا اس کے بعد وہ راہب مرگیا۔ اشج نے اپنے بھانجے عمرو بن عبدالقیس کو مکہ مکرمہ بھیجا جو بنت الاشج کا شوہر تھا۔ چنانچہ وہ ہجرت کے سال مکہ مکرمہ آیا سو انہوں نے صحیح نشانی دیکھی اور مشرف باسلام ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سورۂ فاتحہ اور سورہ اقراء سکھلائی اور ان سے کہا، اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دے۔ چنانچہ اس نے واپس آکر اشج کو اس چیز سے مطلع کیا وہ مشرف باسلام ہو گئے اور ایک زمانہ تک اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ پھر وہ سولہ افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچے چنانچہ جس رات کی صبح کو یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے اسی شب حضورؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا، مشرق کی طرف سے ایک قافلہ آئے گا اور وہ اسلام سے کراہت نہیں کریں گے اور صاحبِ قافلہ کی ایک خاص نشانی ہوگی۔ چنانچہ وہ آئے اور ان کی آمد فتح مکہ کے سال ہوئی۔

باب ۶۹

طفیل بن عمرو دوسی کے اسلام لانے پر جو نشانیاں ظاہر ہوئیں!

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "کیا یا رسول اللہؐ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی ہے اور اسلام سے انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا فرمادیں۔ حضورؐ روبقبلہ ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے بلند کیا اور فرمایا:۔

"اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما، اور ان کو یہاں بھیج دے۔"

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ قریشی طفیل کے پاس گئے طفیل شریف آدمی اور

عاقل تھے۔ قریش کے آدمیوں نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہ شخص (حضورؐ) جو ہمارے اندر ہیں اُنہوں نے ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے معاملہ کو منتشر کر دیا ! ور معاذ اللہ اس شخص کا قول اس جادو کی طرح ہے جو بیٹے اور اس کے باپ کے درمیان بھائی اور اس کے بھائی کے درمیان شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈالتا ہے۔ جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اسی کا تمہارے اور تمہاری قوم کے بارے میں خدشہ کرتے ہیں۔ لہذا تم ان سے نہ گفتگو کرنا اور نہ ان کی بات سننا۔

طفیل بیان کرتے ہیں کہ قریشی مجھے اس پر بہت زور دیتے اور تاکید کرتے رہے۔ تا آنکہ میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ حضورؐ سے کچھ سنوں اور نہ آپؐ سے بات کروں۔ چنانچہ جب میں مسجد جانے لگا تو میں نے اپنے کانوں میں روئی دے لی تا کہ ایسا نہ ہو کہ آپؐ کی کوئی بات میرے کانوں میں پڑے۔ غرضیکہ جب میں مسجد پہنچا تو دیکھتا کیا ہوں کہ حضورؐ بیت اللہ کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ منشاء خداوندی یہی ہوا کہ میں آپؐ کا بعض کلام سنوں، چنانچہ میں نے کلام حسن سنا اور اپنے دل میں کہا کہ میں عاقل و شاعر ہوں۔ کلام حسن کلام قبیح مجھ سے مخفی نہیں۔ جو بات یہ شخص کہتا ہے اس کو سننا چاہیے۔ اس سے کیا مانع ہے۔ اگر وہ بہترین بات ہوگی تو میں اسے قبول کر لوں گا اور قبیح ہوگی تو ترک کر دوں گا۔ چنانچہ میں ٹھہر گیا جب آپؐ اپنے مکان کی طرف لوٹے تو میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ اور میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کی قوم نے مجھے ایسا ایسا بیان کیا۔ آپ اپنے امر کو میرے سامنے بیان کیجئے۔ آپؐ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور پھر میرے سامنے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ بخدا میں نے قرآن کریم سے بہترین کوئی کلام کبھی نہ سنا اور نہ اسلام سے اعدل ترین کوئی امر سنا۔ چنانچہ میں مشرف باسلام ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں اپنی قوم کا ایسا شخص ہوں کہ سب میری بات مانتے ہیں۔ میں اپنی قوم کی طرف واپس ہونے والا ہوں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپؐ حق تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ وہ میرے لیے کوئی ایسی نشانی ظاہر کر دے جو قوم کے مقابلہ میں میری معاون ہو سکے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا فرمائی، اللّٰھم اجعل لہ آیۃً۔

طفیل بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی طرف واپس ہوا۔ جس وقت میں مقام کداء پر پہنچا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان سے چراغ کی طرح ایک روشنی ظاہر ہوئی۔ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہ العالمین یہ روشنی میرے چہرے کے علاوہ دوسرے مقام پر کر دے کیونکہ میں اس بات کا خدشہ رکھتا ہوں کہ لوگ میرے چہرہ کے بارے میں مثلہ کا خیال کریں گے۔

چنانچہ وہ روشنی میرے چہرہ سے منتقل ہو کر میرے کوڑے کے سرے کی طرف قندیل معلق کی طرح ہو گئی۔ پھر میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبولیت اسلام میں تاخیر کی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:۔

" قبیلہ دوس نے مجھ پر غلبہ کیا آپ اس کے لیے بد دعا کریں۔ حضورؐ نے فرمایا، اللھم اھلا دوسًا۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا:" تم اپنی قوم کی طرف چلے جاؤ اور انھیں اسلام کی دعوت دو اور نرمی کا معاملہ کرو"۔ چنانچہ میں واپس ہو گیا اور سرزمین دوس میں مقیم رہا اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ حتیٰ کہ حضورؐ نے ہجرت کی پھر میں اپنی قوم دوس میں سے جو مشرف باسلام ہو گئے تھے ستر یا اسی گھرانے لے کر حضور کی خدمت میں مقام خیبر پہنچا۔

اور اس روایت کو ابو نعیم نے بھی بطریق واقدی۔ عبداللہ بن جعفر بن عبدالواحد بن ابی عون سے نقل کی ہے اور ابن اسحاق نے مغازی کے بعض نسخوں میں صالح بن کیسان کی سند سے طفیل بن عمرو دوسی سے موصولاً نقل کی ہے۔ اور باقی تمام نسخوں میں بغیر سند کے روایت نقل کی ہے۔

ابوالفرج الاغانی میں لکھتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بواسطہ حزیل بن عمرو، عمرو سے روایت کی ہے اور ابوالفرج دوسری سند محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا نے عباس بن ہشام کے واسطہ سے ہشام سے روایت نقل کی ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی روانہ ہوئے تا آنکہ مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے اور آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔ قریش نے طفیل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور ان سے کہا۔ یہ شخص جو امر لے کر آئے ہیں اور اس شخص اور ہمارے درمیان صورت حال پر غور کرو۔ طفیل، حضورؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے انھیں اسلام کی دعوت دے دی۔ طفیل بولے، میں شاعر ہوں جو کچھ میں کہتا ہوں آپ اس کو سنیں۔ حضورؐ نے فرمایا، پڑھو۔ طفیل نے چند اشعار پڑھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں بھی پڑھتا ہوں تم سنو۔ حضور نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ اخلاص اور سورہ فلق کی تلاوت فرمائی۔ اور طفیل کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور قوم کی طرف واپس ہوئے۔ چنانچہ ایسی حالت میں پہنچے کہ اندھیری رات تھی اور بارش ہو رہی تھی، یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ کس طرف کو جاؤں۔ اچانک ان کے کوڑے میں سے ایک روشنی نکل آئی۔ طفیل اپنی قوم میں پہنچے تو ان کی قوم والے ان کو لپٹ گئے اور ان کے کوڑے کو پکڑنے لگے اور وہ روشنی لوگوں کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہی تھی۔ طفیل نے اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی۔ ان کے والد مشرف باسلام ہو گئے۔ پھر اپنی قوم

کو دعوت دی مگر حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ اور کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

ابن جریر، ابن کلبی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل کو ذی النور اس واسطے بولا جاتا ہے کہ جس وقت وہ حضور کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کی قوم کے لیے دعا فرمائی۔ طفیل بولے، آپ مجھے میری قوم کی طرف بھیجئے اور کوئی نشانی مجھے عطا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی چنانچہ طفیل کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک نور بلند ہوگیا۔ طفیل عرض کرنے لگے کہ —— مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر مثلہ کہیں گے۔ چنانچہ وہ نور طفیل کے کوڑے کی طرف منتقل ہوگیا اور وہ اندھیری رات میں طفیل کے لیے روشن ہوتا تھا۔

کتاب الاغانی میں ابوالفرج، ابوکلبی سے روایت کرتے ہیں کہ طفیل جس وقت مکہ مکرمہ آئے تو قریش نے ان سے حضور کے امر کا تذکرہ کیا۔ طفیل حضورؐ کے پاس آئے اور آپ کو اپنے اشعار سنائے۔ حضورؐ نے ان کے سامنے سورہ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت فرمائی۔ طفیل سنتے ہی مشرف باسلام ہوگئے اور پھر اپنی قوم کو واپس ہوئے۔ راوی نے ان کے کوڑے کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی۔ والد مسلمان ہوگئے اور والدہ نے اسلام قبول نہیں کیا۔ پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ قوم نے بھی نہ مانا۔ طفیل حضورؐ کے پاس آئے اور ان کو مطلع کیا۔ جب حضورؐ نے ان کی قوم کی ہدایت کے لیے دعا کی تو طفیل بولے میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے جیسے ان میں بہت ہیں۔

باب

حضرت عثمان بن مظعون کے مشرف باسلام ہونے پر کیا امور ظاہر ہوئے۔

امام احمد، ابن سعد، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پاس سے عثمان بن مظعون گزرے اور حضورؐ کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضورؐ نے فرمایا، "بیٹھتے نہیں ؟" عثمان بولے، بیٹھتا ہوں اور

آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضورؐ عثمان سے گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں آپؐ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کچھ دیر تک آپ آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر آپ نے اپنی نگاہ نیچے کی طرف لانا شروع کی تا آنکہ آپؐ نے نگاہ کو زمین پر اپنی داہنی طرف متوجہ کیا اور حضورؐ عثمان کی طرف سے پھر کر داہنی جانب ہو گئے اور آپؐ اپنے سر مبارک کو ہلا رہے تھے گویا کہ آپؐ سے کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور آپ اسے سمجھ رہے ہیں۔ اور عثمان یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب حضور گفتگو پوری کر چکے تو آپ نے پھر حسب سابق آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور آپ کی نگاہ اس فرشتہ کی طرف تھی تا آنکہ وہ چھپ گیا اور پھر حسب سابق آپؐ عثمان بن مظعون کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ عثمان بولے "علی الصباح جو آپؐ نے یہ کام کیا ہے میں نے آپ کا ایسا کام کبھی نہیں دیکھا"۔ آپؐ نے عثمانؓ سے دریافت کیا کہ تم نے مجھے کیا کرتے ہوئے دیکھا؟" عثمان نے آپؐ کو مطلع کیا۔ حضورؐ نے عثمان سے فرمایا:۔

"تم اسے سمجھ گئے"

عثمانؓ بولے، "جی ہاں، سمجھ گیا۔"

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بولے کہ "میرے پاس ابھی جبریل امین آئے تھے۔"

عثمانؓ نے کہا۔ "جبریلؑ نے آپؐ سے کیا کہا۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا، جبریلؑ نے یہ فرمایا۔ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل۔ آیت ۹۰)

عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ اُسی وقت اسلام میرے دل میں بیٹھ گیا اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیا۔

باب ۷۱

جنّات کا قبولِ اسلام اور اس وقت معجزات کا ظہور

ارشاد خداوندی ہے۔ واذ صرفنا الیک (الاحقاف آیت ۲۹) یعنی جب ہم نے آپؐ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا، کہ وہ قرآن سنیں، اور ایک دوسری جگہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ

(سورہ جن : آیات ۱ و ۲)

آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست بتلاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے، اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

امام بخاریؒ و مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ سوق عکاظ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت شیاطین کا آسمان پر جانا اور وہاں سے خبریں چرانا بند ہو گیا تھا اور ان پر شہاب ثاقب مارے جانے لگے تھے۔ شیاطین اپنی جماعت میں گئے۔ ان کی جماعت ان سے کہنے لگی کہ کیا وجہ ہے کہ اب آسمان سے خبر نہیں لاتے۔ وہ بولے، ہمارا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا ہے اور ہم پر شہاب ثاقب برسنے لگے ہیں۔ وہ بولے، اس کا سبب یقیناً کوئی نیا واقعہ ہے۔ لہٰذا مشرق و مغرب میں پھرو اور دیکھو کہ کس وجہ سے تمہارا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ وہ زمین مشرق و مغرب کا گشت لگانے لگے۔ جو جماعت تہامہ کی طرف چلی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور آپ مقام نخلہ میں اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ جب انھوں نے قرآن کریم کی آواز سنی تو اسے غور سے سننا شروع کیا اور بولے بخدا تم کو جو آسمان کی خبریں سننے سے روک دیا گیا اس کا سبب یہی ہے۔ چنانچہ اس مقام پر سے جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو کہنے لگے :۔

"اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم خدا کے ساتھ کبھی بھی کسی کو شریک نہیں کریں گے"۔

بخاریؒ و مسلم، مسروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے دریافت کیا کہ جس رات جنات نے قرآن کریم سنا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے بارے میں کس نے اطلاع دی۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک درخت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تھی۔

مسلم، احمد، ترمذی، حضرت علقمہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابن مسعودؓ سے دریافت کیا کہ لیلۃ الجن میں کوئی تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا، ہم میں سے حضورؐ کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ مگر مکہ مکرمہ میں ایک رات ہم نے حضورؐ کو نہ پایا۔ ہم نے کہا، معاذ اللہ کسی نے آپؐ کو دھوکا سے قتل کر دیا ہے یا کوئی آپؐ کو اٹھا کر لے گیا۔ آپؐ کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ چنانچہ جیسی کوئی جماعت پریشانی کی رات گزارتی ہے ویسی رات ہم نے گزاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی پریشانی سے آپؐ کو مطلع کیا۔ آپؐ نے فرمایا، میرے پاس جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تھا میں ان کی طرف چلا گیا تھا۔ میں نے ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ پھر حضورؐ چلے اور ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔

ابو عثمان خزاعی، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص آج کی رات میں جنات کے معاملہ میں حاضری دینا چاہے سو رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میرے علاوہ اور کوئی حاضر نہیں ہوا۔ چنانچہ ہم چلے، جب ہم مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ پر پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور مجھے اس کے اندر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور آپؐ آگے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے قرآن کریم کی تلاوت شروع فرمائی اور آپؐ کو بہت سے جنات نے گھیر لیا حتیٰ کہ وہ میرے اور آپؐ کے درمیان حائل ہو گئے۔ مجھے آپؐ کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کے بعد وہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح جدا جدا ہو کر جانے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت باقی رہ گئی اس نے حضور کی امامت میں نماز فجر پڑھی پھر وہ بھی رخصت ہو گئی پھر حضور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، وہ گروہ کہاں گیا۔ میں نے کہا، یہ ہیں۔ پھر آپؐ نے ہڈی اور گوبر لیا اور ان کو دیا اور ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

ابن جریر، بیہقی، ابو نعیم اور حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

بیہقی، ابو نعیم نے علی بن رباع سے اور انہوں نے ابن مسعودؓ سے بیان فرمایا کہ ہم نے حضورؐ کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ گروہ جن پندرہ[15] برادر زادے اور بنی عم ہیں۔ آج

کی رات وہ میرے پاس آئیں گے میں ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کروں گا۔ آپؐ نے جس جگہ کا ارادہ کیا تھا میں اس مقام پر آپ کے ساتھ گیا۔ حضورؐ نے ایک خط کھینچا اور مجھے اس کے اندر بٹھا دیا اور فرمایا اس خط سے باہر مت نکلنا۔ میں پوری رات اس کے اندر رہا۔ آپؐ علی الصبح میرے پاس تشریف لائے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ میں ضرور اس جگہ کو جا کر دیکھوں گا، جہاں حضورؐ تشریف لے گئے تھے۔ غرضیکہ میں گیا اور میں نے وہاں ستر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی۔

بیہقی نے ابوالجوزاء سے اور انہوں نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ میں لیلۃ الجن میں حضورؐ کے ساتھ گیا تا آنکہ آپؐ مقام حجون میں پہنچے اور میرے سامنے آپؐ نے ایک خط کھینچا، پھر آپؐ جنات کی طرف تشریف لے گئے۔ جنات نے آپؐ پر ہجوم کیا۔ ان کے وردان نامی سردار نے عرض کیا کہ میں ان جنات کو آپؐ کے پاس سے کوچ کرائے دیتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، خدا کے سوا کوئی شخص مجھے نجات نہیں دلائے گا۔

بیہقی نے ابوعثمان کے واسطے سے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ ابن مسعودؓ نے بعض راستوں میں ایک جنگلی آدمی کو دیکھا۔ دریافت کیا یہ کون ہیں۔ کسی نے کہا یہ جنگلی آدمی ہیں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ان کے مشابہ میں نے لیلۃ الجن میں جنات کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے جا رہے تھے۔

ابونعیم، حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات جنات کا ایک گروہ حضورؐ کے پاس آیا۔ میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ جنات میں سے ایک جن آگ کا ایک شعلہ لے کر حضورؐ کی طرف آیا۔ جبریل امین نے فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ کو ایسے کلمات سکھلاتا ہوں کہ جس وقت آپؐ ان کلمات کو پڑھیں گے تو جن کا شعلہ بجھ جائے گا اور وہ الٹے منہ گر پڑے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اعوذ بوجہ اللہ الکریم وبکلماتہ النافعۃ التی لا یجاوزھن برولا فاجر من شر ما انزل من السماء وما یعرج فیھا ومن شر ما ذرء فی الارض وما یخرج فیھا ومن شر طوارق اللیل والنھار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن۔

بیہقی، ابونعیم ابوالتیاحؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن خنبشؓ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت جنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے کیا طریقہ اختیار کیا۔ عبدالرحمٰن بولے، کہ شیاطین پہاڑوں اور صحراؤں سے حضورؐ کے پاس آئے اور وہ آپؐ کا ارادہ کر رہے تھے ان شیاطین میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اور وہ معاذ اللہ آپؐ کے جلا دینے کا ارادہ کرتا تھا کہ جبریل امین آپؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اعوذ بکلمات اللہ التامات

التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر خلق وذرا وبرء ومن شر فتن اللیل والنھار ومن کل طارق الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن۔ آپؐ نے ان کلمات کو پڑھا۔ شیاطین کی آگ بجھ گئی اور حق تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا۔

ابو نعیم، طبرانی نے ابو زید کے واسطے روایت کی کہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے اور حضورؐ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم لوگوں میں سے ایک شخص میرے ساتھ چلے اور ایسا آدمی نہ ہو کہ جس کے دل میں ذرّہ برابر آلودگی ہو۔ چنانچہ میں آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوا اور میں نے ایک مشکیزہ لیا جس میں میں پانی ہی سمجھتا تھا۔ غرضیکہ جب ہم مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچے تو میں نے وہاں بہت سی جماعتوں کو مجتمع دیکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا تاآنکہ میں تمہارے پاس آؤں تم اس جگہ ٹھہرے رہو۔ میں ٹھہر گیا۔ حضورؐ جنات کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ جنات آپؐ کے پاس ہجوم کر رہے تھے۔ آپؐ پوری رات ان سے گفتگو کرتے رہے۔ علی الصبح میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ابن مسعود کیا تم اپنی جگہ بیٹھے رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپؐ نے مجھے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر آپؐ نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس وضو کا پانی ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ میں نے مشکیزہ کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں نبیذ ہے۔ میں نے عرض کیا، بخدا میں نے مشکیزہ یہی سمجھ کر لیا تھا کہ اس میں پانی ہے۔ مگر اس میں تو نبیذ نکلی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، تمرۃ طیبہ وماء طھور۔ آپؐ نے اس سے وضو کیا۔ جب آپؐ نماز پڑھنے کھڑے ہونے لگے تو جنات میں سے دو جن آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہماری یہ خواہش ہے کہ آپؐ ہماری امامت فرمائیں۔ آپؐ نے انھیں اپنے پیچھے صف بستہ کیا پھر ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپؐ وہاں سے واپس ہوئے تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کون تھے۔ آپؐ نے فرمایا، یہ جنات نصیبین ہیں۔ ان کے باہمی بہت سے امور میں جھگڑا تھا۔ میرے پاس فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے زاد راہ کے بارے میں سوال کیا تھا سو میں نے ان کو توشہ دے دیا۔

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ نے ان کو کیا توشہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ گوبر اور جو شئے بھی گوبر کی مانند کی قسم سے ہوگی وہ اسے کھجور جیسا پائیں گے اور ہڈی کو وہ گوشت دار ہڈی کی شکل میں پائیں گے۔ چنانچہ پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت فرما دی۔

ابونعیم نے ابویعلیٰ سے روایت کی کہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے نواحیٔ مکہ میں تشریف لے گئے اور میرے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں کچھ بات مت کرنا اور پھر فرمایا کہ کسی چیز کو دیکھ کر ڈر نہ جانا۔ اس کے بعد آپؐ کچھ آگے کو بڑھے اور پھر بیٹھ گئے۔ یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ کالی صورت والے آدمی جیسا کہ دیہاتی ہوتے ہیں موجود ہیں۔ اور ان کی وہی نوعیت تھی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا[1]۔ یہ دیکھ کر میں میں نے آپؐ کے قریب جانے کا ارادہ کیا تاکہ ان کو آپؐ سے دور کردوں اور جہاں تک پہنچ سکتا ہوں پہنچ جاؤں۔ پھر مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد یاد آیا۔ اس لیے میں وہیں ٹھہر گیا پھر وہ لوگ آپؐ کے پاس سے منتشر ہو کر چل دیئے۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ ہمارا سفر دور ہے اور ہم جانے والے ہیں لہٰذا آپ ہمیں زادِ راہ دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا، تمہارے لیے گوبر اور ہڈی ہے۔ تم ہڈی پر ہرگز نہ گزرو گے وہ تمہارے لیے کھجور ہوگی اور گوبر گوشت کے۔ جب وہ پشت پھیر کر چلے تو میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یہ کون تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے۔

ابونعیم، ابوظبیان سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے حتیٰ کہ آپؐ ایک کشادہ میدان میں پہنچے۔ آپؐ نے میرے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا جب تک میں تمہارے پاس آؤں تم یہیں ٹھہرے رہنا۔ آپؐ صبح تک تشریف نہیں لائے آنے پر آپؐ نے فرمایا کہ میں جنات کی طرف گیا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آوازیں انکے سلام کی تھیں کہ جب وہ مجھے رخصت کر رہے تھے۔

طبرانی اور ابونعیم، ابوعبداللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ لیلۃ الجن میں مجھے اپنی ساتھ لے گئے۔ چنانچہ ہم مکہ کے بالائی حصہ پر پہنچے تو حضورؐ نے میرے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو اور کہیں مت جانا پھر تیزی سے آپ پہاڑوں میں تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر سے مرد آپؐ کی طرف اتر رہے ہیں اور اس قدر کثیر تعداد میں آئے کہ میرے اور آپؐ کے درمیان حائل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میں نے تلوار نیام سے نکال لی اور اپنے دل میں کہا کہ ان کو اتنا ماروں گا کہ حضورؐ کو ان سے چھڑا لوں گا۔ پھر مجھے آپؐ کا ارشاد یاد آیا کہ میرے آنے تک یہیں رہنا میں اسی طرح رہا حتیٰ کہ صبح روشن ہو گئی۔ آپؐ تشریف لائے اور میں اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم پوری رات اسی طرح رہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھے ایک مہینہ ٹھہرنا پڑتا

---

[1] سورۂ جن۔ آیت ۱۹

تب بھی میں آپ کے آنے تک یہاں سے نہ ہٹتا۔ پھر میں نے جو ارادہ کیا تھا اس سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس خط سے نکل جاتے تو ہم دونوں کی قیامت تک ملاقات نہ ہوتی پھر آپ نے اپنے دست مبارک کی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ مجھ سے یہ وعدہ کیا گیا کہ مجھ پر جن و انس ایمان لائیں گے۔ انسان تو ایمان لے آئے اور جنات کو تم نے دیکھ لیا۔

طبرانی، ابونعیم نے عمرو بکالی سے روایت کی کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ہم روانہ ہوئے تا آنکہ فلاں فلاں مقام پر پہنچے پھر آپؐ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا، اس کے درمیان رہنا اور اس سے باہر مت نکلنا کیونکہ اگر اس سے باہر نکلو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں اسی خط میں رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف کو چل دیئے۔ ابن مسعودؓ نے ان اشخاص کا ذکر کیا کہ وہ بدوقسم کے لوگ تھے۔ نہ ان کے جسم پر کوئی کپڑا تھا اور نہ ان کا ستر نظر آ رہا تھا۔ لمبے قد کے آدمی تھے ان کے جسم پر بہت کم گوشت تھا اور اس طرح وہ جمع ہوئے کہ گویا کہ حضورؐ پر سوار ہو جائیں گے۔ حضورؐ نے ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ جنات میرے پاس آتے اور میرے چاروں طرف بیٹھ جاتے۔ میں ان سے بہت ڈرا۔ جب صبح صادق ہوئی تو وہ جانے لگے۔ پھر حضورؐ نے اپنا سر مبارک میری آغوش میں رکھا۔ اس کے بعد کچھ سفید پوشاک، لمبے قد والے آدمی آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے۔ پہلی مرتبہ سے زیادہ میں ان لوگوں سے ڈرا۔ ان میں سے ایک، دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم آپؐ کے لیے مثل بیان کرتے ہیں چنانچہ بعض بولے تم حضورؐ کے لیے مثل بیان کرو ہم اس کی تاویل بیان کریں گے۔ یا ہم مثل بیان کریں تم اس کی تاویل بیان کرنا۔ ان میں سے بعض بولے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سردار نے ایک مضبوط عمارت بنائی پھر اس سردار نے لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔ جو شخص بھی اس سردار کے کھانے پر نہیں آئے گا وہ سردار اسے سخت عذاب دے گا۔ یہ مثل سن کر دوسرے جن بولے کہ سردار تو رب العالمین ہیں! اور عمارت سے مراد دین اسلام اور کھانا جنت اور داعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو آپ کی اتباع کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو آپؐ کی اتباع نہیں کرے گا اس پر عذاب نازل ہو گا۔ پھر حضور بیدار ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ ابن ام عبد تم نے کیا دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ ایسا ایسا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو باتیں انہوں نے کیں وہ مجھے مخفی نہیں رہیں اور وہ باتیں کرنے والے فرشتوں کا ایک گروہ تھا۔

ابونعیم نے ابورجاء سے روایت کی کہ ہم سفر میں تھے چنانچہ ہم ایک پانی پر اترے وہاں ہم نے

اپنے خیمے قائم کیے اور میں قیلولہ کرنے کے لیے گیا۔ یکایک میں نے ایک سانپ کو دیکھا کہ وہ خیمہ میں داخل ہوا اور تڑپ رہا ہے۔ میں نے اپنا لوٹا لیا اور اس سانپ پر پانی چھڑکا۔ جب میں نے اس پر پانی چھڑکنا شروع کیا تو اسے سکون ہوا۔ پھر میں نے پانی روکا تو وہ پھر تڑپنے لگا۔ جب میں نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ سانپ مر گیا۔ میں نے اپنی جامہ دانی سے ایک سفید کپڑا لے کر اس سانپ کو اس میں لپیٹا اور کفن دیا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ پھر ہم سارے دن اور ساری رات چلتے رہے چنانچہ علی الصبح ایک پانی والی جگہ (چشمہ) پر اترے اور ہم نے اپنے خیمے لگائے اور میں قیلولہ کرنے کے لیے گیا تو میں نے یہ آوازیں سنیں، تم پر سلام ہو ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ بلکہ دس مرتبہ۔ دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ وہ بولے، ہم جن ہیں۔ اللہ تعالٰے تم پر اپنی برکتیں نازل کرے۔ تم نے ہمارے ساتھ بھلائی اور احسان کیا ہے۔ ہم میں اس کا بدل ادا کرنے کی طاقت نہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ میں نے کیا احسان کیا ہے۔ وہ بولے، وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں سے آخری جن تھا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

معاذ بن عبداللہ بن معمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور بولا کہ امیر المومنین میں جنگل میں تھا کہ دو بگولے سامنے سے آئے۔ ایک ایک جگہ سے اور دوسرا دوسری جگہ سے اور دونوں باہم مل کر لڑنے لگے۔ اور پھر وہ دونوں جدا ہو گئے اور آنے کے وقت ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کم تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں ان دونوں کے لڑنے کی جگہ پہنچا تو میں نے وہاں سانپوں کی قسم کی شیئ دیکھی کہ ویسی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی اور ان میں سے بعض میں میں نے مشک کی خوشبو محسوس کی۔ میں ان سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا کہ کس میں سے یہ خوشبو آرہی ہے، تو مجھے یہ خوشبو اس سانپ میں سے محسوس ہوئی جو کہ باریک تھا اور زرد رنگ کا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ خوشبو اس بھلائی کی وجہ سے ہے جو اس سانپ میں ہے۔ چنانچہ میں نے اس سانپ کو اپنے عمامہ میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ میں جا رہا تھا کہ ایک منادی کرنے والے نے مجھے آواز دی اور وہ مجھے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بولا، اے عبداللہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ میں نے جو صورت حال دیکھی تھی وہ اس سے بیان کی۔ وہ بولا، تو نے ہدایت پائی۔ یہ دونوں سانپ شعیبان اور بنی اقیس کے جنات میں سے تھے۔ یہ دونوں آپس میں لڑے اور مقتولین میں وہ تھا جس کو تو نے دیکھا اور جس کو تو نے لیا۔ اس نے شہادت پائی اور وہ شہید ان جنات میں سے تھا جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی سنی تھی۔

ابونعیم، ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت حج کے ارادہ سے نکلی۔ چنانچہ ان کا ایک راستہ پر گزر ہوا تو ایک سفید رنگ کا سانپ راستہ میں بل کھا رہا تھا اور اس میں سے مشک جیسی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چلو میں یہیں ٹھہرتا ہوں تاکہ اس سانپ کا انجام دیکھوں۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ سانپ مر گیا۔ میں نے ایک سفید کپڑا لیا اور اس سانپ کو اس کپڑے میں لپیٹ کر راستہ سے علیحدہ دفن کر دیا اور پھر اپنے دوستوں سے جا کر ملا۔ بخدا ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک چار عورتیں مغرب کی طرف سے آئیں۔ ان میں سے ایک عورت بولی کہ تم میں سے کس شخص نے عمرو کو دفن کیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے دفن کیا ہے۔ وہ عورت بولی، سنو کہ تم نے ایک ایسے شخص کو دفن کیا ہے جو بہت روزہ رکھنے والا اور بڑا نمازی تھا اور جو حکم حق تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں وہ حکم کرتا تھا اور وہ تمہارے نبی پر ایمان لایا تھا اور تمہارے نبی کی بعثت سے چار سو سال قبل اس نے تمہارے نبی کی صفت آسمان میں سنی تھی۔ یہ سن کر ہم نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد ہم نے اپنا حج ادا کیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سانپ کا واقعہ ان سے بیان کیا۔ حضرت عمر بولے اس عورت نے صحیح کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ وہ میری بعثت سے چار سو سال قبل مجھ پر ایمان لائے تھے۔ اور یہ آخری جن تھا۔

حاکم، طبرانی اور ابن مردویہ صفوان بن معطل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حج کے ارادہ سے اپنے مقام سے نکلے جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو ہم نے ایک سانپ کو تڑپتا ہوا پایا کچھ دیر نہیں گزری کہ وہ مر گیا۔ ایک شخص نے کپڑے میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا اس کے بعد ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچے اور ہم مسجد حرام میں تھے۔ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا، تم میں سے کون عمرو بن جابر کا صاحب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم عمرو کو نہیں جانتے وہ بولا تم میں سے کون سانپ کا صاحب ہے۔ لوگ بولے کہ یہ ہے۔ وہ بولا کہ حضور کی خدمت میں جو نو جن قرآن کریم سننے کے لیے آئے تھے ان میں سے یہ آخری شخص تھے۔

ابونعیم اور ابن مردویہ ثابت بن قطبہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور بولا کہ ہم سفر میں تھے۔ ہمارا ایک مقتول اور خون آلودہ سانپ کے پاس سے گزر ہوا۔ ہم نے اس کو دفن کر دیا۔ جب قافلہ والے اترے تو ان کے پاس عورتیں یا مرد آئے اور بولے کہ عمرو کا صاحب کون ہے۔ ہم نے دریافت کیا کہ کون عمرو۔ وہ بولے عمرو وہ سانپ ہے جسے تم نے کل دفن کیا تھا۔

یہ اس جماعت میں سے ہے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سنا تھا۔ ہم نے دریافت کیا کیا واقعہ ہے۔ وہ بولے، جنات کے دو قبیلوں میں کہ ان میں سے ایک مشرک اور دوسرا کافر ہے۔ ان میں جنگ ہوئی تھی۔ یہ اس جنگ میں مارے گئے۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں اس کا عوض دے دیں۔ ہم نے کہا، نہیں۔

ابونعیم نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ ایک جماعت حج کے ارادہ سے روانہ ہوئی۔ وہ راستہ بھول گئی۔ جب اس جماعت نے موت کا مشاہدہ کیا۔ یا وہ مرنے کے قریب ہو گئے، تو وہ اپنے کفن پہن کر مرنے کے لیے لیٹ گئے۔ اتنے میں ایک درخت کے درمیان سے ایک جن نکل کر ان کے پاس آیا اور بولا کہ میں اس جماعت کا باقی ماندہ ہوں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم سنا تھا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مومن مومن کا بھائی اور اس کا رہبر ہے۔ وہ اس کو رسوا نہیں کرتا۔ دیکھو یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے۔ پھر اس جن نے انھیں پانی کی طرف رہبری کی اور راستہ بتلایا۔

بیہقی، ابونعیم نے چند واسطوں سے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک سامنے سے ایک بوڑھا شخص آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ حضورؐ نے جنات کی سی آواز اور لہجہ میں فرمایا" تو کون ہے؟"

وہ بولا "میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا" کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو پشتوں کا فاصلہ ہے۔ تجھے کتنا زمانہ دنیا میں گزرا؟"

ہامہ بولا کہ حضورؐ پوری عمر بسر کر چکا ہوں بس اب کوچ کا وقت ہے البتہ وہ کچھ زمانہ جس میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ میں اس وقت چند سالہ لڑکا تھا مگر میں باتوں کو سمجھتا تھا اور ٹیلوں پر سے گزرتا تھا اور لوگوں کا کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کرنے کا حکم دیتا تھا۔"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جو بوڑھا ایسے بدترین عمل کی تلاش میں رہے اس کا یہ عمل بہت برا ہے اور ایسے ہی وہ جوان قابل ملامت ہے جو ایسی باتوں پر عمل کرے۔" یہ سن کر ہامہ بولا "مجھے رہنے دیجئے میں ایسے برے کاموں سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر چکا ہوں۔ نوح علیہ السلام کی قوم میں جو حضرات ان پر ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد میں تھا اور حضرت نوح نے اپنی قوم کے لیے

جو بددعا فرمائی تھی میں ہمیشہ ان پر عتاب کرتا تھا حتیٰ کہ نوح علیہ السلام بھی رو دئیے اور مجھے بھی رلایا اور فرمایا بیشک میں نادم ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔ میں نے نوح علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو لوگ سعید شہید ہابیل بن آدم کے قتل میں شریک تھے۔ میں ان میں سے ہوں کیا آپ اپنے پروردگار کے پاس میرے لیے توبہ کی گنجائش پاتے ہیں۔ حضرت نوح نے فرمایا، ہامہ حسرت و ندامت سے قبل خیر اور بھلائی کا ارادہ کر اور اس پر عمل پیرا ہو اور جو شئی حق تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ جو بندہ حد درجہ گناہ کے بعد بھی حق تعالیٰ سے توبہ کرے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے لہٰذا اٹھ اور وضو کر اور دو سجدے کر۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے جس کا مجھے حکم دیا تھا میں نے فوراً اس کی تعمیل کی۔ نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ اپنا سر اٹھا تیری توبہ آسمان سے نازل ہوگئی۔ چنانچہ میں ایک سال تک حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود رہا اور جو لوگ قوم ہود میں سے حضرت ہود پر ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ ان کی مسجد میں تھا اور ہود علیہ السلام کی بددعا کے سلسلہ میں میں ان پر عتاب کرتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت ہود اپنی قوم کی حالت پر رو دئیے اور مجھے بھی رلایا اور میں یعقوب علیہ السلام کی بہت زیادت کرتا تھا اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان میں، میں موجود تھا اور الیاس علیہ السلام سے جنگلات میں ملاقات کیا کرتا تھا اور اب بھی ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے مجھے کتاب توریت کی تعلیم دی اور فرمایا تھا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمہاری ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے حضرت موسیٰؑ کا انھیں سلام پہنچایا اور حضرت عیسیٰؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دینا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپؐ رو دئیے اور فرمایا کہ قیام دنیا تک عیسیٰ علیہ السلام پر سلام پہنچانے والے ہامہ! ادائے امانت کے سلسلہ میں تم پر بھی سلام ہو۔ ہامہ نے عرض کیا :-

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ حضرت موسیٰؑ نے میرے ساتھ معاملہ کیا تھا کہ مجھے کتاب توریت سکھلائی، آپؐ بھی اسی طرح میرے ساتھ معاملہ فرمائیے۔"

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہامہ کو سورۂ واقعہ اور سورۂ مرسلات اور عم یتساءلون، واذا الشمس کورت اور معوذتین اور سورۂ اخلاص کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہامہؓ

جب بھی تمہیں کوئی حاجت ہو تو ہم سے بیان کرنا اور ہماری زیارت کو نہ چھوڑنا عمر فاروق فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے تشریف لے گئے اور راہمہ کے انتقال کی ہمیں خبر نہیں ملی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہیں یا انتقال فرما گئے۔

امام بیہقی نے اسیدؒ سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ مکہ مکرمہ جا رہے تھے کہ ایک صحرا میں سے گزر ہوا۔ وہاں انہوں نے ایک مرے ہوئے سانپ کو دیکھا، اور فرمایا، گڑھا کھودنے کا آلہ لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے گڑھا کھودا اور اس سانپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ یکایک ایک ہاتف نے جس کو لوگ نہیں دیکھ رہے تھے کہا، اے سرق تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ اے سرق تو کسی صحرا میں انتقال کرے گا اور میری اُمت کا بہترین شخص تجھے دفن کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ حق تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔

وہ بولا، میں جنات میں سے ایک جن ہوں اور یہ سرق ہے اور جن جنات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ ان میں سے میرے اور اس کے علاوہ اب اور کوئی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرما رہے تھے کہ سرق تو روئے زمین میں سے کسی جنگل میں انتقال کرے گا اور میری اُمت کا بہترین شخص تجھے دفن کرے گا۔

بیہقی، ابو راشد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہمارے پاس قیام کیا جب انہوں نے روانگی کا ارادہ فرمایا تو میرے مولیٰ نے مجھ سے کہا کہ تم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ان کے ساتھ رہو۔ میں ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ چنانچہ ہم ایک صحرا میں پہنچے تو ہم نے راستہ کے درمیان ایک مرا ہوا سانپ دیکھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اتر کر اسے راستہ سے دور کیا اور دفن کر دیا اور سوار ہو گئے۔ چنانچہ ہم جا رہے تھے کہ ایک ہاتف کی آواز سنی، وہ یا خرقاء یا خرقاء کہہ رہا تھا۔ ہم نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو ہمیں کوئی نظر نہیں آیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:-

"اے ہاتف! میں تجھے خدا تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تو ظاہر ہونے والوں میں سے ہے تو ظاہر ہو جا اور اگر ان میں سے ہے جو ظاہر نہیں ہوتے تو ہمیں بتا کہ خرقاء کون ہے؟"

ہاتف بولا، خرقاء وہ سانپ ہے جسے آپؒ نے فلاں مقام پر دفن کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ خرقاء سے ایک دن فرما رہے تھے تو روئے زمین میں سے ایک جنگل میں انتقال کرے گا اور اس روئے زمین میں مومنوں میں سب سے زیادہ جو بہتر ہوں گے

وہ تجھے دفن کریں گے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ان سے فرمایا کہ "تم پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں تم کون ہو؟" وہ بولے ہیں ان نو حضرات میں سے ہوں جنہوں نے اس جگہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے انھیں خدا کی قسم دے کر دریافت کیا کہ تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا؟ وہ بولے، جی ہاں۔

یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ہم وہاں سے لوٹ آئے۔

باب ۷۲

واقعہ روم اور جن معجزات کا اس واقعہ پر ظہور ہوا

ارشاد خداوندی ہے:-

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

(پارہ ۲۱: سورہ روم - رکوع ۱ - آیات ۱ تا ۶)

الم - اہل روم ایک قریب کے مقام پر مغلوب ہوگئے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال کے اندر اندر غالب آجائیں گے۔ پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی، اور اس روز مسلمان اللہ تعالےٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے۔ وہ جس کو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے، رحیم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

امام احمد، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ رومی فارس پر غالب آجائیں کیونکہ رومی اہل کتاب تھے۔ اور مشرکین چاہتے تھے کہ فارس والے روم پر غالب آجائیں کیونکہ فارس والے بت پرست تھے غرضیکہ مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے اس چیز کا تذکرہ کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیز بیان کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے

فرمایا عنقریب رومی فارس پر غالب آجائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے مشرکین سے یہ چیز بیان کی۔ مشرکین بولے۔ ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کیجئے۔ اگر اہل روم فارس پر غالب آگئے تو آپ کے لیے فلاں فلاں شیئ ہے اور اگر ہم غالب آگئے تو ہمارے لیے اتنا اتنا مال ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پانچ سال کی میعاد مقرر کی۔ اس میں رومی فارس پر غالب نہیں ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے اس چیز کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے دس سال سے کم کیوں مدت متعین کی۔ غرضیکہ بدر کے دن رومی فارس پر غالب آگئے۔

بیہقی نے ابن شہاب زہریؒ سے روایت کی کہ مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں سے بحث کیا کرتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہیں اور ان پر فارسی غالب آگئے ہیں۔ اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ جو کتاب تمہارے نبی پر نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے تم ہم پر غالب آجاؤ گے۔ لہٰذا ہم تم پر ایسے غالب آئیں گے جیسے فارس والے روم پر غالب آئے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے آیت کریمہ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ الخ نازل فرمائی یعنی اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے نو سال کے اندر اندر غالب آجائیں گے۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان دونوں آیتوں کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے بعض مشرکین سے کچھ شے معین کرکے یہ شرط لگائی کہ فارس سات سال میں غالب نہ ہوں گے اور اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر ایسا کیوں کیا۔ دس سال سے کم جو بھی عدد ہے اس پر بضع کا اطلاق ہوتا ہے۔ غرضیکہ فارس پر اہل روم نو سال میں غالب آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے سال رومیوں کو فارس پر غالب کردیا چنانچہ اہل کتاب کے غلبہ سے مسلمان خوش ہوئے۔

بیہقی، حضرت قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں تو مسلمانوں نے اپنے پروردگار کی تصدیق فرمائی اور سمجھ لیا کہ رومی فارس پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں اور مشرکین نے باہم پانچ اونٹوں کی شرط لگائی اور پانچ سال کی مدت متعین کی۔ مسلمانوں کی شرط کے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مشرکین کی شرط کا ابی بن خلف ذمہ دار ہوا اور اس وقت تک اس قسم کی شرط لگانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ غرض کہ مدت آگئی اور رومی فارس پر غالب نہ آئے۔ مشرکین نے مسلمانوں سے اپنی شرط کا مطالبہ کیا۔ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دس سال سے کم مدت متعین کرنے کے وہ اہل نہیں تھے کیونکہ بضع کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہوتا ہے۔ چنانچہ تم میعاد میں اضافہ کرلو۔ غرض کہ صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی شرط کے

مطابق نو سال پر اللہ تعالیٰ نے اہل روم کو فارس پر غلبہ دے دیا۔ اور یہ زمانہ حدیبیہ سے واپسی کا تھا۔ مسلمان اہل کتاب کے مجوس پر غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے اور اس غلبہ کی وجہ سے حق تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا۔

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے فارس کا روم پر غالب آنا اور پھر رومیوں کا فارس پر غالب آجانا اور پھر مسلمانوں کا فارس اور روم پر اور شام و عراق پر غالب آنا دیکھا ہے اور یہ سب واقعات پندرہ سال کی مدت میں ظہور پذیر ہوئے۔

باب ۷۳

بطور امتحان کفارِ مکہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنا

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ علماء یہود سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرو اور ان سے آپ کی صفت بیان کرو اور بتاؤ کہ وہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور ان کے پاس انبیاء کرام کے بارے میں جو علم ہے وہ ہمارے پاس نہیں۔ چنانچہ وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچے اور علماء یہود سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا اور ان سے آپ کی صفت بیان کی۔ علماء یہود بولے، تم ان سے تین باتیں دریافت کرو۔ اگر وہ بیان کر دیں گے تو نبی مرسل ہیں ورنہ وہ ایک باتیں بیان کرنے والے شخص ہیں۔ ان سے ان جوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں گزرے ہیں کہ ان کا کیا واقعہ ہوا، کیونکہ ان کا واقعہ عجیب ہے۔

(۲) اور اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو بہت گشت لگانے والا تھا اور اس نے مشارق و مغارب ارض کو طے کیا کہ اس کا کیا واقعہ ہوا۔

(۳) اور روح کے بارے میں دریافت کرو۔

نضر اور عقبہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے کہا کہ ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو معاملہ ہے اس کا فیصلہ کر دیں۔ اس کے بعد انہوں نے نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سوالات کیے جن کا یہود نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ جبریل امینؑ حضور کے پاس سورہ کہف اور ان نوجوانوں کے واقعہ کو جس کو ان لوگوں نے دریافت کیا تھا اور اس مرد کی خبر کو جس نے زمین میں گشت لگایا (یعنی ذوالقرنین) تھا اور آیت کریمہ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ الآیہ ۝ (بنی اسرائیل آیت ۸۵) کو لے کر آئے۔

احمد، نسائی، بیہقی اور ابونعیم، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم سے کوئی چیز بیان کرو جس کے بارے میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں۔

یہود بولے کہ آپؐ سے روح کے بارے میں دریافت کرو۔ چنانچہ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ الآیہ۔

ابونعیم، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے ایک جماعت مدینہ منورہ روانہ کی تاکہ یہود سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امر اور آپ کی صفت اور آپ کی بعثت کے بارے میں دریافت کریں چنانچہ ان لوگوں نے آپ کی صحیح صفت بیان کی کہ آپؐ نبی مرسل ہونے کے مدعی ہیں اور آپ کا نام مبارک احمدؐ ہے اور آپ یتیم و فقیر ہیں اور آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ غرضیکہ اس جماعت نے یہود سے آپ کے بارے میں دریافت کیا اور آپ کی صفت بیان کی۔ یہودی بولے کہ ہم آپ کی نعت و صفت اور بعثت کی جگہ کتاب توریت میں پاتے ہیں اور یہ کہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ سو اگر آپ میں وہی اوصاف ہیں جو تم نے ہم سے بیان کیے ہیں تو بیشک آپ نبی مرسل ہیں اور آپؐ کا امر حق ہے مگر آپ سے تین باتوں کے بارے میں دریافت کرو۔ سو اگر آپ نبی برحق ہوں گے تو تمہیں دو باتیں بتادیں گے۔ اور تیسری بات سے مطلع نہیں کریں گے۔ ذوالقرنین۔ روح۔ اصحاب کہف۔

چنانچہ یہ لوگ مکہ مکرمہ آئے اور آپؐ سے ان تینوں باتوں کے بارے میں دریافت کیا۔ حضورؐ نے ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے احوال سے ان کو مطلع کردیا۔ اور روح کے بارے میں فرمایا کہ وہ امر رب ہے۔ میرے پروردگار ہی کو اس کی حقیقت معلوم ہے۔ مجھے اس کی حقیقت کا علم نہیں۔ چنانچہ جب آپ کا فرمان یہود کے قول کے موافق ہوا کہ آپؐ نے تیسری بات کے بارے میں مطلع نہیں کیا تو کفار کہنے لگے کہ دونوں جادو کی چیزوں یعنی توریت و انجیل نے باہم اتفاق کرلیا ہے اور ہم ان سب کے منکر ہیں۔

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ میں نے علماء یہود سے کہا کہ میں نے اس بات کا ارادہ

کیا ہے کہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد میں ایک عہد کو بیان کروں چنانچہ عبداللہ بن سلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت حضورؐ مکہ مکرمہ میں تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام کی حضورؐ سے ملاقات منیٰ میں اس حالت میں ہوئی کہ لوگ آپؐ کے چاروں طرف تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام آدمیوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ تم عبداللہ بن سلام ہو۔ وہ بولے، جی ہاں حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ قریب آؤ۔ وہ قریب آگئے۔ حضورؐ نے ان کو خدا کی قسم دے کر دریافت کیا کہ تم کتاب توریت میں مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول پاتے ہو۔ حضرت عبداللہ بولے، آپؐ مجھے پروردگار کی صفت بیان کیجیے۔ فوراً جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور حضورؐ سے فرمایا کہیے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن سلام بولے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام مدینہ منورہ واپس ہو گئے اور اپنے ایمان کو مخفی رکھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابن سلام بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے کھجور کے درخت پر تھا اور اس پر سے کھجوریں توڑ رہا تھا حضور کی تشریف آوری سے مجھے وجد آگیا اور میں درخت سے گر پڑا۔ میری والدہ بولی، خدا کیسے تیری بھلائی ہو اگر حضرت موسیٰؑ ہوتے تو تو اپنے آپ کو درخت پر سے نہ گراتا۔ میں نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حضرت موسیٰؑ سے زائد خوش ہوں کیونکہ آپ مبعوث کیے گئے ہیں۔

باب ۷۴

مشرکین کی ایذاء رسانی کے وقت جن نشانیوں کا ظہور ہوا

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہؓ سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں سب سے زیادہ اہم چیز تم نے کونسی دیکھی۔ بولے کہ ایک روز قریش مقام حطیم میں مجتمع تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور بولے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جیسا ہم نے صبر سے کام لیا ہے اس کا مثل ہم نے نہیں دیکھا۔ انہوں نے ہمیں کم عقل ٹھہرایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو بُرا کہا اور

ہمارے دین میں عیب نکالا اور جماعت کو منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کی توہین کی اور ہم نے آپ کے بارے میں ایک عظیم الشان مسئلہ پر صبر کیا۔ ان کی یہ گفت و شنید ہو رہی تھی۔ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے۔ آپؐ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور ان لوگوں کے سامنے طواف کرتے گزرے۔ ان لوگوں نے بعض باتوں سے آپ پر طعنہ زنی کی۔ میں نے آپ کے چہرۂ انور پر اس طعنہ زنی کے اثرات دیکھے۔ چنانچہ آپؐ گزر گئے۔ پھر جب دوسری مرتبہ آپ ان کے سامنے سے طواف کرتے ہوئے گزرے تو انہوں نے پھر آپ پر طعنہ زنی کی۔ میں نے پھر آپؐ کے چہرہ پر اس طعنہ زنی کے اثرات دیکھے اور آپ طواف کرتے ہوئے گزر گئے۔ جب آپ تیسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر حسب سابق طعنہ زنی کی۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا، اے گروہ قریش! اچھی طرح سن لو! قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے پاس خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ آپؐ کے اس کلمہ نے ان لوگوں پر یہ اثر کیا کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا مگر اس کی حالت یہ ہو گئی کہ گویا اس کے سر پر پرندہ بیٹھا ہے حتیٰ کہ جو ان میں زیادہ شان و شوکت والا آدمی تھا اس نے اس چیز کو قبول کیا اور نہایت نرمی کے ساتھ بہترین طریقہ پر اس نے گفتگو کی اور بولا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رشد کی حالت میں پلٹ جائیں۔ آپ جہالت کا ارتکاب کرنے والے نہیں۔

اس روایت کو ابونعیم نے دوسرے طریق سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے۔ نیز ابونعیم نے عمرو بن العاص سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ مگر اس میں ھاانا سلت الیکم الابالذبح کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ابوجہل بولا:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جاہل نہیں ہیں۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا، تو جاہلوں میں سے ہے۔

ابونعیم نے عروہ سے انہوں نے حضرت عثمان ابن عفانؓ سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے۔ میں نے ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اور مقام حطیم میں اس وقت تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبہ بن معیط، ابوجہل، امیہ بن خلف۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے سے آئے تو انہوں نے بعض نازیبا باتیں حضورؐ کو سنائیں جس کی ناگواری حضور کے چہرۂ انور پر محسوس ہوئی۔ پھر انہوں نے دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی طریقہ اختیار کیا۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا بخدا تم اپنی باتوں سے باز نہ آؤ گے تا آنکہ حق تعالیٰ تم پر فوراً اپنا عذاب نازل نہ کرے۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں، بخدا ان میں سے ہر ایک پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ کانپنے لگے۔ پھر

آپ اپنے مکان پر تشریف لے گئے ہم آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، بشارت حاصل کرو۔ حق تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمانے والے ہیں اور اپنے کلمہ حق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے اور اپنے دین کی مدد فرمانے والے ہیں اور یہ لوگ جن کو تم دیکھ رہے ہو یہ ان میں سے ہیں جن کو حق تعالیٰ تمہارے ہاتھوں جلدی ذبح کرائے گا۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ بخدا میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ حق تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں ان کو ذبح کرادیا۔

ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ ابوجہل بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ زعم کرتے ہیں کہ اگر تم لوگ ان کی اطاعت نہ کروگے تو ان کے ہاتھوں قتل کردیئے جاؤ گے۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں ہی یہ کہتا ہوں اور اے ابوجہل تو ان قتل ہونے والوں میں سے ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو بدر کے دن قتل شدہ دیکھا تو فرمایا کہ الٰہ العالمین تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کردیا۔

احمد، حاکم، بیہقی، ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ بیان کرتی ہیں کہ مشرکین قریش مقام حطیم میں مجتمع تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس سے گزریں تو معاذ اللہ ہر ایک تم میں سے آپ کو ضرب کاری لگائے۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے یہ بات سنی اور فوراً اپنے والد امجد کے پاس آکر آپ کو اس بات سے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا، بیٹی! خاموش رہو۔ آپ مکان سے تشریف لے چلے اور ان لوگوں کے پاس مسجد میں آئے۔ جس وقت ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں اور اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے لگ گئیں! اور اپنی جگہ پر ایسے ہو گئے کہ گویا ان کی کونچیں کاٹ دی گئی ہوں چنانچہ انہوں نے آپؐ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا اور ان میں سے کوئی آپ کی طرف نہیں اٹھا۔ آپؐ آگے بڑھے حتیٰ کہ ان کے سروں کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ایک مٹھی میں مٹی لے کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا، شاہت الوجوہ۔ فرماتی ہیں کہ ان کنکریوں میں سے جس شخص کو بھی کنکری لگی وہ بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

بخاری و مسلم، حضرت خبابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ بیت اللہ شریف کے سایہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکین سے بہت ہی تکلیف اور شدت پہنچ رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے،

لیے دعا نہیں فرماتے۔ یہ سن کر آپ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، تم سے پہلے لوگوں میں سے ہر ایک کا گوشت اور پٹھے لوہے کی کنگھی سے ہڈی تک نوچے جاتے تھے۔ مگر یہ ایذا اور تکلیف اسے اس کے دین سے نہیں پھیرتی تھی اور سر کے درمیان میں آرا رکھ کر اس کے برابر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے مگر اس قدر تکلیف بھی اسے اس کے دین سے نہیں ہٹاتی تھی اور اللہ تعالےٰ اس امر دین کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا، حتیٰ کہ سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک اس حالت میں جائے گا کہ اسے بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا خوف نہیں ہوگا۔

بیہقی نے ابو اسحاق سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزر ہوا۔ اور وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل بولا، "اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے۔"

ابوسفیان بولے کہ "تم تعجب کرتے ہو کہ ہم میں سے نبی ہوا۔"

ابوجہل بولا، کہ "میں اس بات پر تعجب کرتا ہوں کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان سے ایک لڑکا ظہور کرے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو سن رہے تھے۔ آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا: "ابوسفیان تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے غصہ نہیں کیا لیکن تم نے اصل کی حمایت کی ہے! اور اے ابو الحکم واللہ تو کم ہنسے گا اور زیادہ روئے گا۔

ابوجہل بولا: "اے بھتیجے! اپنی نبوت سے جو تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو وہ بہت برا ہے۔

بزار حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین کی ایک جماعت بیت اللہ کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھی۔ ان میں ابوجہل بھی تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا شاھت الوجوہ، وہ سب گونگے ہو گئے۔ ان میں سے کوئی کچھ گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔ اور میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ حضورؐ سے معذرت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ بس باز رہیں اور حضورؐ فرما رہے تھے کہ میں تم سے باز نہ رہوں گا۔ یا تم کو قتل کر دونگا۔ اس پر ابوجہل بولا، کیا آپ ہمیں قتل کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم کو قتل کرے گا۔"

بخاری، ابونعیم اور بیہقی حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور آپ کا امر مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوا تو میں ملک شام گیا۔ میں مقام بصریٰ میں تھا نصاریٰ کی ایک جماعت میرے پاس آئی اور مجھ سے دریافت کیا کہ تم حرم کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا، جی ہاں۔ وہ بولے کہ تم ان کو پہچانتے ہو جنہوں نے تمہارے اندر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا پہچانتا ہوں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے دیر میں لے گئے۔ اس میں تصویریں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان میں دیکھو کہ

اس نبی کی صورت جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ان تصاویر میں ہے۔ میں نے نظر دوڑائی تو مجھے آپ کی صورت نظر نہیں آئی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس نبی کی صورت ان میں نہیں دیکھتا۔ پھر وہ لوگ مجھے اس سے بڑے دَیر میں لے گئے۔ اس دَیر میں پہلے دیر سے زائد صورتیں اور تصویریں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو کیا تمہیں اس نبی کی صورت نظر آتی ہے۔ میں نے دیکھا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت نظر آئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شکل و صورت کو بھی دیکھا کہ وہ حضور کے پیچھے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم ان کی صورت دیکھتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے حضور کی شکل و صورت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کیا وہ نبی یہی ہیں۔ میں نے کہا اللہ العالمین ہیں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک وہ یہی ہیں۔ پھر وہ بولے کہ اس شخص کو پہچانتے ہو جو آپ کے پیچھے کھڑا ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ نصاریٰ بولے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ یہ تمہارا نبی ہے اور یہ شخص آپ کے بعد خلیفہ ہے۔

طبرانی و ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ایذائیں پہنچاتے تھے۔ میں اسے برا سمجھتا تھا۔ جب مجھے یہ خیال ہوا کہ عیاذاً باللہ قریش آپ کو قتل کر دیں گے، تو میں وہاں سے چلا گیا اور ایک دیر میں پہنچا۔ اہل دیر اپنے سردار کے پاس گئے اور اس کو مطلع کیا۔ پھر وہ مجھے اپنے صاحب کے پاس لے گئے۔ حضرت جبیر نے تصویروں کا ذکر کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضور کی شکل و صورت کو دیکھا تو میں نے کوئی شئے کسی شئے کے ساتھ اس صورت سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی۔ گویا کہ آپ کی لمبائی اور دونوں شانوں کے درمیان جو فاصلہ تھا وہ دیکھا۔ وہ بولا، کہ تم یہ خدشہ کرتے ہو کہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ معاذ اللہ وہ آپ کو قتل کر چکے ہونگے۔ وہ بولا، بخدا وہ لوگ اس نبی کو قتل نہیں کر سکیں گے! اور جو آپ کے قتل کا ارادہ کرے گا، وہ خود قتل کر دیا جائے گا اور آپ نبی ہیں اور حق تعالیٰ آپ کو ضرور غلبہ عطا فرمائے گا۔

طبرانی، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں تجارت کے ارادہ سے ملک شام کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں شام کے قریب پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے دریافت کیا کہ ”تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟“

میں نے کہا، ”جی ہاں“

وہ بولا، کہ ”جس وقت تم اس نبی کی صورت دیکھو گے تو اسے پہچان لو گے؟“

میں نے کہا، ”ضرور پہچان لوں گا۔“

وہ شخص مجھے ایک مکان میں لے گیا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی۔ ہم وہ تصویر دیکھ

ہی رہے تھے کہ ایک شخص ان میں سے ہمارے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کس شغل میں مصروف ہو۔ ہم نے اسے مطلع کیا۔ وہ ہمیں اپنے مکان میں لے گیا جس وقت میں اس کے مکان میں گیا۔ تو میں نے حضورؐ کی تصویر دیکھی اور دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پیچھے کھڑا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص آپ کے پیچھے کھڑا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ نبی نہیں۔ اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہی شخص نبی ہوتا، مگر آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ شخص آپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ دیکھتا کیا ہوں وہ تو حضرت ابوبکرؓ کی تصویر ہے۔

حق تعالیٰ نے مشرکین کے سب و شتم کو حضورؐ سے ہٹا دیا

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ نے کفار کی سب و شتم اور لعنت کو مجھ سے پھیر دیا۔ وہ لوگ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فرمان خداوندی "اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ" کی تفسیر میں بیان کیا کہ استہزا کرنے والے ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل، عاص بن وائل وغیرہ لوگ تھے۔ جبریلؑ امین حضورؐ کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے ان لوگوں کی جبریل امینؑ سے شکایت کی اور ولید کو تبلایا۔

جبریل امینؑ نے ولید کی شہ رگ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے جبریل سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیا کہا۔ جبریل امینؑ بولے میں اس کو کافی ہوں۔ پھر آپؐ نے اسود بن مطلب کو بتلایا۔ جبریل امینؑ نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا کہا۔ جبریلؑ بولے، میں اس کو کافی ہوں۔ پھر آپ نے اسود بن عبد یغوث کو دکھلایا۔ جبریل امینؑ نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا آپؐ نے وجہ دریافت کی جبریلؑ بولے، میں اسے کافی ہوں۔ پھر آپ نے حارث دکھلایا۔ جبریلؑ نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا کہا ہے۔ جبریلؑ بولے، میں اسے کافی ہوں۔ عاص کا آپ کے پاس سے گزر ہوا۔ جبریل امینؑ نے اس کے قدم کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ آپؐ نے وجہ دریافت کی۔ جبریل بولے، میں اسے کافی ہوں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ولید کے پاس سے قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص گزرا اور وہ اپنے تیر کو پر لگا رہا تھا وہ اس کی شہ رگ میں لگ گیا اور اس کی شہ رگ کو کاٹ دیا اور اسود بن مطلب ایک جھاؤ کے درخت کے نیچے اترا اور کہنے لگا کہ اے بیٹو! مجھ سے نہیں دور کرو گے۔ اس کے بیٹے بولے ہمیں تو کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ اور وہ کہہ رہا تھا کہ میں ہلاک ہو گیا اور وہ

تیسیٰ یہ ہے کہ میری آنکھ میں کانٹا لگ گیا۔ چنانچہ وہ یہی شور و غل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور اسود بن عبد یغوث کے سر میں پھوڑے نکل آئے اور انہیں سے مر گیا۔ اور حارث کے پیٹ میں زرد پانی پیدا ہو گیا حتیٰ کہ وہ اس کے منہ سے نکلنے لگا اور وہ اسی سے مر گیا۔ اور عاص اپنے گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف روانہ ہوا۔ اور شبرقہ نامی خار دار بوٹی پر وہ اترا اور اس کے تلوے میں شبرقہ کا ایک کانٹا گھس گیا اور اس کانٹے کی سمیت سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام سیوطیؒ یہ حدیث ابن عباسؓ وغیرہ سے اور طریقوں سے بھی روایت کرتے ہیں۔ میں نے ان کو تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے۔

ابولہب کے بیٹے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کرنا اور اس کا ہلاک ہو جانا

بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عقرب سے روایت کی کہ لہب بن ابی لہب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہوا آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللھم سلط علیہ کلبک۔ اے خدا اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابولہب شام کی طرف کپڑا روانہ کیا کرتا تھا اور اپنے بیٹے کے ساتھ بھیجتا اور اپنے لڑکے کے ساتھ اپنے خادموں اور وکلاء کو بھی روانہ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں اپنے لڑکے کے بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا خوف کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے ابولہب سے اس کے لڑکے کی حفاظت کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ چنانچہ جب وہ کسی مقام پر اترتے تو ابولہب کے بیٹے کو دیوار کے پاس کر کے اس کو سامان اور کپڑوں سے چھپا دیتے۔ ایک زمانہ تک انہوں نے ابولہب کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا مگر ایک روز اچانک ایک درندہ آیا اور اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اس چیز کی اطلاع ابولہب کو ہوئی۔ ابولہب نے ان لوگوں سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا اس کے بارے میں خدشہ کرتا ہوں۔

بیہقی نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے حضورؐ پر غلبہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس پر ایک درندہ کو مسلط کر دے۔ عتبہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کے ارادہ سے نکلا تا آنکہ ملک شام میں مقام زرقاء پر پہنچے۔ رات کو سب نے وہاں قیام کیا۔ اچانک ایک شیر ان کی طرف آیا۔ اسے دیکھ کر عتبہ کہنے لگا۔ ہائے کم بختی، یہ وہی ہے۔ بخدا یہ مجھے مار ڈالے گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں بددعا کی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قتل کر دیا۔ آپؐ مکہ میں ہیں اور میں ملک شام میں۔ چنانچہ وہ شیر اس کی طرف بڑھا اور اس کے سر کو خوب اچھی طرح دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

ابن عساکر، ابونعیم سے عروہ اور ھبا ابن اسود بیان کرتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے ملک شام سامان لے جانے کی تیاری کی اور میں نے بھی ان کے ساتھ سامان لے جانے کی تیاری کی۔ ابولہب کا بیٹا بولا، میں ضرور حضور کے پاس جاؤں گا اور معاذاللہ آپ کو آپ کے پروردگار کے سلسلہ میں ایذا پہنچاؤنگا۔ چنانچہ وہ بدبخت حضور کے پاس گیا اور بولا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ھو یکفیر بالذی دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا، اللھم ابعث علیہ کلبا من کلابک۔ چنانچہ وہ پلٹ آیا۔ اس کے باپ نے اسے اس سے دریافت کیا کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کہا اور آپ نے تجھے کیا جواب دیا۔ چنانچہ اس نے مطلع کیا۔ یہ سن کر ابولہب بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تجھے بددعا دی ہے۔ میں اس کا تیرے بارے میں خوف کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے تا آنکہ مقام سراۃ میں قیام کیا اور سراۃ شیروں کا مرکز ہے۔ ابولہب نے مجھ سے کہا کہ تم میرے سن اور حق کو جانتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بیٹے کے حق میں جو بددعا کی ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں لہٰذا تم اپنے سامان کو اس گرجا میں جمع کرلو اور میرے بیٹے کے لیے اس پر فرش بچھا دو اور تم سب اس کے چاروں طرف اپنے بستر بچھالو۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ سامان پر رات کو ابولہب کا بیٹا رہا اور ہم اس کے چاروں طرف تھے۔ رات کے وقت میں ایک شیر آیا اور اس نے ہمارے منہ سونگھے۔ چنانچہ جب شیر نے اس کو نہ پایا جس کے پکڑنے کا وہ ارادہ کرتا تھا تو اچانک وہ شیر جست لگا کر سامان کے اوپر آگیا اور اس نے عتبہ کا منہ سونگھا اور اس کو چبا ڈالا اور اس کا سر چورا چورا کر دیا، اور چلا گیا۔

ابولہب بولا کہ "بخدا میں جانتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا ضائع نہیں ہوگی۔

اس روایت کو ابن اسحاق اور ابونعیم نے دوسرے طریق سے محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے مرسلاً نقل کیا ہے اور اس میں اتنی زیادتی ہے کہ اسی کے بارے میں حضرت حسان ؓ نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

ترجمہ۔ "اگر بنی الاشقر کے پاس اگر تیرا آنا ہو تو ان سے ابی واسع کے بارے میں دریافت کر۔"

"اللہ تعالیٰ ابو واسع کی قبر کو فراخ نہ کرے بلکہ اسے تنگ کرے وہ اس نبی کی رحمتوں کا قاطع ہے جس کی کوششیں امر دین میں ثابت ہیں اور وہ نبی بلند نور کی طرف دعوت دیتا ہے۔

" مقام حجر میں اس نبی کی تکذیب میں ابو واسع نے بہت زیادہ گفتگو کی ہے ۔"
" سو اس نبی کی جانب سے ایسے شئی کے لیے دعا کرنا ضروری ہے جو دیکھنے اور سننے والے کے لیے ظاہر ہے ۔"
" اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک درندہ اس پر مسلط کر دیا ۔ وہ ابو واسع کی طرف اس طرح آہستہ آہستہ چل رہا تھا جیسا کہ کوئی دھوکا دینے والا چلتا ہے ۔
" تا آنکہ وہ درندہ ابو واسع کے پاس اس کے ساتھیوں کے درمیان آیا ۔ ابو واسع کے ساتھیوں پر اس وقت نیند کا غلبہ ہو گیا تھا ۔"
" اس نے ابو واسع کے سر کا تالو سمیت لقمہ کر لیا اور اس کے گلے کا بھی، درآنحالیکہ وہ بھوکے درندہ کی طرح منہ کھولے ہوئے تھا ۔

ابونعیم نے طاؤس سے روایت کی کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی تو عتبہ بن ابی لہب بولا میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے درندوں میں سے ایک درندہ تجھ پر مسلط کرے گا ۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی تو عتبہ کے شانے کانپنے لگے ۔ لوگوں نے کہا تو کس چیز سے اس قدر ڈرتا ہے ۔ واللہ ہم اور تو سب برابر ہیں ۔ عتبہ بولا :-
" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے حق میں بد دعا کی ہے ۔ بخدا ان سے زیادہ کوئی صادق اللسان آسمان کے زیر سایہ نہیں ہے ۔"

جب سب نے شام کا کھانا کھایا تو عتبہ نے اپنا ہاتھ کھانے میں نہیں ڈالا ۔ جب سونے کا وقت آیا تو سب نے اپنے چاروں طرف سامان کر لیا اور عتبہ کو اپنے درمیان میں کر لیا اور سب سو گئے ۔ شیر آہستہ سے آیا ۔ اور ہر ایک کا سر سونگھنے لگا ۔ حتیٰ کہ عتبہ کے پاس پہنچا اور اس کا سر اپنے دانتوں سے پکڑ لیا ۔ عتبہ چونکا اور وہ کہہ رہا تھا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اصدق الناس ہیں اور وہ مر گیا ۔

ابونعیم ، ابو الضحیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ابولہب کا بیٹا بولا ، کہ وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے ۔ کہ جس نے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کہا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، عنقریب اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنے درندوں میں سے ایک درندہ مسلط کرے گا اس کی اطلاع ابولہب کو ملی ۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس وقت تم کسی منزل پر قیام کرو تو عتبہ کو اپنے درمیان کر لینا ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا سو بہ اتفاق کہ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ بھیجا اور اس نے اسے پھاڑ ڈالا ۔

باب ۷۵

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے لیے قحط سالی کی دعا کرنا

بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جب قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے کمربستہ ہو گئے اور اسلام لانے میں انہوں نے دیر کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی الٰہی یوسف علیہ السلام کے سات سال کی مانند بری سات سے مدد فرما چنانچہ وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار ہو گئے اور قحط سالی نے ہر ایک چیز کا خاتمہ کر دیا حتیٰ کہ انھیں مردہ جانوروں کے کھانے کی نوبت آگئی۔ اور بھوک کی شدت کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی سی کیفیت دیکھتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی۔ ہمارے پروردگار ہم سے اس عذاب کو دور کر دیجئے ہم ایمان لے آئیں گے۔

حضورؐ سے فرمایا گیا کہ اگر ہم ان سے عذاب کو دُور کریں گے تو یہ پھر اپنی حالت پر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان سے عذاب کو دور کیا گیا پھر وہ اپنی سابقہ کفریہ حالت پر لوٹ آئے تو ان سے بدر کے دن انتقام لیا گیا۔ اسی کے بارے میں فرمان خداوندی ہے يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ تا يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ[1] یعنی آپ اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو ان سب لوگوں پر عام ہو جائے۔

بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی روگردانی دیکھی تو آپ نے یہ بددعا فرمائی اللھم سبع کسبع یوسف چنانچہ ان کو قحط سالی نے پکڑ لیا۔ اور یہ نوبت پہنچی کہ انہوں نے مردار چمڑے اور ہڈیوں تک کو کھا لیا۔ حضورؐ کے پاس ابوسفیان اور مکہ کے دیگر آدمی آئے اور بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے ہیں کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا فرمایئے۔ چنانچہ حضورؐ نے دعا فرمائی، وہ بارش سے سیراب ہو گئے اور ان پر مسلسل سات دن تک بارش ہوئی پھر لوگوں نے کثرت بارش کی شکایت کی آپ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا (الٰہی ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو) چنانچہ آپ کے اوپر سے بادل چھٹ گیا اور اطراف والے بارش سے سیراب ہوتے رہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ دخان کی نشانی کہ وہ قحط سالی تھی جو ان کو لاحق ہوئی اور آیۃ روم اور بطشۃ الکبریٰ اور انشقاق قمر یہ سب نشانیاں گزر گئیں۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پانچ نشانیاں گزر گئیں، لزام روم، دخان، بطشۃ انشقاق قمر۔

[1] سورۃ الدخان۔ آیت ۱۰ تا ۱۶

بخاری و مسلم، امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں نشانیاں حضورؐ کے عہدِ مبارک میں گزر گئیں۔ جیسا کہ آپؐ نے ان کے ظہور سے پہلے ان کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور رحم کی۔ ہم نے چمڑا اور چھال تک شدت بھوک میں کھایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ۔ (المومنون آیت) اور بیشک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو وہ نہ اپنے رب کے حضور جھکے اور نہ ہی وہ گڑگڑاتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے دعا فرمائی۔ حق تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔

نسائی۔ حاکم۔ بیہقی فرماتے ہیں کہ ابوسفیان کا واقعہ جو مروی ہے وہ اس بات پر دال ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا اور ہو سکتا ہے کہ دو مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔

ایک مسلمان عورت کا بیان جو نابینا ہو گئی اور پھر اس کی بینائی لوٹ آئی

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ جو حضرات حق تعالیٰ کے معاملہ میں کفار کے ہاتھوں سے عذاب دیئے جاتے تھے۔ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات آدمیوں کو آزاد کیا ان میں سے زنیرہ نامی ایک عورت بھی تھی۔ اس کی بینائی جاتی رہی اس کو راہ خدا میں عذاب دیا جاتا تھا۔ انہوں نے اسلام کے علاوہ ہر ایک چیز کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مشرکین بولے کہ اس عورت کی بینائی لات و عزیٰ نے ختم کی ہے۔ وہ عورت بولی بخدا ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔

باب ۷۶

ہجرت حبشہ میں کن نشانیوں کا ظہور ہوا

بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہؓ سے روایت کی کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے لیے تاکہ کسی قسم کے فتنہ میں گرفتار نہ ہوں سرزمین حبشہ روانہ ہو گئے۔ ادھر قریش نے عمرو بن عاص، عمارۃ بن ولید بن مغیرہ کو روانہ کیا اور تیزی سے جانے کی تاکید کی۔ یہ دونوں بہت تیزی سے روانہ ہوئے اور قریش نے نجاشی حبشہ کے لیے ایک گھوڑا اور ریشمین جبہ اور روسائے حبشہ کے لیے ہدایہ بھیجے۔ غرضیکہ یہ لوگ نجاشی کے پاس پہنچے۔ نجاشی نے قریش کے ہدایہ قبول

کیے اور عمرو بن عاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ عمرو بن عاص بولے کہ آپ کی سرزمین میں کچھ ہمارے بیوقوف آدمی ہیں جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، لہٰذا انہیں ہمارے حوالے کر دیجئے۔

یہ سن کر رؤسائے حبشہ نے بھی نجاشی سے کہا، "جی ہاں ان لوگوں کو ان کے حوالہ کر دیجئے۔"

نجاشی بولے، "بخدا میں انھیں ہرگز تمہارے حوالے نہیں کرونگا جب تک کہ میں خود ان سے گفتگو نہ کر لوں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ وہ کس چیز پر قائم ہیں۔"

یہ سن کر عمرو بن العاص بولے کہ "یہ لوگ اس شخص کی پیروی کرتے ہیں کہ جس نے ہم میں خروج کیا ہے۔ اور میں آپ کو ایسی باتیں بتاؤں گا کہ جن سے آپ ان کی سفاہت اور ان کا حق کے مخالف ہونا پہچان لیں گے۔ وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ حضرت عیسیٰ حق تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور وہ لوگ جس وقت آپ کے پاس آئیں گے تو آپ کو سجدہ بھی نہیں کریں گے۔ جیسا کہ ہر ایک آپ کی سلطنت میں آنے والا آپ کو سجدہ کرتا ہے۔"

چنانچہ نجاشی نے جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو بلانے کے لیے قاصد بھیجا اور نجاشی نے عمرو بن عاص کو اپنے تخت پر بٹھا رکھا تھا۔ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی دربار میں لائے گئے مگر انہوں نے نجاشی کو سجدہ نہیں کیا بلکہ سلام کے ذریعہ سے تحیہ پیش کیا۔ اس پر عمرو اور عمارہ بولے، کہ ہم نے ان لوگوں کے بارے میں آپ کو مطلع نہیں کیا تھا۔

نجاشی ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا کہ "اے عرب کے مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ تم نے میری تعظیم اس طرح کیوں نہیں کی جیسا کہ تمہاری قوم کے میرے پاس آنے والے میری تعظیم کرتے ہیں اور مجھے بتاؤ کہ تم حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو اور تمہارا دین کیا ہے کیا تم نصاریٰ ہو؟

ان حضرات نے کہا کہ "ہم نصاریٰ نہیں۔"

نجاشی بولا، "تو تم یہودی ہو؟"

انہوں نے کہا۔ "ہم یہودی نہیں۔"

نجاشی بولا، "تو تم اپنی قوم کے دین پر قائم ہو؟"

یہ حضرات بولے، "ہم اپنی قوم کے دین پر بھی نہیں ہیں۔

نجاشی بولے، "تو پھر تمہارا کیا دین ہے؟"

ان حضرات نے کہا کہ "ہمارا دین اسلام ہے۔"

نجاشی بولا، کہ "اسلام کیا ہے؟"

یہ حضرات بولے، کہ "ہم حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔"

نجاشی نے دریافت کیا "یہ دین تمہارے پاس کون لایا ہے۔"

یہ حضرات بولے، کہ "اس دین کو ہماری ہی برادری کی ایک ایسی ہستی ہمارے پاس لے کر آئی ہے جس کی ذات و نسب سے ہم خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اور ان کو حق تعالیٰ نے ہماری طرف ایسی شان و شوکت سے بھیجا ہے جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں کی طرف دیگر انبیاء کرام کو بھیجا۔ انہوں نے ہمیں وفاءِ عہد اور ادائے امانت کی تعلیم دی ہے اور بتوں کی عبادت سے روکا ہے اور حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے ان کی تصدیق کی اور کلام خداوندی کو پہچان لیا اور یہ جان لیا کہ جو بات وہ ہمارے پاس لے کر آئے ہیں وہ حق تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ چنانچہ جب ہم نے ان امور کی تصدیق کی تو ہماری قوم نے ہم سے دشمنی اختیار کی، اور اس نبی صادق کی عداوت پر کمر بستہ ہو گئے اور ان کی تکذیب کی اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ لیکن ہم اپنے دین اور جانوں کی حفاظت کی خاطر اپنی قوم سے بھاگ کر آپ کی طرف آئے ہیں۔"

یہ سن کر نجاشی بولے: "بخدا یہ امر دین اسی مشکوٰۃ سے ظاہر ہوا ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام کا دین ظاہر ہوا تھا۔"

حضرت جعفرؓ بولے۔ "رہا تحیہ تو ہمارے نبیؐ نے ہمیں اس بات سے مطلع کیا ہے کہ اہل جنت کا تحیہ السلام علیکم ہے اور ہمیں اسی چیز کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا جیسا کہ ہم ایک دوسرے کو تحیہ پیش کرتے ہیں اسی طرح ہم نے آپ کو تحیہ پیش کیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ کلمہ ہیں جس کا اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا ہے اور روح اللہ اور عذراء و بتول کے فرزند ارجمند ہیں۔"

یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور ایک تنکا اٹھایا اور کہا:۔

"بخدا ابن مریم ان اوصاف کے علاوہ اس تنکے کے وزن سے زیادہ نہیں ہیں۔"

یہ سن کر عظماء حبشہ بولے، "واللہ اگر اہلِ حبشہ کو اس بات کو سن لیں گے تو آپ کو سلطنت سے معزول کر دیں گے۔"

نجاشی بولے، "واللہ اس بات کے علاوہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہرگز کوئی بات نہیں

کہوں گا۔ پھر نجاشی بولے کہ عمرو بن عاص کا ہدیہ ان کو واپس کردو۔ بخدا اگر اس بارے میں وہ مجھے سونے کا پہاڑ بھی رشوت میں دیں گے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ پھر نجاشی نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ اطمینان کے ساتھ رہو اور جو روزی ان حضرات کے لیے مناسب تھی اس کا حکم دیا اور کہا کہ جو اس جماعت کی ایذا رسانی کی نظر سے دیکھے گا اس نے میری نافرمانی کی۔

حق تعالیٰ نے عمرو بن عاص اور عمارہ کے درمیان سفر میں نجاشی کے پاس آنے سے قبل دشمنی پیدا کر دی تھی۔ پھر جس وقت وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے باہم صلح کر لی تھی تاکہ جس مقصد یعنی مسلمانوں کے لیے لینے کے لیے آئے ہیں وہ پورا کرلیں۔ مگر جب ان کا مقصد پورا نہ ہوسکا تو بہ نسبت پہلے کے اور زیادہ آپس میں عداوت بڑھ گئی۔ چنانچہ عمرو بن عاص نے عمارہ کے ساتھ مکر کیا اور بولے عمارہ تم خوبصورت آدمی ہو نجاشی کی بیوی کے پاس جاؤ اور جس وقت اس کا خاوند باہر آئے تو اس سے گفتگو کرو کیونکہ یہ چیز ہمارے مقصد کے برلانے میں معین ہوگی۔ عمارہ نے نجاشی کی عورت سے مراسلت کی تا آنکہ اس کے پاس چلا گیا۔ جب عمارہ نجاشی کی عورت کے پاس چلا گیا تو عمرو نجاشی کے پاس گئے اور بولے کہ "میرا ساتھی عورتوں کا عاشق ہے اور وہ تمہاری بیوی کے پاس گیا ہے۔ تم اس کی تحقیق کرو۔"

نجاشی نے کسی کو دیکھنے کے لیے بھیجا، تو عمارہ کو اس کی بیوی کے پاس پایا۔ نجاشی نے عمارہ کے بارہ میں حکم دیا، اس کی احلیل میں ہوا بھر دی گئی اور اس کو ایک جزیرہ میں ڈال دیا گیا پس وہ مجنون ہوگیا اور وحشیوں کے ساتھ وحشی بن گیا اور عمرو مکہ واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھی کو ہلاک کیا اور سفر کو ناکام بنایا اور اس کی حاجت پوری نہ ہونے دی۔

بیہقی اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری اور ام سلمہ سے بھی حسب سابق موصولاً روایت مروی ہے۔

باب ۷۷

واقعہ صحیفہ میں نشانیوں کا ظہور

بیہقی اور ابو نعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبہ زہری سے روایت کی کہ مشرکین جو شدت مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔ اس سے زیادہ انہوں نے شدت کا برتاؤ شروع کیا حتیٰ کہ مسلمانوں کو سخت تکالیف

پہنچیں اور مسلمانوں کو سخت ترین پریشانیوں اور تکالیف سے اس وقت سامنا کرنا پڑا جبکہ مسلمان نجاشی کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور کفار کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ نجاشی نے مسلمانوں کا اعزاز و اکرام کیا۔ تمام قریش نے اس بات پر اتفاق کیا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ قتل کر دیں۔ جب ابوطالب نے لوگوں کی کارروائی دیکھی تو بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور انھیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شعب میں داخل کر لیں اور جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس سے آپ کی حفاظت کریں۔ چنانچہ اس چیز پر بنی عبدالمطلب کے مسلم و کافر سب متفق ہو گئے۔ جب قریش کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ بنی عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ہے تو وہ سب جمع ہوئے اور اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں اور ان کے ساتھ لین دین نہ کریں۔ اور نہ ان کو اپنے مکانوں میں آنے دیں تاآنکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے ان کے حوالہ نہ کریں۔ اور قریش نے اپنے مکر و فریب کے بارے میں ایک دستاویز لکھی اور عہد و پیمان کیے کہ وہ بنی ہاشم سے ہرگز صلح نہیں قبول کریں گے تاآنکہ وہ حضورؐ کو قتل کے لیے ہمارے حوالہ نہ کریں۔

چنانچہ بنی ہاشم اپنے شعب میں تین سال تک مقیم رہے اور ان کو سخت مصیبت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور قریش نے بنی ہاشم کا بازاروں میں آنا بند کر دیا۔ چنانچہ کوئی کھانے کی چیز نہیں چھوڑتے تھے جو کہ مکہ میں آئے اور نہ بیع و شراء کی چیز مگر قریشی اس کی طرف پہلے پہنچ کر اسے خرید لیتے تھے۔ جب تین سال ہوئے تو بنی عبد مناف اور بنی قصیٰ اور ان کے علاوہ وہ قریشی جن کو بنی ہاشم کی عورتوں نے جنا تھا ان سب نے باہم ملامت کی اور یہ سمجھا کہ انہوں نے قطع رحمی کی ہے اور حق کو حقیر سمجھا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے عہد شکنی اور برأت کے سلسلہ میں جو معاہدہ کیا تھا اس کے توڑنے کے بارے میں رات کو اتفاق کیا اور جو کچھ دستاویز قریش نے لکھی تھی اللہ تعالیٰ نے اس پر دیمک کو مسلط کر دیا۔ اور جو کچھ اس دستاویز میں عہد و میثاق تھے اس کو دیمک نے چاٹ لیا یہ معاہدہ بیت اللہ کی چھت میں لٹکا ہوا تھا۔ دیمک نے اس میں اسماءِ حسنیٰ کے علاوہ خدا تعالیٰ کا کوئی نام نہیں چھوڑا اور شرک و ظلم اور قطع رحمی کے سلسلہ میں جو باتیں تھیں وہ باقی رہ گئیں اور اس دستاویز کی جو نوعیت ہوئی اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مطلع کر دیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کا ابوطالب سے ذکر کیا۔ یہ سن کر ابوطالب بولے کہ ثواقب کی قسم مجھ سے آپ نے جھوٹ نہیں کہا۔ ابوطالب بنی مطلب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد حرام پہنچے اور مسجد اس وقت

قریش سے بھری ہوئی تھی، چنانچہ جب قریش نے ان لوگوں کو جماعت کے ساتھ آتا ہوا دیکھا تو انہوں نے اس چیز کو برا سمجھا اور سمجھے پریشانیوں کی شدت کی وجہ سے ہمارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ قریشی ان کے پاس آئے تاکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کر دیں۔ ابوطالب نے ان سے گفتگو کی اور کہا کہ بہت سی باتیں تمہارے درمیان پیش آئیں ہم اس وقت ان کا ذکر نہیں کرتے جس دستاویز میں تم نے معاہدہ کیا تھا وہ لے کر آؤ شاید وہ دستاویز ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کا سبب بن جائے۔ ابوطالب نے یہ چیز ان سے اس خدشہ کی وجہ سے کہی کہ کہیں وہ دستاویز لانے سے پہلے اسے نہ دیکھ لیں چنانچہ وہ لوگ اپنی دستاویز فخر کرتے ہوئے لے کر آئے اور انہیں اس بارے میں کوئی شک نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حوالہ کر دیے جائیں گے انہوں نے اس دستاویز کو لا کر ان کے درمیان رکھ دیا۔

ابوطالب بولے، کہ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک ایسے امر سے مطلع کر دوں جس میں تمہارے لیے انصاف ہے۔ میرے بھتیجے نے مجھے مطلع کیا ہے اور اس نے معاذاللہ غلط بیانی نہیں کی کہ جو دستاویز تمہارے پاس ہے حق تعالٰے اس سے بری ہے اور اللہ تعالٰے نے دستاویز میں جو اس کا نام تھا اسے مٹا دیا ہے اور تمہاری بیوفائی اور جو تم نے ہمارے ساتھ قطع رحمی کی ہے اور ظلم سے ہم پر غلبہ کیا ہے اس کو چھوڑ دیا۔ اگر بات یہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے بیان کی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ، بخدا وہ تمہارے حوالے کبھی نہ کیے جائیں گے تاآنکہ ہم سب مر جائیں۔ اور اگر میرے بھتیجے نے جو بات بیان کی ہے۔ وہ غلط ہے تو ہم ان کو تمہارے حوالہ کر دیں گے خواہ تم ان کو قتل کر دو یا زندہ رہنے دو۔

ابوطالب کی یہ بات سن کر سب بولے کہ ہم اس پر راضی ہیں چنانچہ انہوں نے دستاویز کو کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و مصدوق پایا۔ جب قریش نے دستاویز کو ویسا ہی دیکھا جیسا کہ حضور ؐ نے فرمایا تھا تو وہ بولے، واللہ یہ محض تمہارے ساتھی کا جادو ہے۔ بنی عبدالمطلب کی اس جماعت نے کہا کہ کذب بیانی اور جادو ہمارے علاوہ دوسروں کے لیے مناسب ہے۔ ہم یہ چیز بخوبی جانتے ہیں کہ تم نے ہمارے ساتھ قطع رحمی کے سلسلہ میں جو اتفاق کیا ہے وہ شیطنت اور جادو کے زیادہ قریب ہے اور اگر تم لوگ جادو پر اتفاق نہ کرتے تو تمہاری دستاویز خراب نہ ہوتی جبکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں رہی۔ حق تعالٰی نے اپنے نام مبارک کو اس سے مٹا دیا اور تمہاری بغاوت کے متعلق جو امور تھے ان کو باقی رہنے دیا۔ اب خود فیصلہ کر دو کہ ہم جادوگر ہیں یا تم جادوگر ہو۔ اس وقت عبدمناف اور بنی قصی کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم سب اس دستاویز سے بری ہیں۔ چنانچہ حضورؐ

اور آپ کی جماعت، وہاں سے نکلی اور لوگوں کے ساتھ رہن سہن اور میل جول شروع کیا۔

ابن سعد نے بطریق محمد بن عمر، حکم بن قاسم، زکریا اور ایک قریشی شیخ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے جس وقت یہ دستاویز لکھی اور اس پر تین سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دستاویز کے سلسلہ میں مطلع کیا کہ جو کچھ اس میں ظلم اور زیادتی کے بارے میں تھا اس کو دیمک نے کھالیا ہے اور حق تعالیٰ کا نام مبارک باقی رہ گیا۔ حضورؐ نے ابوطالب سے اس چیز کا تذکرہ کیا۔ ابوطالب بولے، بخدا میرے بھتیجے نے ہرگز غلط بات نہیں کی۔ چنانچہ ابوطالب قریش کے پاس آئے اور ان کو مطلع کیا وہ دستاویز لائی گئی تو جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی کے مطابق وہ صحیفہ پایا گیا وہ دستاویز لوگوں کے ہاتھوں میں سے گر پڑی اور مارے شرم کے انہوں نے اپنے سر جھکائے۔ اس وقت ابوطالب بولے، اے گروہ قریش! کس بنا پر ہم کو روکا اور بند کیا جاتا ہے اور یقیناً حقیقت حال واضح ہوگئی اور یہ آشکارا ہو گیا کہ تم ہی قطع رحمی ظلم و زیادتی اور برائی کرنے والے ہو۔

ابن عباسؓ، عاصم بن عمر بن قتادہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور عثمان بن ابی سلیمان یہ سب حضرات روایت نقل کرتے ہیں کہ جب قریش کو نجاشی کے طریقۂ کار کی اطلاع ملی اور یہ کہ نجاشی نے حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے اور ان کا اعزاز و اکرام کیا ہے تو انھیں یہ بات شاق گزری اور قریش نے بنی ہاشم کے خلاف ایک دستاویز لکھی کہ وہ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کریں گے اور قریشی بنی ہاشم کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں گے اور نہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں گے اور اس تحریر کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبدری تھا۔ تحریر لکھنے کے بعد اس کا ہاتھ شل ہوگیا اور قریش نے اس دستاویز کو بیت اللہ کے درمیان ٹکا دیا اور بنی ہاشم شہر محرم الحرام کی ابتدائی تاریخ میں ۷ نبوی میں شعب ابی طالب میں مقید ہوگئے اور قریش نے ان سے آنے جانے والوں اور قافلہ تجارت کا سلسلہ منقطع کردیا اور بنی ہاشم اس گھاٹی سے صرف موسم حج میں باہر آتے تھے حتیٰ کہ ان کو حد درجہ مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ قریش میں سے جن لوگوں کو یہ بات ناگوار گزری انہوں نے کہا کہ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا مصیبت پہنچی ہے۔ بنی ہاشم اس شعب میں تین سال تک مقیم رہے۔ پھر حق تعالےٰ نے اپنے نبی کو ان کی اس دستاویز کے بارے میں مطلع کیا اور یہ کہ جو کچھ اس دستاویز میں ظلم و زیادتی کے سلسلے میں درج تھا اس کو دیمک نے کھالیا اور حق تعالیٰ کا نام اس میں باقی رہ گیا۔

ابن سعد، عکرمہ اور محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس دستاویز پر ایک کیڑا مسلط کر دیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ جو کچھ اس میں تھا سب کھا لیا اور ایک روایت میں، یہ

الفاظ ہیں کہ باسمک اللھم باقی رہ گیا۔

ابن عساکرؒ زبیر بن بکار سے بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب نے اس دستاویز کے بارے میں یہ شعر کہا۔

ترجمہ: "تمہیں معلوم نہیں کہ دستاویز چورا چورا ہوگئی اور یہ کہ جس چیز کو حق تعالیٰ پسند نہیں فرماتے وہ خراب ہی ہوتی ہے۔"

ابونعیم، عثمان بن ابی سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ اس صحیفہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبدری تھا اس کا ہاتھ شل ہوگیا اور بالکل سوکھ گیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ قریش آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے بنی ہاشم کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے یقیناً وہ ظلم ہے دیکھو منصور بن عکرمہ کو کس قدر تکلیف پہنچی۔

باب ۷۸

واقعہ معراج

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کہ آپؐ معراج سے سرفراز ہوئے

ارشادِ خداوندی ہے:۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بےشک وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ معراج کے سلسلہ میں انس بن مالکؓ، ابی ابن کعبؓ، بریدہؓ، جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن الیمان، سمرۃ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس، صہیبؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن عمرو، ابن مسعود، عبداللہ بن اسعد زرارہ، عبدالرحمٰن بن قرظ، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب۔

مالک بن صعصعہ، ابی امامہ، ابوایوب انصاری، ابوحیہ، ابی الحمراء، ابوذر، ابوسعید خدری، ابی سفیان بن حرب، ابی لیلیٰ الانصاری، ابوہریرہؓ، عائشہؓ، اسماءؓ، ام ہانی، اور ام سلمہ سے تفصیلاً

اور اختصاراً روایات مروی ہیں۔ میں ان سب روایات کو بالترتیب بیان کروں گا۔

مسلم نے بہ طریق ثابت بنانی حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا۔ براق ایک سفید لمبا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا چوپایہ تھا۔ اس کا قدم اس جگہ پڑتا تھا جہاں تک نظر پہنچتی تھی۔ میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا۔ جس حلقہ سے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، میں بھی اس سے باندھ کر اندر گیا۔ پھر دو رکعت پڑھ کر باہر آیا۔ جبریل امینؑ ایک برتن میں شراب اور ایک میں دودھ لے کر آئے۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ جبریل نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔ پھر مجھے چڑھا کر آسمان تک لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟

جبریلؑ نے جواب دیا:۔ "جبریل!"

دریافت کیا گیا، "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" جواب ملا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

دریافت کیا گیا۔ "کیا وہ بلائے گئے ہیں۔" جبریل امینؑ نے فرمایا "جی ہاں، وہ بلائے گئے ہیں۔"

دروازہ کھولا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت آدمؑ نے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل امینؑ دوسرے آسمان تک لے گئے۔ دروازہ کھلوانا چاہا، دریافت کیا گیا:۔ "کون ہیں؟" جواب دیا گیا۔ "جبریلؑ!" دریافت کیا گیا، "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" جبریل امینؑ نے فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" دریافت کیا گیا کہ ان کی طرف پیغام بھیجا گیا تھا؟" جبریل بولے، جی ہاں، ان کو لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔"

دروازہ کھولا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی یعنی عیسٰی بن مریم اور یحیٰی بن زکریا سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان تک لے جایا گیا۔ جبریل امینؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا "کون؟" فرمایا، "جبریل" دریافت کیا گیا، "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" جواب دیا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" دریافت کیا گیا کہ "انھیں لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔" جبریل امینؑ نے فرمایا، "جی ہاں! ان کو لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔"

دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حق تعالیٰ نے انھیں حسن کا نصف حصہ عطا کیا تھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی۔

پھر جبریلؑ چوتھے آسمان پر لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے دریافت کیا "کون ہیں؟" فرمایا، "جبریل"۔ دریافت کیا گیا کہ "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" جبریل امینؑ نے فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" — دریافت کیا گیا کہ "انھیں بلوایا گیا ہے؟" جبریل بولے، "جی ہاں، انھیں بلوایا گیا ہے۔"

پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی۔ انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے ورفعنٰہ مکاناً علیاً (مریم آیت ۵۷) پھر ہمیں پانچویں آسمان تک لے جایا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا "کون ہیں؟" فرمایا، "جبریل" دریافت کیا گیا کہ "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" معلوم کیا گیا کہ "ان کے پاس پیغام بھیجا گیا ہے؟" جبریل بولے، "جی ہاں، انھیں بلایا گیا ہے۔"

تو ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے ہارون علیہ السلام سے ملاقات کی۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل امینؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا، "کون؟" فرمایا، "جبریل" دریافت کیا گیا کہ "تمہارے ساتھ کون ہیں؟" فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔" دریافت کیا گیا کہ "انھیں بلایا گیا؟" جبریل علیہ السلام بولے، "جی ہاں، انھیں بلایا گیا ہے۔"

پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ تو میں نے وہاں موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر فرمائی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا، "کون" فرمایا، "جبریل"، معلوم کیا گیا، "تمہارے ساتھ کون ہیں" فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" دریافت کیا گیا کہ "انھیں بلایا گیا ہے؟" جبریل امینؑ نے جواب دیا، "جی ہاں، انھیں بلایا گیا ہے۔"

چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی کمر کے ساتھ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ اور بیت المعمور میں یومیہ ستر ہزار فرشتے (عبادت کے لیے) داخل ہوتے ہیں جن کا پھر نمبر نہیں آتا۔ پھر جبریل امینؑ مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے اور اس کے پھل بڑے مٹکوں کی طرح تھے چنانچہ جب اس درخت کو حکم خداوندی نے گھیر لیا تو اس کی ایسی کیفیت ہوئی کہ مخلوق میں سے کوئی شخص بھی اس کی خوبصورتی کو نہیں بیان کر سکتا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ کو جو کچھ مجھے القاء فرمانا تھا سو فرمایا اور ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب میں وہاں سے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ

سے دریافت کیا کہ "تمہارے پروردگار نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے ؟"
میں نے جواب دیا کہ "پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔"
اُنہوں نے کہا، "اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کرو کیونکہ تمہاری اُمت اتنی طاقت نہیں رکھے گی اور میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ہوں۔"
چنانچہ میں اپنے پروردگار کے پاس آیا اور عرض کیا کہ "الٰہ العالمین! میری اُمت پر تخفیف فرمائیے۔" اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے پانچ نمازیں کم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے، تمہاری اُمت اتنی طاقت نہیں رکھے گی۔ اپنے پروردگار کے پاس پھر جا کر تخفیف کی درخواست کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں برابر اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا تا آنکہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن رات میں اور ہر ایک نماز پر دس نماز ول کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوگئیں اور جو شخص نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پھر اس پر عمل نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو اسے کرے تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر اس برائی کا ارتکاب کرے تو اس کے لیے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ پھر میں اترا اور حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ اور انھیں مطلع کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے۔ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میں اپنے پروردگار کے پاس اس قدر گیا کہ مجھے حق تعالیٰ سے شرم آنے لگی ہے۔"
بخاری اور ابن جریر نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ جس رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی تو آپ پر وحی آنے سے قبل تین شخص آئے اور آپ مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے! ان حضرات میں سے اوّل شخص نے کہا کہ ان لوگوں میں سے وہ کون ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ان میں سے جو اوسط ہیں وہ بہترین ہستی ہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ ان میں سے بہترین ہستی کو لے لو۔ چنانچہ اس رات میں ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا تا آنکہ وہ دوسری رات میں آئے۔ آپ کا قلب مبارک دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں اور آپ کا قلب مبارک نہیں سو رہا تھا! اور انبیاء کرام کی یہی شان ہوتی ہے، کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔ ان حضرات نے آپ سے کلام نہیں کیا اور آپ کو اٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لے کر آئے۔ ان میں جبریل امینؑ آپ کے معاملہ کے

متولی ہوئے۔ جبریل امینؑ نے آپ کا سینۂ مبارک سینہ سے ہنسلی تک شق کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے سینۂ مبارک اور شکم مبارک سے فارغ ہوئے۔ جبریل امین نے اپنے ہاتھ سے آپ کے قلب مبارک اور جوف مبارک کو زمزم شریف سے دھویا۔ حتیٰ کہ آپ کے جوف مبارک کو صاف کر دیا۔ پھر سونے کا ایک طشت ایمان و حکمت سے بھرا ہوا لایا گیا۔ آپؐ کا سینۂ مبارک اس سے بھرا گیا حتیٰ کہ آپ کے حلق مبارک کی رگیں بھی اس سے بھر دیں پھر اسے برابر کر دیا۔ اس کے بعد جبریلؑ آپؐ کو آسمانِ دنیا تک لے گئے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر دستک دی۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا، "جبریل"۔ دریافت کیا گیا، "آپؐ کے ساتھ کون ہے"۔ فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔ دریافت کیا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل امینؑ نے فرمایا۔ "جی ہاں، انھیں بلایا گیا ہے۔" اہلِ سماء نے آپؐ کو مرحبا کہا۔ آسمان دنیا پر آپ نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبریل امینؑ نے آپؐ سے فرمایا، یہ آپؐ کے جدا مجد آدم علیہ السلام ہیں۔ حضورؐ نے ان کو سلام کیا۔ حضرت آدم نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا، "اے صاحبزادے مرحبا ہو۔ اور فرمایا آپ بہترین صاحبزادے ہیں۔ یکایک آپ نے سماء دنیا پر دو نہریں دیکھیں کہ وہ بہ رہی تھیں۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ جبریل یہ کیسی نہریں ہیں۔ جبریل امینؑ نے کہا۔ یہ دونوں نہریں نیل و فرات کا عنصر ہیں۔ پھر جبریلؑ آپ کو آسمان میں لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک ایسی نہر دیکھی کہ اس پر موتی اور زمرد کا ایک محل تھا، پھر آپ نے اس نہر پر ہاتھ رکھا تو وہ خوشبودار مشک تھی۔ آپ نے دریافت کیا کہ جبریل یہ کیا ہے؟ جبریل بولے یہ نہر کوثر ہے جو آپ کے پروردگار نے آپ کے لیے چھپا کر رکھی ہے۔

پھر جبریلؑ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا، "جبریل"۔ دریافت کیا گیا کہ "آپ کے ساتھ کون ہیں؟" فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" دریافت کیا گیا کہ "آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟" فرمایا، "جی ہاں"۔ چنانچہ سب نے آپ کو مرحبا کہا۔

پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں والوں نے بھی حسب سابق جبریل امین سے سوال و جواب کیا۔ پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں والوں نے بھی حسب سابق سوال و جواب کیا۔ اس کے بعد مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں والوں نے بھی اسی طرح سوال و جواب کیا۔ پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں والوں نے بھی یہی سوال و جواب کیے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ وہاں والوں نے بھی اسی طرح جبریل امینؑ سے سوال و جواب کیے۔ ہر ایک آسمان پر انبیاء کرام موجود تھے جن کے نام بیان کیے۔ پھر آپ کو اس سے اوپر لے

گئے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں تا آنکہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے۔ پھر راوی نے حسب سابق نمازوں کی فرضیت کا تذکرہ کیا۔

امام نسائیؒ نے یزید بن مالک سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک چوپایہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا لایا گیا۔ وہ اپنا قدم اپنی منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہو گیا اور جبریلؑ امین میرے ساتھ تھے۔ میں روانہ ہوا۔ جبریلؑ نے فرمایا، "اتریئے نماز پڑھیئے"، میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبریلؑ امین نے فرمایا، آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی۔ آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی اور اسی کی طرف آپ کو ہجرت کر کے آنا ہے۔ پھر جبریل امینؑ نے فرمایا اتریئے اور نماز پڑھیئے۔ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبریلؑ بولے، آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی۔ آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی، جہاں حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ پھر جبریل امینؑ نے فرمایا اتر کر نماز پڑھیئے۔ میں نے اس کی تعمیل کی۔ جبریل امینؑ بولے، آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی۔ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں میرے لیے تمام انبیاء کرام جمع کیے گئے تھے۔ جبریلؑ نے مجھے آگے بڑھا دیا۔ میں نے سب کی امامت کی۔ پھر مجھے سماء دنیا تک لے جایا گیا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ تھے۔ پھر جبریلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں حضرت ہارونؑ تھے۔ اس کے بعد مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں ادریس علیہ السلام تھے۔ پھر جبریلؑ مجھے چھٹے آسمان پر لے گئے۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان تک لے جایا گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ پھر جبریلؑ مجھے ساتویں آسمان سے اوپر لے گئے اور میں سدرۃ المنتہیٰ پر آیا، مجھے دقیق بدلی نے گھیر لیا میں سربسجود ہو گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ جس روز سے میں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ میں نے آپ پر اور آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں لہٰذا آپؐ ان پر کاربند رہیے اور اپنی امت کو بھی اس کا پابند بنا دیجئے۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپؐ کے پروردگار نے آپؐ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، آپ اور آپ کی امت ان کی پابندی کی طاقت نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی گئی تھیں۔ وہ ان کی پابندی نہ کر سکے لہٰذا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کیجئے۔

چنانچہ میں اپنے پروردگار کے پاس آیا تو مجھ سے دس دس کر کے تخفیف کی گئی حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے فرمایا یہ پانچ ہیں پچاس کے برابر۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ پانچ نمازیں حق تعالیٰ کی جانب سے قطعی ہیں۔ لہٰذا پھر میں تخفیف کے لیے نہیں گیا۔

ابی ابن حاکم نے بطریق یزید بن ابی مالک، حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ جس رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو جبریلؑ امین آپ کی خدمت میں ایک چوپایہ لے کر آئے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جبریلؑ امین نے آپ کو اس پر سوار کرایا۔ وہ اپنا قدم اپنی منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ جب آپ بیت المقدس پہنچے تو آپ اس پتھر کے پاس آئے جو کہ وہاں تھا جبریلؑ امین نے اپنی انگلی سے اس پتھر میں سوراخ کر دیا۔ پھر اس چوپایہ کو اس سے باندھ دیا۔ پھر دونوں اوپر چڑھے جب بیت المقدس کے صحن میں پہنچے تو جبریل امینؑ نے آپؐ سے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ نے اپنے پروردگار سے اس بات کی درخواست کی ہے کہ وہ آپؐ کو حور عین دکھائے۔ حضورؐ نے فرمایا، جی ہاں۔ جبریل امینؑ نے فرمایا تو ان عورتوں کی طرف چلیئے اور انھیں سلام کیجئے اور وہ صخرہ کے بائیں جانب بیٹھی ہوتی تھیں۔ میں ان کے پاس آیا اور انھیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم خیرات حسان ہیں۔ ابرار اور پاکیزہ لوگوں کی بیبیاں ہیں جو کہ ہمیشہ قیام پذیر رہیں گے کبھی کوچ نہیں کریں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے کبھی ان پر موت نہ آئے گی چنانچہ پھر میں وہاں سے پلٹا اور کچھ ہی دیر ٹھہرا ہوں گا کہ بہت سے حضرات جمع ہو گئے۔ پھر ایک اذان دینے والے نے اذان دی اور اقامت کہی گئی، ہم صف بستہ کھڑے ہو گئے منتظر تھے کہ کون ہماری امامت کرے۔ جبریلؑ امین نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے بڑھا دیا۔ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جبریلؑ امین نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ جانتے ہیں کہ آپؐ کے پیچھے کن حضرات نے نماز پڑھی۔ میں نے کہا نہیں۔ جبریل امین نے فرمایا، اُن تمام انبیاء نے جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

پھر جبریلؑ میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان تک لے گئے۔ جب ہم آسمان کے دروازہ پر پہنچے تو جبریل امینؑ نے دروازہ کھلوایا۔ وہاں والوں نے دریافت کیا کون ہے؟ فرمایا، "جبریلؑ"۔ دریافت کیا گیا، آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریلؑ نے فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" انہوں نے دریافت کیا، "ان کو بلایا گیا ہے؟ جبریلؑ بولے، جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا اور فرمایا، آپؐ کو اور جو آپؐ کے ساتھ ہیں ان کو مرحبا ہو۔ جب آسمان پر قرار پذیر ہوئے تو وہاں آدم علیہ السلام تھے۔ جبریل امینؑ نے مجھ سے

کہا کہ اپنے جدِ امجد آدم علیہ السلام کو سلام نہیں کریں گے۔ میں نے کہا، "بیشک"۔ چنانچہ میں حضرت آدم کی خدمت میں آیا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ولدِ صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور دروازہ کھلوایا وہاں والوں نے بھی حسب سابق سوال و جواب کیے۔ دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام تھے۔

پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ وہاں بھی یہی ہوا اور تیسرے آسمان میں یوسف علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور حسب سابق دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے۔ جبریل امینؑ نے حسب سابق دروازہ کھلوایا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ اسی طرح دروازہ کھلوایا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا اور حسب سابق دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان کی پشت کی طرف لے جایا گیا تا آنکہ میں ایسی نہر پر پہنچا جس پر یاقوت اور موتیوں اور زمرد کے خیمے تھے اور اس پر سبز پرندے تھے۔ میں نے کیا خوب پرندے دیکھے۔ میں نے جبریل امینؑ سے کہا کہ یہ طائر کیا خوب ہیں۔ جبریل امینؑ بولے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پرندوں کو کھانے والے ان سے خوب ہیں۔ پھر جبریلؑ بولے، آپؐ جانتے ہیں یہ کونسی نہر ہے۔ میں نے کہا، نہیں۔ جبریلؑ بولے، یہ کوثر ہے۔ جو کہ آپ کے پروردگار نے آپؐ کو خصوصیت کے ساتھ مرحمت فرمائی ہے۔ دیکھتا کیا ہوں اس میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے ریزوں پر بہہ رہی ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ میں نے وہاں کے برتنوں میں سے ایک برتن لیا اور اس نہر میں سے پانی لے کر پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر مجھے جبریل شجرہ (درخت) تک لے گئے۔ وہاں ایک ابر نے مجھے گھیر لیا۔ اس ابر میں ہر ایک قسم کا رنگ تھا۔ جبریلؑ نے مجھے وہاں لے جا کر چھوڑ دیا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے مجھے فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس روز سے میں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے آپ پر اور آپ کی امت پر میں نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں تو آپؐ بھی ان پر کاربند ہوئیے اور اپنی اُمت کو بھی ان کا پابند بنائیے۔ پھر وہ بدلی مجھے منکشف ہو گئی اور جبریل امینؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں تیزی سے وہاں سے لوٹا۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آیا انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا کیا۔ میں نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ پر اور میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰ بولے، آپؐ اور آپؐ

کی امت پچاس نمازوں کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتی لہٰذا اپنے پروردگار کے پاس جاکر تخفیف کی درخواست کیجیے۔ چنانچہ میں تیزی کے ساتھ لوٹا تا آنکہ میں شجرہ تک پہنچا اور مجھے بدلی نے گھیر لیا۔ میں سربسجود ہو گیا اور عرض کیا کہ "پروردگار ہم پر تخفیف فرمایئے"۔

حق تعالیٰ نے فرمایا، "میں نے تم سے دس نمازیں کم کردیں"۔ پھر وہ بدلی مجھ پر منکشف ہو گئی اور میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے دس نمازیں کم کردی گئیں۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، پھر جاکر تخفیف کی درخواست کیجیے"۔ اس کے بعد اخیر تک حدیث بیان کی تا آنکہ حق تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں پچاس کے برابر۔ پھر آپؐ نیچے آگئے۔ حضورؐ نے جبریل امینؑ سے فرمایا کہ "آسمان والوں میں سے جس کے پاس سے آیا، سب نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دیکھ کر ہنسے۔ البتہ ایک شخص کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا مگر مجھے دیکھ کر نہیں ہنسے"۔ جبریل امینؑ نے فرمایا، یہ مالک ہیں دوزخ کے داروغہ۔ جس روز سے دوزخ پیدا کیا گیا ہے، یہ نہیں ہنسے۔ اور اگر یہ کسی کو دیکھ کر ہنستے تو آپ کو دیکھ کر ضرور ہنستے۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ پھر میں واپسی کے لیے سوار ہوا۔ چنانچہ میں ایک راستہ پر تھا تو قریش کے اونٹوں کے ایک قافلہ پر سے گزر ہوا۔ وہ اونٹ غلّہ لادے ہوئے تھے۔ اس میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں تھیں، ایک سیاہ اور ایک سفید۔ جب آپ اس قافلہ کے مقابل ہوئے تو وہ اونٹ آپ کو دیکھ کر بھڑک کے اور بھاگ پڑے اور وہ اونٹ گر پڑا اور اس کے ہاتھ پَیر ٹوٹ گئے۔ پھر آپؐ وہاں سے چلے آئے صبح ہوئی تو آپ نے اس واقعہ کو بیان کیا۔ مشرکین نے جب یہ واقعہ سنا تو وہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور بولے کہ "ابوبکر تم اپنے ساتھی کے بارے میں کچھ تحقیق نہیں کرتے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس رات میں ایک مہینہ کی مسافت کے برابر گیا اور پھر اسی رات میں واپس آگیا"۔

ابوبکرؓ بولے کہ "کہ اگر آپ نے یہ چیز بیان کی ہے تو درست ہے۔ ہم تو آپ کی تصدیق اس سے دور کی بات میں کرتے ہیں۔ ہم آپ کی تصدیق آسمان کی خبر میں کرتے ہیں"۔

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "آپ کی اس بات کی کیا نشانی ہے؟"

آپؐ نے فرمایا، "میرا گزر قریش کے ایک قافلہ پر سے ہوا اور وہ فلاں فلاں مقام پر تھا۔ اس کے اونٹ ہمیں دیکھ کر بھاگے اور انہوں نے چکر لگایا اور اس قافلہ میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں تھیں، ایک سیاہ اور ایک سفید۔ وہ اونٹ گر پڑا اور اس پر اس کے ہاتھ پَیر ٹوٹ گئے۔ جب قافلہ واپس آیا تو مشرکین نے قافلہ والوں سے دریافت کیا۔ چنانچہ قافلہ والوں نے وہی بیان کیا جو کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا اور اسی تصدیق کی بنا پر ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا گیا اور مشرکین نے آپ سے دریافت کیا کہ جن انبیاء کرام نے آپ سے ملاقات کی ان میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی تھے۔ حضورؐ نے فرمایا، "جی ہاں۔"

مشرکین بولے "تو ان کا حلیہ بیان کیجئے؟"

حضورؐ نے فرمایا، کہ حضرت موسیٰ گندمی رنگ کے ہیں گویا کہ وہ ازدعمان کے یمنی لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسیٰ میانہ قد، سیدھے بالوں والے ہیں۔ ان کے رنگ پر سرخی جھلک رہی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔"

ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی نے بطریق عبدالرحمن بن ہاشم، حضرت انسؓ سے روایت کی کہ جب جبریل امینؑ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں براق لائے تو براق نے اپنے کان کھڑے کیے۔ جبریل امینؑ نے فرمایا، "براق! ٹھہر جا! بخدا آپؐ جیسی ہستی تجھ پر کبھی سوار نہیں ہوئی ہے۔"

حضور اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یکا یک راستہ کے کنارہ پر آپ نے ایک بڑھیا دیکھی آپؐ نے جبریلؑ امین سے دریافت کیا، "یہ کون ہے؟"

جبریلؑ امین نے عرض کیا: "آپؐ چلیے۔" چنانچہ جس قدر خدا کو منظور ہوا آپ چلے اچانک راستہ کے ایک طرف ایک چیز آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیئے۔ جبریل امین نے آپ سے عرض کیا آپؐ چلیئے۔ سو جس قدر منظور خدا تھا آپ چلے۔ اچانک مخلوق خدا میں سے ایک مخلوق آپ سے ملی اور وہ بولی السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر۔ جبریل نے حضورؐ سے عرض کیا، "ان کے سلام کا جواب دیجئے۔" آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ دوسری مرتبہ ملی اور اسی طرح سے سلام کیا، پھر تیسری مرتبہ بھی اسی طرح سے پیش آئی تا آنکہ آپ بیت المقدس پہنچے وہاں پانی شراب اور دودھ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو لیا۔

جبریل امینؑ نے عرض کیا "آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور اگر آپؐ پانی پیتے تو آپؐ کی اُمت غرق ہو جاتی اور شراب پیتے تو آپؐ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔ پھر آپؐ کے لیے آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے انبیاء کرام تھے سب مبعوث کیے گئے آپ نے اس رات ان سب کی امامت فرمائی۔ پھر جبریل امین نے آپ سے عرض کیا، جو بڑھیا راستے کے کنارہ پر آپؐ نے دیکھی تھی تو دنیا کی اب اتنی ہی عمر باقی رہ گئی ہے جتنی اس بڑھیا کی باقی ہے اور جس کا منشا یہ تھا کہ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوں وہ دشمن خدا ابلیس تھا۔ اس کا یہ منشا تھا کہ آپ اس کی طرف توجہ کریں اور جن حضرات

نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم و موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے۔

احمد، ابن جریر، ترمذی، بیہقی اور ابو نعیم نے ابو قتادہ سے، اور انہوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ تو آپ کی خدمت میں ایک براق لایا گیا۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی اور لگام تھی تاکہ آپ اس پر سوار ہوں۔ براق شوخی کرنے لگا۔ جبریلؑ امین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ:-

"اے براق! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوخی کرتا ہے۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بزرگ ترین ہستی عنداللہ کبھی تجھ پر سوار نہیں ہوئی۔"

یہ سن کر براق پسینے سے پانی پانی ہو گیا۔

احمد، ابو داؤد نے عبدالرحمٰن بن جبیرؓ سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میرا ایک ایسی قوم پر سے گزر ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے۔ وہ ان سے اپنی صورتوں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ امین سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا" یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور آپس میں آبرو ریزی کرتے ہیں۔"

ابو یعلیٰ، بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے براق پر سوار کرایا اور میں نے گھوڑے یا سواری کو حرابہ سے باندھ دیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا، "یا رسول اللہ مجھے اس کی صفت بیان کیجیے۔" آپ نے فرمایا، وہ ایسا ایسا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے اس کو دیکھا تھا۔

ابن مردویہ، قتادہ، سلیمان تیمی، ثمامہ اور علی بن زید سے بطریق حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جس وقت ان کے ہونٹ کاٹے جاتے پھر ویسے ہی ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا "جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں؟" انہوں نے فرمایا، "یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ جن پر خود عمل نہیں کرتے۔

ابن مردویہ قتادہ سے بطریق حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی۔

ابن ماجہ، ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ بطریق حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں، میں نے یہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ثواب ہے۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے قرض صدقہ سے افضل ہے۔ جبریل نے فرمایا، کیونکہ سائل اپنے پاس ہونے کے باوجود سوال کرتا ہے اور قرض لینے والا حاجت ہی کے وقت قرض لیتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ نے وہاں سونے کے پروانے دیکھے جو اس کو جمیٹ رہے تھے۔

ابن مردویہ، ابی ہاشم سے بطریق حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت سے معراج ہوئی تو آپ کی خوشبو دلہن جیسی اور دلہن سے زیادہ پاکیزہ تھی۔

بزار بطریق قتادہ، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔

ابن سعد، ابن مردویہ، ابن عساکر، بزار نے حارث بن عبید، ابوعمران جونی سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یکایک جبریل نے میرے دونوں شانوں کے درمیان دبایا میں ایک درخت کی طرف اٹھ کر آیا۔ اس میں پرندے کے دو آشیانوں کی طرح جگہ تھی ایک میں جبریلؑ امین بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا۔ میں بلندی پر گیا اور اونچا ہوتا گیا تاآنکہ آسمان و زمین کے کناروں کو گھیر لیا اور اپنی نگاہ چاروں طرف دوڑاتا تھا اور اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو اسے چھو لیتا۔ اور میں نے جبریل امینؑ کو دیکھا کہ وہ دبکے ہوئے بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جبریلؑ کو جو علم تھا۔ میں نے ان کی اس حالت سے ان کی فضیلت کو پہچانا اور میرے لیے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا۔ یکایک میں نے ایک عظیم الشان نور کو دیکھا اور حجاب کے اس طرف ایسے رفرف کو دیکھا جو موتی اور یاقوت کا تھا اور حق تعالیٰ نے جو میرے پاس وحی بھیجنا چاہی سو بھیجی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حارث بن عبید نے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس روایت کو حماد بن سلمہ نے بواسطۂ ابوعمران جونی، محمد بن عمیر سے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صحابۂ کرام کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ جبریل امینؑ آئے اور انہوں نے آپؐ کی پشت مبارک پر انگلی رکھی اور آپؐ کو ایک درخت تک لے گئے۔ اس میں پرندوں کے آشیانوں کی طرح دو آشیانے تھے حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک میں اور جبریلؑ دوسرے میں بیٹھ گئے۔ وہ درخت ہمیں لے کر دوڑا تا آنکہ میں آسمان کے کنارہ تک پہنچ گیا۔ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو آسمان کو پکڑ لیتا۔ ایک رسی لٹکائی گئی اور نور نیچے اترا۔ جبریل بیہوش ہو گئے گویا کہ وہ ایسی جگہ پر تھے کہ کچھ حس و حرکت نہیں کر رہے تھے۔ مجھے جس قدر خشیت خداوندی حاصل تھی میں نے جبریلؑ کی خشیت کی فضیلت کو اس سے پہچانا۔ اس وقت میرے پاس وحی آئی کہ نبی بادشاہ ہو۔ یا نبی عبد ہو۔ جبریلؑ لیٹے ہوئے تھے انہوں نے میری طرف تواضع کرنے کے لیے اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ میں نبی عبد ہوں۔

شیخ عماد الدین بن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ معراج کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔

ابن مردویہ نے بہ طریق عبید بن عمیر حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو دیکھا کہ وہ سفید موتی سے بنی ہوئی ہے۔ میں نے جبریل امین سے کہا کہ لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں دریافت کریں گے۔ جبریلؑ امین نے فرمایا کہ آپ ان کو مطلع کر دیجئے کہ اس کی زمین وسیع ہموار زمین ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔

ابن مردویہ نے بطریق قتادہ، مجاہد، ابن عباس حضرت ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھے پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کیسی خوشبو ہے انہوں نے فرمایا یہ کنگھی کرنے والی کی اور اس کے خاوند اور اس کی بیٹی کی خوشبو ہے اسکا پس منظر یہ ہے کہ یہ کنگھی کرنیوالی فرعون کی بیٹی کے کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ میں سے گر پڑی۔ یہ بولی فرعون ہلاک ہو۔ فرعون کی بیٹی نے فرعون کو اس بات سے مطلع کر دیا۔ فرعون نے اس عورت کو قتل کر دیا۔

ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ اور بزار نے حضرت بریدہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو جبریل امین اس پتھر کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی رکھ کر اس میں سوراخ کر دیا اور براق اس سے باندھ دیا۔

بخاری و مسلم نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کہ شب معراج میں مجھے بیت المقدس لے جایا گیا تو قریش نے میری تکذیب کی۔ میں اس وقت حطیم میں کھڑا ہوا تھا کہ حق تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نظر میں صاف طور پر نمایاں کر دیا اور میں دیکھ دیکھ کر بیت المقدس کی علامات قریش کو بتانے لگا۔

ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا ملاء اعلیٰ کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جبریل امینؑ خشیت خداوندی سے اس پرانے کمبل کی طرح ہو رہے تھے جو اونٹ کی کمر پر چپٹا رہتا ہے۔

احمد، ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براق ہی پر تھے تاآنکہ آپؐ کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آپ سے کل آخرت کا وعدہ کیا گیا۔ پھر آپ واپس تشریف لے آئے۔

نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی اور حاکم و ترمذی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے اور ابن مردویہ کے یہ الفاظ ہیں کہ میں نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کا مشاہدہ کیا۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یہ دابۂ براق کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا، طویل قامت سفید رنگ کا چوپایہ ہے۔ وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا ہے۔

ابن مردویہ نے سمرۃ بن جندبؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک نہر میں ڈبکی لگا رہا ہے اور پتھر کھا رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ سود خوار ہے۔

ابن سعد حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شب میں جبریل امینؑ مجھے معراج کے لیے لے گئے تو میں نے سمٰوٰت علیٰ میں تسبیح سنی جس سے میرا دل دہل گیا۔ جبریل امینؑ نے عرض کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیئے اور کسی قسم کا خوف نہ کیجیے آپ کا اسم مبارک عرش خداوندی پر مکتوب ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ابن ابی، حاتم، طبرانی، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت کی کہ ہم نے عرض کیا، "یا رسول اللہ آپ کو معراج کس طرح ہوئی؟"

آپؐ نے فرمایا، "میں نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہؓ کو عشاء کی نماز پڑھائی اور میں عمامہ باندھے ہوئے تھا میرے پاس جبریلؑ ایک سفید چوپایہ لائے جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا۔ جبریلؑ نے کہا آپؐ سوار ہو جیئے اس نے شوخی کرنا شروع کی۔ جبریلؑ نے اس کا کان پکڑ کر اس کو ٹھیک کیا اور مجھے اس پر سوار کرایا وہ ہمیں لے کر چلنے لگا۔ وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا تاآنکہ ہم ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ جبریلؑ نے مجھے اتارا اور فرمایا کہ نماز پڑھیئے۔ میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہوئے۔ جبریل بولے، "آپؐ کو معلوم ہے آپؐ نے کہاں نماز پڑھی؟"

میں نے کہا۔ "نہیں"۔
جبریلؑ بولے۔ "آپؐ نے یثرب میں نماز پڑھی آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی"۔
براق ہمیں لے جا رہا تھا تا آنکہ ہم ایک زمین پر پہنچے۔ جبریلؑ نے فرمایا، اتریئے۔ میں اترا۔
جبریلؑ بولے، نماز پڑھیئے۔ میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہوئے۔ جبریلؑ نے دریافت کیا کہ آپؐ کو معلوم ہے کہ آپؐ نے کہاں نماز پڑھی؟
میں نے کہا۔ "نہیں"۔
جبریلؑ نے فرمایا، "آپؐ نے شجرۂ موسیٰؑ کے پاس نماز پڑھی"۔ اس کے بعد ہم ایک ایسی سرزمین پر پہنچے جہاں محلات ظاہر ہوئے۔ جبریلؑ بولے، اتریئے! میں اترا۔ جبریلؑ نے کہا، نماز پڑھیئے۔ میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ جبریلؑ بولے، آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟
میں نے کہا۔ "نہیں"
جبریلؑ بولے، آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔
پھر جبریلؑ مجھے لے چلے تا آنکہ ایک شہر میں اس کے دوسرے دروازے سے داخل ہوئے۔
جبریلؑ مسجد کے سامنے آئے اور وہاں براق باندھ دیا اور ہم مسجد میں اس دروازہ سے داخل ہوئے جس میں سے سورج و چاند ڈھلتا ہے۔ میں نے مسجد میں جہاں منظورِ خدا تھا نماز پڑھی اور مجھے شدت کی پیاس لگی کہ ویسی کبھی نہیں لگی تھی۔ میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور ایک میں شہد۔ میرے پاس وہ دونوں بھیجے گئے۔ میں نے ان دونوں کو برابر سمجھا۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی میں نے دودھ کو اختیار کیا اور اسے پیا حتیٰ کہ اس برتن سے میری پیشانی لگ گئی اور میرے سامنے ایک بوڑھا شخص اپنے منبر سے تکیہ لگائے ہوا تھا۔ وہ بولے، تمہارے صاحب نے فطرت کو اختیار کیا وہ مخلوق کو ہدایت کریں گے۔
پھر جبریلؑ مجھے لے گئے حتیٰ کہ ہم ایک وادی میں پہنچے جہاں ایک شہر تھا۔ اچانک میں نے دوزخ کو دیکھا کہ وہ کھچے ہوئے فرش کی طرح ظاہر ہو گئی۔
راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سے دریافت کیا، "یا رسول اللہ آپؐ نے دوزخ کو کیسا پایا؟"
آپؐ نے فرمایا، "کھولتے ہوئے چشمے کی طرح"۔
حضورؐ فرماتے ہیں کہ پھر جبریلؑ مجھے لے کر واپس ہوئے۔ چنانچہ ہمارا گزر قریش کے ایک قافلہ پر سے ہوا جو فلاں فلاں مقام پر تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے اس کو تلاش کیا میں نے

ان کو سلام کیا تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز معلوم ہوتی ہے۔
پھر میں مکہ مکرمہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس صبح ہونے سے پہلے آگیا۔
صبح ابوبکر صدیق میرے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، رات آپ کہاں تھے۔ جس جگہ آپ کے ہونے کا خیال تھا میں نے آپ کو وہاں تلاش کیا۔ آپ نے فرمایا "تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کی رات میں بیت المقدس گیا تھا"۔
حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ بیت المقدس کی تو ایک ماہ کی مسافت ہے۔ آپ مجھے اس کی کیفیت بیان کیجئے۔"
آپؐ نے فرمایا کہ "میرے لیے راستہ کھول دیا گیا گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔"
ابوبکر صدیق نے جو چیز بھی مجھ سے دریافت کی میں نے ان کو اس سے مطلع کر دیا۔ ابوبکر صدیق بولے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
مشرکین یہ سن کر کہنے لگے کہ ابن ابی کبشہ (یعنی حضور) کو دیکھو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آج کی رات بیت المقدس گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "میں تم سے جو بات بیان کرتا ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ فلاں فلاں مقام پر میرا تمہارے قافلہ پر سے گزر ہوا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جسے فلاں شخص نے تلاش کیا۔ ان کا سفر اور ان کا پڑاؤ فلاں فلاں مقام پر ہے اور وہ قافلہ والے تمہارے پاس فلاں دن پہنچیں گے۔ ان کے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہوگا جس پر سیاہ کمبل اور دو بوریاں ہوں گی۔
چنانچہ جب وہ قافلہ آیا اور جس اونٹ کی کیفیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی وہ سب سے آگے تھا۔

طبرانی و ابن مردویہ نے حضرت صہیب سے روایت کی کہ شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی اور شراب اس کے بعد دودھ پیش کیا گیا تو آپؐ نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبریل علیہ السلام بولے، آپؐ نے اچھا کام کیا۔ فطرت کو اختیار کیا۔ دودھ کے ساتھ ہر ایک جاندار کی غذا وابستہ ہے۔ اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ اور آپ کی امت بے راہ ہو جاتی۔ اور جبریل امین نے ایک وادی کی طرف جس میں جہنم تھا، اشارہ کرکے فرمایا کہ آپ اس میں سے ہو جاتے۔ چنانچہ آپؐ نے جہنم کی طرف دیکھا کہ وہ آگ ہے جو لپیٹیں مار رہی ہے۔

امام احمد، ابونعیم اور ابن مردویہ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جنت میں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے جنت کی ایک جانب ہلکی سی آواز سنی۔

آپؐ نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا یہ کیا ہے ؟

جبریلؑ بولے :۔ " یہ حضرت بلالؓ مؤذن ہیں ۔" جب آپ صحابہؓ کی طرف واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ بلالؓ نے کامیابی حاصل کی ہے ۔ میں نے ان کے لیے ایسا ایسا دیکھا ہے اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ۔ انہوں نے فرمایا ، مرحبا یا نبی الامی ۔ اور حضرت موسیٰؑ ایک دراز قد گندم گوں شخص ہیں ۔ ان کے بال کانوں تک لٹکے ہوئے تھے یا کانوں سے اوپر تھے ۔ آپ نے جبریل امین سے دریافت کیا یہ کون ہیں ؟ جبریلؑ امین نے فرمایا ، یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ آپ آگے تشریف لے گئے ۔ پھر آپ کی ملاقات ایک جلیل القدر بزرگ صاحب ہیبت و جلال ہستی سے ہوئی ۔ انہوں نے آپؐ کو مرحبا کہا اور سلام کیا ۔ اور ہر ایک آپ کو سلام کر رہا تھا ۔ آپؐ نے جبریلؑ امین سے دریافت کیا یہ کون ہیں ۔ جبریل بولے ، یہ آپؐ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔

حضورؐ کی نظر دوزخ پر پڑی ۔ آپؐ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ مردار کھا رہی ہے ۔ آپؐ نے دریافت کیا جبریلؑ یہ کون ہیں ؟

انہوں نے فرمایا ، یہ وہ لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں ۔ (یعنی غیبت کرتے ہیں) ۔ اور آپ نے ایک سرخ رنگ بہت زیادہ نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھا ۔ جبریل امینؑ سے دریافت کیا یہ کون ہے ؟

وہ بولے ، "یہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا ہے ۔"

جب آپؐ مسجد اقصیٰ تشریف لائے تو آپؐ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے ۔ یکایک تمام انبیاء کرام آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے جمع ہو گئے ۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی خدمت میں دو پیالے لائے گئے ۔ ایک داہنی جانب سے اور دوسرا بائیں جانب سے ۔ ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا ۔ آپؐ نے دودھ لے کر اس میں سے تناول فرمالیا تو جس کے پاس پیالہ تھا وہ بولا کہ آپؐ نے فطرت کو اختیار کیا ۔

احمد ، ابو یعلیٰ ، ابو نعیم ، اور ابن مردویہ نے بہ طریق عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ شب ہی شب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ السلام کو بیت المقدس لے جایا گیا اور آپ اسی رات واپس تشریف لے آئے ۔ آپؐ نے کفار سے اپنے تشریف لے جانے اور بیت المقدس کی علامات اور ان کے قافلہ کے سلسلے میں تذکرہ کیا ۔ وہ بولے ، معاذ اللہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی تصدیق نہیں کرتے ۔ انہوں نے ارتداد و کفر کو اختیار کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے ساتھ ان کافروں کی گردنیں کٹوائیں ۔

ابوجہل بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شجرۂ زقوم سے ڈراتے ہیں۔ تم لوگ کھجور اور مکھن کو لاؤ اور خوب ملا کر کھاؤ۔
اور حضور ؐ نے دجال کو اس کی اصلی صورت میں ظاہری آنکھوں سے دیکھا خواب میں نہیں دیکھا اور حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا، کہ میں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الجثہ آدمی ہے۔ اس کی خباثت ظاہر ہے اور اس کی ایک آنکھ موجود ہے گویا کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے اور اس کے بال درخت کی شاخوں کی طرح تھے۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ سفید رنگ گھونگھریالے بال، تیز نظر بڑے پیٹ والے تھے اور موسیٰ کو دیکھا۔ ان کے بال سیاہ تھے۔ گندم گوں زائد بال والے، قوی الخلقت تھے اور حضرت ابراہیم کو دیکھا وہ شکل و شمائل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے گویا کہ تمہارے صاحب کی طرح تھے۔ جبریل امین نے فرمایا، اپنے جد امجد کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔

بخاریؒ، عکرمہ سے بطریق حضرت ابن عباسؓ فرمان خداوندی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (الاسراء آیت ۶۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں اور یہ رؤیا عین وہ مشاہدہ ہے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں کیا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر حضرت موسیٰ بن عمران پر سے ہوا۔ وہ ایک دراز قامت انسان تھے۔ گھنگھریالے بال والے جیسا قبیلہ ازدشنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ میانہ قد سفید و سرخ رنگ والے تھے اور بال ان کے سیدھے اور چمکدار تھے۔

اور جو نشانیاں حق تعالیٰ نے آپ کو دکھلائیں ان میں سے آپ نے مالک داروغہ جہنم اور دجال کو بھی دیکھا لہٰذا آپ کی ملاقات میں شک نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قتادہ آیت کریمہ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ (سجدہ آیت ۲۳) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردویہ نے بہ طریق سعید بن جبیر کہا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا ایک پاکیزہ خوشبو کے پاس سے گزر ہوا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیسی خوشبو ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے۔ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس نے بسم اللہ کہا۔ فرعون کی بیٹی بولی کہ میرا باپ اللہ ہے۔ اس کنگھی کرنے والی نے کہا کہ میرا پروردگار وہی جو تیرا اور تیرے باپ کا

پروردگار ہے۔ فرعون کی بیٹی بولی کہ کیا تیرا پروردگار میرے باپ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ اس نے کہا۔ جی ہاں۔ فرعون نے اس عورت کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور پروردگار ہے؟ اس نے کہا۔ جی ہاں۔ میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

فرعون نے تانبے کے ایک کھوکھلے مجسمے کے بارے میں حکم دیا اسے خوب گرم کیا گیا اور پھر کنگھی کرنے والی اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ وہ اور اس کی اولاد اس میں ڈالی جائے۔ لوگوں نے ایک ایک کرکے اس میں ڈالنا شروع کیا حتیٰ کہ شیر خوار بچے کی بھی نوبت آئی۔ وہ بولا کہ اے ماں! اس میں اتر جا۔ پیچھے مت ہٹ، ایسے کہ تو حق پر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شیر خوارگی حالت میں چار بچوں نے کلام کیا۔ ایک تو یہ ہے اور دوسرا شاہد یوسف تیسرا صاحب جریج اور چوتھے عیسیٰ علیہ السلام۔[1]

احمد، ابن ابی شیبہ، نسائی، بزار، طبرانی اور ابونعیم نے بطریق زرارۃ بن اوفی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات آپ کو معراج ہوئی تو آپ نے مکہ مکرمہ میں اس حالت میں صبح کی کہ یہ سمجھ کر کہ لوگ آپ کی تکذیب کریں گے۔ چنانچہ علیحدہ غمگینی کی حالت میں بیٹھ گئے اس دوران آپ کے پاس سے دشمن خدا ابوجہل کا گزر ہوا اور وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اور بطور استہزا کے کہنے لگا۔ کوئی بات ہے؟ آپ نے فرمایا، "جی ہاں"۔ ابوجہل بولا، "کیا ہے؟" آپ نے فرمایا، "اس رات مجھے معراج ہوئی"۔ ابوجہل بولا، "آپ کہاں تک گئے؟" حضورؐ نے فرمایا، "بیت المقدس تک"۔ ابوجہل بولا، "خوب! اور پھر صبح کو آپ ہمارے پاس آگئے۔" آپ نے فرمایا "جی ہاں"۔

ابوجہل نے اس خیال سے زیادہ تکرار و تکذیب مناسب نہ سمجھی کہ اگر وہ قوم کو بلا کر لائے تو معاذاللہ کہیں آپ اپنی بات سے نہ ہٹ جائیں۔ اس لیے ابوجہل نے آپ سے پوچھا کہ اگر میں آپ کی قوم کو آپ کے پاس لے کر آؤں تو کیا آپ ان سے بھی وہی بات بیان کریں گے جو مجھ سے بیان کی ہے؟"

آپ نے فرمایا، "بیشک"

ابوجہل پکارا اے گروہ بنی کعب بن لوی آؤ۔ لوگ گروہ در گروہ جمع ہونے لگے۔ جب سب آنے والے آ چکے تو ابوجہل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا اور بولا:۔

"ہاں وہ بات جو آپ نے مجھے بتائی تھی اب دوبارہ اپنی قوم کے سامنے بیان کیجئے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات مجھے معراج ہوئی ہے۔"

لوگ بولے، "کہاں تک؟"

---

[1] بخاری شریف پارہ ۱۴ کی حدیث ۱۲۲۲ پر حاشیہ لگا کر علامہ وحید الزماں حیدر آبادی نے مزید تین بچوں کا ذکر کیا ہے۔ اصحاب اخدود، حضرت یحییٰ۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت کا بچہ

آپؐ نے فرمایا، "بیت المقدس تک۔"
وہ کہنے لگے، "اور پھر آپ علی الصباح ہمارے اندر موجود ہیں؟"
آپؐ نے فرمایا، "جی ہاں۔"
راوی بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور کچھ لوگوں نے تعجب میں سر پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ بیت المقدس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں؟ ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے بیت المقدس کا سفر کر رکھا تھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں، "میں نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت و نوعیت بیان کرنی شروع کی اور بیان کرتا رہا تاآنکہ بعض امور مجھ پر مشتبہ ہو گئے۔ چنانچہ مسجد سامنے لائی گئی اور میں اسے دیکھ رہا تھا حتی کہ وہ عقیل یا عقال کے مکان کے قریب رکھدی گئی اور میں اس کو دیکھ کر ان کو بتانے لگا۔ حاضرین سن کر کہنے لگے۔ بخدا نقشہ وکیفیت تو صحیح بیان کی۔

ابن مردویہ نے احمد، ابن ابی شیبہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا ابراہیمؑ کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مطلع کر دیجئے کہ جنت ہموار زمین ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی کے پاس سے گزرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی جماعت ہوتی تھی اور بعض انبیاء کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ تاآنکہ ایک عظیم الشان جماعت گزری۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون ہیں۔ کہا گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ لیکن آپ اپنا سر مبارک اٹھا کر دیکھئے تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بہت ہی عظیم الشان جماعت ہے جس نے افق کو اس کنارہ سے لے کر اس کنارہ تک گھیر رکھا ہے۔ مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی اُمت ہے اور ان کے علاوہ آپ کی امت میں ستر ہزار اور ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

امام احمد نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ۔۔ حق تعالیٰ نے اپنے نبی پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ آپ نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تو اس نے پانچ نمازیں کر دیں۔

طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا تو اس کے بیر مٹکوں کی طرح تھے۔

طبرانی نے اوسط میں بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ اپنی آنکھ سے اور دوسری مرتبہ اپنے قلب سے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا، جی ہاں۔ کلام موسیٰ علیہ السلام کو اور خلت ابراہیم علیہ السلام کو اور دیدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے۔

اور اس روایت کو بیہقی نے کتاب الرویا میں بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلت سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار سے سرفراز فرمایا ہے۔ نیز بیہقی نے اس روایت کو بایں الفاظ بھی نقل کیا ہے کہ کیا تمہیں اسبات سے تعجب ہو رہا ہے کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور کلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور رویت خداوندی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو۔

مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی اور فرمان خداوندی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ[1] کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالےٰ کو دو مرتبہ اپنے قلب مبارک سے دیکھا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں حق تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین الٰہی اور عبادت خداوندی کی طرف بلایا۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آدم علیہ السلام اور شیطان کی اولاد میں سے جو نافرمان ہوں گے وہ ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آسمان پر لے جایا گیا۔ تو آپؐ کو اذان کے بارے میں وحی ہوئی۔ آپؐ اسے لے کر نیچے تشریف لائے۔ پھر جبریل امینؑ نے آپ کو اذان سکھلائی۔

ابوداؤد، بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نمازیں پچاس۵۰ اور غسلِ جنابت سات مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب دھونے کا حکم سات مرتبہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر درخواست کرتے

---

[1] سورہ النجم۔ آیات ۱۱-۱۲-۱۳

رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے پر پیشاب کے دھونے کا ایک مرتبہ حکم ہو گیا۔

ابن مردویہ نے عمرو بن شعیب بطریق حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے ایک سال قبل ربیع الاوّل کی سترھویں شب میں معراج ہوئی ہے۔

بیہقی نے ابن شہابؒ سے روایت کی کہ مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے ایک سال قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ نیز بیہقی نے عروہ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

بیہقی نے سُدیؒ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے سولہ ماہ قبل معراج ہوئی ہے۔

مسلمؒ مرۃ الھمدانی حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لیجایا گیا۔ یہاں پہنچ کر زمین سے اوپر چڑھنے والی چیز اور ایک روایت میں ہے کہ جو ارواح اوپر جاتی ہیں۔ وہ وہاں جاکر منتہیٰ ہو جاتی ہیں۔ اور اسی طرح اوپر سے نیچے آنے والی چیز آکر رک جاتی ہے۔ پھر اسے لیجایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیتی ہیں وہ چیزیں جو کہ ڈھانکتی ہیں[1]۔ ابن مسعود فرماتے ہیں یعنی سونے کے پروانے اور وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ ایک تو پانچ نمازیں۔ دوسرے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت میں سے ہر ایک شخص کی جو کہ شرک نہ کرے تمام ہلاک کر دینے والے گناہوں کی معافی کر دی۔

ابونعیم، ابن عساکر نے ابوعبیدہؒ بطریق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریلؑ میرے پاس ایک چوپایہ لائے جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا۔ وہ روانہ ہوا اور ہمیں آسمان کی طرف لے جا رہا تھا۔ جس وقت وہ کسی گھاٹی پر چڑھتا تھا تو اس کے دونوں پیر اس کے ہاتھوں کے برابر ہو جاتے تا آنکہ ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے اور اس کے سر کے بال لٹکے ہوئے تھے اور گندمی رنگ تھا گویا کہ قبیلہ ازدشنوہ کا آدمی ہے اور بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا۔ اکرمتہ وفضیلتہ۔ ہم ان کے پاس تیزی سے پہنچے اور ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور دریافت کیا کہ جبریلؑ تمہارے ساتھ کون ہیں؟

جبریل امینؑ نے فرمایا۔ "احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

---

[1] النجم۔ آیت ۱۶

وہ بولے۔" نبی امی عربی کے لیے مرحبا ہو جنھوں نے اپنے پروردگار کے احکامات پہنچا دیئے۔ اور اپنی اُمت کے لیے خیر خواہی فرمائی۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے میں نے دریافت کیا "یہ کون ہیں؟" فرمایا "حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں"۔ میں نے دریافت کیا کہ "یہ کس سے شکوہ کر رہے ہیں۔ زیادہ ہے تھے؟

جبریلؑ بولے "آپ کے بارے میں اپنے پروردگار سے شکوہ کر رہے ہیں

میں نے کہا۔" اپنے پروردگار پر آواز بلند کر رہے تھے؟"

جبریلؑ بولے، اللہ رب العزت ان کی تیز مزاجی سے واقف ہیں۔"

پھر ہم روانہ ہوئے تا آنکہ ہم ایک درخت پر سے گزرے کہ اس کے پھل چراغ کی طرح تھے اور اس کے نیچے ایک وجیہہ بزرگ اور ان کے عیال تھے۔ جبریل بولے "آپ اپنے جدامجد حضرت ابراہیم کی طرف چلیئے۔" ہم ان کے پاس گئے اور انھیں سلام کیا۔ حضرت ابراہیم بولے، "جبریلؑ! تمہارے ساتھ کون ہیں؟"

جبریل بولے، "یہ آپ کے صاحبزادے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

حضرت ابراہیم بولے، "نبی امی مرحبا ہو جنہوں نے اپنے پروردگار کے احکامات پہنچا دیئے اور اپنی اُمت کے لیے خیر خواہی فرمائی۔ پھر فرمایا، صاحبزادے تم اس رات اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے اور تمہاری اُمت آخرالامم اور تمام اُمتوں میں سب سے زیادہ ضعیف ہے۔ اگر ہو سکے تو تم اپنی ساری حاجت یا بڑی حاجت اپنی اُمت ہی کے بارے میں پوری کرنا۔

پھر ہم روانہ ہوئے تا آنکہ بیت المقدس پہنچے۔ میں براق سے اترا اور اس کو حلقہ سے باندھ دیا جو مسجد کے دروازہ میں تھا جس سے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ چنانچہ میں نے انبیاء کرام کو پہچان لیا کہ وہ قیام رکوع اور سجدہ کی حالت میں تھے۔ پھر میرے پاس دو پیالے دودھ اور شہد کے لائے گئے۔ میں نے دودھ لیا اور اسے پی لیا۔ جبریل امینؑ نے میرے شانوں پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اس کے بعد اقامت ہوئی اور میں نے ان سب کی امامت کی۔

پھر ہم وہاں سے لوٹے اور چلے آئے۔

احمد، حاکم، ابن ماجہ اور سعید بن منصور نے موثر بن عفارہ بطریق حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں، میں نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی۔ انہوں نے باہم قیامت کا تذکرہ کیا۔ پھر ان سب نے اپنے

معاملہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کیا۔
حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، مجھے قیامت کے بارے میں علم نہیں۔ پھر انہوں نے اس معاملے کو حضرت موسیٰ کے حوالہ کیا۔ انہوں نے فرمایا، مجھے قیامت کا علم نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس بات کو حضرت عیسیٰؑ کے حوالے کیا۔ حضرت عیسیٰؑ بولے، قیامت کب ہوگی۔ اس کا تو خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں البتہ جو بات میرے پروردگار نے مجھے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ دجال ظہور کرنے والا ہے اور اس وقت میرے پاس دو تلواریں ہوں گی۔ جس وقت وہ مجھے دیکھے گا اس طرح پگھلے گا جیسا کہ رانگ پگھلتا ہے۔ چنانچہ جس وقت وہ مجھے دیکھے گا حق تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا۔ حتیٰ کہ ہر ایک پتھر اور درخت کہے گا، اے مسلمان میرے نیچے کافر ہے۔ تو آ اور اسے قتل کر سو اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دیگا۔ اس کے بعد سب اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے اس وقت یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔ وہ ہر ایک بلندی سے چلے آئیں گے۔ یاجوج ماجوج سب کے شہروں کو روند دیں گے جس چیز پر ان کا گزر ہوگا اس کو ہلاک کر دیں گے اور جس پانی پر سے ان کا گزر ہوگا اسے پی لیں گے۔ پھر آدمی میرے پاس پلٹ آئیں گے اور یاجوج ماجوج کی شکایت کریں گے۔ میں حق تعالیٰ سے ان کے لیے بددعا کروں گا۔ حق تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے گا۔ حتیٰ کہ ساری زمین ان کی بدبو سے خراب ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا۔ وہ ان کے جسموں کو بہا کر لے جائے گی اور سمندر میں ڈال دے گی۔ میرے پروردگار نے جو چیز خصوصیت سے مجھے بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ جس وقت یہ صورت حال ہوگی اس وقت قیامت پورے دنوں کی حاملہ عورت کے طریقہ پر ہوگی۔ قیامت والوں کو اس بات کا علم نہیں ہوگا۔ کہ اس کی ولادت ان کو رات کو گھبرائے گی یا دن کو۔

بزار، ابو یعلی، حارث بن اسامہ، طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے علقمہ کے طریق سے حضرت ابن مسعودؓ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا۔ میں اس پر سوار ہوا جس وقت وہ کسی پہاڑ پر آتا تو اس کے پیر اونچے ہو جاتے تا آنکہ وہ براق ہمیں ایسی زمین میں لے گیا جو بہت ہولناک اور بدبو دار تھی اس کے بعد اس نے ایک فراخ اور پاکیزہ زمین میں پہنچایا۔ میں نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا۔ وہ بولے کہ وہ بو دار زمین دوزخ کی ہے اور یہ جنت کی۔ چنانچہ میں ایک شخص کے پاس آیا۔ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ بولے، جبریلؑ تمہارے ساتھ یہ کون شخص ہیں۔ جبریلؑ بولے، یہ تمہارے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے برکت فرمائی اور بولے، اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لیے آسانی کی درخواست کیجئے۔ میں نے دریافت

کیا "جبریلؑ! یہ کون ہیں؟" وہ بولے۔ "آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام ہیں"۔
پھر ہم چلے تو میں نے ایک آواز سنی۔ اور غصہ و افسوس کی حالت کو محسوس کیا تاآنکہ ہم ایک شخص کے پاس آئے۔ انہوں نے جبریلؑ سے دریافت کیا، "یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟" جبریل بولے، "یہ آپ کے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور برکت کی دعا فرمائی اور بولے اپنی امت کے لیے آسانی کی درخواست کیجیے۔
میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا، "یہ کون شخص تھے؟"
جبریل بولے، "یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے"۔ دریافت کیا کہ یہ کس سے جھگڑ رہے تھے۔ بولے، "اپنے پروردگار پر۔" میں نے کہا۔ "اپنے پروردگار پر غصہ ہو رہے تھے!"
جبریل بولے، "جی ہاں، حق تعالیٰ ان کی تیز مزاجی سے واقف ہیں"۔
پھر ہم روانہ ہوئے تو میں نے چراغ اور روشنی دیکھی۔ دریافت کیا، "جبریل یہ کیا ہے؟" وہ بولے، یہ آپ کے والد حضرت ابراہیمؑ کا درخت ہے۔ اس کے قریب جائیے۔ میں اس کے قریب آیا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا! اور برکت کی دعا فرمائی۔
پھر ہم روانہ ہوئے تاآنکہ بیت المقدس پہنچے۔ اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے انبیاء کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا تو میرے لیے وہ تمام انبیاء کرام جمع کیے گئے جن کا حق تعالیٰ نے نام لیا ہے اور جن کا حق تعالیٰ نے نام نہیں لیا۔ تین انبیاء کرام یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔
ترمذی اور ابن مردویہ نے عبدالرحمٰن بطریق حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میری حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو میرا سلام کہیے اور ان کو مطلع کیجیے کہ جنت پاکیزہ مٹی اور شیریں پانی والی ہے اور جنت صاف ہموار زمین ہے! اور اس کے درخت "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ" ہیں۔
بیہقی اور ابونعیم نے ابن مسعودؓ سے فرمان خداوندی " ولقد راٰہ نزلۃ " کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امینؑ کو دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔
بیہقی اور ابونعیم نے ابن مسعودؓ سے فرمان خداوندی " ولقد راٰہ نزلۃ " کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل امینؑ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ان کے چھ

سو بازو تھے اور ان کے پر سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

امام بخاری نے علقمہ بطریق ابن مسعودؓ سے فرمان خداوندی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (نجم ۲۸) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سبز رفرف کو دیکھا کہ جس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔

بزار، ابن قانع اور ابن عدی نے عبداللہ بن اسعد بن زرارہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میں موتیوں کے ایک محل تک پہنچا کہ اس کا فرش سونے کا تھا اور نور سے چمک رہا تھا اور مجھے تین چیزیں عطا کی گئیں کہ آپ سید المرسلین۔ امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہیں۔ بغوی اور ابن عساکر نے بھی اس روایت کو بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم 'معرفۃ' میں عبدالرحمن بن قرظؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ اس رات آپ مقام اور زمزم کے درمیان تھے۔ جبریل امین آپ کی داہنی جانب اور میکائیل بائیں جانب تھے۔ دونوں آپ کو لے کر اڑے تا آنکہ مقام اعلیٰ تک پہنچے۔ جب آپ کی وہاں سے واپسی ہوئی فرماتے ہیں کہ میں نے سموات علیٰ میں کثیر تسبیحات کے ساتھ یہ تسبیح سنی سبحت السموات العلی من ذی المهابة مشفقات من ذی العلو بما علا سبحان العلی الاعلی سبحانه و تعالیٰ۔

ابو نعیم نے محمد بن الحنفیہؒ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں جب آسمان تک لے جایا گیا تو آسمان میں ایک مقام پر پہنچے۔ وہاں آپ ٹھہر گئے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ آسمان میں ایک ایسی جگہ پر کھڑا ہوا کہ اس سے قبل وہ وہاں نہیں کھڑا ہوا تھا۔ اس فرشتہ سے کہا گیا کہ آپ کو اذان کی تعلیم دو۔ فرشتہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، انا اللہ اکبر۔ اس فرشتہ نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندہ نے سچ کہا، انا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اس فرشتہ نے اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندہ نے سچ کہا۔ میں نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ میں نے آپ کو منتخب کیا۔ میں نے آپ کو امین بنایا ہے۔ فرشتہ نے حی علی الصلوٰۃ کہا، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، میرے فریضہ اور میرے حق کی دعوت دی ہے۔ سو جو ثواب کی نیت سے نماز کی پابندی کرے اس کے ہر ایک گناہ کا کفارہ ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ حی علی الفلاح۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندہ نے سچ کہا۔ میں نے اپنے فریضہ اور اس کی تعداد اور اس کے اوقات کو مقرر کیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ آگے بڑھیے۔ آپ آگے بڑھے اور آسمان والوں کی آپ نے امامت فرمائی۔ چنانچہ آپ کا شرف و فضل تمام امت پر تمام

ہو گیا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اس روایت کا تذکرہ اذان کے بیان میں اول کتاب میں حسین عن ابیہ کے طریق سے ہو چکا ہے۔

ابن مردویہ نے زید بن علیؓ سے اور انہوں نے اپنے آباء حضرت علیؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ پر نماز فرض کی گئی۔

ابن مردویہ، احمد، حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شب معراج میں ملائکہ کی جس جماعت کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ اس نے یہی کہا کہ آپ اپنی امت کو سینگیاں لگوانے کے بارے میں حکم دیجئے۔ ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام احمد نے عبید بن آدم سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروقؓ مقام جابیہ میں تھے۔ فتح بیت المقدس کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کعب سے فرمایا، تمہاری رائے میں کہاں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ کعب بولے، صخرہ کے پیچھے نماز پڑھیئے۔ حضرت عمر بولے، "نہیں بلکہ میں اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ عمر فاروق قبلہ کی طرف بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن مردویہ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مالک خازن دوزخ کو دیکھا، وہ ترش رو تھے اور ان کے چہرے سے غصہ کے آثار محسوس ہوتے تھے۔

ابن مردویہ نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن بطریق حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میں نے مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کی طرف داخل ہوا۔ وہاں ایک فرشتہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ تین برتن تھے میں نے شہد لیا اور اس میں سے کچھ پیا۔ پھر دوسرا برتن لیا۔ اس میں سے اس قدر پیا کہ سیر ہو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ دودھ تھا۔ وہ فرشتہ بولا، اگر اس تیسرے برتن سے بھی پیتے تو اس میں شراب تھی۔ میں نے کہا کہ میں سیر ہو گیا۔ وہ فرشتہ بولا: " اگر آپ اس میں سے پی لیتے تو آپ کی امت کبھی بھی فطرت پر مجتمع نہ ہوتی۔ پھر مجھے آسمان تک لے جایا گیا اور مجھ پر نماز فرض کی گئی۔ اس کے بعد میں حضرت خدیجہؓ کے پاس پلٹ آیا۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی کروٹ تک نہیں بدلی تھی۔

احمد، بخاری و مسلم، ابن جریر نے قتادہ، انس بن مالک بطریق حضرت مالک بن صعصعہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے شب معراج کا واقعہ بیان کیا کہ میں حطیم میں لیٹا

ہوا تھا۔ (قتادہ اکثر حجر کا لفظ کہتے ہیں) کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ تین میں سے درمیانے ہیں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور مقدم سینہ سے بالوں تک شق کیا اور میرا قلب نکالا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرا قلب دھویا اور اس میں ایمان و حکمت کو بھر دیا۔ اس کے بعد اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور خچر سے نیچا اور گدھے سے دنچا لایا گیا۔ وہ اپنا قدم وہاں تک رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پڑتی تھی۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ جبریلؑ مجھے لے کر روانہ ہوئے تا آنکہ سماءِ دنیا پر پہنچے۔ دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا، "کون ہیں؟" فرمایا، "جبریل"۔ دریافت کیا گیا، "آپ کے ساتھ کون ہے؟" فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔ فرشتوں نے پوچھا، "کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟" جبریل بولے، "جی ہاں"۔ فرشتوں نے کہا، مرحبا! آپ کی تشریف آوری مبارک ہو اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اوپر پہنچا، تو وہاں آدم علیہ السلام تھے۔

جبریل بولے :۔ "یہ آپ کے جدِ امجد آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے"۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا فرزند صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبریلؑ اوپر چڑھے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر آئے۔ دروازہ کھلوایا، دریافت کیا گیا :۔

"کون ہے؟"

فرمایا، جبریلؑ!"

دریافت کیا گیا"، آپ کے ساتھ کون ہے؟"

فرمایا"، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

معلوم کیا گیا کہ" ان کو بلوایا گیا ہے؟

جبریل بولے، "جی ہاں"۔

فرشتہ نے کہا مرحبا، آپ کی تشریف آوری مبارک ہو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا۔ جب میں آگے بڑھا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل بولے :۔

"یہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ ہیں۔ آپ ان کو سلام کیجئے۔"

میں نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور بولے، برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبریلؑ اوپر چڑھے تا آنکہ تیسرے آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھلوایا، دریافت کیا گیا :۔

"کون ہے؟"

فرمایا، "جبریلؑ"

دریافت کیا گیا، "آپ کے ساتھ کون ہے؟"

فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

دریافت کیا گیا "کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟"

جبریلؑ بولے "جی ہاں۔"

کہا گیا مرحبا اور بہت ہی اچھا آنا ہوا اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اوپر گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ اس کے بعد جبریلؑ اوپر چڑھے تا آنکہ چوتھے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا۔

دریافت کیا گیا، "کون ہے؟"

فرمایا، "جبریلؑ"

دریافت کیا گیا، "آپ کے ساتھ کون ہے؟"

فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

دریافت کیا گیا کہ "ان کو بلایا گیا ہے؟"

جبریلؑ امین نے فرمایا، "جی ہاں"۔

کہا گیا مرحبا، اور کیا خوب تشریف آوری ہوئی۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں آگے بڑھا تو وہاں ادریس علیہ السلام تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

پھر جبریلؑ اوپر چڑھے تا آنکہ پانچویں آسمان پر آئے۔ دروازہ کھلوایا، دریافت کیا گیا:۔

"کون ہے؟"

فرمایا۔ "جبریلؑ"۔

دریافت کیا گیا، "کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟"

فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔

دریافت کیا گیا کہ کیا ان کو بلایا گیا ہے؟"

جبریلؑ بولے، "جی ہاں"

کہا گیا مرحبا! اور کیا خوب تشریف آوری ہوئی۔ حضور فرماتے ہیں، جب میں آسمان میں گیا تو وہاں

حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا برادر صالح اور نبی صالح کے لیے مرحبا ہو۔ پھر جبریل آگے بڑھے تاآنکہ چھٹے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا "کون؟" فرمایا، "جبریل!" دریافت کیا گیا، آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

معلوم کیا گیا کہ کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟

جبریلؑ نے فرمایا، "جی ہاں۔"

کہا گیا مرحبا اور کیا ہی خوب تشریف آوری ہے اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ حضرت موسیٰؑ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اس وجہ سے روتا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت سے زیادہ ان کی امت میں سے جنت میں جائیں گے۔ اس کے بعد جبریل آگے بڑھے تاآنکہ ساتویں آسمان پر آئے۔ دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا:۔

"کون؟"

فرمایا "جبریل"۔

دریافت کیا گیا، "آپ کے ساتھ کون ہے؟"

فرمایا۔ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

دریافت کیا گیا، "کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟"

فرمایا، "جی ہاں۔"

فرشتوں نے کہا، مرحبا! آپ کی تشریف آوری مبارک ہو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جبریل امین نے فرمایا، یہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ ان کو سلام کیجیے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا، مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔ اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبریل نے فرمایا، یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ میں نے وہاں چار نہریں دیکھیں۔ دو بیرونی اور دو اندرونی۔ میں نے دریافت کیا جبریل یہ نہریں کیسی ہیں۔ جبریلؑ نے فرمایا، اندرونی نہریں جنت میں جاری ہیں اور بیرونی نہریں نیل و فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور تک

اٹھایا گیا۔ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حسن نے بواسطہ ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیت المعمور دیکھا کہ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ قتادہ نے حضرت انسؓ کی طرف رجوع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ پھر میرے پاس ایک برتن میں شراب اور ایک میں دودھ اور ایک برتن میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ چنانچہ ایک کہنے والے نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپؐ اور آپؐ کی امت قائم ہے۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں وہاں سے اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت موسیٰؑ نے دریافت کیا کہ آپؐ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا کہ یومیہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ آپ کی اُمت اس پر عمل نہیں کر سکے گی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے بارے حد درجہ کوشش کر چکا ہوں لہٰذا اپنے پروردگار کے پاس جا کر اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ میں گیا تو مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ موسیٰؑ بولے، اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ میں پھر گیا تو مجھ سے دس اور کم کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے دس اور کم کر دی گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کیجئے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں برابر آتا جاتا رہا تا آنکہ مجھے یومیہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور مطلع کیا کہ یومیہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، آپ کی امت یومیہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کے ساتھ حد درجہ محنت و کوشش کر چکا ہوں۔ لہٰذا پھر اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے درخواست ہی کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے شرم محسوس ہونے لگی۔ لیکن میں راضی ہوں اور اس حکم کو قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ ایک منادی نے مجھے آواز دی کہ میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابوایوبؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنی امت کو حکم دیں کہ جنت میں بکثرت درخت لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور اس کی زمین وسیع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا کہ جنت کا درخت کیا ہے۔ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

طبرانی، ابن ابی قانع، ابن مردویہ نے ابی الحمراء سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے ساتویں آسمان تک لے جایا گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ عرش کے داہنے پائے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

بخاری و مسلم نے یونس، زہری بطریق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور میں مکہ میں تھا جبریل علیہ السلام اترے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لے کر آئے جس میں ایمان و حکمت بھرا ہوا تھا اسے میرے سینہ میں ڈال دیا اس کے بعد میرے سینہ کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ جب ہم آسمان پر پہنچے تو جبریل ع نے آسمان کے کلید بردار سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے دریافت کیا، کون؟ جبریل ع امین نے جواب دیا۔ "جبریل!"

دریافت کیا گیا، "اور بھی کوئی آپ کے ساتھ ہے؟"

جبریل ع نے فرمایا، "جی ہاں، میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

دریافت کیا، "وہ بلائے گئے ہیں؟"

جبریل ع نے فرمایا، "جی ہاں۔"

تب دروازہ کھول دیا گیا۔ جب ہم آسمان دنیا پر گئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ جن کی داہنی جانب بھی روحوں کے جھنڈ تھے اور بائیں جانب بھی۔ وہ داہنی جانب نظر ڈالتے تو مسکراتے، اور جس وقت بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر مرحبا ولد صالح اور نبیٔ صالح۔

میں نے جبریل امین ع سے دریافت کیا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے فرمایا، یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ لوگوں کے گروہ جو ان کی دائیں اور بائیں جانب ہیں۔ یہ ان کی اولاد ہے۔ داہنی طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں۔ جس وقت یہ اپنی داہنی طرف دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں اور بائیں طرف جس وقت دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ اس کے بعد جبریل امین ع مجھے لے کر چڑھے تاآنکہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اس کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بھی آسمان دنیا کے کلید بردار کے طریقہ پر سوال و جواب کیے۔ پھر دروازہ کھولا۔

انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر حضرت آدم ع ادریس ع، حضرت عیسیٰ ع، حضرت موسیٰ ع، حضرت ابراہیم ع سے ملاقات کی مگر یہ نہیں بیان کیا کہ ان میں سے کس سے کس آسمان

پر ملاقات ہوئی۔ ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ اور ابو حبہ انصاری بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں ایک بلند ہموار مقام پر چڑھایا گیا وہاں میں نے قلموں کی سرسراہٹ کی آواز سنی حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد حق تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں لوٹ کر آیا تا آنکہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا پچاس ۵۰ نمازیں فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ بولے کہ تم اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اتنی طاقت نہیں۔ میں لوٹ کر آیا۔ ارشاد خداوندی ہوا۔ یہ پانچ نمازیں ہیں اور وہی (ثواب میں) پچاس کے برابر ہیں۔ میرے یہاں قول میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہ بولے، اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ۔ میں نے کہا۔ کہ مجھے اپنے پروردگار کے پاس جانے سے شرم آنے لگی۔ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ اس پر ایسے رنگوں کا غلبہ ہوا کہ میں اس کے سمجھنے سے قاصر ہو گیا۔ پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی خشک تھی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے بطریق یونس، زہری، انس، ابی بن کعب سے بعینہٖ اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اس بناء پر علماء کرام کی ایک جماعت نے اس روایت کو مسند ابی بن کعبؓ سے شمار کر لیا۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں تحریف ہو گئی ہے۔ حقیقت میں یہ روایت ابو ذرؓ سے مروی ہے۔ کسی نسخہ سے لفظ ذر چھوٹ گیا۔ راوی نے یہ سمجھا کہ ابی ابیؓ ہے جس کی وجہ سے غلطی سے اس روایت کو مسند ابی بن کعب میں شامل کر دیا۔

مسلم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپؐ نے پروردگار کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ تو سراپا نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

ابو نعیم نے ابی ھارون عبدی بطریق ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عشاء کے وقت مسجد حرام میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے بیدار کیا۔ میں بیدار ہو گیا۔ مجھے ایک خیالی ہیئت سی محسوس ہوئی۔ میں نے نگاہ دوڑائی تا آنکہ میں مسجد سے نکل آیا چنانچہ میں نے سواری کے لیے ایک ایسا جانور دیکھا کہ وہ تمہارے ان چوپاؤں یعنی خچروں سے زیادہ مشابہ تھا۔ اس کے کانوں کو قرار نہیں تھا۔ برابر ہلا رہا تھا۔ اسے براق بولا جاتا ہے اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کرام اس پر سوار ہوتے تھے۔ وہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا۔ میں اس پر سوار

ہوا۔ میں اس پر جا رہا تھا کہ اچانک داہنی طرف سے ایک بلانے والے نے مجھے بلایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر بائیں طرف سے ایک بلانے والے نے مجھے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ میں براق پر جا رہا تھا کہ ایک عورت پر نظر پڑی۔ وہ اپنی کلائیاں کھولے ہوئے تھی اور اس پر وہ تمام زیب و زینت کی چیزیں تھیں جو حق تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔ وہ بھی بولی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی۔ تا آنکہ میں بیت المقدس پر پہنچا اور میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ جبریل میرے پاس دو برتن لائے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جبریل بولے۔ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جبریل بولے، کہ آپ نے اپنے سفر کے دوران کیا دیکھا۔ میں نے کہا کہ میں جا رہا تھا کہ ایک داعی نے داہنی طرف سے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ جبریلؑ بولے یہ داعی یہود تھا اگر آپ اسے جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ پھر میں نے کہا کہ میں چل رہا تھا کہ ایک اور داعی نے مجھے بائیں طرف سے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ جبریل بولے یہ داعی نصاریٰ تھا اگر آپ اسے جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی بن جاتی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے دورانِ سفر ایک ایسی عورت کو دیکھا جو اپنی کلائیاں کھولے ہوئے تھی اور زینت کی جتنی چیزیں حق تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ ان سے آراستہ تھی وہ بھی بولی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھئے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ جبریل بولے، یہ دنیا تھی اگر آپ اس کی بات کا جواب دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے لیتی۔ حضور فرماتے ہیں اس کے بعد جبریل اور میں دونوں بیت المقدس میں گئے اور ہم سے ہر ایک نے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح چڑھتی ہیں سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہیں گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (المدثر۔ آیت ۳۱) تو نے میت کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ سو وہ اس زینہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں اور جبریل امینؑ اوپر چڑھے یکایک میں نے ایک فرشتہ دیکھا جن کا نام اسماعیل ہے۔ وہ آسمان دنیا کے داروغہ ہیں ان کے سامنے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ ہر

ایک فرشتہ کی ماتحتی میں سو ہزار فرشتوں کی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما یعلم جنود ربک الا ھو۔ جبریل امین نے آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل۔ دریافت کیا گیا، آپ کے ساتھ کون ہیں۔ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ جبریل امین نے فرمایا، جی ہاں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں آدم علیہ السلام اسی روز کی شکل وصورت پر موجود ہیں جس روز کہ حق تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا۔ ان کے سامنے ان کی اولاد مومنین کی روحیں پیش کی جارہی ہیں وہ انھیں دیکھ کر فرما رہے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے پاکیزہ نفس ہیں۔ ان کو علیین میں جگہ دو۔ اس کے بعد ان کے سامنے ان کی اولاد کافر کی روحیں پیش کی گئیں۔ وہ ان کو دیکھ کر فرمانے لگے خبیث روح خبیث نفس ہے ان کو سجین میں لے جاؤ۔ میں ذرا آہستہ چلا تو بہت سے دسترخوان دیکھے کہ جن پر پکا ہوا گوشت موجود ہے مگر اس کے پاس کوئی نہیں تھا اس کے بعد میں نے اور دسترخوانوں کو دیکھا کہ ان پر سڑا ہوا بدبودار گوشت موجود ہے اور ان کے پاس بہت سے آدمی موجود ہیں جو وہ گوشت کھا رہے ہیں۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام کو اختیار کرتے ہیں۔ پھر میں کچھ چلا تو ایسی قوموں کو دیکھا کہ جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے۔ جب بھی ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فوراً گرجاتا اور کہتا تھا کہ الٰہ العالمین قیامت کو مت قائم کر اور وہ فرعون والوں کے طریقہ پر تھے۔ مختلف قومیں آتیں اور ان کو روندجاتی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے فرمایا یہ آپ کی اُمت کے سود خوار ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے الذین یاکلون الربٰوا لا یقومون الخ[1] اس کے بعد میں اور آگے بڑھا تو ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے وہ اپنے منہ کھول کر اس میں پتھر ڈالتے تھے پھر وہ پتھر ان کے نیچے سے نکل جاتے تھے۔ میں نے سنا کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کر رہے تھے۔ غرضیکہ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ جبریلؑ بولے، یہ آپ کی اُمت میں سے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے" جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھا رہے ہیں وہ عنقریب جلا دینے والی آگ میں داخل ہوں گے"[2]۔ اس کے بعد میں اور آگے بڑھا تو کچھ ایسی عورتوں کو دیکھا جو اپنے پستانوں سے لٹک رہی تھیں اور وہ عورتیں تھیں جو سرنگوں اپنے پیروں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے سنا کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کر رہی تھیں۔ جبریلؑ امین سے میں نے دریافت کیا، یہ کون ہیں؟ فرمایا، یہ آپ کی اُمت میں سے وہ عورتیں ہیں جو زنا کرتی ہیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی ہیں۔ پھر میں اور آگے بڑھا اور ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ ان کے بازوؤں کا گوشت کاٹا جا رہا تھا اور وہ اس گوشت کو کھا رہے تھے اور ہر ایک سے کہا جاتا کہ کھا جیسا کہ تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا

---

[1] (سورہ بقرہ آیت ۲۷۵) [2] سورہ النساء آیت ۱۰)

تھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں۔ فرمایا، یہ آپ کی امت میں سے پس پشت عیب نکالنے والے اور روبرو طعنہ زنی کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے مخلوقات خدا میں سے سب سے حسین ہستی کو دیکھا جس میں ان کو تمام مخلوقات پر ایسی فضیلت تھی جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فوقیت حاصل ہے۔ میں نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہارے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کی ایک جماعت تھی۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ وہاں حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ تھے اور ان کے ساتھ ان کی قوم کی ایک جماعت تھی۔ میں نے ان دونوں کو سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں چوتھے آسمان پر چڑھا، وہاں ادریس علیہ السلام تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں پانچویں آسمان پر گیا۔ وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔ ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی اور اس قدر لمبی تھی کہ ناف تک پہنچنے کے قریب تھی۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا یہ اپنی قوم میں محبوب ہارون بن عمران ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم میں سے ایک جماعت تھی۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں چھٹے آسمان پر گیا وہاں حضرت موسیٰؑ تھے وہ گندمی رنگ اور زیادہ بالوں والے تھے۔ اگر ان کے جسم پر کرتا نہ ہوتا تو ان کے بال کرتے سے باہر نکل آتے اور وہ کہہ رہے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ میں حق تعالیٰ کے دربار میں ان سے زیادہ مکرم ہوں بلکہ یہ خدا کی نظر میں مجھ سے زیادہ مکرم ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ فرمایا، یہ تمہارے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم میں سے ایک جماعت تھی۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر گیا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے کہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ احسن ترین ہستی ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ آپ کے جد امجد حضرت خلیل الرحمٰن ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم میں سے ایک جماعت تھی۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی امت کا مکان ہے۔ یکایک میں نے اپنی امت کو دیکھا (وہ دو حصوں) میں منقسم ہوگئی۔ ایک جماعت تو وہ تھی جس کے جسم پر کاغذ کی طرح سفید پوشاک تھی اور دوسری وہ جماعت تھی جس کے جسم پر میلے کپڑے تھے۔ میں بیت المعمور میں گیا اور میرے ساتھ وہ حضرات بھی گئے جو سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے اور جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کو روک دیا گیا گو وہ بھی خیر پر تھے۔ میں نے اور ان مومنین نے جو میرے ساتھ تھے

بیت المعمور میں نماز پڑھی اس کے بعد میں اور میرے ساتھ جو حضرات تھے وہ باہر آ گئے۔ حضور نے ارشاد ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور میں یومیہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر ان کا قیامت تک نمبر نہیں آتا۔ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ اس کا ہر ایک پتہ اس قدر بڑا تھا کہ اس امت کو گھیر لے اور میں نے اس میں ایک بہتا ہوا چشمہ دیکھا جسے سلسبیل بولا جاتا ہے اور اس سے دو نہریں پھوٹ رہی تھیں ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت میں نے اس میں غسل کیا تو میری اگلی اور پچھلی تمام لغزشات معاف کر دی گئیں۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ میرے سامنے ایک جاریہ آئی۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی جاریہ ہے وہ بولی زید بن حارثہ کی۔ اور جنت میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں کہ جس میں ذرا تغیر نہ ہوگا۔ اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں کہ جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا۔ اور وہاں کے انار ڈولوں کی طرح تھے اور میں نے وہاں کے پرندے دیکھے جو تمہارے ان اونٹوں کی طرح تھے۔ اس کے بعد میرے سامنے جہنم لایا گیا اس میں خدا تعالیٰ کا قہر و عذاب اور غضب تھا۔ اگر اس میں پتھر و لوہا ڈالا جاتا تھا تو وہ اسے کھا لیتی تھی۔ پھر وہ مجھے بند کر دی گئی اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھا لیا گیا۔ اس نے مجھے گھیر لیا اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی قریب فاصلہ رہ گیا اور ہر ایک پتہ پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے نزول کیا اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو ہر ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور جس وقت آپ نیکی کا پختہ ارادہ کر لیں اور اس پر عمل نہ کریں تو آپ کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس وقت اس پر عمل کر لیں تو پھر دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس وقت آپ کسی برائی کا ارادہ کریں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو کچھ نہیں لکھا جائیگا اور اگر آپ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ایک برائی لکھی جائے گی۔ اس کے بعد میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے۔ میں نے کہا پچاس نمازوں کا۔ وہ بولے، اپنے پروردگار کے پاس جا کر اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے اس لیے کہ آپ کی اُمت ان کی طاقت نہیں رکھے گی میں اپنے پروردگار کے پاس آیا اور عرض کیا کہ:

" پروردگار میری اُمت پر تخفیف فرمایئے کیونکہ وہ اضعف الامم ہے۔" چنانچہ مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ غرضیکہ میں حضرت موسیٰ اور اپنے پروردگار کے درمیان آتا جاتا رہا تا آنکہ حق تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دیں۔ اس وقت ایک فرشتہ نے اعلان کیا کہ میں نے اپنے فریضہ کو مکمل کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی اور انھیں ایک نیکی کے عوض دس گنا نیکیاں عطا کیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس

آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ "اب کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟"
میں نے کہا۔ "پانچ نمازوں کا"۔ وہ بولے "اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے"۔
میں نے کہا کہ "میں اپنے پروردگار کے پاس جاتا رہا تا آنکہ مجھے ان سے شرم محسوس ہونے لگی۔"
پھر حضورؐ نے صبح کو مکہ مکرمہ میں لوگوں کو ان عجائبات سے مطلع کیا کہ میں شب کو بیت المقدس گیا اور مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور میں نے یہ یہ چیزیں دیکھیں۔ ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کر رہے ہیں تم اس سے تعجب نہیں کرتے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو قریش کے قافلہ سے مطلع کیا کہ وہ مجھے آسمان پر جانے کے وقت ملا تھا اور میں نے اسے فلاں فلاں مقام پر دیکھا ہے اور قافلہ کے اونٹ بھاگ گئے تھے اور جب میں واپس آیا تو میں نے اس کو گھاٹی کے پاس دیکھا تھا اور میں نے ان لوگوں کو ہر ایک مرد اور اس کے اونٹ اور اس کے متاع کے بارے میں مطلع کیا کہ وہ ایسا ایسا تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص بولا کہ میں بیت المقدس سے زیادہ واقف ہوں سو بتائیے کہ اس کی تعمیر کیسی ہے اور اس کی نوعیت و نقشہ کیسا ہے اور پہاڑ سے کس قدر قریب ہے۔ چنانچہ بیت المقدس اس کی جگہ سے ہٹا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا اور آپ اس کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسا کہ کوئی ہم میں سے اپنے مکان کو دیکھتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، بیت المقدس کی تعمیر ایسی ہے اور اس کی ہیئت و نقشہ ایسا ہے اور پہاڑ سے اس قدر قریب ہے۔ وہ مشرک بولا کہ آپ نے صحیح فرمایا۔"

ابن مردویہ، ابونضرہ اور ابوسعیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا کوثر پر سے گزر ہوا۔ جبریلؑ بولے یہ "وہ نہر کوثر ہے جو کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو عطا کی ہے۔ میں نے اس کی مٹی پر ہاتھ مارا تو وہ خوشبودار مشک تھی۔

ابن مردویہ نے ابونضرہ اور ابوسعیدؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن مردویہ، علقمہ اور ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ مجھ سے زیادہ مشابہ تھے۔

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو قیصر روم کی طرف روانہ کیا اور ان کے ہمراہ قیصر کو ایک خط بھیجا۔ دحیہ نے قیصر سے مقام حمص میں ملاقات کی۔ قیصر نے اپنے ترجمان کو بلایا۔ خط کی ابتداء بایں طرح تھی "محمد رسول اللہ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام"۔

یہ دیکھ کر قیصر کا بھائی غضب ناک ہوا اور بولا کہ تو اس شخص کے خط کو نہیں دیکھتا کہ اس نے تجھ سے پہلے اپنے نام سے خط شروع کیا اور تجھے صرف قیصر روم لکھا ہے اور تیری بادشاہت کا ذکر نہیں کیا۔ قیصر بولا۔ بخدا میں تجھے احمق، کمسن اور بڑا مجنون سمجھتا ہوں۔ تیرا منشا یہ ہے کہ ایک شخص کا خط دیکھنے سے پہلے ہی پھاڑ دیا جائے۔ میری زندگی کی قسم اگر وہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو اس کی ذات زیادہ حقدار ہے اس بات کی کہ اپنے نام سے خط کی ابتدا کرے۔ اور اس نے مجھے جو صاحب روم لکھا ہے تو سچ ہے۔ میں ان کا صاحب ہوں بادشاہ نہیں ہوں لیکن اللہ تعالےٰ نے اہل روم کو میرا تابع کر دیا ہے اگر وہ چاہے تو ان کو میرے اوپر مسلط کر دے۔ اس کے بعد قیصر نے آپ کے نام مبارک کو پڑھا اور بولا:۔

"اے معشر روم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص وہی ہیں جن کی حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بشارت دی ہے اگر مجھے اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ شخص وہی ہیں تو میں ان کے پاس جاؤں اور اپنی ذات سے ان کی خدمت کروں اور ان کے وضو کا پانی نہ گرنے پائے مگر میرے ہاتھوں پر۔"

یہ سن کر اہل روم بولے کہ "اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ رسالت کو ایسے اعراب کو دے دے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں اور ہمیں چھوڑ دے اور ہم اہل کتاب ہیں قیصر اہل روم کی باتیں سن کر بولا کہ اصل ہدایت میرے پاس ہے میرے اور تمہارے درمیان انجیل ہے۔ ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھول کر دیکھتے ہیں اگر یہ وہی نبی ہیں تو ہم خالص ان کا اتباع کریں گے ؟ ورنہ ہم حسب سابق پھر اس پر مہریں لگا دیں گے۔ پس مہروں کی جگہ دوسری مہریں لگ جائیں گی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس وقت انجیل پر سونے کی بارہ[12] مہریں لگی ہوئی تھیں۔ اس پر اولاً ہرقل نے مہر لگائی تھی۔ ہرقل کے بعد جو بھی بادشاہ اس کا جانشین ہوتا وہ اس پر مہر لگا دیتا تھا حتیٰ کہ ملک قیصر روم نے اسے اس حال میں پایا کہ اس پر بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں۔ ان سابقہ بادشاہوں سے ہر ایک بادشاہ بعد میں آنے والے کو اس چیز سے مطلع کرتا تھا کہ تمہارے دین میں انجیل کا کھولنا جائز نہیں۔ جس دن انجیل کو کھولو گے تو نصاریٰ کا دین متغیر ہو جائے گا اور ان کی بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ غرضیکہ قیصر نے انجیل منگائی اور اس کی گیارہ مہریں توڑ ڈالیں تا آنکہ انجیل پر صرف ایک مہر باقی رہ گئی تو اس کی طرف اعیان مملکت اساقفہ اور بطارقہ اٹھ کر آئے اور انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے منہ پیٹ لیے اور اپنے سر کے بالوں کو نوچنا شروع کیا۔ قیصر نے ان سے دریافت کیا کہ "تم کو کیا ہو گیا ہے ؟" وہ بولے "آج کے دن تیرے گھر کی سلطنت برباد ہو جائے گی اور تیری قوم کا دین متغیر ہو جائیگا۔"

قیصر بولا "اصل ہدایت میرے پاس ہے۔" وہ لوگ بولے "جلدی مت کر اور اس شخص کے

احوال معلوم کر اور اس سے خط و کتابت کر اور اس کے معاملے میں غور کر۔" قیصر بولا کہ "کون شخص ہے کہ جس سے ہم اس نبی کے احوال معلوم کریں؟" ان لوگوں نے کہا کہ شام میں بکثرت تو ہیں ہیں۔ قیصر نے شام میں قاصد بھیجا تاکہ ایسے لوگوں کو لے کر آئے جن سے وہ حضورؐ کے بارے میں دریافت کرے۔

غرضیکہ ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو قیصر روم کے پاس لایا گیا۔ قیصر نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ جو شخص تم میں مبعوث ہوئے ہیں ان کے بارے میں مطلع کرو۔ ابوسفیان سے جہاں تک ہو سکا آپ کے معاملہ کو حقیر کرنے میں کمی نہیں کی۔ ابوسفیان بولے :-

" اے بادشاہ تم اس نبیؐ کے مرتبہ کو بلند مت سمجھو، ہم انھیں ساحر اور شاعر اور کاہن کہتے ہیں۔"

یہ سن کر قیصر بولا :- " قسم ہے اس حق تعالیٰ کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ ان سے پہلے بھی لوگ انبیاء کرام کو یہی کہا کرتے تھے۔ قیصر نے ابوسفیان سے کہا کہ "تم لوگوں میں جو اس کا مرتبہ ہے اس سے مطلع کرو۔"

ابوسفیان بولے، " وہ ہم لوگوں میں اوسط خاندان میں سے ہیں۔"

قیصر بولا۔" حق تعالیٰ ہر ایک نبی کو اسی طرح اس کی اوسط قوم سے مبعوث کرتا ہے۔ تم اس کے اصحاب کے بارے میں مطلع کرو۔"

ابوسفیان بولے کہ " ہماری قوم کے لڑکے اور کم سن اور کم عقل لوگ ان کے اصحاب ہیں اور ہمارے رؤساء میں سے کسی نے اس کا اتباع نہیں کیا۔"

قیصر بولا، " بخدا یہی لوگ انبیاء کرام کے متبع ہوتے ہیں۔ رؤساء اور سرداروں کو تو حمیت مانع ہو جاتی ہے۔ اچھا اس کے اصحاب کے بارے میں مطلع کرو کہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کیا پھر وہ اس کا دین چھوڑ دیتے ہیں؟"

ابوسفیان بولے، " ان میں سے کوئی شخص اس کو نہیں چھوڑتا۔"

قیصر بولا :- " کیا تم میں سے برابر لوگ اس کے دین میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔"

ابوسفیان بولے :- " جی ہاں۔"

قیصر بولا :- " تم لوگ اس ہستی کے بارے میں میری بصیرت میں اضافہ ہی کر رہے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، قریب ہے کہ وہ نبی اس ملک پر غلبہ کرے جو میرے قدموں کے نیچے ہے، اہل روم اس امر کی طرف آؤ جس کی طرف یہ نبی دعوت دیتا ہے ہم اسے قبول کریں۔ پھر ہم اس سے ملک شام کے واسطے درخواست کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ہی زمانہ

میں ردندی جائے کیونکہ انبیاء کرام میں سے جس نبی نے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، پھر اس بادشاہ نے اس نبی کی دعوت کو قبول کیا۔ اس کے بعد اس بادشاہ نے اس کے علاوہ اس نبی سے جو درخواست کی تو اس نبی نے وہ درخواست قبول کی ہے۔ قیصر روم بولا، تم لوگ میری بات پر عمل کرو۔ اہلِ روم نے کہا ہم اس بارے میں کبھی بھی تیری بات نہ مانیں گے۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ واللہ مجھے اس سے کوئی مانع نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ایسی بات کروں جس سے آپ کو قیصر کی نگاہ سے گرا دوں مگر یہ امر مانع ہوا کہ اگر میں قیصر روم کے سامنے کوئی جھوٹی بات بیان کروں گا تو وہ اس پر میری گرفت کرے گا اور مجھے سچا نہیں سمجھے گا تاآنکہ میں نے قیصر سے آپ کی معراج کا تذکرہ کیا کہ اے بادشاہ کیا تجھے ایسے امر سے مطلع نہ کروں جس سے تو ان کی کذب بیانی کو جان لے۔ قیصر نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ ابوسفیان بولے، وہ شخص ہم سے یہ بیان کرتا ہے کہ وہ ہماری سرزمین سے حرم سے راتوں رات آیا اور تمہاری اس مسجد ایلیا تک آیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں ہماری طرف آگیا۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ ایلیاء کا بطریق قیصر کے سر پر کھڑا ہوا تھا۔ بطریق بولا" مجھے اس رات کا علم ہے۔ قیصر نے اس کی طرف دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے اس رات کا کیسے علم ہوا؟ بطریق بولا۔ رات کو جب تک کہ میں بیت المقدس کے دروازے نہیں بند کر دیتا اس وقت تک نہیں سوتا۔ جب وہ رات ہوئی تو میں نے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ البتہ ایک دروازہ رہ گیا جو بند نہ ہو سکا۔ میں نے کام کرنیوالوں اور تمام حاضرین سے مدد لی مگر سب سے اس دروازہ کو حرکت نہ ہو سکی۔ ایسا محسوس ہوتا کہ ہم پہاڑ کو حرکت دے رہے ہیں۔ اس کے بعد نجاروں کو بلایا، انہوں نے اسے دیکھا اور بولے کہ اس پر دروازہ کی جو چوکھٹ گر پڑی ہے یا کوئی تعمیر گر گئی ہے ہم اسے حرکت نہیں دے سکتے صبح ہونے پر اسے دیکھیں گے۔ بطریق بولا، میں چلا گیا اور میں نے اس دروازہ کو کھلا چھوڑ دیا۔ جب صبح کو میں اٹھا تو میں نے اس پتھر میں جو کہ دروازہ پر تھا سوراخ دیکھا اور اس میں سواری کے باندھنے کا نشان موجود تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس رات میں یہ دروازہ کسی نبی ہی کی وجہ سے روکا گیا ہے اور اس رات میں اس نبی نے ہماری اس مسجد میں نماز پڑھی ہے۔

یہ سن کر قیصر بولا کہ اہل روم تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اور قیامت کے درمیان ایک نبی ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ نے تمہیں اس نبی کی بشارت دی ہے۔ یہ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ نے بشارت دی ہے لہٰذا جس دین کی طرف وہ نبی تم کو بلاتا ہے اسے قبول کرو۔ قیصر نے جب اہل روم کی نفرت کا یہ عالم

دیکھا تو بولا، "اے اہل روم تمہارے بادشاہ نے تمہاری آزمائش کے لیے تمہیں بلایا تاکہ معلوم ہو کہ تمہیں اپنے پر کس قدر پختگی حاصل ہے مگر تم نے بُرا کہا اور گالیاں دیں جبکہ وہ تمہارے اندر موجود ہے۔ یہ بات سن کر تمام اہلِ روم قیصر کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔

ابن مردویہ، طبرانی فی الاوسط میں ابو یعلیٰؒ بطریق محمد بن عبدالرحمن، عیسیٰ اور عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ جبریلؑ امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک براق لے کر آئے اور اپنے سامنے آپ کے براق پر سوار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس براق کی یہ شان تھی کہ جس وقت وہ پست مقام پر پہنچتے تو اس کے ہاتھ لانبے اور اس کے پیر کوتاہ ہو جاتے تا آنکہ وہ اس جگہ پر برابر ہو جاتی اور جس وقت وہ بلند مقام پر پہنچتا تو اس کے ہاتھ چھوٹے اور پیر لمبے ہو جاتے حتیٰ کہ وہ اس جگہ بالکل برابر ہو جاتی۔ آپ کو ایک شخص راستہ کے داہنی طرف ملا اس نے دو مرتبہ آپ کو آواز دی کہ راستہ میری طرف ہے۔ جبریلؑ امین نے فرمایا، آپ چلئے اور کسی سے کوئی گفتگو نہ کیجیے۔ اس کے بعد ایک مرد راستہ کے بائیں طرف ملا اور اس نے آپ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے راستہ ہے۔ جبریلؑ نے فرمایا آپ چلئے اور کسی سے کلام نہ کیجیے۔ پھر آپ کو ایک حسین و جمیل عورت نظر آئی۔ اس کے بعد جبریل نے حضورؐ سے فرمایا "کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ کو راستہ کے داہنی طرف سے بلایا تھا؟" حضور نے فرمایا "نہیں"۔ جبریلؑ نے فرمایا، یہ یہود تھے کہ آپ کو اپنے دین کی طرف بُلا رہے تھے۔ پھر جبریل بولے، جس شخص نے آپ کو راستہ کے بائیں طرف سے بلایا تھا آپ اسے جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ جبریلؑ بولے، یہ نصاریٰ تھے آپ کو اپنے دین کی طرف بلا رہے تھے۔ پھر جبریل بولے، آپ اس حسین و جمیل عورت سے واقف ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، نہیں۔ جبریل بولے، یہ دنیا تھی کہ آپ کو اپنی طرف بُلا رہی تھی۔ پھر حضور اور جبریلؑ روانہ ہوئے تا آنکہ بیت المقدس پہنچے وہاں ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ سب بولے، مرحبا یا نبی الامی اور اس جماعت میں ایک شیخ بھی تھے۔ حضور نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ موسیٰؑ ہیں اور یہ عیسیٰؑ ہیں اس کے بعد نماز کی اقامت ہوئی اور سب نے ایک دوسرے کو آگے کیا تا آنکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھا دیا۔ پھر پینے کی چیزیں لائی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبریل امین بولے، کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اس کے بعد آپ سے کہا گیا کہ اپنے پروردگار کے پاس تشریف لے جائیے۔ اور آپ تشریف لے گئے پھر واپس آئے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیا کیا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے حضورؐ سے فرمایا کہ اپنے پروردگار

کے پاس جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے کیونکہ آپ کی اُمت اس قدر نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے گئے اور پھر آئے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے کیا کیا حضور نے فرمایا کہ پچیس ۲۵ نمازیں کر دی گئیں۔ حضرت موسیٰ بولے کہ پھر اپنے پروردگار کے پاس جاکر تخفیف کی درخواست کیجیے۔ حضور پھر تشریف لے گئے اور پھر واپس آئے اور فرمایا کہ بارہ نمازیں کر دی گئیں۔ حضرت موسیٰ بولے کہ اپنے پروردگار کے پاس پھر جاکر تخفیف کی درخواست کیجیے۔ حضور پھر واپس تشریف لے گئے اور آکر فرمایا کہ پانچ نمازیں کر دی گئیں۔ حضرت موسیٰ پھر بولے کہ پھر جاکر تخفیف کی درخواست کیجیے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اپنے پروردگار سے بار بار جانے کی وجہ سے شرم آنے لگی اور میرے پروردگار نے یہ بھی فرمایا کہ تمہارے ہر ایک مرتبہ آنے پر تمہاری ایک درخواست کو قبول کیا ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو لعلی اور بیہقی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جبریلؑ امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے ساتھ میکائیل علیہ السلام بھی تھے۔ جبریلؑ نے میکائیل سے کہا کہ میرے پاس زمزم کے پانی کا ایک طشت لے کر آؤ تاکہ آپ کے قلب مبارک کو پاکیزہ اور آپ کے سینۂ مبارک کو فراخ کر دوں۔ چنانچہ جبریل امین نے آپ کا بطن مبارک شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا۔ اور میکائیل تین مرتبہ زمزم شریف کے تین طشت لائے۔ جبریل امین نے آپ کے سینہ کو چاک کیا اور کجی وغیرہ کی قسم سے جو چیز تھی وہ نکال دی اور اس میں حلم وعلم وایمان ویقین اور اسلام بھر دیا۔ اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت سے مہر لگا دی۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں ایک گھوڑا لائے۔ آپ کو اس پر سوار کیا اس کا نام براق تھا اور اس کا قدم اپنے منتہائے نظر پر پڑتا تھا آپ تشریف لے چلے اور جبریلؑ امین بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ ایسی قوم کے پاس آئے کہ وہ ایک ہی دن میں کھیتی کرتی تھی اور اس کو کاٹ لیتی تھی۔ جب وہ لوگ اس کھیتی کو کاٹتے تھے۔ تو پھر وہ حسب سابق ہو جاتی تھی۔ حضور نے جبریلؑ امین سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ جبریل نے فرمایا، یہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ ان کو ہر ایک نیکی پر سات سو گنا اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جا رہے تھے۔ جس وقت وہ پھوڑ دیئے جاتے پھر حسب سابق ہو جاتے تھے اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے تھے۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی اور اونٹوں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور ضریع اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ

کون ہیں۔ جبریلؑ نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ پھر آپ کا گزر ایک قوم پر سے ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہانڈی میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا گوشت نہیں کھاتے۔ حضورؐ نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا یہ آپ کی اُمّت میں سے وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال طیب بی بی ہو اور وہ پھر بھی ناپاک عورت کے پاس آئیں اور شب باش ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس آئے اور رات کو اسی کے پاس رہے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس سے گزرے جو راستہ پر تھی۔ کوئی کپڑا اس کے پاس سے نہیں گزرتا تھا مگر وہ اس کو پھاڑ ڈالتی تھی۔ اسی طرح کسی چیز کا گزر نہیں ہوتا تھا مگر وہ اس کو چیر دیتی تھی۔ آپ نے جبریلؑ امین سے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہ آپ کی اُمّت میں سے ان لوگوں کی حالت ہے جو راستوں پر بیٹھ کر رہزنی کرتے ہیں۔ پھر ایک شخص پر گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا جمع کر رکھا ہے اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ نے جبریل امین سے پوچھا، یہ کون ہے۔ جبریل نے فرمایا، یہ آپ کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں جن کی ادائیگی پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپؐ کا ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ جب وہ کٹ جاتے ہیں پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریلؑ نے فرمایا یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر سے ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل نے فرمایا، یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات زبان سے نکالتا ہے۔ پھر اس پر نادم ہوتا ہے مگر اس کی واپسی پر قادر نہیں پھر ایک وادی پر گزر ہوا۔ وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی۔ آپ نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جنّت کی آواز ہے کہہ رہی ہے کہ پروردگار جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے کیونکہ میرے پاس استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا، گلاس اور طشتریاں اور سواریاں اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بکثرت ہو گئے ہیں لہٰذا جو مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے وہ مجھے دیجئے۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ تیرے لیے ہر ایک مسلم و مسلمہ اور مومن اور مومنہ تجویز کی گئی ہے۔ جنّت بولی، میں راضی ہو گئی۔ پھر ایک وادی

پر گزر ہوا اور ایک دہشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپ نے جبریل امینؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟
جبریل امین نے فرمایا، یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ پروردگار مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ عطا فرما
کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور کانٹے اور پیپ اور عذاب بہت کثیر ہو گئے اور میرا
قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی لہٰذا جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے دیجئے۔ ارشاد خداوندی
ہوا کہ تیرے لیے ہر ایک مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور خبیث اور خبیثہ اور ہر وہ متکبر جو یوم حساب
پر یقین نہ رکھتا ہو تجویز کیا گیا ہے۔ جہنم بولی میں راضی ہو گئی۔ پھر آپ روانہ ہوئے تاآنکہ بیت المقدس
پہنچے اور گھوڑے پر سے اتر کر اسے پتھر سے باندھ دیا پھر اندر تشریف لے گئے اور فرشتوں کے ساتھ
نماز پڑھی۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟
جبریلؑ نے فرمایا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ جبریلؑ
نے فرمایا، جی ہاں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے
خلیفہ ہیں اور کیا خوب تشریف آوری ہوئی۔ پھر ارواح انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی۔ سب نے اپنے پروردگار
کی حمد و ثنا کی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے خلیل بنایا
اور مجھے مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھے آتش سے نجات دی کہ اسے میرے
لیے ٹھنڈک اور سلامتی کا ذریعہ بنایا پھر حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ تمام تعریفیں
اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے کلام فرمایا اور مجھے فرعونیوں کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا
ذریعہ بنایا اور میری اُمت میں سے ایک ایسی جماعت بنائی جو حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور اس پر عمل پیرا
ہے۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں
جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے
پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندے بھی اور مجھے حکمت اور صاف تقریر عطا فرمائی۔
پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ تمام تعریفیں تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میرے
لیے ہوا کو مسخر کیا اور شیاطین کو مسخر کیا کہ جو میں چاہتا ہوں وہ بنا دیتے ہیں کہ بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں
اور لگن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ لگی رہیں اور مجھے پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل و
کرم سے مجھے ہر ایک چیز عطا کی اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر
کیا اور اپنے بہت سے مومن بندوں پر مجھے فوقیت عطا فرمائی اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ میرے
بعد کسی کے لیے شایاں نہ ہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ

ساب ہی نہ ہوگا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام توفیق اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا اور مجھے آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا کہ انھیں مٹی سے پیدا کر کے کہدیا کہ تو (ذی رُوح) ہوجا اور وہ ہوگیا اور مجھے لکھنا اور حکمت اور توراۃ اور انجیل کا علم دیا اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندے کی شکل کا پتلا بناتا تھا اور پھر اس میں پھونک مارتا تھا سو وہ بحکم خداوندی پرندہ بن جاتا تھا اور مجھے ایسا بنایا کہ میں حکم خداوندی سے مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھے بلند مرتبہ عطا کیا اور مجھے پاک کیا اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کی ثنا کی اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے پروردگار کی حمد وثنا کی اور میں بھی اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان نازل کیا جس پر امر کا بیان ہے اور میری اُمت کو بہترین اُمت بنایا کہ لوگوں کے نفع کے لیے پیدا کی گئی اور میری اُمت کو اُمت عادلہ بنایا اور میری اُمت کو ایسا بنایا کہ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے اور میرے سینہ کو فراخ کیا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ بس ان کمالات کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب پر فائق ہوگئے۔ پھر تین برتن لائے گئے جن کے منہ بند تھے۔ ان برتنوں میں سے وہ برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں پانی تھا آپ نے اس میں سے کچھ پیا پھر آپ کو دوسرا برتن دیا گیا جس میں دودھ تھا اور کہا گیا کہ پیجیے۔ آپ نے اس میں سے اتنا پیا کہ آپ سیر ہوگئے۔ پھر تیسرا برتن دیا گیا اس میں شراب تھی اور آپ سے کہا گیا کہ پیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ بس میں یہ نہیں پیتا میں سیر ہوگیا۔ جبریل امین نے آپ سے فرمایا کہ یہ عنقریب آپ کی اُمت پر حرام ہوجائے گی اور اگر آپ اس میں سے کچھ پی لیتے تو آپ کی اُمت میں سے آپ کا بہت ہی کم لوگ اتباع کرتے۔ پھر آپ کو آسمان کی طرف لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا۔ کون ہیں۔ فرمایا جبریل دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا ہے جبریل علیہ السلام نے فرمایا، جی ہاں۔ فرشتوں نے کہا حق تعالیٰ ان پر اپنی تحیت نازل فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا خوب خلیفہ ہیں اور کیا خوب آنا ہوا۔ آپ اندر تشریف لے گئے تو ایک تام الخلقت ہستی کو دیکھا کہ ان کی خلقت میں سے کوئی کمی نہیں ہوئی جیسا کہ انسانوں کی خلقت میں کمی ہوجاتی ہے ان کی داہنی جانب ایک دروازہ ہے جس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے۔ اور ان کی بائیں جانب ایک دروازہ ہے جس میں سے بدبو آرہی ہے جس وقت وہ اس دروازہ کی طرف دیکھتے ہیں جو کہ ان کی داہنی جانب ہے تو مسکراتے اور خوش ہوتے ہیں۔ اور جس وقت اس دروازہ کی طرف دیکھتے ہیں جو کہ ان کی بائیں جانب

ہے تو روتے ہیں اور غمگین ہوتے ہیں۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہارے جدِ امجد آدم علیہ السلام ہیں اور یہ دروازہ جو ان کی داہنی جانب ہے۔ یہ جنت کا دروازہ ہے۔ جس وقت وہ اپنی ذریت میں سے جنت میں داخل ہونے والوں کو دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے ہیں اور جو دروازہ ان کی بائیں جانب ہے وہ دوزخ کا دروازہ ہے جب وہ اپنی ذریت میں سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اس میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں تو روتے اور غمگین ہوتے ہیں اس کے بعد جبریل علیہ السلام آپ کو دوسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا کون ہیں؟ فرمایا جبریل۔ دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ جبریلؑ نے فرمایا، جی ہاں۔ فرشتے بولے، اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ پر تحیت نازل فرمائے۔ کیا ہی خوب بھائی اور کیا ہی خوب خلیفہ ہیں۔ کیا خوب آنا ہوا تشریف لائیے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ایسی ہستی کو دیکھا کہ جنہیں حسن و خوبی میں تمام انسانوں پر اس طرح فوقیت حاصل ہے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر آپ نے دریافت فرمایا، جبریلؑ یہ کون ہیں؟ جبریل امین نے فرمایا، یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ کو تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ اہل سماء نے دریافت کیا، جبریل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ فرمایا، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اہل سماء نے دریافت کیا کہ کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ جبریلؑ نے فرمایا، جی ہاں۔ وہ بولے حق تعالیٰ آپ پر تحیت نازل فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا خوب خلیفہ ہیں اور کیا ہی اچھا آنا ہوا۔ تشریف لائیے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسٰی بن مریمؑ اور حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ جبریل یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا، یہ حضرت عیسٰیؑ اور حضرت زکریا ہیں۔ پھر آپ کو چوتھے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا، دریافت کیا، کون ہے؟ فرمایا، جبریل۔ دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریافت کیا گیا کہ ان کو پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ جبریل نے فرمایا، جی ہاں - اہل آسمان نے فرمایا، حق تعالیٰ آپ پر اپنی تحیت نازل فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا ہی خوب خلیفہ ہیں اور کیا خوب تشریف آوری ہوئی۔ آئیے۔ آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا، آپ نے جبریلؑ سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ جبریل نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ پھر آپ کو پانچویں آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ اہل آسمان نے دریافت کیا کون؟ فرمایا، جبریل۔ دریافت کیا، آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریافت کیا گیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے؟ جبریلؑ نے فرمایا، جی ہاں۔ اہل سماء نے کہا، حق تعالیٰ آپ پر اپنی تحیت نازل

فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا خوب خلیفہ ہیں اور کیا ہی اچھا آنا ہوا۔ تشریف لائیے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے چاروں طرف ایک جماعت ہے اور وہ شخص ان سے کچھ بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے جبریلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ اور ان کے چاروں طرف کون بیٹھے ہوئے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا، کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں کہ جن سے لوگ محبت کرتے تھے اور ان کے آس پاس بیٹھنے والے بنی اسرائیل ہیں۔ پھر آپ کو چھٹے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا کون ہیں؟ فرمایا، جبریل۔ اہل سماء نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل سماء بولے، کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے؟ جبریلؑ نے فرمایا، جی ہاں۔ اہل سماء بولے، حق تعالیٰ آپ پر اپنی تحیت نازل فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا خوب خلیفہ ہیں اور کیا ہی خوب تشریف آوری ہوئی۔ تشریف لائیے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ ان سے آگے بڑھے تو ان پر گریہ طاری ہوا۔ حضورؐ نے جبریلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ فرمایا، موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا، یہ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا، یہ کہہ رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ میں اولاد آدم میں خدا کے دربار میں زیادہ مکرم ہوں اور یہ بھی اولاد آدم میں سے ہیں۔ دنیا میں میرے بعد آئے اور آخرت میں مجھ سے سبقت کر گئے۔ اگر خاص ان کی ذات کا مسئلہ ہوتا تو مجھے کوئی پروا نہ ہوتی مگر ہر ایک نبی کے ساتھ اس کی اُمّت بھی ہوگی۔ اس کے بعد آپ کو ساتویں آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔ دریافت کیا گیا کون ہیں؟ فرمایا، جبریل۔ دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل آسمان نے دریافت کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ جبریلؑ نے فرمایا، جی ہاں۔ اہل سماء بولے، اس بھائی اور خلیفہ پر حق تعالیٰ اپنی تحیت نازل فرمائے۔ کیا خوب بھائی اور کیا خوب خلیفہ ہیں اور کیسا اچھا آنا ہوا۔ تشریف لائیے۔ آپ اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک شخص سفید بالوں والے جنت کے دروازہ کے پاس ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس ایک جماعت سفید چہروں والی جیسا کہ کاغذ ہوتے ہیں بیٹھی ہوئی ہے اور ایک جماعت ایسی بیٹھی ہوئی تھی جن کی رنگتوں میں کچھ فرق ہے چنانچہ جن لوگوں کی رنگتوں میں کچھ فرق تھا۔ وہ کھڑے ہوئے اور ایک نہر میں داخل ہوئے اور اس میں سے غسل کر کے باہر آئے اور ان کی رنگت کچھ صاف ہو گئی تھی پھر وہ دوسری نہر میں داخل ہوئے اور اس میں غسل کر کے باہر آئے تو ان کے رنگ اور صاف ہو گئے۔ پھر وہ تیسری نہر میں داخل ہوئے اور غسل کر کے باہر آئے تو ان کے رنگ صاف ہو گئے اور ان کی رنگتیں اپنے ساتھیوں جیسی ہو گئیں۔ حضورؐ نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ یہ سفیدی مائل بال جن کے ہیں، کون ہیں اور یہ سپید چہروں

والی جماعت کون ہے؟ اور یہ کون ہیں جن کی رنگتوں میں فرق ہے اور یہ کونسی نہریں ہیں جن میں یہ حضرات داخل ہوئے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا، یہ آپ کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کے بال روئے زمین میں سب سے پہلے سپید ہوئے اور یہ سپید چہروں والے وہ حضرات ہیں جن کے ایمان میں شرک کا شائبہ نہ ہوا اور جن لوگوں کی رنگتوں میں فرق ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ دونوں کیے پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ نہریں تو پہلی نہر رحمت الٰہی ہے اور دوسری نہر نعمت اللہ ہے اور تیسری نہر سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (دہر آیت ۲۱) کا مظہر ہے پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ آپ سے کہا گیا یہ وہ سدرہ ہے کہ آپ کی امّت میں سے ہر وہ شخص جو آپ کی سُنّت پر کاربند ہے گا اس تک پہنچے گا۔ چنانچہ وہ ایسا درخت ہے جس کی جڑ میں سے ایسے پانی کی نہریں ہیں کہ جن میں کوئی تغیّر نہیں اور ایسی دودھ کی نہریں ہیں کہ جن کے مزے میں کوئی فرق نہیں پیدا نہیں ہوتا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوتی ہیں اور صاف شہد کی نہریں ہیں اور وہ ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں ستر سال تک چلے تب بھی اسے پار نہیں کر سکتا اور اس کا پتہ اسقدر بڑا ہے کہ پوری اُمّت کو گھیرے اور اس درخت کو خلائق خداوندی کے نور نے گھیر رکھا ہے اور اسے فرشتوں نے اس طرح گھیر رکھا ہے جیسا کہ کوّے کسی درخت پر بیٹھیں اور وہ اسے گھیر لیں۔

چنانچہ اس مقام پر آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا اور آپ سے فرمایا، درخواست کیجئے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور ملک عظیم عطا کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے لوہے کو نرم اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان سلطنت عطا کی اور ان کے لیے جن و انس اور شیاطین اور ہواؤں کو مسخر کر دیا اور ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ ان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت و انجیل کی تعلیم دی اور آپ کی اجازت سے مادر زاد اندھے اور برص کے بیمار اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان سے ایسا محفوظ رکھا کہ شیطان کا ان پر کوئی قابو نہیں چل سکتا۔ اللہ رب العزّت نے فرمایا، میں نے آپ کو خلیل و حبیب بنایا اور کتاب توریت میں آپ کا اسم مبارک حبیب الرحمٰن مرقوم ہے۔ اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور آپ کا سینہ فراخ کیا اور آپ کا بار آپ سے ہلکا کیا اور آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ چنانچہ میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ کی اُمّت کو بہترین اُمّت بنایا کہ وہ لوگوں کے نفع کے لیے پیدا کی گئی اور آپ کی اُمّت کو عادلہ بنایا اور آپ کی اُمّت کو ایسا بنایا کہ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے اور آپ کی

اُمّت کو ایسا بنایا کہ اگر وہ اس بات کی گواہی دیں کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں تو کوئی گناہ ان پر باقی نہیں رہے گا اور آپ کی اُمّت کو میں نے ایسا بنایا کہ ان کے قلوب ان کی انجیلیں ہیں اور میں نے تمام انبیاء کرام سے آپ کو باعتبار خلقت کے اول اور باعتبار بعثت کے آخر بنایا اور تمام انبیاء کرام سے پہلے آپ کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا اور میں نے آپ کو سبع مثانی عطا فرمائی کہ آپ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دی۔ اور میں نے آپ کو خواتیم سورۂ بقرہ اس خاص خزانہ میں سے جو کہ عرش کے نیچے ہے عطا فرمائی کہ آپ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی اور آپ کو کوثر عطا فرمایا اور میں نے آپ کو آٹھ حصے یعنی اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عطا فرمائے اور میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بھی بنایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے ایسی فضیلت دی کہ مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کی طرف مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور میرے دشمن کے دل میں ایک مہینہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال دیا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا کہ مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں کی گئی تھیں اور تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور طہور بنا دیا گیا اور فواتح کلم اور خواتم کلم اور جوامع کلم عطا کیے گئے اور میری اُمّت کو میرے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ تابع اور متبوع مجھ سے مخفی نہ رہا اور میں نے اپنی اُمّت کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس آئے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ایسی قوم کے پاس آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں ایسی چھوٹی ہیں گویا کہ سوئی سے انھیں مضبوط کر دیا گیا ہے۔ میری امت کو جو امور میرے بعد پیش آنے والے ہیں وہ مجھ سے مخفی نہیں رہے اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا چنانچہ جب حضورؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا پچاس ۵۰ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اضعف الامم ہے اور میں بنی اسرائیل سے بڑی مشقت برداشت کر چکا ہوں۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے پروردگار کے پاس آکر تخفیف کی درخواست کی تو آپ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر حضورؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کتنی نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا چالیس کا۔ حضرت موسیٰؑ بولے پھر جا کر اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف کرائیے۔ حضورؐ واپس تشریف لائے تو آپ سے دس اور کم کر دی گئیں تا آنکہ اسی طرح پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر فرمایا کہ اپنے پروردگار کے پاس جا کر اور تخفیف کرائیے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے پاس جاتا رہا تا آنکہ مجھے شرم محسوس ہونے لگی۔ سو اب میں نہیں جاؤں گا۔ آپ سے کہا گیا کہ جیسا کہ آپ پانچ نمازوں پر صابر رہے تو یہ آپ کے لیے پچاس نمازوں کے

برابر ہوں گی کیونکہ ہر نیکی پر دس گنا ثواب ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے وقت اشد الناس کی حیثیت سے اور آپ کی واپسی پر خیر الناس کی حیثیت سے پیش آئے۔

بخاری، مسلم اور ابن جریر نے سعید بن مسیب اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ حضرت موسیٰؑ لمبے چھریرے سیدھے بالوں والے تھے جیسا کہ ازدشنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ چنانچہ حضور نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ تھے جیسا کہ ابھی کوئی حمام سے نکلا ہو اور ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے چنانچہ میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں اس کے بعد میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا جو نسا چاہیں اختیار کر لیں۔ میں نے دودھ لے کر پی لیا۔ مجھے کہا گیا کہ تم نے فطرت کو پالیا اگر آپ شراب کو پسند کر لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

مسلم نے بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حطیم میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے میرے معراج کے واقعات دریافت کر رہے تھے اور انہوں نے بیت المقدس کی کچھ ایسی چیزیں دریافت کی تھیں جو مجھ کو یاد نہ تھیں اس لیے میں اس قدر پریشان ہوا کہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کر دیا اور میں بیت المقدس کو اپنی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اب قریش جو مجھ سے دریافت کرتے تھے میں انھیں بتلا دیتا تھا اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں بھی دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ چھریرے بدن گھونگھریالے بال والے آدمی ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلۂ ازدشنوءہ کے شخصوں میں سے ہیں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، ان کی شکل عروہ بن مسعود ثقفی سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام بھی نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کا حلیہ بہت زیادہ مشابہ تمہارے صاحب یعنی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ میں نے سب کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہو گیا تو کسی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ مالک داروغۂ جہنم ہیں انھیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے خود ہی مجھے سلام کر لیا۔

احمد، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر نگاہ کی تو یکایک

میں نے گرج وچمک اور آگ دیکھی اور میں ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے۔ ان میں سانپ تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا، یہ سود خوار ہیں۔ جب میں سماء دنیا کی طرف آیا تو میں نے اپنے نیچے نگاہ کی تو غبار اور دھواں اور آوازیں محسوس کیں۔ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ شیطان ہیں جو انسانوں کی نگاہوں کے سامنے گردش کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ ملکوت سموات والارض میں غور و فکر نہ کرسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتے۔

احمد، ابن مردویہ بطریق ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں بیت المقدس میں میں نے اپنا قدم اس جگہ پر رکھا جہاں پر انبیاء کرام کے قدم رکھے جاتے ہیں۔ میرے سامنے حضرت عیسیٰؑ پیش کیے گئے سو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور میرے سامنے حضرت موسیٰؑ پیش کیے گئے۔ وہ چھریرے بدن گھنگھریالے بالوں والے شخص تھے اور میرے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ ان سے بہت زیادہ مشابہ تمہارے صاحب یعنی خود ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ابن مردویہ بطریق سلیمان تیمی اور انس حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد، ابن سعد، طبرانی فی الاوسط بطریق ابومعشر اور ابو وھب حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ہوئی اور آپ مقام ذی طوی میں تھے اس وقت آپ نے جبریل امینؑ سے فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبریل امین نے فرمایا، آپ کی تصدیق ابوبکر صدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

احادیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بسلسلۂ معراج

ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تو آپ صبح کو لوگوں کے سامنے یہ واقعات بیان کرنے لگے تو جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی، ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور ابوبکر صدیقؓ کے پاس تیزی سے آئے اور بولے کہ آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں بھی کچھ خبر ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ ابوبکر صدیق بولے، کیا آپ نے ایسا فرمایا ہے؟ ان لوگوں نے کہا، جی ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ بولے،

اگر آپ فرما رہے ہیں تو سچ فرما رہے ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کیا آپ ان کی اس بات میں تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے آ گئے۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا بیشک میں تو اس سے زیادہ دور کی بات میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں تو ان کی تصدیق آسمان کی خبر کے بارے میں کرتا ہوں کہ وہ صبح کو خبر دیں یا شام کو۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے لقب سے موسوم ہوئے۔

ابن مردویہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو جبریل امین نے اذان دی۔ فرشتوں کو خیال ہوا کہ جبریل انھیں نماز پڑھائیں گے مگر جبریل امین نے مجھے آگے کر دیا۔ میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

طبرانی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا پس میں نے اُس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطفہ بن گیا اس کے بعد جب میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہؓ سے قربت کی تو فاطمہ کے لیے استقرار حمل ہوا۔ اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے تو میں فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

ابن مردویہ، یحییٰ بن عباد، عباد بن عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیرؓ کے حوالے سے روایت کی کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا آپ سدرۃ المنتہیٰ کی کیفیت بیان فرما رہے تھے اس میں سونے کے پروانے ہیں اور اس کے پھل مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کے پاس کیا دیکھا حضورؐ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔

حدیث حضرت ام ہانی رضؓ دربارۂ معراج

ابن اسحاق، ابن جریر نے ابوصالح کے حوالے سے روایت کی کہ ام ہانی بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں۔ کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اس رات آپ میرے مکان میں سو رہے تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر آپ سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ صبح سے پہلے حضورؐ نے ہمیں بیدار کیا۔ جب حضورؐ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی تو آپ نے ارشاد فرمایا، ام ہانی، میں نے تمہارے ساتھ اسی جگہ عشاء کی نماز پڑھی تھی جیسا کہ تم نے خود دیکھا پھر میں بیت المقدس چلا گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی اور اب پھر تمہارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جیسا کہ تم نے خود دیکھا۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام ہانیؓ سے روایت کی ہے کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، آپ میرے مکان میں سو گئے تھے۔ میں نے رات کو آپ کو نہ پایا۔ چنانچہ اس خوف سے مجھے نیند نہ آئی کہ شاید قریش نے کہیں آپ کو کوئی ایذاء پہنچائی ہو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جبریل امین

میرے پاس آئے اور وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مکان سے باہر لے گئے۔ چنانچہ میں نے مکان کے دروازہ کے باہر ایک چوپایہ دیکھا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ جبریلؑ اس پر مجھے سوار کر کے لے گئے تاآنکہ مجھے بیت المقدس لے کر پہنچے۔ مجھے ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کرائی۔ ان کی خلقت میری خلقت سے مشابہ اور میری خلقت ان کی خلقت کے مشابہ تھی۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو دکھایا وہ گندمی رنگ، دراز قد، سیدھے بالوں والے تھے اور وہ ازدشنوءہ کے مردوں سے ملتے جلتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دکھایا وہ میانہ قد، سفید رنگ والے تھے۔ ان کی رنگت میں سرخی کی جھلک تھی۔ وہ عروۃ بن مسعود ثقفی سے ملتے جلتے تھے اور مجھے دجال بھی دکھایا گیا اس کی داہنی آنکھ مٹی ہوئی ہے وہ قطن بن عبد العزیٰ کے مشابہ تھا۔

ام ہانیؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں قریش کی طرف جانا چاہتا ہوں تاکہ جو کچھ دیکھا اس سے انہیں مطلع کروں۔ ام ہانی بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کا کپڑا پکڑ لیا اور بولی میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کی تکذیب کرتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ کہیں آپ پر زیادتی نہ کریں۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنا کپڑا میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور آپ ان کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے پاس آئے۔ وہ لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے ان سے واقعۂ اسراء کا حال بیان کیا۔ یہ سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور بولا کہ:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ جوان ہوتے یعنی سمجھ فکر رکھتے تو ایسی باتیں نہ کہتے۔"

اس کے بعد حاضرین میں سے ایک شخص بولا: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے اونٹوں کے پاس فلاں فلاں مقام پر گئے تھے؟"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا "جی ہاں بخدا میں نے ان کو ایسی حالت میں پایا کہ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں ہیں۔" پھر وہ بولا، کیا آپ فلاں قبیلے کے اونٹوں کے پاس گئے تھے؟ آپؐ نے فرمایا، "جی ہاں گیا تھا اور میں نے ان کو فلاں فلاں مقام پر پایا کہ ان کی ایک سرخ اونٹنی کے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے تھے اور ان کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا۔ میں نے اس کا سارا پانی پی لیا۔

حاضرین بولے، ہمیں بتلایئے کہ وہ کتنے اونٹ تھے اور ان میں کتنے چرواہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کی تعداد کی طرف تو میں نے کوئی توجہ نہیں کی۔ چنانچہ حضور سو گئے۔ آپ کے سامنے وہ اونٹ لائے گئے۔ آپ نے اونٹوں کو بھی شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی شمار کر لیا۔ پھر آپ قریش کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے بارے میں دریافت کیا تھا

تو وہ اتنے اتنے اونٹ ہیں اور اس میں فلاں فلاں چرواہا ہے اور تم نے بنی فلاں کے اونٹوں کے متعلق دریافت کیا تھا سو وہ اس قدر ہیں اور اس میں جو چرواہے ہیں ان میں ابن ابی قحافہ بھی ہے اور فلاں فلاں چرواہا ہے اور وہ تمہیں کل صبح ایک ٹیلہ پر ملیں گے۔ چنانچہ سب جاکر ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے اور جو باتیں آپ نے ان سے بیان کی تھی اسے آزمانا چاہتے تھے کہ آیا آپ نے ان سے صحیح فرمایا ہے۔

چنانچہ اونٹوں کو آتا دیکھا اور اہلِ قافلہ سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں۔

پھر ان لوگوں نے دوسرے قافلہ والوں سے پوچھا کہ کیا تمہاری سرخ اونٹنی کے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے تھے۔ انہوں نے کہا، ہاں۔

ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے بطریق یحییٰ بن ابی عمرو، ابو صالح سے، انھوں نے اُمِّ ہانی سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی تاریکی میں میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت اپنے بستر پر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ آج رات میں مسجد حرام میں سو رہا تھا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ اور مجھے مسجد کے دروازہ پر لے گئے۔ میں نے ایک سفید چوپایہ دیکھا جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اس کے دونوں کانوں کو قرار نہ تھا وہ انھیں ہلا رہا تھا، میں اس پر سوار ہوا اور وہ اپنا قدم اپنی انتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ جس وقت وہ مجھے لے کر کسی نشیبی جگہ پر چلتا تو اس کے ہاتھ لمبے اور قدم چھوٹے ہو جاتے تھے اور جس وقت وہ بلند جگہ پر چڑھتا تو اس کے پاؤں لانبے اور ہاتھ کوتاہ ہو جاتے تھے اور جبریل امین مجھ سے جدا نہ ہوئے تا آنکہ ہم بیت المقدس پہنچے، میں نے اس چوپایہ کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ انبیاء کرام کی جماعت میرے سامنے ظاہر کی گئی جنھیں حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ میں نے ان کو نماز پڑھائی اور ان سے گفتگو کی پھر میرے سامنے دو برتن سرخ و سپید لائے گئے۔ میں نے سپید پی لیا۔ جبریل امین نے فرمایا، آپ نے دودھ پی لیا اور شراب چھوڑ دی۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو معاذ اللہ آپ کی اُمّت مرتد ہو جاتی۔ پھر میں اس سواری پر سوار ہو کر مسجد حرام آیا اور آ کر میں نے صبح کی نماز پڑھی۔

ام ہانی رضؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے حضورؐ کی چادر پکڑ لی اور عرض کیا، اے ابن عم! میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ اگر آپ قریش کے سامنے یہ بیان کریں گے تو جس نے آپ کی تصدیق کی

ہے۔ وہ بھی آپ کی تکذیب کرے گا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اپنی چادر پر مارا اور اسے میرے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ وہ چادر آپ کے شکم مبارک پر سے ہٹی۔ میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو جو کہ تہمد کے اوپر تھیں دیکھا گویا وہ لپیٹے ہوئے کاغذات کی طرح معلوم ہو رہی تھیں اور میں نے دیکھا کہ آپ کے قلب مبارک کی جگہ نور بلند ہو رہا تھا قریب تھا کہ وہ نور میری نگاہ اچک لے۔ میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضورؐ باہر تشریف لے جا چکے ہیں۔ میں نے اپنی کنیز سے کہا کہ تیرا بھلا ہو حضورؐ کے پیچھے جا اور غور سے سن کہ حضورؐ کیا فرما رہے ہیں اور لوگ آپ کو کیا جواب دے رہے ہیں۔

جب کنیز واپس آئی تو اس نے بتلایا کہ حضورؐ قریش کی ایک جماعت کے پاس ہیں۔ جس میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ ہیں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ میں نے عشاء کی نماز اور پھر صبح کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور عشاء اور صبح کی نماز کے درمیان میں بیت المقدس گیا۔ انبیاء کرام کی ایک جماعت میرے سامنے ظاہر کی گئی جن میں ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ میں نے ان کو نماز پڑھائی اور ان سے کلام کیا۔

عمرو بن ہشام بطور استہزاء کے بولا کہ "آپ ہم سے ان کا حلیہ بیان کیجئے؟"

آپؐ نے فرمایا۔ "عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد سے فوق، طویل قامت سے کم، کشادہ سینہ والے ہیں۔ ان کا سرخی مائل چہرہ تھا۔ گھنگھریالے بالوں والے ہیں۔ گلابی پن ان کے چہرے پر غالب ہے۔ گویا کہ وہ عروۃ بن مسعود ثقفی کی طرح ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ، لمبے قد والے ہیں گویا کہ وہ شنوءہ کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتے ہیں۔ زیادہ بالوں والے ہیں اور ان کی دونوں آنکھیں حلقۂ چشم میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور ان کے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ہونٹ اوپر کی جانب ابھرے ہوئے ہیں۔ مسوڑھے باہر ہیں۔ ان کی وضع سے ترش روئی ظاہر ہوتی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بخدا خلقت اور اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔"

یہ سن کر قریش نے شور و غل کیا اور اس بات کو برا جانا۔ مطعم بولا، "آج کے دن سے پہلے کی آپ کی ساری باتیں آج کے دن کے خلاف ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ (معاذ اللہ) آپ جھوٹے ہیں۔ ہم بڑی مشقت کے ساتھ بیت المقدس جاتے ہیں۔ اس راستہ کی چڑھائی میں ایک مہینہ گزر جاتا ہے اور اس کے اتار میں ایک مہینہ لگ جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میں اسی رات میں پھر واپس آ گیا۔ لات و عزیٰ کی قسم میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے مطعم سے کہا کہ تو نے اپنے بھتیجے کے بارے میں بری بات کہی تو آپ کی تردید و تکذیب کرتا ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ

آپ سچے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ "اچھا آپ ہم سے بیت المقدس کا نقشہ بیان کیجئے" حضورؐ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس رات میں گیا اور رات ہی واپس آگیا۔ فوراً جبریل امین آئے اور اپنے بازو پر بیت المقدس کو ظاہر کردیا۔ آپ حاضرین سے فرمانے لگے کہ بیت المقدس کا فلاں دروازہ ایسا ہے اور ایسی جگہ پر ہے اور ایک دروازہ ایسا ہے اور ایسی جگہ پر ہے اور ابوبکرؓ صدیق آپ کی تصدیق فرماتے جاتے تھے۔ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ابوبکر اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھ دیا ہے۔"

حاضرین کہنے لگے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے قافلہ کے بارے مطلع کیجئے؟"

آپؐ نے فرمایا کہ "میں فلاں قبیلہ کے قافلہ کے پاس مقام روحاء میں آیا۔ ان کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی اور وہ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے میں ان کے کجاووں کے پاس آیا۔ وہاں ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا میں نے وہاں ایک پانی کا پیالہ دیکھا۔ میں نے اس میں سے پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے پاس گیا۔ اونٹ مجھے دیکھ کر بھاگ گئے اور ان اونٹوں میں سے ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا۔ اس پر سپید دھاریوں والی بوریاں تھیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ زخمی ہوا یا نہیں پھر میں فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے پاس مقام تنعیم میں پہنچا۔ اس قافلہ کے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔ وہ اب تمہیں ٹیلہ پر آتا دکھائی دے گا۔ یہ سن کر ولید بن مغیرہ بولا کہ "معاذ اللہ! آپ ساحر ہیں۔" لوگ قافلہ کو دیکھنے کے لیے گئے۔ انہوں نے جاکر دیکھا سو جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔ لوگوں نے آپ پر سحر کا الزام لگایا اور بولے کہ ولید بن مغیرہ صحیح کہتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ (سورۂ اسریٰ آیت ۶۰)

جو نمائش ہم نے آپ کو دکھائی، اس کو لوگوں کے ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا۔

حدیث حضرت ام سلمہؓ بسلسلۂ معراج

ابن عساکرؒ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ مجھے واقدی نے بواسطہ اسامۃ بن زید عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت نقل کی ہے اور مجھ سے موسیٰ بن یعقوب نے بواسطہ عن ابیہ عن جدہ عن سلمہؓ روایت نقل کی ہے اور موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالاسود نے بواسطہ عروہ، عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن حازم نے بواسطہ وہب بن کیسان عن ابی مرۃ ام ہانیؓ سے روایت نقل کی ہے اور مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے بسند زکریا بن عمرو عن ابن ابی ملیکہ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ بعض راویوں کی حدیث بعض میں داخل ہوگئی ہے۔ غرض کہ سب بیان کرتے ہیں کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے ایک سال قبل شب ۱۷ ربیع الاوّل میں شعب ابی طالب سے بیت المقدس تک معراج ہوئی۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی سپید سواری پر سوار کر دیا گیا جو گدھے اور خچر کے مابین تھا۔ اس کی رانوں میں دو بازو تھے اور ان بازوؤں کی وجہ سے اس کے قدم جلدی پڑتے تھے۔ جب میں اس کے پاس سوار ہونے کے لیے گیا تو اس نے شوخی کی اور اپنے ہاتھ پیر مارنے لگا۔ جبریل امینؑ اس کی ایال پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ براق تجھے شوخی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تجھ پر خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ ایسا سوار نہیں ہوا جو آپ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی نظر میں معزز ہو۔ یہ سنکر براق شرم کی وجہ سے پانی پانی ہو گیا اور شوخی بند کر دی تا آنکہ میں اس پر سوار ہو گیا اور میں نے اس کے دونوں کان پکڑ لیے اور اس نے تیزی کے ساتھ زمین طے کرنا شروع کر دی اور ایسی تیز رفتار تھی کہ اس منتہائے نظر پر اس کا قدم پڑتا تھا اور براق کی کمر لانبی اور اس کے دونوں کان دراز تھے۔ اور جبریلؑ میرے ساتھ رہے وہ مجھ سے جدا نہیں ہوئے اور زمین سے جدا ہوا تا آنکہ جبریل مجھے بیت المقدس لے کر پہنچے۔ براق اپنی کھڑے ہونے کی جگہ پر آیا۔ جبریل امین نے اس کو باندھ دیا اور وہ جگہ انبیاء کرام کی سواریوں کے باندھنے کی جگہ تھی اور میں نے انبیاء کرام کو دیکھا کہ وہ میرے لیے جمع ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ ان کے لیے کسی امام کا ہونا ضروری ہے۔ جبریل امینؑ نے مجھے آگے بڑھا دیا۔ میں نے ان کے سامنے نماز پڑھی اور میں نے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم توحید کا پیغام دے کر بھیجے گئے ہیں اور بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ چنانچہ بنی عبدالمطلب آپ کی تلاش میں نکلے اور حضرت عباسؓ بھی آپ کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تا آنکہ وادی ذی طویٰ تک پہنچے اور یا محمد یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر آپ کو آواز دینے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لبیک۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا، اے بھتیجے ساری رات سے آپ نے اپنی قوم کو پریشانی و مشقت میں ڈالے رکھا آپ کہاں گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس سے آرہا ہوں۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کیا اسی رات میں آپ آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا، جی ہاں اسی رات میں آیا ہوں۔ عباسؓ بولے، کیا آپ کو خیر و بھلائی حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا، جی ہاں مجھے خیر ہی حاصل ہوئی ہے۔ ام ہانیؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے ہمارے ہی گھر سے تشریف لے گئے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے۔ صبح کی نماز سے پہلے ہم نے آپ کو صبح کی نماز کے لیے بیدار کیا۔ آپ کھڑے ہو گئے جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا، ام ہانیؓ تمہارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جیسا کہ تم نے مجھے خود اس وادی میں دیکھا ہے۔ پھر میں

بیت المقدس گیا۔ میں نے وہاں نماز پڑھی پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ پھر آپ باہر جانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے آپ سے کہا کہ یہ بات آپ لوگوں سے نہ بیان کریں۔ وہ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا پہنچائیں گے۔ آپ نے فرمایا، بخدا میں ان سے اس بات کو بیان کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ان کو مطلع کیا وہ سن کر متعجب ہوئے اور بولے کہ ایسی بات ہم نے کبھی نہیں سنی۔ حضور نے جبریل امین سے فرمایا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبریل نے فرمایا آپ کی تصدیق ابوبکر صدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ بہت سے لوگ جو نماز پڑھتے تھے اور اسلام لے آئے تھے وہ فتنے میں گرفتار ہوگئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں مقام حجر میں کھڑا ہوگیا۔ حق تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس ظاہر کردیا اور میں بیت المقدس کو دیکھ کر ان لوگوں کو اس کی نشانیوں سے مطلع کرنے لگا۔ چنانچہ بعض نے دریافت کیا کہ بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں؟ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا میں اس کے دروازوں کو دیکھنے لگا اور ایک ایک دروازہ شمار کرکے انھیں مطلع کرنے لگا اور ان کو ان قافلوں سے جو کہ راستہ میں ملے تھے مطلع کیا اور ان کی نشانیوں سے بھی انہیں باخبر کیا۔ غرضیکہ جیسا کہ میں نے ان کو مطلع کیا تھا ویسا ہی انہوں نے پایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔ (سورۂ اسریٰ آیت ۶۰)

جو مشاہدہ ہم نے آپ کو کرایا، اس کو لوگوں کے ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا۔

معراج کے سلسلہ میں مرسل روائتیں

ابونعیم نے عروہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو بیت المقدس تشریف لے جانے کے بارے میں مطلع کیا تو قریش بولے کہ ہمیں مطلع کیجیے کہ ہماری کیا چیز گم ہوگئی ہے اور آپ جو کہتے ہیں اس پر ہمارے سامنے کوئی نشانی پیش کیجیے؟ حضورؐ نے فرمایا، تمہاری خاکستری رنگ کی اونٹنی گم ہوگئی ہے۔ اُس پر تمہارا تجارتی کپڑا لدا ہوا تھا۔ جب وہ اونٹنی آئی تو قریش بولے کہ جو شئے اس پر تھی آپؐ اس کی کیفیت بیان کریں۔ چنانچہ جو چیزیں اس پر تھیں سب جبریل امین نے آپ کے سامنے ظاہر کردیں۔ آپ نے انھیں دیکھ کر جو کچھ اس پر تھا سب کے بارے میں انھیں مطلع کردیا اور وہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے مگر اس چیز نے کفّار کے شک اور تکذیب میں اور اضافہ کیا۔

بیہقی نے بطریق اسباط بن نصر، اسماعیل بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو معراج ہوئی اور آپ نے اپنی قوم کو قافلہ کے رفیقوں اور ان کی علامات سے مطلع کیا۔ اس پر لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ قافلہ والے کب آئیں گے۔ آپ نے فرمایا، بدھ کے روز۔

چنانچہ قریش ایک بلند جگہ پر چڑھ کر قافلہ والوں کا انتظار کرنے لگے۔ جب دن ڈھل گیا اور قافلہ والے نہیں آئے۔ حضورؐ نے دعا فرمائی۔ اے مہربان! ان کا آنا اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت کی علامت بنا دے تاکہ قریش کو موقع نہ ملے۔ آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور آپ کیلئے دن بھر ایک ساعت کا اضافہ کر دیا گیا اور سورج روک دیا گیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سورج کی گردش نہیں رکی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور یوشع بن نون کے لیے کہ جس وقت انہوں نے جبارین سے قتال کیا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے "المصنف" میں اور ابن جریر نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ شب معراج کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سواری لائی گئی، جو خچر سے نیچی اور گدھے سے اونچی تھی۔ وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتی تھی اسے براق بولا جاتا تھا۔ حضورؐ کا مشرکین کے قافلہ پر سے گزر ہوا۔ قافلہ والوں کے اونٹ بدک گئے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ بولے کچھ نظر نہیں آتا بس ہوا ہی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ حضورؐ بیت المقدس تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں دو برتن لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ حضورؐ نے دودھ لے لیا۔ جبریل امین بولے، آپ کو اور آپ کی اُمت کو ہدایت حاصل ہوئی۔ پھر آپ مصر کی طرف تشریف لے گئے۔

ابن سعد، واقدی بطریق ابوبکر بن عبداللہ اور ان کے علاوہ دیگر راویانِ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے جنت و دوزخ کے دیکھنے کی درخواست کرتے تھے۔ چنانچہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک کو شب شنبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں سو رہے تھے۔ آپ کے پاس جبریلؑ و میکائیل آئے اور آپ سے کہا، کہ جس شئے کا آپ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا اس کی طرف تشریف لے چلیئے۔ جبریل اور میکائیل آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے اور ایک زینہ لایا گیا وہ عجیب المنظر زینہ تھا۔ جبریل و میکائیل ایک ایک کر کے آپ کو تمام آسمانوں پر لے گئے۔ آپ نے آسمانوں پر انبیاء کرام سے ملاقات کی اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جنت و دوزخ کو دیکھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جبکہ میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میں نے قلموں کی آواز سنی اور آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں اور جبریل تشریف لائے اور آپ کو تمام نمازیں ان کے اوقات معینہ پر پڑھائیں۔

حاکم نے "کتاب الرؤیہ" میں کعب احبارؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان اللہ تعالےٰ نے اپنی رؤیت اور اپنے کلام کو تقسیم کر دیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ

دیدار الٰہی حاصل ہوا اور موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے دو مرتبہ کلام کیا۔

فوائد

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علمائے کرام کا رجحان اس طرف ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوئی اور اس تعدد معراج کا قول اختیار کرنے کی وجہ سے روایات مختلفہ میں تطبیق ہو جائے گی۔
چنانچہ اس قول کے اختیار کرنے والے ابوالنصر قشیری، ابن عربی، اور سہیلی ہیں۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے لکھا ہے کہ معراج خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ہوئی ہے اور مکہ اور مدینہ دونوں جگہ ہوئی خواب میں معراج ہونے میں یہ حکمت ہے کہ نفس پہلے سے اس کا متحمل ہو جائے اور یہ تمہید کے طور پر ہو جائے تاکہ جس وقت بیداری میں معراج ہو تو نفس پر گراں نہ ہو جیسا کہ ابتدائے نبوت میں آپ کو رویائے صادقہ نظر نظر آتے تھے تاکہ امر نبوت آسان ہو جائے اور ابوشامہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو معراج بار بار ہوئی ہے اور انس بن مالک کی روایت جو بزار کے حوالہ سے ہم نقل کر چکے ہیں اس کو مستدل قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ معراج میں تعدد بعید نہیں البتہ ایسے امور میں کہ انبیاء کرام سے آپ کو سوال کرنا اور نمازوں کا فرض ہونا وغیرہ ذلک تو ان میں بیشک تعدد بعید ہے اور اگر تعدد کا قول اختیار کیا جائے بایں طور کہ اولاً بطور تمہید کے خواب میں معراج ہوئی اور پھر اسی کے مطابق بیداری میں معراج ہوئی تو اس میں کوئی استبعاد نہیں اور ویسے مدینہ منورہ معراج منامی آپ کو بار بار ہوئی ہے۔ اور ابن منیر نے اسرار معراج کے سلسلہ میں ایک نفیس کتاب تصنیف کی ہے چنانچہ ان اسرار مذکورہ فی الکتاب میں ایک یہ امر ہے کہ اولاً آپ کو بیت المقدس تک لیجانے اور اس کے بعد آسمانوں پر لے جانے میں یہ حکمت ہے تاکہ آپ کو دو ہجرتیں حاصل ہو جائیں کیونکہ اکثر انبیاء کرام نے بیت المقدس ہی تک ہجرت فرمائی ہے کیونکہ بیت المقدس تک جانے میں فی الجملہ آپ کو سفر کرنا پڑا اور یہ اس لیے تھا تاکہ آپ مختلف فضائل کے جامع ہو جائیں اور تاکہ آپ کی اس صدق بیانی کے لیے تمہید ہو جائے جو کہ آپ نے لوگوں کو بیت المقدس کی علامات سے مطلع کیا اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی جس سے بقیہ ان امور میں جو کہ آپ نے ان سے بیان کیے تصدیق کرنا ثابت ہوتا ہے اور برخلاف اس کے اگر آپ کو ابتداً ہی آسمان پر لے جایا جاتا تو ان امور کا ظہور نہ ہوتا اور ایک سر یہ ہے کہ آپ کا اکرام مناجات کے ساتھ بر سبیل مفاجات تھا جیسا کہ خود آپ نے اپنے اس فرمان بَیْنَا اَنَا سے اس چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا اکرام بالمناجات ایک میعاد اور استعداد پر موقوف تھا اور اس میں انتظار تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتظار کا الم مرتفع کر دیا گیا

نیز ابن حبیب بیان کرتے ہیں کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کو مکفوف بولتے ہیں۔ زمین کے دریا کی حالت اس کے سامنے ایسی ہے جیسا کہ بحر محیط کا ایک قطرہ جو اس صورت میں یہ ہوگا کہ دریا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پھٹ گیا تا آنکہ آپ نے اس دریا کو پار کر لیا اور اس دریا کا پھٹ جانا موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کے پھٹ جانے سے بڑھ کر ہے اور یہ کہ آسمان کے دروازے بند رکھے گئے تا آنکہ جبریل امین نے آکر کھلوائے اور وہ پہلے سے نہیں کھولے گئے۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ اگر ان کو پہلے سے کھول دیا جاتا تو آپ خیال فرماتے کہ آسمان کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں لہٰذا اس واسطے ان کو پہلے سے نہیں کھولا گیا تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ محض آپ کے استقبال کے لیے کھولے گئے ہیں۔ اور نیز حق تعالیٰ کا یہ بھی منشاء تھا کہ آپ کو اس امر سے مطلع فرما دے کہ آپ کو اہل سماء جانتے ہیں کیونکہ جبریل امین نے جس وقت فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے۔ یہ نہیں دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

باب ۷۹

حضرت عائشہؓ سے شادی کیوقت کن نشانیوں کا ظہور ہوا

بخاری مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تم کو ایک ریشمین کپڑے میں لیے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر یہ جانب اللہ ہے تو حق تعالیٰ اس کا اظہار فرما دیگا۔

واقدی، حاکم اور حبیب مولی عروۃ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغموم ہوئے۔ جبریلؑ امین حضرت عائشہؓ کو آپ کے سامنے گہوارہ میں لے کر آئے اور فرمایا یہ آپ کے بعض غموں کو دور کر دیں گی اور یہ حضرت خدیجہؓ کی قائم مقامی کریں گی۔

ابویعلی، بزار، ابن عدی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہہ کر روایت کی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی نہیں فرمائی حتیٰ کہ جبریلؑ امین نے میری شکل وصورت آپ کے سامنے ظاہر فرمائی اور حضورؐ نے مجھ سے ایسے حال میں شادی فرمائی کہ میں بچوں کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ اور میں کمسن تھی۔ جب آپ نے مجھ سے شادی فرمائی تو حق تعالیٰ نے میرے اندر حیا پیدا فرما دی حالانکہ میں کمسن تھی۔

باب ۸۰

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے شادی کے وقت کن عجائبات کا ظہور ہوا!

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ سہیل بن عمرو کے بھائی سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے آرہے ہیں تا آنکہ آپ نے ان کی گردن پر قدم رکھ دیا۔ انہوں نے اس خواب کا اپنے

خاوند سے تذکرہ کیا۔ وہ بولے، اگر یہ خواب سچا ہے تو میں انتقال کر جاؤں گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے شادی کریں گے۔ پھر حضرت سودہؓ نے دوسری رات خواب میں دیکھا کہ ایک چاند آسمان سے ان پر اترا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنے شوہر سے اس کا تذکرہ کیا۔ وہ بولے، اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میں کچھ ہی زمانہ زندہ رہوں گا اور پھر انتقال کر جاؤں گا۔ اور تم میرے بعد حضورؐ سے شادی کرلوگی۔ سکران اسی دن بیمار ہوئے اور چند روز زندہ رہ کر انتقال کر گئے۔ اس کے بعد حضرت سودہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کرلی۔

باب ۸۱

حضرت رفاعہؓ کے مشرف باسلام ہونے پر کن نشانیوں کا ظہور ہوا؟

حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء دونوں روانہ ہوئے تا آنکہ مکہ مکرمہ پہنچے اور یہ واقعہ اسوقت ہوا کہ انصار کو اس وقت تک قحط سالی سے خلاصی نہیں ہوئی تھی حضورؐ نے رفاعہ کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا آسمان وزمین اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا؟ رفاعہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تمھیں کس نے پیدا کیا ہے۔ ہم نے کہا حق تعالےٰ نے۔ آپ نے فرمایا ان بتوں کو کس نے بنایا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے بنایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، سو خالق عبادت کا زیادہ حقدار ہے یا مخلوق۔ لہٰذا تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ یہ بت تمہاری پوجا پاٹ کریں۔ اس لیے کہ تم نے ان کو بنایا ہے۔ جس چیز کو تم نے بنایا ہے اس سے حق تعالیٰ اس بات کے لیے زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں عبادت خداوندی اور شہادت ان لآ الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ اور صلہ رحمی اور ترک سرکشی کی طرف بلاتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ جس مذہب کی طرف آپ بلاتے ہیں اگر وہ باطل بھی ہے تو ضرور معالی امور اور محاسن اخلاق سے وابستہ ہے۔ رفاعہؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں چلا گیا اور میں نے سات تیر نکالے اور ان سات تیروں میں سے ایک تیر آپ کے نام کا مقرر کیا۔ اس کے بعد میں بیت اللہ کے سامنے آیا اور ان تیروں سے میں نے فال نکالی اور دعا کی الٰہ العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی طرف بلاتے ہیں اگر آپ کا دین برحق ہے تو آپؐ کا تیر سات مرتبہ نکال۔ سو میں نے فال نکالی،

آپ کا تیر سات مرتبہ نکلا تو میں بلند آواز سے پکار اٹھا، اشھد ان لآ الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ اور امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

باب ۸۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو قبائل کے سامنے پیش کرنا اور اس موقعہ پر نشانیوں کا ظاہر ہونا!

بیہقی نے بطریق ابن شہاب زہری اور موسیٰ بن عقبہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ اقدس کو ہر ایک موسم حج میں قبائل عرب کے سامنے پیش کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے قبیلہ بنی ثقیف کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ انہوں نے آپ کی بات قبول نہیں کی۔ آپ واپس آئے اور پریشانی کی حالت میں ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے اور اس دیوار کے پاس عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ تھے۔ جب ان دونوں نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کے پاس عداس نامی اپنے غلام کو بھیجا جو کہ نصرانی اور اہل نینوا سے تھا۔ جب عداس غلام آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کونسی سرزمین کا رہنے والا ہے۔ وہ بولا، میں اہل نینوا سے ہوں۔ آپ نے فرمایا، مرد صالح حضرت یونس بن متی کی بستی کا رہنے والا ہے۔ اس نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یونس بن متی کے بارے میں کس نے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے احوال سے مطلع کیا ہے۔

عداس یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ میں گر پڑا اور آپ کے قدم چومنے لگا۔ عتبہ اور شیبہ نے جب یہ منظر دیکھا کہ ان کا غلام حضور کو سجدہ کر رہا ہے۔ اور آپ کے قدم چومے جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا۔ ہم نے تجھے کبھی نہیں دیکھا کہ تو نے ہم میں سے کسی کے ساتھ ایسا کیا ہو؟

عداس بولا: "یہ مرد صالح ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسی شئے سے مطلع کیا کہ اس شئے کو میں نے اس رسول کی شان سے پہچانا جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ جن کا نام یونس بن متی ہے۔ یہ سن کر دونوں ہنسے اور بولے کہ ایسا نہ ہو کہ تجھے یہ نصرانیت سے پھیر دیں معاذ اللہ یہ بڑے فریبی ہیں۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یوم احد سے بھی سخت ترین دن کوئی آپ پر گزرا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم سے جو تکالیف اٹھائیں اس میں سخت ترین تکلیف وہ تھی جو میں نے یوم عقبہ میں برداشت کی جبکہ میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا لیکن جو کچھ میں نے چاہا اس نے قبول نہیں کیا۔ میں وہاں سے غمگین ہو کر چلا آیا اور قرن الثعالب میں آکر مجھے ہوش آیا۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ابر نظر آیا جو مجھ پر سایہ کیے ہوئے تھا اور اس میں جبریل امین تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا آپ کی قوم نے جو آپ سے گفتگو کی اور جو آپ کو جواب دیا ہے وہ اللہ رب العزت نے سنا ہے۔ اب اللہ رب العزت نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے اب آپ ان کے بارے میں جو چاہیں حکم فرمادیں۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے جواب کو سن لیا اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپ کے پروردگار نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو حکم کرنا چاہیں سو کردیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان اخشبین پہاڑوں کو ان پر برابر کردوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اس ذات وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں گے۔

ابو نعیم، ابیہقی، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبائل عرب کے سامنے پیش کرنے کا حکم کیا تو آپ تشریف لے چلے۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق آپ کے ساتھ تھے ہم مجالس عرب میں ایک مجلس میں پہنچے۔ اس میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھے۔ مفروق بولا:۔

"آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا، "کہ میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ تم مجھے دوست رکھو اور میری مدد کرو کیونکہ قریش نے امر خداوندی کے خلاف غلبہ کیا ہے اور اس کے انبیاء کرام کی تکذیب کی ہے اور باطل کے ذریعہ سے حق سے مستغنی ہو گئے اور حق تعالیٰ غنی حمید ہے۔"

مفروق یہ سن کر بولا کہ "بخدا میں نے اس سے بہترین کلام نہیں سنا" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ" (الآیات) (الانعام ع۱۹) آیتوں کی تلاوت فرمائی۔

مفروق بولا "بخدا یہ زمین والوں کا کلام نہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ

بالعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (نحل آیت ۹۰) آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی مفروق نے سن کر کہا " واللہ آپ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی ہے جس قوم نے آپ کی تکذیب کی ہے اس نے افترا پردازی کی ہے اور آپ پر غلبہ کیا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " آگاہ ہو جاؤ کہ کچھ ہی زمانہ کے بعد حق تعالیٰ تم لوگوں کو سرزمین کسریٰ اور ان کی بستیوں اور مالوں کا وارث کر دے گا اور ان کی عورتوں کو تمہاری ماتحتی میں دے دے گا اور تم لوگ حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرو گے۔

ابو نعیم نے خالد بن سعید سے روایت کی ہے کہ سعید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بکر بن وائل والے مکہ مکرمہ موسم حج میں آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ ان لوگوں کی طرف چلو اور مجھے ان کے سامنے پیش کرو۔ حضرت ابو بکرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور حضورؐ کو ان کے سامنے پیش کیا۔ وہ بولے، ذرا انتظار کیجئے کہ ہمارا شیخ حارثہ آجائے۔ جب حارثہ آیا تو وہ بولا کہ ہمارے اور اہل فارس کے درمیان جنگ جاری ہے۔ جب ہم ان امور سے جو کہ ہمارے اور ان کے درمیان باعث نزاع ہیں فارغ ہو جائیں گے تو واپس آکر آپ کی بات کے بارے میں غور کریں گے۔

جب مقام ذی قار میں یہ لوگ اور اہل فارس باہم مقابلہ کے لیے جمع ہوئے تو بکر بن وائل کے شیخ نے ان سے پوچھا کہ اس شخص کا نام کیا ہے جس نے تم کو ان چیزوں کی دعوت دی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) " ان کا شیخ بولا کہ وہ تمہارا شعار ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کو اہل فارس پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " میری وجہ سے یہ لوگ غالب آئے ہیں"

تاریخ امام بخاری اور معجم للبغوی میں اخرم ہجیمی بیان کرتے ہیں کہ یوم ذی قار کے موقعہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا وہ دن ہے کہ جس میں عرب نے عجم سے انتقام لیا ہے۔

نیز امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں اور بغوی نے اسی طرح بشیر بن یزید سے روایت نقل کی ہے اور کلبی بواسطہ ابو صالح ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ ذی قار کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تذکرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ اہل عرب نے اہل عجم سے انتقام لیا ہے اور میری وجہ سے عرب کو عجم پر نصرت ہوئی ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ آمدی نے شرح دیوان اعشیٰ میں جو تصریح کی ہے میں نے اس کا مطالعہ کیا چنانچہ اس میں مرقوم ہے کہ یوم ذی قار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہوا ہے۔ اور یہ کہ بنی بکر اور اہل فارس کا جو مقابلہ ہوا جبریل امینؑ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مشاہدہ کرا دیا۔ حضورؐ نے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ الٰہ العالمین

بکر بن وائل کی مدد فرما اور پھر تیسری مرتبہ حضورؐ نے ان کے لیے دائمی نصرت کی دعا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جبریل امین نے آپ سے فرمایا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں جس وقت آپ ان کے لیے دائمی نصرت کی دعا فرمائیں گے تو ان کے مقابلہ کے لیے کوئی تیار نہ ہوگا اور وہ سب پر غالب رہیں گے۔ غرضیکہ جب حضورؐ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اہل فارس شکست خوردہ ہوئے تو حضورؐ نے سرور کی حالت میں تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا وہ دن ہے کہ جس میں عرب نے عجم سے انتقام لیا اور عرب کی میری وجہ سے نصرت ہوئی۔

واقدی، ابو نعیم، عبداللہ بن والبصہ سے روایت کرتے ہیں کہ والبصہ عبسی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ مقام منا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور آپ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے آپ کی بات نہ مانی اور ہمارے لیے انکار میں کوئی بھلائی ہی نہیں تھی اور ہمارے ساتھ میسرۃ بن مسروق عبسی بھی تھے۔ وہ بولے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم ان کی تصدیق کریں گے اور ان کو سوار کرا کر لے جائیں گے اور اپنے کجاووں کے درمیان اتاریں گے تو یہ بہترین رائے ثابت ہوگی اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا امر ضرور ظاہر ہوگا اور ہر ایک پہنچنے کے مقام پر پہنچے گا۔ قوم نے انکار کیا اور واپس ہوگئے۔ میسرہ نے واپسی کے وقت ان لوگوں سے کہا کہ ہمارے ساتھ فدک کی طرف چلو کیونکہ فدک میں یہودی ہیں ہم ان سے ان کے احوال دریافت کریں گے۔ چنانچہ وہ یہود کی طرف پہنچے۔ یہود نے ایک کتاب نکالی اور اسے کھولا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں تذکرہ پڑھا کہ آپ نبی امی عربی ہوں گے۔ گدھے پر سواری فرمائیں گے اور ایک ٹکڑے پر قناعت کریں گے۔ نہ آپ طویل القامت ہوں گے اور نہ قصیر القامت اور نہ آپ کے بال بالکل گھونگھریالے ہوں گے نہ بالکل سیدھے ہوں گے۔ آپ کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی اور آپ کا رنگ مائل بسرخی ہوگا۔ یہودی بولے کہ جنہوں نے تم کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ اگر وہ یہی ہیں تو تم ان کی بات قبول کر لو اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ ہم تو ان سے حسد رکھتے ہیں لہٰذا ہم ان کا اتباع نہیں کریں گے۔ مگر ہمیں ان کی طرف سے بہت مقامات میں عظیم مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور عرب میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہیگا کہ جس کا وہ تعاقب نہ کریں یا اس کو قتل نہ کریں۔

یہ سن کر میسرہ بولے، "اے قوم یہ امر ظاہر ہے۔" چنانچہ میسرہ حجۃ الوداع میں مشرف باسلام ہوئے۔

ابو نعیم اور واقدی، ابن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بنی کندہ کے مکانات پر آئے اور ان کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ قوم نے آپ کی بات قبول کرنے سے انکار کیا۔ چنانچہ قوم میں سے کمسن یا کمتر شخص نے کہا کہ اے قوم تم ان کی طرف سبقت کرو۔ اس سے پہلے کہ لوگ تم سے قبل ان کی طرف سبقت کریں۔ بخدا اہلِ کتاب ہم سے بیان کرتے ہیں کہ حرم میں سے ایک نبی ظاہر ہونے والے ہیں۔ ان کا زمانہ آگیا ہے۔

ابونعیم بطریق ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ کندہ کے یوسف نامی شخص اپنی قوم کے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ کی نصرت شہر والے اور اہل نخلستان کریں گے۔

ابونعیم حضرت عروہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے عقبہ میں بیعت لی تو شیطان لعین نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے گروہ قریش، بنی اوس اور خزرج نے تمہارے قتال کے لیے باہم حلف اٹھایا ہے۔ لوگ اسی وقت ڈر گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس آواز سے مت ڈرو، آواز دینے والا دشمن خدا ابلیس ملعون ہے جن سے تم کو خدشہ ہے ان میں سے کوئی اس آواز کو نہیں سنتا ہے۔ قریش کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو وہ آئے اور اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب کو روندنا شروع کیا مگر وہ لوگ ان کو نظر نہیں آئے۔ چنانچہ وہ واپس ہو گئے۔

(ابونعیم نے زہری سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔)

ابونعیم، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عقبہ میں بیعت لی تو پہاڑ پر سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی اور وہ ابلیسِ لعین تھا کہ اے گروہ قریش اگر تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کوئی حاجت ہو تو پہاڑ کے فلاں فلاں مقام پر جاؤ کیونکہ یثرب کے رہنے والوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلف و پیمان اٹھایا ہے۔ اسی وقت جبریل امین تشریف لائے۔ قوم میں سے حارثہ بن نعمان کے علاوہ اور کسی نے جبریل امین کو نہیں دیکھا۔ لوگوں کے فارغ ہونے کے بعد حارثہ بن نعمان نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے ایک سفید پوش شخص کو دیکھا وہ آپ کی داہنی جانب کھڑا تھا۔ میں نے اسے اجنبی سمجھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے انھیں دیکھا ہے؟ حارثہ بولے کہ جی ہاں میں نے ان کو دیکھا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بھلائی کو دیکھا، وہ جبریل علیہ السلام تھے۔

ابونعیم حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نقباء کو منتخب کیا تو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی قسم کا وسوسہ نہ کرے میں نے ان ہی حضرات کو چنا ہے جن کی طرف جبریل امین نے اشارہ فرمایا ہے۔

باب ۸۳
ہجرت کے موقعہ پر آیات و معجزات کا ظہور

حاکم اور بیہقی نے جریر سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام فرمائیں وہ آپ کا دار الہجرت ہے یعنی مدینہ منوّرہ، یا بحرین یا قنسرین۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے تمہارا دار الہجرت دکھلا دیا گیا ہے۔ مجھے ایک شورہ زار زمین دکھلائی گئی ہے۔ جس میں نخلستان ہیں اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ جس وقت آپ نے یہ بیان کیا تو ہجرت کرنے والوں نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کردی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی ہجرت کی تیاری کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ذرا انتظار کرو۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت دے دی جائے گی۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں پندرہ سال قیام فرمایا۔ سات اور آٹھ سال تک آپ روشنی دیکھتے اور آواز سنتے رہے اور مدینہ منوّرہ میں دس سال قیام فرمایا۔

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قریش نے دار الندوہ میں معاذ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کیا۔ جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ جس مقام پر آپ رات آرام فرماتے ہیں اس مقام پر آپ آرام نہ فرمائیں۔ اور قوم کے مکر و فریب سے آپ کو مطلع کیا اور اس وقت آپ کو وہاں سے نکلنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے پاس تشریف لائے اور وہ آپ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی تھی اور آپ کے ساتھ ایک مشت خاک تھی۔ آپ اس خاک کو ان کے

سروں پر چھڑک رہے تھے اور حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا اور آپ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ کی آیات فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھ رہے تھے۔ (سورۂ یٰس کی ابتدائی ۹ آیات)

ابن سعد، ابن عباسؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عائشہ بنت قدامہ اور سراقہ بن جعشم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عالم میں باہر تشریف لائے کہ قوم آپ کے دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے مٹھی بھر سنگریزے لے لیے اور وہ ان کے سروں پر ڈالے اور آپ سورۂ یٰسین کی آیتیں تلاوت کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ کسی کہنے والے نے ان لوگوں سے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بولا لا سخدا وہ تمہارے پاس سے چلے گئے ہیں۔ یہ بولے، واللہ ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ یہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ دونوں غار ثور کی طرف چلے گئے اور اس میں داخل ہو گئے اور مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا۔ قریش نے آپ کو بہت تلاش کیا حتیٰ کہ تلاش کرتے کرتے غار کے دروازہ پر پہنچے۔ چنانچہ بعض بولے کہ اس پر تو جالا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ سو وہ لوٹ گئے۔

واقدی، ابونعیم نے محمد بن کعب قرظیؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے ایک مشت خاک لی۔ حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا، وہ آپ کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے وہ خاک ان لوگوں کے سروں پر اڑانی شروع کی۔ اور آپ یٰسٓ والقرآن الحکیم کی آیتیں تلاوت فرما رہے تھے۔

ابونعیم اور واقدی نے حضرت عائشہ بنت قدامہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مکان کی کھڑکی سے اجنبی حالت میں نکلا۔ سب سے پہلے مجھے ابوجہل ملا چنانچہ حق تعالیٰ نے اسے مجھ سے اور حضرت ابوبکر صدیق سے اندھا کر دیا تاآنکہ ہم چلے گئے۔

بیہقی، ابن شہاب زہری اور عروۃ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ قریش ہر طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں روانہ ہوئے اور پانی والوں کے پاس قاصد بھیجے۔ انھیں آپ کے بارے میں مامور کر رہے تھے اور عظیم الشان انعام کا وعدہ کر رہے تھے اور اس جبل ثور پر بھی آئے جس میں وہ غار ہے کہ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے حتیٰ کہ اس کے اوپر چڑھ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر نے ان کی آوازیں سنیں، سو ابوبکر صدیقؓ ڈرے اور ان پر خوف و پریشانی طاری ہوئی۔

اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ سے فرما رہے تھے "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر حق تعالیٰ کی طرف سے سکینت و اطمینان نازل ہو گیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں غار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے عرض کیا:۔

"یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اے ابوبکر ان دونوں ہستیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا حق تعالیٰ ہے۔"

ابونعیم، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک شخص کو غار کے بالمقابل دیکھا۔ عرض کیا "یا رسول اللہ یہ ہمیں ضرور دیکھ رہا ہے۔" حضورؐ نے ارشاد فرمایا "ہرگز نہیں اس وقت فرشتے اپنے بازوؤں سے اس کا پردہ کیے ہوئے ہیں۔" چنانچہ فوراً ہی وہ شخص حضورؐ اور ابوبکرؓ کے سامنے پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، اے ابوبکرؓ یہ شخص اگر تم کو دیکھتا تو ایسا نہ کرتا۔

ابونعیم، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن سعد، ابومصعب مکی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک، زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہؓ سے ملاقات کی۔ میں نے ان سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ جس شب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے حق تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور اس نے حضورؐ کو چھپا لیا اور حق تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا اس نے آپ کے سامنے جالا تان کر آپ کی آڑ کر لی اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا وہ غار کے منہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ اور نوجوان قریش ہر ایک قبیلہ سے آئے ہر ایک شخص اپنی لاٹھیوں چوب، دستیوں اور تلواروں کے ساتھ تھا تا آنکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر آ گئے۔ ایک شخص ان میں سے غار میں دیکھنے لگا۔ اس نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ غار میں کیوں نہیں دیکھتا؟ وہ بولا کہ میں نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔" یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو آپ نے سمجھ لیا کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کبوتروں کی وجہ سے اس مشرک کو آپ سے دور کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کبوتروں کے لیے دعا فرمائی اور ان پر علامت لگائی اور ان کی جزا متعین کی اور وہ کبوتر حرم میں چلے گئے اور اس جوڑے نے حرم کے ہر ایک حصہ میں بچے دیے۔

ابونعیم، احمد، واقدی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ میں ایک رات

۱؎ سورہ توبہ آیت ۴۰۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا۔ بعض بولے، عیاذ باللہ جس وقت آپ صبح کو اٹھیں تو بیڑیوں میں آپ کو باندھ دو۔ بعض نے کہا کہ آپ کو قتل کر دو۔ بعض کی رائے ہوئی کہ آپ کو مکہ مکرمہ سے نکال دو۔ حق تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے اس مشورہ سے مطلع کر دیا۔ آپ اسی رات وہاں سے روانہ ہو گئے اور غار میں پہنچ گئے۔ جب مشرکین صبح کو اٹھے تو آپ کے نشان قدم تلاش کرتے ہوئے روانہ ہوئے جب پہاڑ پر پہنچے تو انھیں اشتباہ ہو گیا اور غار کے پاس سے گزرے تو انھوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر آپ غار میں تشریف لے جاتے تو اس کے دروازہ پر جالا نہ ہوتا۔

ابونعیم، محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے غار کے دروازہ پر جالے پر جالا تن دیا۔ جب وہ لوگ غار کے منہ پر پہنچے تو کسی کہنے والے نے کہا، "غار میں چلو"۔ تو امیہ بن خلف بولا، تمہیں غار میں جانے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ اس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے کا مکڑی کا جالا ہے۔ اس روز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکڑی کے مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔

ابونعیم، عطاء بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکڑی نے دو مرتبہ جالا تنا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام پر جبکہ طالوت ان کی تلاش میں تھا اور دوسری مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار میں جالا تنا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی کہ قوم نے ہمیں تلاش کیا مگر سراقہ بن مالک کے علاوہ اور کسی نے ہمیں نہیں پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا:۔

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تلاش کرنے والا ہمارے پاس پہنچ گیا ہے۔"

آپ نے فرمایا، " لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔"

جب ہمارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ یا تین نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا فرمائی کہ الٰہ العالمین جس طرح آپ چاہیں اس سے ہماری کفالت فرما۔ اس کا گھوڑا مع اس کے زمین میں پیٹ تک دھنس گیا۔

سراقہ بولا! "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے جان لیا کہ یہ آپ کا عمل ہے لہٰذا حق تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ جس تکلیف میں میں ہوں مجھے اس سے نجات دے۔ بخدا جو لوگ میرے پیچھے آپ کی تلاش میں آ رہے ہیں انکو اس مقام کی اطلاع ہرگز نہیں دوں گا۔ چنانچہ حضورؐ نے دعا فرمائی، وہ وہاں سے لوٹ گیا۔

بخاری نے سراقہ بن مالک سے روایت کی کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی تلاش میں نکلا۔ جس وقت میں آپ کے قریب آیا، میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں کھڑا ہو گیا اور پھر سوار ہو گیا تا آنکہ

میں نے حضورؐ کی قرأت سنی۔ آپ کسی کی طرف توجہ نہیں کر رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق بہت زیادہ ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے تو میرے گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے حتیٰ کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک زمین میں پہنچ گئے۔ میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا، وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا مگر اپنے دونوں ہاتھ زمین سے نکال سکتا تھا جب وہ برابر کھڑا ہو گیا تو اس کے ہاتھوں سے ایسا غبار اٹھا جو آسمان میں دھواں بن کر پھیل گیا۔ میں نے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ سے بلند آواز سے امان طلب کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں میرے لیے کھڑے ہو گئے۔ بغرضیکہ جس وقت میں ان دونوں حضرات سے روک دیا گیا اور جو کچھ میں نے دیکھا اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غلبہ فرمائیں گے۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ روانہ ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے مڑ کر دیکھا۔ یکا یک ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب پہنچ گیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یا نبی اللہ یہ سوار ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، اللھم اصرعہ چنانچہ وہ سوار اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اور اس سوار نے عرض کی :۔

”یا نبی اللہ! جو چاہیں آپ مجھے حکم دیں۔“

حضورؐ نے فرمایا، ”اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور کسی کو ہمارے پاس نہ آنے دو۔“

غرض کہ وہ سوار دن کے ابتدائی حصہ میں حضورؐ کی تلاش اور آپ کے تعاقب میں تھا اور دن کے اخیر حصہ میں آپ کی حراست و حفاظت کر رہا تھا۔ اسی بارے میں سراقہؓ ابوجہل کو مخاطب کر کے کہتا ہے ؎

”ابوالحکم خدا کی قسم اگر تو اس وقت موجود ہوتا جبکہ میرے گھوڑے کے ہاتھ پیر زمین میں دھنس رہے تھے بلا کسی شک و شائبہ کے یہ جان لیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برہان حق کے ساتھ رسول ہیں سو کون آپ کی برابری کر سکتا ہے۔“

ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابوبکرؓ صدیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو پیاس محسوس ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ صدر غار کی طرف جاؤ اور پانی پی لو۔ ابوبکرؓ صدیق صدر غار کی طرف گئے اور اس سے پانی پیا۔ وہ پانی شہد سے زیادہ شیریں، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زائد خوشبودار تھا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ صدیق واپس آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرشتہ انہار جنت پر مؤکل ہے حق تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے کہ جنت الفردوس کی نہر صدر غار میں جاری کر دے تاکہ تم اس سے پانی پیو۔ (ابن عساکر کے نزدیک اس روایت کی سند واہی ہے)

امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد کوفی سے سنا ہے کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت

کا ارادہ کیا تو لوگوں نے مکہ مکرمہ میں ایک آواز سنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اگر دونوں سعد مشرف با سلام ہو جائیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امن میں ہو جائیں گے اور کسی مخالف کی مخالفت کا خدشہ نہیں کریں گے۔ قریش یہ سن کر کہنے لگے کہ اگر ہم ان دونوں سعدوں سے واقف ہوتے تو ان کے ساتھ بُرا معاملہ کرتے۔ چنانچہ قریش نے پھر آئندہ شب یہ سنا۔ وہ کہہ رہا تھا، اے سعد بن اوس اگر تو مانع ہے اور اے خزرجین کے سعد جو کہ شریف سردار ہیں، ہدایت کی طرف بلانے والے کی تم دونوں دعوت قبول کرو اور حق تعالیٰ سے فردوس میں مرتبہ عارف کی تمنا کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ سعد اوس سے مراد سعد بن معاذؓ ہیں اور سعد خزرجین سے مراد سعد بن عبادہؓ ہیں۔

ابن عساکر، بیہقی نے ابو عبس سے روایت کی اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کی کہ قریش نے ایک آواز دینے والے کو سنا۔ وہ جبل ابی قبیس پر آواز دے رہا تھا۔ اس نے پہلا مصرعہ پڑھا۔ قریش بولے، کون سے سعد مراد ہیں۔ سعد بن بکر، سعد بن زید مناۃ اور سعد ندیم ہیں؟ جب دوسری رات ہوئی تو پھر اس کی آواز جبل ابی قبیس پر سنی۔ اس نے پہلے دونوں مصرعوں کا ذکر کیا اور یہ مزید بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ثواب طالب ہدایت کے لیے وہ باغ فردوس ہے جس میں عمدہ فرش اور خیمے ہیں۔ قریش اس پر سن کر کہنے لگے کہ یہ تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

ابو نعیم حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ عقبہ کی تو میں حضر موت کی طرف کسی کام سے گیا۔ میں کام سے فارغ ہو کر حضر موت سے لوٹا اور کسی جگہ پر سو گیا۔ چنانچہ ایک آواز دینے والے کی آواز سے میں چونک پڑا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا، اے ابو عمرو، میرے پاس بیداری آئی اور خواب گیا اور سونا منقطع ہو گیا۔ پھر دوسرے نے آواز دی یا فرعب ذھب بک اللعب ان اعجب العجب بین زھرۃ و یثرب۔ اس نے پوچھا، اے شاھب یہ کیا واقعہ ہے۔ وہ بولا۔ نبی السلام بعث بخیر الکلام الی جمیع الانام فاخرج من البلد الحرام الی نخیل و آطام۔ سعد بیان کرتے ہیں کہ پھر صبح صادق ہو گئی تو میں دیکھنے کے لیے گیا۔ یکا یک میں نے ایک چھپکلی اور ایک سانپ مرا ہوا دیکھا۔ سعد بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسی واقعہ سے اس بات کا علم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے۔

ابو نعیم نے اسماء بنت ابی بکر الصدیق سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو تین راتوں تک ہمیں اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ حضورؐ کس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ تا آنکہ جنات میں سے ایک جن مکہ کے نشیبی حصہ میں سے آیا اور وہ کچھ اشعار پڑھ رہا تھا۔ لوگ اس کے پیچھے جا رہے تھے اس کی آواز سنتے تھے اور اسے نہیں دیکھتے تھے تا آنکہ وہ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ سے یہ کہتا ہوا ظاہر ہوا:۔

"پروردگار عالم ان دونوں رفیقوں کو بہترین جزا عطا فرمائے جنہوں نے یہ کہا کہ ام معبد کے دو خیمے ہیں۔"

بہت سے علماء جن میں بغوی، ابن مندہ، اور طبرانی وغیرہ نے حبیش بن خالد سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ اور آپ کے راہبر عبداللہ بن اُرَیقط تھے تو آپ کا گزر ام معبد خزاعیہ کے دو خیموں کے پاس سے ہوا۔ ام معبد عمر رسیدہ، پارسا، اور مردوں سے بات چیت کرنے والی اور تیز چالاک عورت تھی۔ وہ اپنے خیمہ کے باہر چادر میں لپٹی بیٹھی تھی۔ وہ لوگوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ ام معبد سے گوشت اور کھجور کو خریدنے کے ارادہ سے پوچھا۔ آپ نے ام معبد کے پاس کچھ نہیں پایا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے ایک جانب میں ایک بکری دیکھی۔ آپ نے ام معبد سے دریافت کیا کہ یہ کیسی بکری ہے؟ ام معبد بولی، یہ بکری بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے اس لیے دوسری بکریوں کے ساتھ نہیں گئی۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا اس میں دودھ ہے؟

ام معبد بولی، "یہ بکری بہت زیادہ بیمار ہے۔" آپ نے فرمایا کیا تم اس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہو؟" ام معبد بولیں، "اگر آپ کو اس میں دودھ محسوس ہوتا ہے تو نکال لیں۔"

حضورؐ نے اس بکری کو منگایا اور اس کے تھن اپنے دست مبارک سے ملے اور بسم اللہ پڑھی اور ام معبد کے لیے اس کی بکریوں کے بارے میں حق تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ چنانچہ بکری نے دودھ نکالنے کے لیے ٹانگیں کھول دیں اور دودھ اتار دیا۔ پھر آپ نے اتنا بڑا برتن منگایا جو دس آدمیوں کو سیراب کر دے آپ نے اس میں اس طرح دودھ نکالا کہ وہ بہنے لگا اور اس پر جھاگ آ گئے۔ پھر آپ نے ام معبد کو دودھ پلایا تا آنکہ وہ سیراب ہو گئیں، اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو پلایا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ پھر سب سے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا۔ پھر دوبارہ سب نے دودھ پیا۔ اس کے بعد آپ نے اس برتن میں دوسری مرتبہ دودھ نکالا حتیٰ کہ وہ برتن دودھ سے پُر ہو گیا۔ اور اس دودھ کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر ام معبد سے بیعت لی۔ اس کے بعد آپ اور آپ کے ساتھی ام معبد کے پاس سے روانہ ہو گئے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ام معبد کے شوہر ابو معبد آ گئے کہ وہ جنگل سے دُبلی بکریوں کو ہنکا کر لا رہے تھے۔ ابو معبد دودھ کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور بولے کہ تمہارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے جبکہ بکری چراگاہ سے دور گھر میں موجود ہے۔ اس کے پیٹ میں کھانے سے گرانی ہے اور گھر میں کوئی دودھ دینے والی اونٹنی بھی نہیں ہے؟

ام معبد بولیں، کہ بخدا ہمارے پاس ایک مبارک ہستی کا گزر ہوا، اس کی یہ یہ شان تھی۔ ابو معبد بولے،

کہ مجھ سے اس کے اوصاف بیان کرو۔ ام معبد بولیں، کہ میں نے ایسی ہستی کو دیکھا ہے کہ اس کا ظاہر پاکیزہ اور خوبی والا ہے چمکتا ہوا روشن چہرہ، نیک خلق اور حسین ہے اور جسم تنومند اور اس عیب سے کہ اس کی کمر موٹی یا پتلی ہو مبرا ہے۔ حسین و پاکیزہ اور خوبصورت ہے اور ان کی دونوں آنکھوں میں حد درجہ سیاہی و سپیدی ہے اور پلک خمیدہ اور آواز میں تیزی اور گردن طویل اور ریش مبارک میں بکثرت بال ہیں اور بھنویں باریک، دراز اور پیوستہ ہیں۔ اگر وہ خاموش ہوتے ہیں تو ان پر وقار معلوم ہوتا ہے اور کلام کرنے کے وقت اپنا سر یا اپنا ہاتھ اٹھاتے ہیں اور تمام انسانوں سے زیادہ جمیل و خوبصورت شیریں اور حسن معلوم ہوتے ہیں۔ شیریں گفتار ہیں ہر ایک لفظ اور جملہ، ان کا جدا جدا معلوم ہوتا ہے۔ نہ کم بات کرتے ہیں اور نہ زیادہ۔ گویا کہ ان کی گفتگو لڑی میں پروئے ہوئے جواہرات کی طرح ہے اور وہ میانہ قد ہیں۔ زیادہ طویل نہیں اور کوئی نگاہ انھیں کوتاہی قد کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتی۔ گویا کہ وہ اس شاخ کی طرح ہے جو دو شاخوں کے درمیان ہو۔ دیکھنے میں وہ شاخ ان تینوں شاخوں میں سب سے زیادہ نفیس و حسین اور بلند مرتبہ معلوم ہو۔ اور اس کے ساتھی اسے گھیرے رہتے ہیں۔ اگر وہ کوئی بات بیان کرتے ہیں تو ان کے ساتھی بالکل خاموش رہتے ہیں اور اگر وہ اپنے ساتھیوں کو کسی چیز کے بارے میں حکم دیتے ہیں تو سب ان کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ وہ مخدوم ہیں سب ان کے پاس جمع رہتے ہیں۔ نہ ترش رو ہیں اور نہ کسی قسم کی کوئی زیادتی کرتے ہیں۔

ابو معبد سن کر بولے، بخدا یہ شخص قریش کے وہی صاحب ہیں جن کے بارے میں بہت کچھ ہم سے مکہ مکرمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ علی الصباح مکہ مکرمہ میں ایک بلند آواز آنا شروع ہوئی۔ لوگ آواز سن رہے تھے لیکن آواز دینے والے کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے اور وہ یہ کہہ رہا تھا ؎

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ ‌ ‌ ‌ رفیقین قالا خیمتی ام معبد

حق تعالیٰ لوگوں کا پروردگار ہے۔ ان دونوں رفیقوں کو بہترین جزا عطا فرمائے جنہوں نے یہ کہا کہ ام معبد کے دو خیمے ہیں۔

ھما نزلھا بالھدی فاھتدت بہ ‌ ‌ ‌ فقد فاز من امسیٰ رفیق محمد

ان دونوں رفیقوں نے اس خیمہ میں ہدایت کے ساتھ نزول فرمایا، ام معبد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہدایت حاصل کی۔ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہوا اس نے کامیابی حاصل کی۔

فیاال قصی ما زوی اللہ عنکم ‌ ‌ ‌ بہ من فعال لا تجازی وسودد

اے آل قصی اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے اس رسول کی وجہ سے ان نیک کاموں کو اور ایسی سرداری کو جس کا بدلہ نہیں ہے دور نہیں کیا۔

لیھن بنی کعب مقام فتاتھم　　　　ومقعدھا للمومنین لمبرصد

بنی کعب کو ان کی جوان عورت کا مقام　دکھا دے اور اس جوان عورت کی جگہ مومنین کے لیے رصد گاہ ہے۔

سلوا اختکم ان شاتھا وانائھا　　　　فانکم ان تسألوا الشاۃ تشھد

تم اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور اس کے برتن کے بارے میں دریافت کرو اور اگر تم اس بکری سے پوچھو گے تو وہ اس بات کو بیان کرے گی۔

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت　　　　لہ بصریح ضرۃ الشاۃ مزبد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سالہ بکری کو تمہاری بہن ام معبد سے مانگا۔ اس بکری کے تھنوں نے حضور کے لیے اس قدر خالص دودھ دیا کہ اس پر جھاگ آ گئے۔

فغادرھا رھنا لدیھا بحالب　　　　یرددھا فی مصدر ثم مورد

حضور نے اس بکری کو ام معبد کے پاس دودھ دینے کے لیے رہن چھوڑ دیا (یعنی ان ہی کی ملکیت میں رہنے دی) ام معبد اس بکری کو پانی پلانے کی جگہوں میں لاتی تھیں۔

ابن سعد، ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ جس بکری کے تھنوں کو مل کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نکالا تھا وہ بکری ہمارے پاس زمانہ فاروقیؓ تک　رہی۔ اور ہم صبح و شام اس کا دودھ نکالتے تھے اور قحط سالی کی وجہ سے زمین پر نہ تھوڑا چارہ تھا اور نہ بہت۔

بیہقی اور ابن عساکر نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوا۔ قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ حضورؐ نے اپنے سامنے ایک مکان دیکھا۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس وقت ہم اترے تو اس مکان میں ایک عورت کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور یہ شام کا وقت تھا۔ اس عورت کا لڑکا چند بکریوں کو ہنکا کر لایا۔ اس عورت نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اس بکری کو ان دونوں حضرات کے پاس لے جا تا کہ وہ اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے فرمایا کہ یہ چھری لے جاؤ اور ایک پیالہ لے آؤ۔ لڑکا بولا، کہ یہ بکری چراگاہ سے دور رہی ہے اور اس میں دودھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ تم پیالہ لے کر آؤ۔ وہ پیالہ لے کر آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھنوں کو ملا اور پھر دودھ نکالا حتیٰ کہ برتن بھر گیا۔ آپ نے اس لڑکے سے فرمایا، کہ اس دودھ کو اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ اس کی ماں نے دودھ پیا تا آنکہ وہ سیر ہو گئی۔ پھر وہ لڑکا پیالہ لے کر آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اس بکری کو لے

جاؤ اور دوسری بکری لے کر آؤ۔ چنانچہ حضورؐ نے اس دوسری بکری کے ساتھ ایسا ہی کیا اور پھر وہ دودھ حضرت ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر وہ تیسری بکری لے کر آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا پھر آپ نے اس کا دودھ پیا۔

ابوبکر صدیق بیان کرتے ہیں کہ رات کو ہم نے وہاں قیام کیا پھر ہم وہاں سے روانہ ہوگئے۔ ام معبد حضور کو مبارک کے نام سے موسوم کرتی تھیں اور ان کی بکریاں بکثرت ہوگئیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنی بکریاں مدینہ منورہ لے کر آئیں۔ (امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ عورت ام معبد تھیں)۔

طبرانی، ابونعیم، ابویعلی اور حاکم حضرت قیس بن نعمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق مخفی طور پر روانہ ہوئے تو آپ کا ایک غلام کے پاس سے گزر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس غلام سے دودھ مانگا۔ وہ بولا کہ میرے پاس کوئی ایسی بکری نہیں جس کا دودھ نکالا جا سکے البتہ ایک بھیڑ ہے جو اوّل موسم سرما میں حاملہ ہوئی تھی اور اس کا دودھ نکالا جا چکا ہے، اب اس میں کوئی دودھ باقی نہیں رہا۔

حضورؐ نے فرمایا، کہ اسے لاؤ۔ چنانچہ وہ غلام اس کو لایا۔ حضورؐ نے اس کے پیروں کو دودھ نکالنے کے لیے اپنی پنڈلی اور رانوں کے درمیان رکھا اور اس کے تھنوں کو ملا۔ آپؐ نے دعا فرمائی اور ابوبکر صدیق سپر لے کر آئے۔ آپ نے دودھ نکالا اور حضرت ابوبکرؓ کو پلایا۔ پھر دوبارہ دودھ نکالا اور چرواہے کو پلایا اور پھر دودھ نکال کر آپ نے خود نوش فرمایا۔ چرواہا بولا، آپ کون ہیں؟ بخدا میں نے آپ جیسی ہستی کبھی نہیں دیکھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ چرواہا بولا، کیا آپ وہی ہیں کہ جسے قریش صابی کہتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قریش یہی کہتے ہیں۔ وہ چرواہا بولا، کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور آپ امر حق لے کر آئے ہیں اور آپ نے جو کام کیا ہے وہ کام نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔

ابونعیم نے حضرت مالکؓ بن اوس سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو مقام جحفہ میں ہمارے اونٹ تھے۔ ان کے پاس سے آپ گزرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کے ہیں؟ کسی نے کہا کہ بنی اسلم کے ایک شخص کے ہیں۔ حضورؐ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہارے لیے سلامتی ہے پھر آپ نے اس شخص کا نام پوچھا۔ اس نے کہا کہ مسعود نام ہے۔ تو حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہیں سعادت حاصل ہوگی۔

بخاری نے حضرت عبداللہ بن حارثہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن معدم کے پاس اترے۔ کلثوم نے یا نجیح کہہ کر اپنے غلام کو آواز دی۔ حضور نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تم نے کامیابی حاصل کی۔

حاکم اور بیہقی حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ میں حاضر ہوا۔ میں نے اس دن سے زیادہ احسن اور نورانی دن اور کوئی نہیں دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ جس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کی ہر شے روشن ہوگئی۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور اپنی سواری کا اونٹ بٹھلایا۔ آپ کے پاس آدمی حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکان حاضر ہے تشریف لے چلیئے۔ چنانچہ آپ، کا اونٹ آپ کو لے کر کھڑا ہوگیا۔ آپ، نے حاضرین سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ منجانب اللہ مامور ہے۔ وہ اونٹ آپ کو لے کر چلا تا آنکہ آپ کو منبر کی جگہ لایا۔ آپ نے اسے وہیں بٹھلا دیا۔

بیہقی نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصاری مرد اور عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ ہمارے ہاں تشریف لے چلیئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے۔ وہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر جاکر بیٹھ گئی۔ بنی نجار کی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی اور یہ شعر پڑھتی ہوئی مکان سے باہر آئیں ؎

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمداً من جار

ہم نسلِ نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عورتیں اور بچے یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

یعنی چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے ہم پر پرتو افگن ہوا ہے۔ پس ہم پر شکرِ خداوندی لازم ہے جب تک دُعا گو خدا سے طلبِ دُعا کریں۔ اور ان میں سے آخری شعر یہ ہے ؎

ایھا المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع

یعنی ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما۔ آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور کا تحفہ لیکر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت صہیبؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت گاہ دکھادی گئی کہ وہ شورہ زار زمین ہے کہ پتھریلی زمین کے درمیان ہے یا تو وہ مقام ھجر ہوگا یا یثرب (مدینہ)

۱ صہیبؓ نے فرمایا کہ حضورؐ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ روانگی کا ارادہ رکھتا تھا مجھے قریش کے نوجوانوں نے روک دیا میں نے رات اضطراب میں ٹہلتے گزاری قریش نے کہا کہ شاید تم پیٹ کے درد میں مبتلا ہو گئے ہو۔ حالانکہ مجھے فی الواقع کوئی تکلیف نہ تھی۔ وہ میری یہ حالت دیکھ کر سو گئے۔ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو ان میں سے چند آدمیوں نے آکر مجھے پکڑ لیا اور وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کیا یہ تمہیں منظور ہے کہ میں تم کو چند اوقیہ سونا دے دوں اور تم مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے اس چیز کو قبول کر لیا۔ میں انھیں مکہ مکرمہ کی طرف لے گیا اور ان سے کہا کہ اس دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے گڑھا کھودو کہ اس کے نیچے سونے کے اوقیہ ہیں اور میں وہاں سے روانہ ہو گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام قباء میں قبل اس کے کہ آپ وہاں سے روانہ ہوں پہنچ گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا کہ ابویحییٰ نے معاملہ میں کامیابی حاصل کی۔ میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے پہلے آپ کے پاس کوئی نہیں آیا اور آپ کو اس واقعہ سے جبریل امین ؑ ہی نے مطلع کیا ہے۔"

باب ۸۴

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر یہود کا آپ کے پاس آنا اور آپ سے سوالات کرنا اور آپ کی صداقت کو پہچاننا

ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ تیزی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں بھی آدمیوں کے ساتھ آیا تاکہ آپ کا چہرۂ انور دیکھوں۔ چنانچہ جس وقت میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں۔ سب سے پہلی چیز جو میں نے آپ سے سنی وہ یہ تھی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کھانا کھلاؤ اور سلام بکثرت کرو اور صلہ رحمی کرو اور رات کو جبکہ لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع سنی سو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں، نبی کے علاوہ اور کوئی ان تین باتوں سے واقف نہیں۔ علامات قیامت میں سے سب سے پہلی نشانی کون سی ہے اور جنتیوں کا سب سے پہلے کھانا کیا ہوگا؟ اور لڑکا اپنے باپ اور اپنی ماں کے کس وجہ سے مشابہ ہوتا ہے؟"

حضور نے فرمایا کہ "ان باتوں کے بارے میں جبریل امین نے مجھے مطلع کیا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کے سامنے مشرق سے نکلے گی اور مغرب تک جائے گی۔ اور جنتیوں کا سب سے پہلے کھانا مچھلی کے جگر کا حصہ ہے اور جس وقت مرد کی منی عورت کی منی سے سبقت کر جاتی ہے تو لڑکا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور جب عورت کی منی سبقت کر جاتی ہے تو لڑکا اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قوم یہود افتراء پرداز ہے اگر ان کو میرے اسلام کا علم ہو جائے گا۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے میرے بارے میں معلومات کریں تو وہ مجھ پر بھی افتراء پردازی کریں گے۔ چنانچہ یہود حضور کے پاس آئے آپ نے ان سے

دریافت کیا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں۔ یہود بولے کہ ہم میں بہترین آدمی کے صاحبزادے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے لڑکے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا" اگر وہ مشرف باسلام ہو جائیں تو پھر تمہاری کیا رائے ہے؟"

وہ بولے کہ" اللہ تعالیٰ ان کو اس سے محفوظ رکھے" حضرت عبداللہ بن سلام یہ سنکر باہر تشریف لائے اور فرمایا اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمداً رسول اللہ۔ یہ سن کر یہودی بولے، کہ ہم میں سے بُرے آدمی ہیں اور بُرے آدمی کے لڑکے ہیں اور ان کو حقیر سمجھنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کیا، یارسول اللہ یہی وہ بات ہے کہ جس کا مجھے خدشہ تھا۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سنی اور آپؐ کی صفت اور آپ کے اسم مبارک اور آپ کے حلیہ کو میں نے پہچانا اور ان امور کو معلوم کیا کہ جن کی ہم آپ کے بارے میں توقع رکھتے تھے تو میں نے اس بات کو مخفی رکھا اور میں آپ کے بارے میں خاموش تھا تا آنکہ آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ایک شخص نے آپ کی آمد کے بارے میں مجھے آکر مطلع کیا تو میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس پر کچھ کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی نیچے بیٹھی ہوئی تھی جب میں نے آپ کی آمد کی اطلاع سُنی تو میں نے تکبیر کہی۔ میری پھوپھی نے مجھ سے کہا کہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی خبر سنتا تو اس سے زائد نہ کہتا۔ میں نے کہا، پھوپھی بخدا یہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں۔ انھیں وہی احکام دے کر بھیجا گیا ہے جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دے کر بھیجا گیا تھا۔

میری پھوپھی نے کہا،" اے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔" میں نے ان سے کہا کہ" جی ہاں یہ وہی نبی ہیں۔"

عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوا۔ (بقیہ حدیث حسب سابق ہے) بیہقی نے اس روایت کو سعید مقبری سے مرسل طریقہ پر بھی حسب سابق نقل کیا ہے اور اس میں اتنی زیادتی اور نقل کی ہے کہ ابن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سیاہی کے بارے میں بھی دریافت کیا جو کہ چاند میں ہوتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ دونوں آفتاب تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ (بنی اسرائیل آیت ۱۲) سو جو سیاہی چاند میں ہے وہ محو ہے

حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ابونعیم، بیہقی اور ابن اسحاق نے صفیہ بنت حیی سے روایت کی کہ جب حضور تشریف لائے تو دوسرے روز آپ کے پاس میرا باپ اور چچا ابو یاسر بن اخطب گیا۔ پھر یہ دونوں واپس آئے تو میں نے اپنے چچا سے سنا کہ وہ میرے باپ سے دریافت کر رہا تھا کہ کیا یہ وہی ہیں۔ میرے باپ نے کہا بیشک واللہ وہی ہیں۔ میرے چچا نے کہا کہ کیا تم آپ کو آپ کی ذات اور صفت سے پہچانتے ہو۔ میرے باپ نے کہا کہ بخدا پہچانتا ہوں۔ چچا نے دریافت کیا کہ تمہارے دل میں ان کی طرف سے کیا خیال پیدا ہوا۔ میرا باپ بولا کہ معاذ اللہ جب تک میں زندہ رہونگا۔ میرے دل میں آپ سے عداوت رہیگی۔

حاکم نے حضرت عوف بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ یہود کے ایک کنیسہ میں گئے اور فرمایا، گروہ یہود مجھے بارہ ۱۲ آدمی ایسے بتاؤ جو اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ تو حق تعالیٰ ہر ایک اس یہودی سے جو کہ آسمان کے نیچے ہے اپنے اس غصہ کو دُور کر دے گا جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا ہے۔

یہودی خاموش رہے۔ ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے ان سے دوبارہ یہی بات بیان فرمائی مگر ان میں سے کسی نے آپ کو کوئی جواب دیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے انکار کیا۔ بخدا میں حاشر ہوں۔ میں عاقب ہوں اور نبی مصطفیٰ ہوں خواہ تم ایمان لاؤ یا تکذیب کرو۔ پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ہم کنیسہ سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص نے ہمارے پیچھے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ٹھہریں۔ حضورؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے یہود کو مخاطب کر کے کہا:۔

"اے گروہ یہود! بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

یہود نے جواب دیا۔ "بخدا ہم نہیں جانتے کہ جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آبا و اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو۔"

اس شخص نے یہود کو مخاطب کر کے کہا کہ "میں آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دے کر کہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کا تذکرہ تم اپنی کتاب توریت میں پاتے ہو۔" یہ شہادت سن کر یہود نے جواب دیا:۔ کہ "تو جھوٹ کہتا ہے، اور اس کی بات کی تردید کی اور اس کی برائی بیان کی۔"

حضورؐ نے یہود کی یہ گفت و شنید سن کر فرمایا کہ "تم نے جھوٹ کہا ہے اور حق تعالیٰ ہر گز بھی تمہاری بات قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی واقعہ کے ماتحت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے قُلْ اَرَءَیْتُمْ

اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ثُمَّ کَفَرْتُمْ بِہٖ (سورہ فصلت - آیت ۵۲)

امام احمد اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہود کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ ہم آپ سے چند خصلتیں دریافت کرتے ہیں۔ انھیں ایک نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

آپ ہم کو بتایئے کہ :۔

۱۔ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا ؟

۲۔ مرد کی منی کے بارے میں مطلع کریں کہ اس سے لڑکا کیسے پیدا ہوتا ہے اور لڑکی کیوں کر پیدا ہوتی ہے ؟

۳۔ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے ؟

یہود کے سوالات سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے نہیں کہ جس وقت اسرائیل علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے اور اس مرض سے ان کی علالت دراز ہو گئی تو اس وقت اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے شفا دے گا تو کھانے اور پینے کی چیزوں میں سے جو چیزیں مجھے زیادہ محبوب ہیں وہ اپنے اوپر حرام کر لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے صحت یاب ہونے کے بعد اونٹ کا دودھ اور گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا۔

یہودی یہ سن کر بولے الٰہ العالمین بیشک اسی طرح ہے۔

پھر حضورؐ نے یہود سے فرمایا کہ " میں تم کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مرد کی منی سفید گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ تو ان دونوں منیوں میں سے جو نسی منی غالب آتی ہے بحکم الٰہی فرزند اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔ "

یہود بولے ، الٰہ العالمین بیشک اسی طرح ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا ، کہ میں تم کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو تمام انسانوں پر اور کل اعضاء جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے سوائے انبیاء کرام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔

یہودی بولے ، الٰہ العالمین ، بیشک یہی بات ہے۔

بیہقی نے حضرت ابوظبیانؓ سے روایت کی کہ وہ اور ان کے ساتھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ سامنے سے ایک یہودی آگیا اور بولا کہ :۔

" اے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپؐ سے وہ مسئلہ پوچھتا ہوں جو ایک نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ تبایئے کہ دونوں منیوں میں سے کس منی سے لڑکا پیدا ہوتا ہے ؟ "

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ حتیٰ کہ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش وہ یہودی آپ سے سوال ہی نہ کرتا۔ پھر ہم نے پہچانا کہ یہ چیز آپ پر واضح ہو گئی۔ حضورؐ نے اس یہودی سے فرمایا کہ مرد کی منی سفید اور غلیظ ہوتی ہے۔ اس سے ہڈیاں اور پٹھے پیدا ہوتے ہیں، اور عورت کا نطفہ زرد اور رقیق ہوتا ہے۔ اس سے گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے۔

وہ یہودی بولا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

احمد، بزار اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ اپنے اصحاب سے گفتگو کر رہے تھے۔ قریش نے اس یہودی سے کہا کہ یہ شخص اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہودی بولا کہ میں آپ سے ایسی بات دریافت کروں گا کہ نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ اس یہودی نے دریافت کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان کس چیز سے پیدا کیا جاتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا، "اے یہودی! مرد اور عورت ہر ایک کے نطفہ سے پیدا کیا جاتا ہے۔ مرد کا نطفہ غلیظ ہوتا ہے، اس سے ہڈیاں اور پٹھے پیدا ہوتے ہیں اور عورت کا نطفہ پتلا ہوتا ہے۔ اس سے گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے۔

یہودی بولا کہ آپ سے پہلے حضرات بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے کھیتوں میں جا رہا تھا اور آپ کھجور کے تنے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہمارا یہود کی ایک جماعت کے پاس سے گزر ہوا۔ ان میں سے بعض کہنے لگے کہ آپؐ سے روح کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ بعض بولے کہ مت دریافت کرو کہ شاید آپ اس کے بارے میں کسی چیز سے مطلع کریں جو تمھیں ناگوار گزرے۔ غرضیکہ انہوں نے آپ سے روح کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ چنانچہ میں نے خیال کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب وحی کی حالت ختم ہو گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي" (بنی اسرائیل ۸۵)

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ کتب منزلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے یہ علامت تھی کہ جس وقت آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا جائے تو آپ، اس کی حقیقت کو اس کے پیدا کرنے والے کی طرف حوالہ کر دیں اور فلاسفہ اور اہل منطق جو تخمینی باتیں کرتے ہیں، ان سے باز رہیں۔ چنانچہ یہود نے روح کے سوال سے آپکا امتحان بایں سبب کیا کہ آپ کا جواب اس علامت نبوت کے مطابق ہو جو کہ ان کی کتابوں

میں مذکور ہے۔ سو آپ کا جواب اس کے مطابق ہوا جو ان کی کتابوں مذکور تھا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں اس شخص کے بارے میں جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے رجم کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ بولا الٰہ العالمین ایسا ہی ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ نبی مرسل ہیں لیکن یہ آپ سے حسد کرتے ہیں۔

ابونعیم، حاکم اور بیہقی وغیرہ ، صفوان بن عالی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمیں اس نبی کے پاس لے کر چلو ہم آپ سے آیت کریمہ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ۔ (سورۂ اسریٰ آیت۱۰۱) کے بارے میں دریافت کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، اور چوری اور زنا مت کرو اور جس کے خون کو حق تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اسے قتل مت کرو مگر حق شرعی کے ساتھ۔ اور جادو نہ کرو اور سود خواری مت کرو اور کسی غیر مجرم کو حاکم کے پاس مت لے کر جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے اور پاکدامن عورت پر تہمت مت لگاؤ اور اے گروہ یہود تم خاص طور پر شنبہ کے دن حدود شرعیہ سے تجاوز مت کرو۔ چنانچہ ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پیر چومے اور بولے کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر اسلام لانے سے تمہیں کیا مانع ہے۔ یہ بولے کہ داؤد علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبی ہوگا اور ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

مسلم نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، اتنے میں ایک یہودی عالم آیا اور بولا کہ جس دن یہ زمین تبدیل ہو کر دوسری زمین ہو جائے گی اس وقت آدمی کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تاریکی پل صراط کے قریب ہوں گے۔ وہ بولا تو سب سے پہلے کون اس پل صراط کو پار کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا، فقراء مہاجرین۔ وہ بولا، تو پھر جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کو سب سے پہلے کیا چیز کھانے کو ملے گی۔ آپؐ نے فرمایا، مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔ وہ بولا، پھر صبح کا کیا کھانا ہوگا۔ آپ نے فرمایا، ان کے لیے وہ بیل کاٹا جائے گا جو جنت میں چرا کرتا تھا۔ وہ بولا، وہ کھا کر کیا پئیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، سلسبیل نامی ایک چشمہ کا پانی۔ وہ یہودی بولا کہ آپ نے سچ فرمایا، مگر آپ سے ایسی بات دریافت کرنے آیا ہوں جو زمین والوں میں نبی یا ایک دو آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ میں آپ سے بچہ کی پیدائش کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، مرد کا پانی سپید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے۔ جب یہ دونوں جمع ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آتی تو بحکم خداوندی لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو بحکم خداوندی لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ یہودی بولا۔ بیشک آپ نے صحیح فرمایا اور یقیناً آپ پیغمبر ہیں۔ پھر وہ پشت پھیر کر چلدیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس نے جن باتوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا وہ مجھے معلوم نہ تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تمام باتیں مجھے بتلا دیں۔

ابن مردویہ، حاکم، بیہقی وغیرہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ان ستاروں کے نام بیان کیجئے جنھیں یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حضورؐ نے اس یہودی کو کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ جبریل امین حضورؐ کے پاس آئے اور انہوں نے ستاروں کے اسماء سے آپ کو مطلع کیا۔ حضور ہی نے اس یہودی کے پاس قاصد بھیجا جب وہ آیا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر تجھے ان ستاروں کے نام بیان کردوں تو تو مسلمان ہوجائیگا۔ یہودی بولا، جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا، حرثان، طارق، ذیال، کتفان، ذوالفرع، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، مصبح، فلیق، ضیاء، اور نور۔[1] یوسف علیہ السلام نے آسمان کے کنارہ پر ان ستاروں کو دیکھا کہ وہ ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ یہودی بولا، بخدا ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سورۂ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ وہ بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کی آپ کو کس نے تعلیم دی ہے حضورؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے۔ سو وہ یہودی عالم یہ سن کر متعجب ہوا۔ چنانچہ وہ عالم یہود کے پاس گیا اور ان سے بیان کیا کہ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی اسی طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ کتاب توریت میں نازل کیا گیا ہے اور وہ یہود کی ایک جماعت کو لے کر آیا۔ چنانچہ وہ یہودی آپ کے پاس گئے اور آپ کو آپ کی نعت وصفت سے پہچانا اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا اور سورۂ یوسف کی جو آپ تلاوت فرما رہے تھے اسے سننا شروع کردیا۔ چنانچہ وہ اس سے متعجب ہوئے اور اسی وقت مشرف باسلام ہوگئے۔

امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی کہ ایک جرمقانی اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ وہ تمہارے صاحب جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں کہاں ہیں۔ اگر میں آپ سے سوال کروں گا تو ضرور مجھے آپ کے نبی ہونے یا نہ ہونے کا علم ہوجائیگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جرمقانی بولا، آپ میرے سامنے کچھ تلاوت کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ جرمقانی بولا، بخدا یہ وہی کلام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔

---

[1] حدائق الحقائق از ملا مسکین میں بعض ناموں میں اختلاف ہے۔ جرثان کی جگہ جریان ذیال کی جگہ زیالہ کتفان کی جگہ ذوالکتفین اور ذوالفرع کی جگہ قرع

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ جنت خالص تمہارے لیے ہے تو پھر یہ دعا مانگو کہ الٰہ العالمین ہمیں موت عطا فرما قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس کلمہ کو تم یہودیوں میں سے کوئی نہیں کہے گا مگر اس کا لعاب دہن اس کے گلے میں اٹک جائیگا۔ اور وہ اسی جگہ مر جائیگا۔ چنانچہ یہودیوں نے اس دعا سے انکار کیا اور اسے اچھا نہیں سمجھا۔ سو آیت کریمہ نازل ہوئی کہ:۔

" وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا " یہ ہرگز بھی موت کی تمنا نہیں کر سکتے۔ (سورۂ جمعہ آیت ۷)

باب ۸۵

وبا بخار اور طاعون کا مدینہ منورہ سے رفع ہو جانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ سرزمین خدا میں سب سے زیادہ بیماریوں اور بخار کا مرکز تھا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی، الٰہ العالمین جس طرح تو نے ہمیں مکہ مکرمہ کی محبت عطا فرمائی ہے اسی طرح مدینہ منورہ کی بھی محبت عطا فرما یا اس سے زیادہ عطا فرما اور ہمارے لیے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور ہمارے لیے اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے۔ اور اس کے بخار کو مقام جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

بیہقی نے ہشام بن عروہؒ سے روایت کی کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ منورہ کی بیماری مشہور تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اس کا بخار مقام جحفہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ سو جو بچہ مقام جحفہ میں پیدا ہوتا تھا اور بلوغ تک نہیں پہنچنے پاتا تھا کہ اس کو بخار پچھاڑ دیتا تھا۔

بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے نکلی تا آنکہ مقام مہیعہ میں داخل ہو گئی۔ میں نے اس کی یہ تاویل لی کہ مدینہ منورہ کی بیماری مقام مہیعہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل ہو گئی۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منوّرہ کے راستوں پر فرشتے متعین ہیں۔ اس میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہوسکتا۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ اطباء شروع سے کر اخیر تک اس بات سے عاجز ہیں کہ طاعون کو ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف منتقل کر دیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے مدینہ منوّرہ سے طاعون مرتفع ہوگیا اور آپ نے یہ ایک زمانۂ دراز کے لیے خبر دی ہے۔

زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب کو بخار کی شکایت ہوئی اور ایک شخص آیا۔ اس نے مہاجرہ عورت سے شادی کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا، کہ اے لوگو! اعمال کا مدار نیت پر ہے سو جس نے ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے کی ہے سو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور جو شخص دنیا کی تلاش یا کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کے لیے ہجرت کرتا ہے سو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھائے اور تین مرتبہ فرمایا کہ الٰہ العالمین ہم سے وبا اور بیماری کو منتقل فرمادے۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میری خدمت میں بخار پیش کیا گیا۔ وہ ایک سیاہ بوڑھی عورت کی شکل میں ہے اس کے گلے میں ایک کپڑا ہے اور وہ اس شخص کے ہاتھ میں ہے جو اسے لے کر آیا ہے۔ وہ شخص بولا کہ یہ بخار ہے اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسے خم میں بند کر دو۔

زبیر بن بکار نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ ایک روز صبح کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو کہ مکہ مکرمہ کے راستہ کی طرف سے آیا تھا۔ حضور نے اس سے دریافت کیا کہ تمھیں کوئی ملا ہے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے کوئی نہیں ملا البتہ ایک سیاہ رنگ کی عورت دیکھی جو برہنہ بدن، پراگندہ بالوں والی تھی۔ حضور نے فرمایا، وہ بخار تھا جو آج کے بعد پھر کبھی نہیں آئے گا۔

باب ۸۶

مدینہ منوّرہ میں برکات کا ظہور

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن زیدؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ منورہ کو قابل احترام بناتا ہوں اور میں نے مدینہ منورہ کے لیے اس کے مد اور صاع میں اس سے دو چند دعا کی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا کی تھی۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن فضل بن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الہ العالمین میں تجھ سے مدینہ والوں کے لیے مثل مکہ کے دعا کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس چیز کو پہچانتے ہیں۔ ہمارا جو مد اور صاع کا پیمانہ ہے وہ ہمیں مکہ مکرمہ کی طرح کافی ہوتا ہے۔

زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں اسماعیل بن نعمانؓ سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں جو بکریاں چرا کرتی تھیں ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ الہ العالمین مدینہ کی بکریوں کے آدھے پیٹوں میں اس قدر برکت عطا فرما جیسا کہ دوسرے شہروں کی بکریوں کے پورے پیٹوں میں برکت ہوتی ہے۔

باب ۸۷

تعمیر مسجد نبوی کے وقت جن نشانیوں کا ظہور ہوا

زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں نافع بن جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پہنچا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مسجد کا قبلہ اس وقت تک متعین نہیں کیا جب تک کہ بیت اللہ میرے سامنے نہیں لایا گیا۔ میں نے اپنی مسجد کے قبلہ کو بیت اللہ کے مقابل رکھا ہے۔

زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں داؤد بن قیس سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مسجد نبوی کی بنیاد رکھی تو جبریل امین کھڑے ہوئے بیت اللہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مسجد نبوی اور بیت اللہ کے درمیان جو چیز حائل تھی اس کو آشکارا کر دیا تھا۔

"اخبار مدینہ" میں ابن شہاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنی مسجد کے قبلہ کو متعین نہیں کیا تا آنکہ میرے اور بیت اللہ کے درمیان جو چیز حائل تھی وہ آشکارا کر دی گئی۔

زبیر بن بکار نے خلیل بن عبداللہ سے انھوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو مسجد نبوی کے کونوں پر کھڑا کیا کہ قبلہ کا تعین کریں۔ چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ قبلہ کا اس حالت میں تعین کیجئے کہ آپ بیت اللہ کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ پھر جبریل امین نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو جو بھی پہاڑ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا وہ ہٹ گیا سو آپ نے مسجد کے کونوں کو اس طریقہ پر متعین کیا کہ آپ بیت اللہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کی نگاہ کے سامنے کوئی چیز حائل نہیں تھی جب آپ فارغ ہوئے تو جبریل امین نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو پہاڑ اور درخت اور تمام چیزیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔

طبرانی نے معجم کبیر میں شموس بنت النعمان سے روایت کی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جس وقت آپ تشریف لائے اور قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی سو میں نے آپ کو دیکھا کہ پتھر لیتے تھے حتیٰ کہ آپ کو پتھر دکھا دیا جاتا تا آنکہ آپ نے اس کی بنیادیں قائم فرمائیں۔ اور آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ جبریل امین بیت اللہ کی جانب راہنمائی کر رہے تھے۔

زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری یہ مسجد مقام صنعاء تک بنا دی جائے تو میری مسجد ہوگی۔

زرکشی احکام مسجد میں بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ چیز اعلام نبوت میں شمار ہوگی۔

باب ۸۹

تحویل قبلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی یہ خواہش تھی کہ بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا جائے۔ آپ نے جبریل امین سے فرمایا کہ میری یہ تمنا ہے کہ حق تعالیٰ میرا رخ یہود کے قبلہ سے پھیر دے۔ جبریل امین نے فرمایا کہ میں تو ایک بندہ ہوں، آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے اور درخواست

بھیجئے چنانچہ آپ جس وقت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے سو حق تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی:۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔

کہ ہم آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے اس لیے ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس سے آپ راضی ہیں

(سورہ بقرہ: رکوع ۱۷، آیت ۱۴۴)

ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ کسی نبی کی قبلہ اور سنت میں مخالفت نہیں کی گئی الا یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ۱۶ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھنا شروع کیا۔

باب ۸۹

اذان کے سلسلہ میں نشانیوں کا ظہور پذیر ہونا

ابوداؤد، بیہقی نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے یہ بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز کے وقت لوگوں کو بلانے کے لیے مردوں کو ان کے مکانات پر بھیجوں اور حتیٰ کہ میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ اس بات کا حکم دوں کہ بلند مقامات پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو نماز کے وقت بلائیں۔ چنانچہ ایک انصاری شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت میں لوٹا اور میں نے آپ کے اہتمام کو دیکھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اس نے مسجد پر کھڑے ہو کر اذان دی۔ پھر وہ بیٹھا، اس کے بعد اس نے اذان کی طرح اقامت کہی الایہ کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ زائد کہا۔ اور اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہوتا کہ آپ حضرات کچھ کہیں گے تو میں یہی کہتا کہ میں بیدار تھا سونے کی حالت میں یہ نہیں دیکھا۔

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بھلائی کی بات دکھلائی ہے۔ بلالؓ سے کہو کہ وہ اذان دیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے لیکن جب مجھ سے سبقت حاصل کر لی گئی تو میں شرما گیا۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوق اور ناقوس کا ارادہ

کیا، سو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ناقوس لیے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے بندے ناقوس بیچتا ہے؟ وہ بولا کہ تم ناقوس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ اس سے نماز کے لیے بلاؤں گا۔ وہ شخص بولا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتلا دوں۔ تم یہ کلمات کہو:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ چنانچہ اذان کو بیان کیا۔ عبد اللہ بن زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ اس اثناء میں عمر فاروقؓ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ عبد اللہ بن زید نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں ؎

احمد اللہ ذو الجلال والاکرام — حمداً علی الاذان کثیراً
اذ اتانی بہ البشیر من اللہ — فاکرم بہ لدی بشیراً
فی لیال والی بہن ثلاث — کلما جاء زادنی توقیراً

طبرانی نے کتاب "الاوسط" میں حضرت بریدہؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص کے پاس خواب میں کوئی آنے والا آیا اور اس نے انھیں اذان کی تعلیم دی۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ نے مطلع کیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے بھی مطلع کیا ہے۔ بلال کو حکم دو کہ وہ اذان دیں۔

مسند ابن ابی اسامہ میں حضرت کثیر بن مرہ حضرمیؓ نے روایت کی کہ سب سے پہلے جبریل امین نے آسمان دنیا پر اذان دی۔ چنانچہ اس اذان کو حضرت عمرؓ اور حضرت بلال نے سنا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے سبقت کی اور حضور کو مطلع کیا۔ اس کے بعد حضرت بلال آئے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ اس کے بیان کرنے میں عمر فاروقؓ تم سے سبقت لے گئے۔

مراسیل ابی داؤد میں عبید بن عمیر سے روایت بیان کی گئی ہے کہ عمر فاروقؓ نے جس وقت اذان دیکھی تو حضورؐ کو مطلع کرنے کے لیے آئے تو دیکھا کہ اس کے بارے میں وحی آپ پر نازل ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ تم سے وحی سبقت کر گئی۔

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی شخص جس وقت مؤذن سے اذان دیتے ہوئے سنتا تو کہا کرتا تھا کہ معاذ اللہ اس کاذب کو حق تعالیٰ جلا دے۔ چنانچہ اس کی یہی حالت تھی کہ اس کی ایک باندی ایک آگ کا شعلہ لے کر آئی۔ اس سے مکان میں ایک چنگاری اڑی اور وہ مکان میں اس قدر پھیلی کہ اس نے اس یہودی کو جلا دیا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ ابن ام مکتوم صبح صادق کی تلاش میں رہتے تھے وہ ان سے خطا نہیں ہوتی تھی اور ابن ام مکتوم نابینا تھے۔

امام مسلم نے حضرت سہیل بن ابی صالحؓ سے روایت کی کہ میرے والد نے مجھے بنی حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے باغ میں سے میرا نام لے کر مجھے پکارا۔ میرے ساتھی نے باغ کے اندر دیکھا تو کسی کو نہیں پایا۔ میں نے اپنے والد سے اس چیز کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب اس قسم کی آواز سنو تو اذان دو کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا ہے وہ حضورؐ کا فرمان نقل کر رہے تھے کہ جس وقت نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

بیہقی نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی کہ جس وقت تم میں سے کسی کو غول ہائے بیابانی پریشان کریں تو اذان دو۔ سو وہ غولہائے بیابانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

بیہقی نے حضرت حسنؓ سے روایت کی کہ عمر فاروقؓ نے ایک شخص کو سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس بھیجا جب اس کا کسی رستہ سے پرے گزر ہوا تو اسے غولہائے بیابانی نظر آئے۔ اس نے حضرت سعد کو اس واقعہ سے مطلع فرمایا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا، کہ جس وقت یہ بھوت پلید ہمیں دکھائی دیں تو ہمیں اذان دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ شخص حضرت کی طرف پلٹا تو پھر وہی چیز اسے نظر آئی تاکہ اس کے ساتھ چلے۔ چنانچہ اس نے اذان دی تو وہ چیز اس سے دور ہو گئی۔ جس وقت وہ شخص خاموش ہوا تو پھر وہ ظاہر ہو گئی۔ پھر جس وقت اس نے اذان دی۔ وہ چیز اس کے پاس سے دور ہو گئی۔

باب ۹۰

غزوات میں معجزات کا ظہور

غزوہ بدر میں کن نشانیوں کا ظہور ہوا

ارشادِ خداوندی ہے :۔
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران آیت ۱۲۳) اور فرمایا اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ (الانفال آیت ۹) ایک جگہ فرمایا اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا (سورہ انفال آیت ۴۴)

یعنی "تحقیق حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے اور ارشاد ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے نیز ارشاد ہے اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جبکہ تم مقابل ہو رہے تھے وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کر دکھلا رہے تھے۔"

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ سعد بن معاذ عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور امیہ بن صفوان کے پاس اترے اور امیہ جس وقت ملک شام جایا کرتا تھا اور مدینہ منورہ پر سے اس کا گزر ہوتا تو سعد کے پاس اترتا تھا۔ امیہ نے سعد سے کہا کہ اتنا ٹھہر جاؤ کہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ تم جا کر بیت اللہ کا طواف کر لینا۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل ان کے پاس آیا۔ اور بولا کہ "یہ کون بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے"؟ سعد بن معاذ نے کہا کہ "میں سعد ہوں۔" ابوجہل نے ان سے کہا کہ تم اطمینان سے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو جگہ دی ہے۔ دونوں میں تیز کلامی ہو گئی۔ امیہ نے سعد بن معاذ سے کہا کہ اپنی آواز ابوالحکم کے سامنے بلند مت کرو کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے اس سے فرمایا اگر بخدا تو مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکے گا تو تیری تجارت جو ملک شام سے ہوتی ہے وہ بند کر دوں گا غرضیکہ امیہ سعد بن معاذ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند مت کرو۔ اور انھیں ٹھنڈا کرتا رہا مگر سعد بن معاذ ناراض ہو گئے اور بولے کہ ہمیں رہنے دو۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ خیال فرما رہے تھے کہ وہ تجھے قتل کریں گے۔

امیہ بولا، مجھے قتل کریں گے ؟

حضرت سعد نے فرمایا، جی ہاں !

امیہ بولا کہ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کوئی بات بیان کرتے ہیں غلط نہیں بیان کرتے۔

چنانچہ امیہ اپنی بی بی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے؟ وہ بولی، کیا کہا ہے۔ امیہ نے کہا کہ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیہ کی بیوی بولی کہ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بیان کرتے چنانچہ کفار بدر کے لیے روانہ ہوئے اور اس کے لیے اعلان ہوا تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا کہ تو اپنے یثربی بھائی کی بات نہیں جانتا۔ امیہ بولا، تو پھر میں نہیں جاؤں گا۔ سو ابوجہل نے امیہ سے کہا کہ تو اس وادی کے معزز ترین لوگوں میں سے ہے۔ تمہارے نہ جانے سے عوام بد دل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے لہٰذا ہمارے ساتھ ایک دن یا دو دن کیلیے چل پھر لوٹ آنا۔ چنانچہ امیہ ان کے ساتھ روانہ ہوا اور مارا گیا۔

بیہقی نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے تین راتوں سے پیشتر کہ ضمضم بن عمرو الغفاری قریش کے پاس مکہ میں آئے جیسے سونے والا خواب میں دیکھتا ہے۔ ایک خواب دیکھا۔ عاتکہ صبح کو اٹھیں اور انہوں نے اس خواب کو عظیم جانا اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور ان سے کہا، اے بھائی میں نے آج کی رات ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھ کو ڈرا دیا ہے۔ وہ ایسا خواب ہے جس سے تمہاری قوم پر شر اور بلاء آئے گی۔ حضرت عباسؓ نے پوچھا، "وہ کیا خواب ہے؟"

عاتکہ نے فرمایا، میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک مرد اپنے اونٹ پر آیا اور وہ ابطح میں ٹھہرا اور اس نے کہا، اے اہل غدر تم اپنے پچھڑنے کی جگہوں کے واسطے تین دن میں جاؤ اور اس نے آدمیوں کو حکم دیا وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر اس کے اونٹ نے اس کو مسجد میں داخل کر دیا اور آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر اس کے اونٹ نے اس کو کھڑا کر دیا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ وہ کعبہ کے سر پر تھا اور اس نے کہا اے اہل غدر تم اپنے پچھڑنے کی جگہوں کے واسطے تین دن میں جاؤ اور اس کے اونٹ نے اس کو ابوقبیس پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کر دیا۔ اس نے کہا، اے اہل غدر تم تین دن میں اپنے پچھڑنے کی جگہ جاؤ۔ پھر اس نے ایک بڑا پتھر لیا اور اس کو پہاڑ کی چوٹی پر سے چھوڑ دیا۔ وہ پتھر نیچے لڑھکتا تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت وہ پتھر پہاڑ کے اسفل میں تھا چھوڑ دیا گیا۔ تمہاری قوم کے مکانوں میں کوئی مکان باقی نہ رہا۔ مگر اس پتھر کا بعض حصہ اس میں جا کر گرا۔

حضرت عباسؓ نے سن کر اپنی بہن سے کہا، واللہ یہ برا خواب ہے تم اس خواب کو چھپاؤ۔ ان کی بہن نے کہا تم بھی اس خواب کو چھپاؤ۔ اگر اس خواب کی خبر قریش کو پہنچے گی تو وہ ضرور ہم کو ایذا پہنچا دیں گے۔ عباسؓ عاتکہ کے پاس سے نکل گئے۔ ان کو ولید ابن عتبہ ملا اور ولید عباسؓ کا سچا دوست

تھا عباسؓ نے ولید سے وہ خواب بیان کیا اور اس سے اس کا ذکر کیا اس کے چھپانے کے واسطے کہا ولید نے اپنے باپ سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ اس کے باپ نے اس خواب کو لوگوں سے کہا۔ یہ بات فاش ہو گئی۔ عباسؓ نے کہا کہ میں دوسرے دن صبح کو کعبہ کی طرف جا رہا تھا یکایک ابوجہل مجھ کو ملا ہے۔ ابوجہل نے مجھ سے پوچھا، اے ابوالفضل اس لڑکی نے تم لوگوں میں کب وہ بات کہی ہے؟ میں نے ابوجہل سے پوچھا، وہ کیا بات ہے؟ ابوجہل نے کہا، وہ خواب ہے جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ اے بنی عبد المطلب کیا تم اس سے راضی نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبوت کا دعویٰ کرتے یہاں تک کہ اب تمہاری عورتیں بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ جن تین دنوں کا عاتکہ نے ذکر کیا ہے ہم تمہارے واسطے اس کا انتظار کریں گے کہ اگر حق ہوگا ظہور میں آئے گا۔ ورنہ تمہارے واسطے ہم ایک ایسی تحریر لکھیں گے جس کا یہ مطلب ہو گا کہ عرب میں جو گھرانے ہیں ان میں تم لوگ بڑے جھوٹے ہو جبکہ تیسرا دن تھا یکایک ضمضم بن عمرو الطبح میں اپنے اونٹ پر آموجود ہوا اور وہ یہ خبر دے رہا تھا کہ اونٹوں کے قافلہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے روک دیا۔ قافلہ میں صرف سامان تھا یہاں تک کہ ہم وہاں سے نکل کر چلے آئے۔ قریش کو جو مصیبت اور صدمہ جنگ بدر میں پہنچا تھا وہی صدمہ پہنچا۔ عاتکہ نے اس باب میں اشعار کہے ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابن شہابؒ اور عروہ ابن زبیرؓ سے روایت کی کہ ان دونوں راویوں نے کہا ہے۔ جبکہ قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے تو جحفہ میں عشاء کے وقت اترے اور قریش میں ایک مرد بنی عبد المطلب بن عبد مناف کا تھا جس کا نام جہیم بن الصلت بن مخرمہ تھا۔ جہیم لیٹ گیا اور سو گیا پھر بیدار ہوا اور اس نے اپنے اصحاب سے پوچھا کیا تم نے اس سوار کو دیکھا جو ابھی میرے پاس کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا ہم نے نہیں دیکھا۔ تم مجنون تو نہیں ہو گئے ہو۔ اس نے کہا میرے پاس ابھی ایک سوار کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ اور زمعہ اور ابوالبختری اور امیہ بن الخلف قتل کیے گئے۔ اس نے کفار قریش کے اشراف کی گنتی کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ سن کر کہا، شیطان نے تجھ سے کھیل کیا ہے اور یہ بات ابوجہل تک پہنچائی گئی۔ ابوجہل نے سن کر کہا بنی المطلب کے جھوٹ کو بنی ہاشم کے کذب کے ساتھ لائے ہو۔ تم لوگ کل کے روز دیکھ لو گے کہ کون لوگ قتل کیے جائیں گے۔

بخاری نے حضرت براءؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ طالوت کے ان اصحاب کی تعداد کی مثل تھی جو طالوت کے ساتھ نہر سے گزرے تھے۔

ابن سعد، بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں تین سو پندرہ جنگی مردوں کے ساتھ اپنے مقام سے نکلے تھے جیسے کہ طالوت نکلے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردان

جنگ کے واسطے نکلتے وقت یہ دعا کی تھی۔ اللھم انھم حفاۃ فاحملھم اللھم انھم عراۃ فاکسھم اللھم انھم جیاع فاشبعھم۔ (الٰہ العالمین یہ پیادہ ہیں انھیں سواریاں مرحمت فرما، یہ برہنہ ہیں انھیں کپڑے دے یہ بھوکے ہیں انھیں کھانے کے لیے دے) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مبارک کی وجہ سے ان کو جنگ بدر میں فتح دی۔ فتح کے بعد وہ ایسے حال میں پلٹے کہ ان میں سے کوئی مرد نہ تھا مگر وہ ایک اونٹ یا دو اونٹوں کے ساتھ پلٹا اور انہوں نے لباس پہنا اور ان کے پیٹ بھرے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ ہمارے ساتھ جنگ بدر میں دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا زبیر کا تھا اور ایک گھوڑا مقداد بن الاسود کا تھا۔

بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ ہم نے جنگ بدر میں دو مردوں کو پکڑا۔ ان دونوں میں سے ایک غائب ہوگیا اور دوسرے مرد کو ہم نے پکڑ لیا اور ہم نے اس سے پوچھا کہ قوم کے کتنے آدمی ہیں۔ اس نے کہا کثیر التعداد ہیں۔ ان کی جنگ سخت ہے۔ ہم اس کو مارنے لگے یہاں تک کہ ہم اس کو مارتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ اس نے آپ کو خبر دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے کہا۔ ہر روز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ”یہ لوگ ایک ہزار ہیں۔ ہر ایک اونٹ کے واسطے سو آدمی ہوتے ہیں۔“

ابن اسحٰق اور بیہقی نے حضرت یزید بن رومان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دریافت فرمایا کہ تم لوگ ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو۔ اس نے کہا، ایک دن دس اور ایک دن نو اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قوم کے لوگ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔

ابن سعد، راہویہ، ابن منیع اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جنگ بدر میں وہ لوگ ہماری نظروں میں تھوڑے دکھائی دیئے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک مرد جو میرے پہلو میں کھڑا تھا اس سے پوچھا کیا تو ان کو دیکھتا ہے ستر آدمی ہیں۔ اس نے کہا، میں سو آدمی خیال کرتا ہوں۔ جب ہم نے ان لوگوں میں سے ایک مرد کو گرفتار کیا اور اس سے پوچھا، تم کتنے لوگ تھے۔ اس نے کہا ایک ہزار تھے۔

بیہقی نے ابن شہاب زہری اور حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں لیٹ گئے اور اپنے اصحاب سے یہ فرمایا کہ تم لوگ جنگ نہ کرو یہاں تک کہ میں تم کو اجازت دوں اور آپ کو نیند آگئی اور اس نے آپ پر غلبہ کیا۔ پھر آپ بیدار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ خواب

میں قلیل دکھلائے اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمانوں کو تھوڑا دکھایا۔ یہاں تک کہ بعض قوم کے لوگوں نے لڑنے میں بعض میں طمع کیا۔

بیہقی نے ابن ابی طلحہ اور ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب قوم کے بعض لوگ بعض سے نزدیک ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی آنکھوں میں مسلمانوں کو اور مسلمانوں کی آنکھوں میں مشرکین کو قلیل کر کے دکھایا۔

بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے یکایک ایک مرد ان لوگوں میں کا دیکھا گیا کہ اپنی قوم کے لوگوں میں سرخ اونٹ پر پھر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ سرخ اونٹ والا کون شخص ہے؟" اتنے میں حضرت حمزہؓ آ گئے اور یہ خبر دی کہ وہ سرخ اونٹ والا عتبہ بن ربیعہ ہے۔ وہ لوگوں کو جنگ کرنے سے منع کر رہا ہے اور واپس پلٹ جانے کے واسطے کہتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ:

"اے میری قوم کے لوگو! آج کے دن میرے سر پر عصابہ (پیٹی) باندھ دو اور تم لوگ یہ کہو کہ عتبہ نامرد ہو گیا۔"

مگر ابوجہل اس کی بات ماننے سے انکار کرتا ہے۔ (بیہقی نے اس روایت کو ابن شہاب اور عروہ سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے بعد کہ سرخ اونٹ والا کون شخص ہے، یہ زیادہ کیا ہے کہ اگر قوم کے لوگ اس مرد کی اطاعت کریں گے تو سیدھی راہ پر ہو جائیں گے۔

مسلم، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہٗ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کی رات فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل کے دن یہ فلاں کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور آپ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا اور فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ کل کے دن یہ فلاں کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا دست مبارک زمین پر رکھا اور فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ کل کے دن یہ جگہ فلاں کے پچھڑنے کی ہے اور اپنا دست مبارک زمین پر رکھا[1] ——— قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ کے ارشاد میں خطا نہیں ہوئی اور جو حدود آپ نے مقرر فرمائے تھے وہ لوگ ان پر پچھڑ کے گرتے تھے۔ پھر وہ لوگ قلیب بدر میں ڈال دیئے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا، اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الاعراف آیت ۴۴) جو وعدہ تمہارے رب نے کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس کو حق پایا۔ میرے رب نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا میں نے اس کو حق پایا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اُن جسموں سے باتیں کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔

[1] بعض روایات میں چھڑی سے نشانات لگانے کا ذکر ہے۔

آپ نے فرمایا، تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو لیکن ان لوگوں کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ میری بات کا جواب رد کر سکیں۔

بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ ابن زبیر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب سے جنگ بدر کی طرف جانے کے واسطے مشورہ کیا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا، اللہ تعالےٰ کے نام پر چل دو، میں نے مشرکین کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دیکھی ہیں۔

ابو نعیم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں مشرکین کی طرف نظر کی اور فرمایا، تم اے دشمنانِ خدا پہاڑ کے اسی سرخ گھاٹی میں قتل کیے جاؤ گے۔

بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ میں نے کسی ایسے قسم دینے والے کو نہیں سنا کہ وہ حق کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اشد قسم دے۔ آپ اللہ تعالیٰ کو یوم بدر میں قسم دیتے تھے اور یہ کہتے تھے اے میرے اللہ میں تجھ کو تیرے عہد اور تیرے وعدہ کی قسم دیتا ہوں۔ اے میرے اللہ اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو تیری عبادت نہیں جائے گی۔

پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن تھا اور آپ نے فرمایا میں مشرکین کے پچھڑنے کی جگہوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ عشاء کے وقت بچھڑے ہوئے ہوں گے۔

بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبہ میں یوم بدر میں یہ فرمایا، اے اللہ تعالیٰ میں تجھ کو تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں۔ اے میرے اللہ تعالےٰ اگر تو چاہے گا تو آج کے دن کے بعد کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ آپ اس دعا میں مصروف تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا، یا رسول اللہ آپ کو اتنا عرض کرنا کافی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے طلب میں اصرار فرمایا ہے۔

آپ اپنے قبہ سے نکلے۔ آپ زرہ پہنے تھے اور کود کر چل رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (سورہ القمر آیت ۴۵)

مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت عمر فاروق بن الخطابؓ نے بیان فرمایا ہے کہ جب یوم بدر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا۔ ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور آپ کے اصحاب تین سو سترہ آدمی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو بقبلہ ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو پکارنے لگے اور اپنے دونوں ہاتھ اس قدر دراز کیے اور رو بقبلہ تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں شانوں پر سے چادر گر پڑی۔ حضرت ابو بکرؓ

صدیق آگے بڑھے اور انہوں نے آپ کی چادر لے کر آپ کے دونوں شانوں پر ڈال دی اور پھر آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور کہا، اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا اپنے رب کو قسم دینا کافی ہے۔ آپ کے رب نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ عنقریب پورا کرے گا۔

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ (الانفال آیت ۹)

جب آپ اپنے رب سے طلب کر رہے تھے تو ہم نے اس کو قبول کیا اور آپ کی ایک ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس درمیان میں ایک مرد مسلمانوں کے گروہ سے اس دن ایک مرد مشرک کے پیچھے تھا اور اس پر حملہ کر رہا تھا اور وہ مشرک اس کے آگے تھا اور وہ پیچھے تھا۔ یکایک اس نے کوڑا مارنے کی آواز سنی کہ مشرک پر کوڑا پڑا اور ایک سوار کی یہ آواز سنی کہ اے حیزوم آگے بڑھ اس نے مشرک کی طرف دیکھا وہ چت پڑا ہوا تھا۔ اس مسلمان نے مشرک کی طرف غور کر کے دیکھا تو اس مشرک کو ایسے حال میں پایا کہ اس کی ناک کچل دی گئی تھی اور اس کا چہرہ شق ہو گیا تھا جیسے کوڑے کی مار سے شق ہو جاتا ہے اور وہ تمام سر سے پاؤں تک سبز ہو گیا تھا۔ وہ مرد انصاری آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا، تم نے سچ کہا وہ امر تیسرے آسمان کی مدد سے تھا۔ اس دن ستر مرد مشرکین سے قتل کیے گئے اور ستر مرد گرفتار کیے گئے۔

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ جب یوم بدر تھا میں نے کچھ جنگ کی اور پھر جلدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تاکہ دیکھوں آپ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور آپ یاحیّ یاقیوم، یاحیّ یاقیوم کہہ رہے تھے اور اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر میں جنگ کی طرف پلٹا اور چلا گیا۔ میں کچھ دیر کے بعد پھر آیا تو آپ کو بدستور سجدہ میں دیکھا۔ آپ یاحیّ یاقیوم کہہ رہے تھے۔ پھر میں جنگ کے واسطے پلٹ کے چلا گیا۔ پھر میں آیا اور آپ کو میں نے سجدہ میں پایا اور آپ، یاحیّ یاقیوم کہہ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتح دی۔

واقدی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ سے روایت کی کہ یوم بدر میں میں نے دو مردوں کو دیکھا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف تھا اور ایک مرد بائیں طرف۔ وہ دونوں سخت جنگ کر رہے تھے۔ پھر تیسرا مرد آپ کے پیچھے آگیا۔ پھر چوتھا مرد آپ کے سامنے آگیا۔

ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ بنی غفار کے ایک شخص نے کہا: میں اور میرا چچا زاد بھائی بدر میں حاضر ہوئے اور ہم لوگ اپنے شرک پر ثابت قدم تھے۔ ہم دونوں ایک پہاڑ پر چڑھے اور انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر مال لوٹیں۔ اس دوران ایک طرف سے ابر بلند ہوا اور جب وہ بڑھ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی اور یہ سنا کہ ایک سوار کہہ رہا تھا "اے حیزدم آگے بڑھ۔

اس واقعہ سے میرے ہمراہی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنی جگہ پر مر گیا۔ اور میری حالت یہ تھی کہ قریب تھا کہ میں بھی ہلاک ہو جاؤں۔ پھر اس کے بعد میں نے افاقہ پایا۔

ابن راہویہ، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم نے ابی اسید الساعدیؓ سے روایت کی کہ ابن اسید نے اپنے نابینا ہونے کے بعد کہا کہ اگر میں تم لوگوں کے ساتھ اب بدر میں ہوتا اور میری بینائی ہوتی میں تم کو ان گھاٹیوں سے خبر دیتا جن گھاٹیوں سے ملائکہ نکلے تھے۔ میں اس میں شک اور شبہ نہیں کرتا ہوں۔

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ، حکیم ابن حزام سے روایت کی۔ دونوں راویوں نے کہا کہ جب لڑائی لازم ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کی اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا تھا اس کے پورا کرنے کی استدعا کرتے ہوئے آپؐ نے یہ عرض کی:

"اے میرے اللہ اگر مشرکین اس جماعت پر غالب آ گئے تو شرک ظاہر ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہ رہے گا۔"

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ سے یہ کہتے تھے واللہ آپ کو اللہ تعالیٰ ضرور نصرت دے گا اور آپ کو ضرور سرخرو فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کو جو ہم ردیف تھے دشمنوں کی اطراف میں اتار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا، اے ابوبکر تم کو بشارت ہو یہ جبریل علیہ السلام ہیں کہ سر پر زرد عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آسمان اور زمین کے درمیان اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں۔ جب جبریلؑ زمین پر اترے مجھ سے ایک ساعت غائب رہے پھر ایسے حال میں جبریلؑ ظاہر ہوئے کہ ان کے سامنے کے دو دانتوں پر غبار تھا اور جبریل علیہ السلام یہ کہہ رہے تھے:۔

"اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے پاس آئی۔ اس لیے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا مانگی ہے۔"

بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں فرمایا جبریل یہ اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں ان کے جسم پر جنگ کے آلات ہیں۔

ابو یعلی، حاکم اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ میں قلیب بدر کے پاس ٹہل رہا تھا۔ یکایک ایسی تند ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھی تھی۔ پھر وہ چلی گئی۔ پھر ایک ایسی تند ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھی تھی۔ مگر وہ ہوا جو اس ہوا سے پہلے آئی تھی وہ دیکھی تھی۔ پھر ایک تند ہوا آئی۔ کہا جو ہوا اوّل آئی تھی وہ جبریل علیہ السلام تھے کہ ہزار فرشتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے واسطے نازل ہوئے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف نازل ہوئے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی داہنی طرف تھے اور تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ سے نازل ہوئے تھے۔ اور میسرہ میں میں تھا۔

احمد، بزار، ابو یعلی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مجھ سے یوم بدر میں کہا گیا۔ ایک سے یہ کہا گیا، تمہارے ساتھ جبریلؑ ہیں اور دوسرے سے یہ کہا گیا تمہارے ساتھ میکائیل ہیں اور اسرافیل عظیم فرشتہ ہیں وہ جنگ میں موجود ہوتے ہیں اور جنگ نہیں کرتے ہیں اور وہ صف میں رہتے ہیں۔ (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت سہل بن حنیف سے روایت کی کہ یوم بدر میں ہم نے دیکھا ہے ہمارا جو کوئی آدمی اپنی تلوار سے مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا پہلے اس کے کہ اس کے سر تک تلوار پہنچے اس کا سر تن سے کٹ کر گر پڑتا تھا۔ (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

ابن اسحاق اور بیہقی نے ابی واقد اللیثی سے روایت کی کہ یوم بدر میں ایک مشرک کا میں پیچھا کر رہا تھا تاکہ اس کو تلوار سے ماروں۔ پہلے اس کے کہ میری تلوار اس کی طرف پہنچے اس کا سر کٹ کر گر پڑا میں نے اس واقعہ سے یہ پہچانا کہ اس مشرک کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن جریر اور ابونعیم نے ابی داود المازنی سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابی داود سے روایت کی کہ میری قوم میں سے ایک مرد جو بنی سعد بن بکر سے تھا نے بیان کیا کہ یوم بدر میں میں شکست کھا رہا تھا۔ یکایک میں نے اپنے سامنے ایک مرد کو بھاگتا ہوا دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ اس کے پاس پہنچ کر اس سے مدد حاصل کر دوں کہ وہ مرد ایک گڑھے کے نزدیک پہنچ گیا۔ میں بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر کٹ کر گر پڑا اور

اس کے پاس ہیں۔ نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت کی کہ اس دن مشرک مرد کا سر کٹ کر گر پڑتا۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کس نے مارا اور ایسے ہی مرد کا ہاتھ قطع ہو کر گر پڑتا۔ یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس کو کس نے مارا ہے۔

بیہقی نے ربیع ابن انس سے روایت کی کہ یوم بدر میں آدمی ملائکہ کے مقتولوں کو ان آدمیوں کے مقتولوں سے پہچانتے تھے جن کو آدمی قتل کرتے تھے۔ ملائکہ کے مقتولوں کی یہ پہچان تھی کہ مقتول کی گردنوں اور انگلیوں پر آگ کی علامت کی مثل ہوتا تھا کہ جیسے آگ سے جلا دیا گیا ہے۔

ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ملائکہ کی علامت یوم بدر میں سفید عمامہ تھی۔ انہوں نے عماموں کے سرے پیٹھ تک چھوڑ رکھے تھے اور یوم حنین میں ملائکہ کے سرخ عمامے تھے اور ملائکہ نے سوا یوم بدر کے کسی دن جنگ نہیں کی اور یوم بدر کے سوا دوسرے مقامات جنگ میں لڑائی کے دنوں میں تعداد اور مدد کے واسطے رہتے تھے کسی کو نہیں مارتے تھے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے سہیل بن عمرو سے روایت کی کہ یوم بدر میں میں نے گورے مردوں کو ابلق گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان دیکھا۔ وہ لڑائی کی تعلیم کرتے تھے اور وہ کفار کو قتل کرتے اور گرفتار کرتے تھے۔

ابن سعد نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت کی کہ بدر میں مشرکین کے ساتھ میں موجود تھا میں نے ملائکہ کو زمین اور آسمان کے درمیان دیکھا کہ وہ مشرکین کو قتل کر رہے تھے اور گرفتار کر رہے تھے۔

واقدی اور بیہقی نے خارجہ ابن ابراہیم سے روایت کی کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا، "ملائکہ میں سے یوم بدر میں کون شخص یہ کہہ رہا تھا کہ اے حیزوم آگے بڑھ؟" جبریل علیہ السلام نے کہا میں کل اہل آسمان کو نہیں پہچانتا ہوں۔

واقدی، بیہقی نے صہیب سے روایت کی کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یوم بدر میں کتنے ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور کتنی چوٹیں ایسی خشک تھیں جن کے زخموں نے خون نہیں دیا تھا۔ میں نے ان کو دیکھا ہے یعنی کثرت سے ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور کثرت سے ایسے زخم تھے جن میں خون نہ تھا۔

بیہقی اور واقدی نے ابن بردہ ابن نیار سے روایت کی کہ یوم بدر میں میں تین سر لایا اور میں نے ان کو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دو سر جو ہیں ان کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور تیسرا سر جو ہے میں نے ایک گورے مرد، طویل قد کو دیکھا کہ اس نے اس کے

تلوار ماری ہیں نہ اس کا سر لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گورا مرد ملائکہ میں سے فلاں ہے۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فرشتہ ان آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتا تھا جن کو آدمی پہچانتے تھے۔ فرشتے مومنوں کو ثابت قدم رکھتے تھے۔ فرشتہ مومنین سے کہتا میں کفار کے قریب گیا تھا میں نے ان سے سنا وہ یہ کہتے تھے اگر مسلمان ہم لوگوں پر حملہ کریں گے تو ہم ثابت قدم نہ رہیں گے۔ کفار کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ فرشتوں کا مومنین سے کفار کی نسبت یہ کہنا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ (انفال: رکوع ۲: آیت ۱۲)	یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، سو تم اہلِ ایمان کی ہمت بندھاؤ۔

واقدی اور بیہقی نے سائبؓ ابن ابی حبیش سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں واللہ مجھ کو آدمیوں میں سے کسی شخص نے نہیں پکڑا۔ سائب سے لوگ پوچھتے تھے پھر کس نے پکڑا۔ سائب کہتے ہیں کہ جس وقت قریش بھاگے میں قریش کے ساتھ بھاگا۔ ایک گورا مرد، دراز قد والا، سفید گھوڑے پر سوار آسمان اور زمین کے درمیان تھا اس نے مجھ کو پا لیا۔ اس نے مجھ کو رسی میں جکڑ دیا اور عبدالرحمٰن بن عوف آئے انہوں نے مجھ کو بندھا ہوا پایا۔ انہوں نے لشکر میں پکارا کہ اس مرد کو کس نے باندھا ہے۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہ کرتا تھا کہ اس نے مجھ کو باندھا ہے۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا "تجھ کو کس نے قید کیا ہے؟"

میں نے کہا "میں اس شخص کو نہیں جانتا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تجھ کو ملائکہ میں سے ایک فرشتہ نے گرفتار کیا ہے۔

واقدی، حاکم اور بیہقی نے حکیم ابن حزام سے روایت کی کہ یوم بدر میں ہم کو دکھلا دیا گیا وادی خلیص میں ایک کمبل آسمان سے گرا اس نے آسمان کے کنارے کو گھیر لیا اور یکایک ہم نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چیونٹیاں ہی چیونٹیاں ہیں۔ اس وقت میرے نفس میں یہ امر واقع ہوا کہ یہ آسمانی کوئی شئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ تائید دی گئی ہے۔ پھر سوائے بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا اور ملائکہ ہی کفار کی شکست کا سبب تھے۔

بیہقی اور ابونعیم نے جبیر ابن مطعم سے روایت کی کہ قوم کے بھاگنے سے پہلے آدمی لڑ رہے تھے میں نے ایک سیاہ کمبل دیکھا جو آسمان سے آیا۔ یہاں تک کہ وہ کمبل زمین پر گرا۔ میں نے دیکھا کہ ہر طرف سیاہ چیونٹیاں ہی چیونٹیاں ہیں۔ یہاں تک کہ صحرا ان سے بھر گیا۔ میں شک نہیں کرتا ہوں کہ وہ

کفار کی شکست کے لیے ملائکہ تھے۔

بیہقی اور ابونعیم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں ایک پستہ قد مرد، بنو ہاشم کے طویل قد کے مرد کو گرفتار کر کے لایا۔ ابونعیم نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس اسیر مرد نے کہا، واللہ مجھے اس شخص نے گرفتار نہیں کیا۔ مجھ کو ایک ایسے مرد نے گرفتار کیا جس کے سر کے آگے کے بال کم تھے اور چہرہ احسن الناس میں سے تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا اس نے مجھ کو گرفتار کیا ہے۔ میں اس کو قوم کے لوگوں میں نہیں دیکھتا ہوں۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "یہ مرد بزرگ فرشتہ تھا۔"

احمد، ابن سعد، ابن جریر اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس مرد نے عباسؓ کو گرفتار کیا تھا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو تھا۔ ابوالیسر کمزور مرد تھا اور عباسؓ جسیم مرد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، "اے ابوالیسر تو نے عباسؓ کو کیونکر گرفتار کر لیا؟"

ابوالیسر نے کہا، "یارسول اللہ ان کی گرفتاری میں ایک مرد نے میری اعانت کی۔ میں نے اس کو اس سے پہلے نہیں دیکھا اور نہ اس کے بعد دیکھا ہے۔ اس کی ہیئت ایسی تھی ایسی تھی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، تیری مدد عباس کی گرفتاری میں ایک بزرگ فرشتہ نے کی ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کو ابوالیسر نے کیسے گرفتار کر لیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ میرے والد عباسؓ نے کہا۔" اے میرے بیٹے! یہ بات نہ کہو، وہ مجھ سے ایسے حال میں ملا کہ میری آنکھوں میں خندمہ[1] پہاڑ سے زیادہ عظیم تھا۔

ابن سعد نے محمود بن لبید اور عبید ابن اوس سے روایت کی کہ جب یوم بدر تھا میں نے عباس اور عقیل ابن ابوطالب کو گرفتار کیا جبکہ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا کہ ان دونوں کی گرفتاری میں تمہاری اعانت ایک بزرگ فرشتہ نے کی ہے۔

ابن سعد نے عطیہ ابن قیس سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل بدر کی لڑائی سے فارغ ہوئے جبریلؑ ایک سرخ گھوڑے پر سوار آپ کے پاس آئے ان کے جسم پر ان کی زرہ اور ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جبریلؑ نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھ کو یہ امر کیا ہے کہ جب تک آپ خوش نہ ہو جاویں میں آپ سے جدا نہ ہوں۔ آیا آپ خوش ہو

---

[1] مکہ کا وہ پہاڑ جہاں سے عمارات کے لیے پتھر نکالا جاتا تھا۔

گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، بیشک میں راضی ہوگیا۔ جبریلؑ علیہ السلام پلٹ کر چلے گئے۔

ابن سعد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یکایک آپ نے نماز میں تبسم فرمایا۔ جب آپ نماز ادا کر چکے تو ہم لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا، میرے پاس سے میکائیل علیہ السلام گزرے۔ ان کے بازو پر غبار کا اثر تھا اور وہ قوم کی جستجو سے پلٹ کے آرہے تھے۔ وہ میری طرف دیکھ کر ہنسے اور میں نے ان کی طرف دیکھ کر تبسم کیا۔

امام احمد، بیہقی اور طبرانی نے "اوسط" میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ جس روز یوم بدر تھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین سے اپنے آپ کو بچاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اور قوت میں آدمیوں سے زیادہ سخت تھے اور آپ سے زیادہ قریب مشرکین سے کوئی شخص جنگ میں نہ تھا۔

بیہقی اور ابونعیم نے موسیٰ ابن عقبہ اور ابن شہاب بن عروہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی بھر کے کنکریاں لیں اور ان کو مشرکین کے منہ پر مارا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں کی عظیم شان پیدا کی۔ انھوں نے مشرکین میں سے کسی مرد کو نہ چھوڑا مگر اس کی دونوں آنکھیں کنکریوں سے بھر گئیں اور آدمی ایک گروہ کو ایسے حال میں پاتے تھے کہ ہر ایک آدمی اس گروہ کا اوندھے منہ پڑا ہوا تھا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کس طرف کو جاکر آنکھوں میں پڑنے والی مٹی کو نکالنے کی تدبیر کرے۔ اور ابن مسعودؓ نے ابوجہل کو ایسے حال میں پایا کہ وہ پچھڑا ہوا پڑا تھا۔ جنگ کی جگہ اور ابوجہل کے درمیان کثیر غبار تھا اور لوہے سے اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ وہ اپنی تلوار رانوں پر رکھے ہوئے تھا اور اس کے کوئی زخم نہ تھا لیکن وہ اپنے جسم کے کسی عضو کو حرکت دینے کی قدرت نہیں رکھتا تھا اور وہ اوندھا پڑا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ابن مسعودؓ نے اس کی گردن پر پیچھے سے تلوار ماری۔ اس کا سر انھوں نے قطع کر دیا۔ پھر اس کا لباس وغیرہ اور ہتھیار لے لیے۔ یکایک اس کو دیکھا کہ اس کے کوئی زخم نہ تھے بلکہ اس کی گردن میں ورم دیکھا اور دونوں ہاتھوں اور دونوں شانوں میں کوڑوں کی مار کی مانند نشان تھے۔ ابن مسعود نے اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپؐ نے فرمایا وہ نشانیاں ملائکہ کی ضرب کی تھیں۔

ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے ان کنکریوں کی آواز سنی جو یوم بدر میں آسمان سے گری تھیں۔ ان کی آواز ایسی تھی جیسے کسی طشت میں گرتی ہیں۔ جب صفیں باندھ

دی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو لیا اور مشرکین کے منہ پر مارا، سو آپ کا ان کنکریوں کو مارنا قرآنِ حکیم نے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (سورہ الانفال۔ آیت ۱۷) کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ابن اسحاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے روایت کی یوم بدر میں ابوجہل نے، جہالت سے مملو دُعا کی۔ اُس نے کہا:-

" اے خدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈلوا دیا اور ہمارے روبرو اُس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں۔ پس سچائی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں کو غالب آنا ہے۔"

جب دونوں جماعتیں جنگ کے لیے مل گئیں تو ابوجہل کچھ ہی دیر بعد مارا گیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (سورہ الانفال۔ آیت ۱۹) نازل فرمائی۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ اہلِ مکہ کا قافلہ شام کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ خبر اہلِ مدینہ کو پہنچی۔ وہ لوگ ایسے حال میں نکلے کہ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ لوگ قافلہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اہلِ مکہ کو اہلِ مدینہ کی یہ خبر پہنچی۔ انھوں نے مکہ کی طرف چلنے میں سرعت کردی تاکہ قافلہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب غالب نہ آجاویں۔

قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ دو طائفوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا اور قافلہ کا پانا مسلمانوں کو زیادہ دوست تھا اور قدرت کے لیے زیادہ آسانی تھی اور زیادہ حاضر غنیمت تھی۔ مگر قافلہ نے سبقت کی اور اہلِ مدینہ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ البتہ اہلِ مکہ کا ایک لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین اتر پڑے۔ ان کے اور پانی کے درمیان ایسا ریگزار تھا جس میں پاؤں دھنس جاتے تھے۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے مسلمانوں پر نہایت درجہ ضعف طاری ہوگیا اور ان کے دلوں میں شیطان نے غیظ کو ڈالا جو ان کو وسوسہ پیدا کراتا تھا۔ وہ زعم کرتے تھے کہ تم لوگ اولیاء اللہ ہو اور تم لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہے مگر مشرکین پانی پر تم پر غالب آگئے ہیں اور تم تشنگی کی حالت ہو۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر موسلادھار مینہ برسایا۔ مسلمانوں نے پانی پیا اور طہارت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے شیطان کی پلیدی دفع کردی۔ پانی برسنے سے ریگزار ایسا ہوگیا جس پر آدمی اور حیوانات چلنے پھرنے لگے۔ جب ریگزار جم کر سخت ہوگیا تو مسلمان قومِ مشرکین کی طرف چلے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مسلمانوں کو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائی۔ جبریل علیہ السلام ان پانچسو

فرشتوں میں تھے جو ایک طرف تھے اور میکائیل علیہ السلام ان پانچسو فرشتوں میں تھے جو دوسری طرف تھے۔

اس وقت میں شیطان لعین اپنے شیطانوں کے ایسے لشکر میں آیا جو بنی مُدلج کے مردوں کی صورت میں تھا اور اس لعین کے ساتھ اس کا جھنڈا تھا اور شیطان سُراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے مشرکین سے کہا، آج کے دن آدمیوں سے کوئی شخص تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا ہمسایہ ہوں جبکہ قوم کے لوگ مختلف ہوئے۔

ابوجہل نے یہ دعا مانگی، "اے میرے اللہ! ہم لوگوں میں جو کوئی اولیٰ بالحق ہے اس کو تو نصرت دے" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور یہ دعا کی، "اے رَبّ! اگر تو اس جماعت کو ہلاک کردے گا تو زمین میں ہرگز کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔"

جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا آپ ایک مٹھی خاک لیجیے۔ آپؐ نے ایک مٹھی خاک لی اور اس کو مشرکین کی طرف ان کے چہروں پر پھینکا۔ مشرکین میں کوئی شخص ایسا نہ تھا مگر اس کی دونوں آنکھوں اور دونوں نتھنوں اور منہ میں اس مٹھی بھر خاک میں سے خاک پہنچی۔ سب مشرکین پیٹھ پھیر کے بھاگ گئے۔

بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب، اور عروہؓ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں ان لوگوں پر ایک ہی مینہ برسایا۔ وہ مینہ مشرکین پر شدید بلا تھا۔ مشرکین کو اس مینہ نے چلنے سے منع کیا اور وہ مینہ مسلمانوں پر خفیف مینہ تھا۔ اس مینہ نے مسلمانوں کے چلنے پھرنے کی جگہ اور اترنے کی جگہ کو بدل دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان شاء اللہ کل کے مشرکین کے بچھڑنے کی یہ جگہیں ہیں۔

ابن سعد نے حضرت عکرمہؓ سے روایت کی کہ اس دن مسلمان لوگ اونگھ سے جھک رہے تھے اور میدانِ بدر کے ریگ زار میں اترے ہوتے تھے۔ آسمان نے مینہ برسایا، وہ ٹیلہ سخت پتھروں کی مثل ہوگیا۔ اس پر دوڑنے کے طور پر دوڑتے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِن آیات کو نازل فرمایا:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

(سورۃ انفال: رکوع ۲ : آیت ۱۱)

اُس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ کو طاری کردیا تھا اپنی طرف سے تم کو آرام دینے کے لیے، اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے پاؤں جمادے۔

واقدی اور بیہقی نے حاکم بن حزام سے روایت کی کہ یوم بدر میں ہم لوگ بھڑ گئے اور ہم نے باہم جنگ کی۔ میں نے ایک آواز سنی جو آسمان سے زمین کی طرف اس طور پر واقع ہوئی جیسے سنگریزے طشت میں گریں اور ان کی آواز ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں میں سے ایک مٹھی کنکریاں لیں اور پھینکیں۔ ہم لوگ بھاگ گئے۔

واقدی اور بیہقی نے نوفل ابن معاویہ الدیلمی سے روایت کی کہ یوم بدر میں ہم لوگ بھاگ گئے۔ اور ہم اپنے دلوں میں اس طور سے سنتے تھے جیسے طشت میں کنکریاں گرتی ہیں اور ان کی جھنکار ہوتی ہے اور ہمارے پیچھے سے بھی ایسی ہی آواز آتی تھی اور یہ امر ہم لوگوں پر زیادہ سخت رعب والا تھا۔

ابونعیم نے "حلیہ" میں عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کے بارے روایت کی کہ ان کنکریوں میں سے کوئی کنکری نہیں گری مگر ہر ایک مرد کی آنکھ میں۔

بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یوم بدر میں ان لوگوں کو سخت عذاب دینے والی ہوا نے پکڑا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میرے دادا خبیب کے یوم بدر میں تلوار کا زخم لگا۔ ان کے جسم کا ایک حصہ کٹ کر ایک طرف لٹک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب دہن مبارک لگا دیا اور اس کو ملا دیا۔ اور اس کو جیسے پہلے تھا اس حالت پر پھیر دیا وہ زخم مل گیا۔

ابن عدی، ابویعلی اور بیہقی نے عاصم بن عمرؓ سے اور انہوں نے اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے روایت کی ہے کہ قتادہ کی آنکھ یوم بدر میں زخمی ہو گئی۔ یعنی ان کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر نکل پڑا۔ لوگوں نے اس کے قطع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اور قتادہ کو اپنے پاس طلب فرمایا اور ان کی آنکھ کا ڈھیلا اپنے دست مبارک کی ہتھیلی سے دبا دیا۔ اس کے بعد یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

ایسی ہی ایک حدیث بیہقی نے قتادہ سے روایت کی کہ اس کے بعد آپ نے اپنی ہتھیلی سے پتلی کو دبا دیا یہ زیادہ کیا ہے کہ آپؐ نے یہ دعا کی " اللھم اکسہ جمالاً " اے میرے اللہ تعالےٰ اس کو جمال کا لباس پہنا۔

ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا ڈھیلا

ان کے رخسار پر بہ کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہو گئی۔ وہ آنکھ قتادہ کی دونوں آنکھوں میں سے زیادہ صحیح اور زیادہ اچھی تھی۔

ابونعیم نے عبداللہ ابن ابی صعصعہ سے روایت کی کہ الخدری ابی معید نے اپنے بھائی قتادہ بن نعمان سے روایت کی کہ میری دونوں آنکھوں کو یوم بدر میں صدمہ پہنچا۔ وہ دونوں آنکھیں میرے رخساروں پر گر پڑیں۔ میں ان دونوں آنکھوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے ان دونوں کو ان کی جگہ پر رکھ کر دونوں آنکھوں میں لعاب دہن مبارک ڈال دیا۔ وہ دونوں چمکنے لگیں۔

حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے معاذ بن رفاعہ ابن رافع ابن مالک سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ یوم بدر میں ایک تیر میرے لگا اور میری آنکھ پھوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب دہن مبارک ڈال دیا اور میرے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد میری آنکھ کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

واقدی، بیہقی اور ابن عساکر نے عمر بن عثمان الجحشی سے، انہوں نے اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ عکاشہ بن محصن کہتے تھے کہ یوم بدر میں میری تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک لکڑی عنایت کی۔ یکایک میں نے دیکھا وہ لکڑی ایک سفید لمبی تلوار تھی اور میں نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بھگا دیا وہ تلوار ہمیشہ عکاشہ کے پاس رہتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

واقدی اور بیہقی نے اسامہ بن زید اللیثی اور بنی اشہل کے متعدد افراد سے روایت کی کہ یوم بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی وہ بے ہتھیار رہ گئے۔ کوئی ہتھیار ان کے پاس نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ کو ایک شاخ جو آپ کے دست مبارک میں تھی اور وہ ابن طاب نخل کی قسم کی شاخوں سے ایک شاخ تھی ان کو دی اور آپ نے ان سے فرمایا اس سے مارو۔ یکایک وہ شاخ عمدہ کھری تلوار ہو گئی۔ وہ تلوار ان کے پاس ہمیشہ رہتی تھی یہاں تک کہ وہ یوم جسر ابی عبید میں مقتول ہو گئے۔

ابن سعد نے علی بن محمد، ابومعشر اور ابومعشر نے زید بن اسلم اور یزید بن رومان اور اسحاق بن عبداللہ وغیرہم سے روایت کی کہ یوم بدر میں عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے عکاشہ کو کھجور کے درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وہ شاخ ان کے ہاتھ میں ایسی سیف قاطع ہو گئی جس کا لوہا نہایت صاف اور چمکدار تھا اور اس کی پیٹھ نہایت سخت تھی۔

شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے حضرت قتادہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں ان مقتولوں کے پاس کھڑے ہوئے جو کنوئیں میں ڈالے گئے تھے۔ آپ ان کو یا فلاں ابن فلاں کہہ کر پکارتے اور ان سے فرماتے تھے، تم لوگ اس امر سے خوش نہ تھے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو حق پایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ جن اجسام میں روح اور زندگی نہیں ہے۔ آپ ان سے خطاب فرما رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں جو بات ان سے کہتا ہوں، تم لوگ اس سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

قتادہ نے کہا کہ، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا، کہ انہوں نے حضورؐ کی سرزنش کو سُنا۔

واقدی اور بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا مانگی، اللھم اکفنی نوفل بن خویلد " اے اللہ مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ۔

پھر آپؐ نے پوچھا، کون شخص ہے جس کو نوفل کا علم ہے ؟ حضرت علیؓ نے کہا، یا رسول اللہ میں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ آپؐ نے تکبیر کہی اور کہا الحمد للہ الذی اجاب فیہ دعوتی جمیع حمد ثابت اللہ تعالیٰ کے واسطے، وہ اللہ تعالیٰ جس نے میری دعا نوفل کے حق میں قبول کی۔

بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول " وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا [1] کے نزول کے بعد نہ تھا مگر تھوڑا زمانہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یوم بدر کی جنگ میں قریش کو مصیبت زدہ کیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کی ایک جماعت آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان لوگوں نے آپس میں کہا تم میں کون شخص ایسا ہے کہ فلاں قبیلہ کے اونٹوں کی طرف جائے اور وہاں اوجھ پڑی ہے اُسے لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں جس وقت آپ سجدہ کریں رکھ دے۔ ایک شخص جو اشقی القوم تھا وہ اٹھا اور اس کو لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ رکھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سورہ مزمل۔ آیت ۱۱

سجدہ سے نہ اٹھے اور کافر ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر گر پڑتے تھے۔ کسی گزرنے والے نے حضرت فاطمہ زہرا کو بتایا جو ابھی چھوٹی لڑکی تھیں۔ وہ دوڑ کر آئیں یہاں تک کہ انہوں نے آپ پر سے بڑی مشقت سے اس اوجھ کو پرے پھینکا۔ اور ان لوگوں کے پاس آ کر ان کو بُرا بھلا کہا۔

جب آپؐ نے اپنی نماز ادا کر لی تو یہ دعا تین بار کی۔ "اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔" پھر آپؐ نے ہر ایک کا نام لے کر بددعا کی کہ:۔

"اے میرے اللہ! عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل اور عتبہ ابن ربیعہ اور شیبہ ابن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ ابن خلف اور عقبہ ابن ابی معیط اور عمارہ ابن ولید ان سب پر عذاب نازل کر"

ابن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے ان سب مشرکین کو یوم بدر میں پچھڑا ہوا دیکھا۔

احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین سے فارغ ہو گئے تو کسی نے آپؐ سے کہا آپ پر قافلہ کی طرف توجہ لازم ہے۔ قافلہ کے اس طرف کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ حضرت عباسؓ نے سن کر کہا۔ (عباسؓ اس وقت آپ کی قید میں قیدی تھے) "قافلہ کی طرف آپ کو توجہ کرنا مناسب نہیں ہے"۔ آپؐ نے فرمایا، کس لیے مناسب نہیں ہے؟ عباسؓ نے کہا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ دو گروہوں میں ایک کا وعدہ کیا تھا۔ جو وعدہ آپ سے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کر دیا کہ بدر میں ایک گروہ پر آپؐ کو نصرت دی اور وہ لوگ مقتول ہو گئے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں میدانِ بدر کی طرف گیا۔ میں نے ایک شخص دیکھا وہ زمین میں سے نکلتا ہے۔ اس کو ایک دوسرا شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ مرد زمین میں سے نکلتا ہے اور وہ مرد اس کو ہتھوڑے سے مارتا ہے۔ وہ مرد اس کے ساتھ بار بار ایسا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "وہ ابوجہل ہے جو زمین سے نکلتا ہے۔ روز قیامت تک اس کو عذاب دیا جائے گا۔

ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے "اوسط" میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی میں یوم بدر کے بعد اطراف بدر میں جا رہا تھا، یکایک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ایک گڑھے سے نکلا۔ اس کی گردن میں ایک زنجیر تھی۔ اس نے مجھ کو آواز دی اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے یہ نہیں جانتا کہ اس نے میرا نام جانا یا جیسا کہ عرب لوگ ہر اجنبی کو عبداللہ (اللہ کا بندہ) کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس نے اہل عرب کے پکارنے کے طور پر مجھ کو عبداللہ کہہ کر پکارا۔ اور ایک اور مرد اسی گڑھے میں سے نکلا۔ اس

کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ اس نے مجھ کو پکار کے کہا، اے عبداللہ! تم اس کو پانی نہ پلاؤ۔ اس لیے کہ یہ کافر ہے۔ پھر اس مرد نے اس کو کوڑے سے مارا، یہاں تک کہ وہ اپنے گڑھے میں پلٹ کے چلا گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خبر کی۔ آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کیا فی الواقعہ تم نے اس کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا، بیشک میں نے اس کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا، وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابوجہل ہے اور وہ کوڑوں کی مار روز قیامت تک اس کا عذاب ہے۔

بیہقی نے بطریق موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب بن عروہؓ سے روایت کی کہ بدر کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں اور منافقوں کی گردنیں جھکا دیں۔ مدینۂ منورہ میں کوئی منافق اور کوئی یہودی ایسا نہ رہا۔ جس کی گردن بدر کی شکست کی وجہ سے جھک نہ گئی ہو، گویا یہ دن " یوم فرقان" تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آج کے دن کے بعد کسی کو بلند نہ کرے گا مگر وہ غالب ہوگا۔

بیہقی نے عطیہ العوفی سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابوسعید الخدری سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پوچھا " الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ (الآیہ)"[1] ابوسعیدؓ نے کہا، اہل فارس اہل روم پر غالب ہو گئے تھے۔ پھر روم فارس پر غالب ہو گیا۔ اس کے بعد یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر مشرکین عرب سے جنگ کی اور روم اور فارس باہم جنگ میں بھڑ گئے۔ ہم نے مشرکوں پر نصرت پائی اور اہل کتاب (رومیوں نے) مجوسیوں (اہلِ فارس) پر نصرت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص ہم کو مشرکوں پر جو نصرت دی ہم اس سے خوش ہوئے اور اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے مجوسیوں پر جو نصرت دی اس سے بھی ہم کو فرحت ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- " یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ (سورہ روم آیت ۴)

ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں ایک قبّہ کے اندر تشریف فرما ہے۔ آپ نے فرمایا، " اس جنّت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

یہ سن کر عمیرؓ بن الحمام نے کہا، " بخ بخ (واہ، وا)۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " تم نے یہ اظہار مسرت کس وجہ سے کیا ہے ؟ "

عمیرؓ نے کہا، " اس امید سے کہتا ہوں کہ کاش میں اہلِ جنّت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " تم اہل جنّت سے ہو۔" پھر آپ نے کچھ کھجوریں نکالیں اور

[1] سورہ روم آیت ۱

عمیرؓ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا:۔
"اگر میں باقی رہونگا تو کھجوریں کھاتا رہونگا۔ وگرنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے۔" پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا اور مردانہ وار جنگ میں کود پڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا اگر تم لوگ چاہو تو ان کو قتل کر ڈالو اور اگر چاہو تو ان سے فدیہ لے لو۔ فدیہ سے تم کو تمتع حاصل ہوگا۔ تم لوگوں میں سے ان کی تعداد کے مطابق شہید ہوں گے۔ ستر اشخاص میں سے آخری شخص قیس بن ثابت تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ عقبہ بن ابی معیط نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے فرمایا تیرا کھانا میں جب تک نہ کھاؤنگا جب تک کہ تو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہے گا۔ عقبہ نے اس کی شہادت دی۔ عقبہ کا ایک دوست عقبہ سے ملا اور اُس نے عقبہ کو اس امر پر ملامت کی۔ عقبہ نے پوچھا، اب یہ بتاؤ میں کیا کروں کہ قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہو گئی ہے وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت و وقار لوٹ آئے۔"

اُس کے دوست نے اُسے بتایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جا اور آپؐ کے منہ پر تھوک دے۔ عقبہ نے ایسا ہی کیا۔ حضورؐ نے اپنے چہرہ مبارک کو صاف کر لیا۔ اور فرمایا: "اگر مکہ کے پہاڑوں سے باہر تجھ کو پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے ماروں گا۔" جب یوم بدر تھا اور آپ کے اصحاب جنگ کے واسطے نکلے تو عقبہ نے اپنے لشکر سے باہر نکلنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ اس مرد نے مجھ سے کہا ہوا ہے کہ اگر مکہ کے پہاڑوں سے باہر وہ مجھ کو پائے گا تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن مار دے گا۔

لوگوں نے اس سے کہا، ہم تجھ کو سواری کے لیے سرخ ناقہ دیتے ہیں۔ اگر بھاگر ہوئی تو تو اُڑ جائے گا اور وہ کسی طرح تجھ کو نہ پا سکیں گے۔

عقبہ ان لوگوں کے اصرار و اطمینان پر ساتھ ہو گیا۔ اور جب اُس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اس اونٹنی نے اس کو ایک چٹیل زمین پر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر نے اس کی گردن ماروی۔

ابو نعیم نے حضرت عباسؓ سے روایت کی کہ ان سے جس وقت فدیہ لیا گیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ جب تک میں زندہ رہوں گا آپ مجھ کو قریش کا فقیر بنا کے چھوڑیں گے یعنی

میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو جواب دیا، آپ قریش کے نقیر کیونکر ہوں گے۔ آپ نے تو سونے کے ڈلے ام فضل کے سپرد کیے تھے اور ام الفضل کو آپ نے یہ کہا تھا اگر میں مارا جاؤں گا تو جب تک تو زندہ رہے گی تجھ کو غنا رہے گی۔

حضرت عباس نے سن کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ مال والی بات میرے اور میری بیوی (ام الفضل) کے سوا کوئی نہ جانتا تھا اور آپ کو مطلع کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے زہری سے روایت کی کہ حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے پاس وہ شئی نہیں ہے جس کو فدیہ دوں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا، وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا ہے اور تم نے ام فضل سے کہا ہے اگر میں اپنے اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے فرزندوں، فضل اور عبداللہ اور قثم کے واسطے ہوگا۔ عباسؓ نے یہ سن کر کہا، واللہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ واللہ یہ وہ بات تھی جس کا میرے اور ام فضل کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔

حاکم اور ابن اسحاق نے یحییٰ ابن عباد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح حدیث کہا ہے اور ابو نعیم نے ابن اسحاق کے طریق سے ان کے بعض اصحاب اور انہوں نے مقسم سے مقسم نے حضرت عباس سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور احمد نے اس حدیث کی روایت ابن اسحاق کے طریق سے ان لوگوں سے کی ہے جنھوں نے عکرمہ سے سنا اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے سنا ہے اور اس کی روایت ابن سعد نے کلبی کے طریق سے ابو صالح سے، ابو صالح نے ابن عباسؓ سے کی ہے۔

ابن سعد، بیہقی نے عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی کہ جب نوفل بن حارث بدر میں گرفتار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، اے نوفل اپنے نفس کا تو فدیہ دے۔ نوفل نے کہا، میرے پاس کوئی شے نہیں ہے جو اپنے نفس کا اس سے فدیہ دوں۔ آپ نے فرمایا، اپنے نفس کا فدیہ اس مال سے دے جو جدہ میں ہے۔ نوفل نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نوفل نے اپنے نفس کا فدیہ اس مال سے دیا۔

ابن جریر، ابن اسحاق، ابن سعد اور حاکم نے حسین بن عبداللہ بن عباس، عکرمہ ابن عباس اور ابو رافع سے روایت کی ہے کہ ہم آل عباس اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ہم اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور میں حضرت عباسؓ کا غلام تھا جبکہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یوم بدر میں گئے اور ہم کسی اہم

خبر کی توقع رکھنے لگے۔ ہمارے پاس حیسمان الخزاعی خبر لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کی جو خبر ہمارے پاس آئی ہم نے اس سے اپنے نفسوں میں قوت پائی اور ہم اس سے مسرور ہوئے۔ واللہ میں زمزم کے صفہ میں بیٹھا تھا اور ام فضل میرے پاس تھیں۔ یکایک میں نے دیکھا کہ ابولہب خبیث شر کو لایا اور اپنے پاؤں زمین پر گھسٹتا ہوا آیا جبکہ اس کے پاس خبر آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوا اور خوار و ذلیل کیا۔ ابولہب حجرہ کے سراپردہ کے پاس بیٹھ گیا۔ ابولہب سے آدمیوں نے کہا یہ سفیان بن الحارث ہے جو آیا ہے اور اس کے پاس لوگ جمع ہوئے ہیں۔ ابوسفیان سے ابولہب نے کہا میرے پاس آؤ تیرے پاس خبر ہے۔ ابوسفیان آیا، یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ ہم قوم سے بھڑ گئے اور ہم نے ان کو اپنے شانے دے دیئے یعنی ہم نے منہ پھیر دیئے۔ جس جگہ انہوں نے چاہا ہم لوگوں کے جسم پر ہتھیار چلائے۔ واللہ باوجود اس کے کہ آدمیوں نے منہ پھیر دیئے میں نے ان کو ملامت نہیں کی۔ ہم نے گورے مردوں کو ابلق گھوڑوں پر دیکھا۔ واللہ وہ مرد کسی شئے کو باقی نہیں چھوڑتے۔ ابورافع نے کہا، میں نے حجرہ کے پردہ کو اٹھایا اور میں نے کہا واللہ وہ مرد ملائکہ تھے۔ اس خبر کو سن کر ابولہب کھڑا ہو گیا۔ اور بحالت ذلت اپنے پاؤں گھسیٹ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مہلک آبلوں کے ساتھ مبتلا کیا۔ یہاں تک کہ وہ سات دن کے بعد مر گیا۔ ابولہب کے بیٹوں نے اس کو مکان میں تین دن تک چھوڑ دیا اور اس کو دفن نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سڑ گیا اور اس میں بدبو پیدا ہو گئی۔ قریش کے لوگ اس بیماری سے بچتے تھے جیسے کہ طاعون سے بچتے تھے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ابولہب کے دونوں بیٹوں سے قریش کے ایک مرد نے کہا تمہارا بھلا ہو تم شرم نہیں کرتے ہو کہ تمہارا باپ اپنے گھر میں سڑ گیا تم دونوں اس کو دفن نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہم کو یہ خوف ہے کہ اس کی بیماری ہم کو لگ جائے گی۔ اس مرد نے کہا تم چلو میں تم دونوں کی اعانت اس پر کروں گا۔ واللہ ابولہب کو اس کے بیٹوں نے غسل نہیں دیا مگر دور سے کھڑے ہو کر اس پر پانی ڈال دیا اس کے پاس نہیں جاتے تھے۔ پھر ابولہب کو اعلیٰ مکہ کی طرف اٹھا کر لے گئے اور ایک دیوار سے اس کو ٹیک لگا کر رکھ دیا۔ پھر اس پر پتھر چن دیئے۔

بخاری و مسلم نے عروہ سے روایت کی کہ ابولہب نے ثویبہ[1] کو آزاد کیا۔ ثویبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا جبکہ ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ نے خواب میں اس کو بڑے نقصان کی حالت میں دیکھا۔ اس سے اس نے پوچھا تو کس چیز سے ملاقی ہوا۔

ابولہب نے کہا۔ تم لوگوں کے بعد میں نے اس کے علاوہ کوئی راحت نہیں دیکھی میں نے ثویبہ کو جو آزاد کیا تھا اس کے بدل میں مجھ کو اس گڑھے سے پانی پلایا گیا اور ابولہب نے اس گڑھے کی طرف

[1] ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

اشارہ کیا جو انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی کے ملانے سے پیدا ہوتا ہے۔

بیہقی نے واقدی اور دوسرے راویوں سے روایت کی کہ قباث ابن ہثیم الکنانی بدر کے دن مشرکوں کے ساتھ موجود تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی قلت اور ان لوگوں کی کثرت کو جو ہمارے ساتھ سوار اور پیادہ تھے، میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا۔ جو لوگ بھاگے میں ان میں بھاگا۔ میں اپنے دل میں کہتا جاتا تھا کہ میں نے عورتوں کے سوا کبھی کسی کو اس طرح بھاگتے نہیں دیکھا ہے۔

غزوۂ خندق کے بعد جب میرے دل میں بھی اسلام کا نور ضوافشاں ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا:۔

"اے قباث تم ہی ہو جو یوم بدر کو یہ بات کہتے تھے کہ میں نے اس امر کی مانند کبھی نہیں دیکھا کہ عورتوں کے سوا کوئی اس طرح بھاگا ہو۔"

یہ سن کر میں نے عرض کیا، "میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ بات ہرگز کسی کی طرف مجھ سے نکل کر نہیں گئی اور میں نے اس بات کو اپنے دل میں کہا تھا۔ اگر آپ نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات پر مطلع نہ کرتا۔ آپ نے مجھ پر اسلام کو ظاہر کیا، میں مسلمان ہو گیا۔

طبرانی نے ابان بن سلمان سے، انھوں نے اپنے والد سلمان سے روایت کی کہ قباث بن ہثیم اللیثی کا اسلام یوں تھا کہ عرب میں سے کچھ مرد قباث کے پاس آئے اور انہوں نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج کیا ہے وہ ہم کو ہمارے دین کے خلاف دین کی طرف بلاتے ہیں۔ قباث یہ سن کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب آپ کے پاس داخل ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا:۔

"اے قباث بیٹھ جا۔" قباث غصہ سے چپ رہا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، کیا تو اس قول کا قائل تو ہی ہے کہ اگر قریش کی عورتیں اپنے برقعوں کے ساتھ نکلتیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو میدان سے پھیر دیتیں۔ قباث نے سن کر کہا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میری زبان نے اس کلمہ کے ساتھ حرکت نہیں کی اور نہ میرے ہونٹوں نے اس کلمہ کے ساتھ زمزمہ کیا اور مجھ سے کسی شخص نے اس کلمہ کو نہیں سنا اور وہ کوئی شئی نہیں ہے مگر میرے نفس میں پیدا ہوئی تھی۔ قباث نے اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمد رسول اللّٰہ کہا اور یہ کہا میں یہ گواہی دیتا ہوں آپ جس دین کو لائے ہیں وہ حق ہے۔

بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہؓ ابن زبیر سے روایت کی۔ دونوں

راویوں نے بیان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ واپس آیا تو اطلاع پاکر عمیر بن الوہب الجمحی آیا اور اُمیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے پاس مقام حجر میں آکر بیٹھا۔ صفوان نے کہا، " بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدمزہ اور بے کیف ہے۔" عمیر نے اس کی بات سن کر کہا بیشک ان کے بعد زندگی میں کشش نہیں ہے اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا جسے میں ادا کرنے کی اپنے اندر سکت نہیں پاتا ہوں اور میرے ایسے عیال نہ ہوتے جن کے واسطے کوئی اندوختہ ہوتا، تو پھر میں یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ضرور کوچ کر کے جاتا اور ان کو قتل کر ڈالتا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے میری آنکھیں بھر جائیں تو میرے پاس ایک علت ہے۔ میں اس کے ساتھ بہانہ کر کے یہ کہوں گا کہ میں اپنے فرزند کے پاس آیا ہوں جو قیدی ہے۔

صفوان عمیر کی یہ باتیں سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا:۔

" تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل وعیال کا نفقہ وہی ہوگا جو میرے اہل وعیال کا ہے اور اس کے علاوہ جتنی قدرت ہوگی میں ہرگز دریغ نہ کروں گا۔"

اس کے بعد صفوان نے عمیر کے لیے سواری کا انتظام کیا اور اس کے واسطے سامان سفر تیار کیا۔ اور ایک عمدہ تلوار جو خوب صیقل تھی اور اس کو زہر دیا گیا تھا، دی۔ عمیر نے صفوان سے کہا۔ " اس منصوبے کو میرے لوٹ کر آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔"

اس کے بعد عمیر روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں آیا اور مسجد کے دروازہ کے پاس اترا اور اپنی سواری کو باندھ دیا اور تلوار لی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمرؓ بھی آگئے۔ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا آؤ عمرؓ بیٹھو۔ پھر عمیر سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا:۔ " عمیر تمہارا کیونکر آنا ہوا؟

عمیر نے جواب دیا: " اپنے قیدی سے ملنے آیا ہوں جو آپ کے پاس قید ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ " عمیر سچ بتاؤ۔ جھوٹ بولنا بری بات ہے۔"

عمیر نے کہا۔ " میرا مقصد سوائے اپنے قیدی کے ملنے کے کچھ نہیں ہے۔"

آپؐ نے فرمایا، " تو نے صفوان بن امیہ سے حجر کے پاس کیا شرط کی تھی؟"

عمیر ڈر گیا اور اُس نے پوچھا میں نے صفوان سے کیا شرط کی تھی؟"

آپؐ نے فرمایا، کیا تمہیں صفوان نے اس شرط پر آمادہ کر کے نہیں بھیجا کہ تم مجھے قتل کر دو اور وہ تمہارے اہل وعیال کا کفیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے

رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ شرط طے پائی اور رازدارانہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔ میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اس بات کی خبر کر دی۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔

اس کے بعد حضرت عمیرؓ مکہ معظمہ واپس ہو گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور عمیرؓ کے ہاتھ پر کثیر آدمی مسلمان ہوئے۔

بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ سے گفتگو کروں۔ میں نے آپ کو ایسے وقت پایا کہ آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے سنا آپ پڑھ رہے تھے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ[1] اس کو سن کر میرا ایسا حال ہوا گویا میرا دل پھٹ گیا۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم بدر میں مشرکین کی شکست کے بعد مدینہ آیا اور میں اس وقت بھوکا تھا۔ میرے سامنے ایک یہودیہ عورت آئی جس کے سر پر ایک لگن تھا اس میں بکری کا بچہ بھنا ہوا تھا۔ اس نے کہا، اے محمد تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جس نے آپ کو سلامت رکھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ نذر کی تھی کہ اگر آپ مدینہ میں سلامت آویں گے تو بکری کے اس بچہ کو میں ضرور ذبح کروں گی اور اس کو بھونوں گی اور اس کو آپ کے پاس لے جاؤں گی تاکہ آپ اس میں سے کھاویں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بکری کے بچہ کو گویائی عطا کی، اس نے کہا، اے محمدؐ آپ مجھے نہ کھائیے مجھ میں زہر ملا ہے۔

فائدہ

سبکیؒ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملائکہ کی جنگ کرنے میں کیا حکمت تھی باوجودیکہ جبریلؑ اس امر پر قادر تھے کہ اپنے بازو کے ایک پر سے کفار کو دفع کر دیتے۔ سبکیؒ نے اس کا یہ جواب دیا کہ یہ امر اس ارادہ کے سبب سے تھا کہ جنگ کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا فعل ہو اور ملائکہ لشکروں کی عادت پر جیسے لشکر کی مدد کرتا ہے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو مدد دیں۔ اس میں صورت اسباب کی رعایت اور سنت کی رعایت تھی جس سنت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جاری کیا ہے اور جمیع امور کا فاعل اللہ سبحانہٗ ہی ہے۔ اور زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے قول وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ[2] کے معنیٰ میں کہا ہے۔ اگر تم یہ اعتراض کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم بدر اور

[1] سورہ طور۔ آیت ۷-۸۔ [2] سورہ یٰسٓ آیت ۲۸۔

یوم خندق میں کس واسطے جنود ملائکہ کو آسمان سے نازل فرمایا اور یہ فرمایا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[۱] - اور یہ فرمایا ہے بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ[۲] اور بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ[۳] اور سو میں اس اعتراض کا یہ جواب دوں گا کہ ایک فرشتہ کافی تھا۔ قوم لوط کے شہر جبریل علیہ السلام کے بازو کے ایک پر ہی سے تہس نہس کر دیے گئے اور بلاد ثمود اور قوم صالح ایک صیحہ سے ہلاک کر دی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبار انبیاء اور اولوالعزم رسولوں پر فضیلت دی ہے۔ جیب بنجار کیا چیز ہیں اور اسباب کرامت اور اعزاز سے اس شے کا آپ کو والی کیا ہے جو کسی کو وہ اسباب کرامت اور اعزاز نہیں دیئے۔ ان اسباب کرامت اور اعزاز سے یہ امر کہ آپ کے واسطے آسمان سے لشکروں کو نازل کیا گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لشکروں کا آسمان سے نازل کرنا ان عظائم امور سے ہے کہ ان کا اہل کوئی نہیں ہے مگر آپ کی مثل اور ہم آپ کے سوا کسی کے واسطے ایسا نہیں کرتے ہیں کہ لشکر آسمان سے نازل کریں۔

لہ سورہ احزاب آیت ۹ ۔ لہ سورہ انفال آیت ۹ ۔ لہ آل عمران آیت ۱۲۴

باب ۹۱

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات جو غزوہ غطفان کے موقع پر ظاہر ہوئیں

محمد بن زیاد، زید بن ابی عتاب اور واقدی نے ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمٰن ابن محمد بن ابی بکر وغیرہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ غطفان کے لوگ جو بنی ثعلبہ سے ہیں مقامِ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں۔ وہ لوگ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ ان کا سردار دعثور بن الحارث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر ساڑھے چار سو مردوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تو وہ لوگ پہاڑوں میں رُوپوش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی امر میں اتر پڑے اور وہاں پر لشکر جمع کیا۔ اس موقع پر کثرت سے مینہ برسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور بارش کے پانی سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے یہاں تک کہ ان سے پانی ٹپکنے لگا۔ آپ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتارے اور نچوڑ کر خشک ہونے کے لیے پھیلا دیئے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ دشمن اعرابی آپؐ کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سردار سے کہا:۔

" اے دعثور! تو ہمارا سردار ہے اور ایک بہادر اور شجیع ہے۔ اس وقت تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قابو پا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے دور ہے۔"

دعثور نے ایک تیز تلوار لی اور ننگی تلوار کے ساتھ حضورؐ کے روبرو آیا اور کہا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو آج مجھ سے کون بچائے گا؟ حضورؐ نے بڑے پُر وقار لہجے میں فرمایا، " اللہ"

جبریل علیہ السلام نے دعثور کے سینہ پر ضرب مار کر دھکیل دیا۔ اس کے ہاتھ سے دہشت کے مارے تلوار گر پڑی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور دعثور کے سر پر تان کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، "اب مجھ سے تجھ کو کون بچائے گا؟"

اس نے جواب دیا، "کوئی بھی نہیں۔" اور یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ حضورؐ نے دعثور کی تلوار اُسے واپس کر دی۔ وہ پیچھے ہٹا، پھر آگے بڑھا اور اُس

نے کہا، واللہ آپ مجھ سے البتہ اچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، میں تجھ سے اچھا ہونے کا زیادہ حق دار ہوں۔

دعثور اپنی قوم کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا، افسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہو گیا اور کچھ باتیں کر واپس آگیا۔ حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالت آرام بے خبر تھے۔

دعثور نے کہا، واللہ میری وہ رائے تھی لیکن جب میں قریب پہنچا تو دفعتاً ایک گورے رنگ کا دراز قد والا شخص نمودار ہوا اور اس نے میرے سینہ پر مکا مارا اور میں نیچے گر پڑا۔ میں نے یہ پہچانا کہ وہ مرد فرشتہ ہے اور میں نے یہ گواہی دی کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور دعثور قوم کو اسلام کی طرف بلانے لگا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ (الآیہ) (سورہ المائدہ آیت ۱۱)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب کہ ایک قوم کا ہاتھ تم تک دراز ہو چکا تھا لیکن اللہ نے ان کے ہاتھ کو تم سے روک دیا۔"

باب ۹۲

یہود کی عہد شکنی اور جلا وطنی

یعقوب بن سفیان نے تین واسطوں (ابوصالح، لیث، عقیل) سے ابن شہاب سے روایت کی کہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ جلا وطنی پر راضی ہو گئے۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی کہ مال اور متاع کی قسم سے جو کچھ اونٹ اٹھا لے وہ لے لیں اور چلے جاویں۔ مگر ہتھیار نہ لے جاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہود کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا جو لکڑی وغیرہ مکانات کی چھتوں میں سے ان کو پسندیدہ معلوم ہوتی وہ اس کو نکالتے اور اونٹ پر بار کرتے اور لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں آیت سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور آیت وَلِیُخْزِیَ الْفَاسِقِیْنَ تک نازل فرمائی۔ (سورہ حشر آیت ۱ تا ۵)

یہ یہود قوم سبط سے تھے جن کی جلا وطنی کا بیان تورات میں لکھا تھا۔ اس قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے قبل کبھی ایسی مصیبت و تکلیف نہ پہنچی تھی۔

اس حدیث کی روایت بیہقی نے کی ہے پھر بیہقی نے اس حدیث کی روایت دوسرے طریق سے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موصول کی ہے اور کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس طریق میں غیر محفوظ ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں یہ کہتا ہوں کہ حاکم نے اس طریق موصول کو حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد اور بیہقی نے عبدالرحمن ابن کعب ابن مالک سے ایک ایسے مرد سے روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ کہا ہے کہ بنی النضیر کے کھجوروں کے درخت خاصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص وہ درخت عطا فرمائے تھے۔ اور آپ کو ان درختوں کے ساتھ خاص کیا اور فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ (سورہ الحشر آیت ۶) جو شے ان یہود کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فے دی ہے تم نے اس کے واسطے گھوڑوں اور اونٹوں سے چڑھائی کر کے جنگ نہیں کی ہے۔ بغیر جنگ کے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ان درختوں میں سے مہاجرین کو عطا فرمائے اور ان کے درمیان تقسیم کیے اور انصار میں سے دو مرد جو صاحب حاجت تھے ان درختوں میں سے ان دونوں انصاریوں کو تقسیم کیے۔ ان دونوں انصاریوں کے سوا کسی دوسرے انصاری کو نہیں دیئے۔ اور ان درختوں سے آپ کا وہ صدقہ باقی رہ گیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بنی نضیر کے اموال اُس قبیل سے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فے میں دیئے تھے اور اس قسم سے وہ مال تھے کہ مسلمانوں نے گھوڑوں اور اونٹوں سے ان اموال پر جنگ نہیں کی تھی وہ اموال خاصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے۔ آپ اپنے اہل پر ان اموال سے سال بھر تک نفقہ کرتے تھے اور جو کچھ اُن اموال سے باقی رہتا اس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے راستہ میں صرف فرماتے تھے۔

بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق موسیٰ ابن عقبہ اور عروہ ابن الزبیر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس کلابیوں کی دیت کے بارے تشریف لے گئے تاکہ بنی نضیر سے اس بارے استعانت چاہیں۔

بنی نضیر نے کہا، "اے ابوالقاسم آپ تشریف رکھیں اور کھانا کھائیں اور ہماری طرف سے دیت اور استعانت کی رقم لے جائیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک دیوار کے سایہ کے نیچے تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔

ادھر بنو نضیر نے موقع غنیمت جانا اور باہم مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت پر چڑھ کر حضورؐ کے سر پر پتھر گرا دے اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو بذریعہ وحی یہود کے اس مشورہ سے خبر دی۔ آپ اس جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے صحابہ کے ہمراہ وہاں سے پلٹ گئے۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ (الآیہ) (المائدہ ۱۱)

یہود کی بار بار کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر اور جب اللہ تعالیٰ نے یہود کی خیانت سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپؐ نے یہود کو حکم دیا کہ وہ اپنے شہروں سے نکل کر جہاں چاہیں چلے جاویں۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کا یقین دلایا۔ اور کہلا بھیجا کہ ہم لوگوں کی زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم لوگ جنگ کرو گے تو تمہاری نصرت و امداد ہم پر لازم ہوگی اور اگر تم لوگ نکال دیئے جاؤ گے تو ہم تم سے تخلف نہ کریں گے۔

یہود نے منافقین کی اس امداد کی پیشکش پر بھروسا کر لیا تو ان کا فریب عظیم ہو گیا اور شیطان نے ان کو غالب ہونے کی امید دلائی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو پکارا اور یہ کہا کہ واللہ ہم لوگ اپنے اوطان سے نہیں نکلیں گے۔ اور اگر آپ ہم سے جنگ کریں گے تو ہم آپ سے جنگ کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی یہ گفتگو سن کر یہود کا محاصرہ کر لیا۔ اور مکانات گرا دیئے۔ باغات کاٹ ڈالے اور ان کو جلا ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود اور منافقین کے ہاتھوں کو باز رکھا وہ جنگ نہ کر سکے۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور ان کی کوئی امداد نہ کی۔ منافقین اور یہود کے دونوں گروہوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔

جب یہود، منافقین کی امداد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضورؐ نے علاوہ ہتھیاروں کے قابلِ منتقلی سامان کو اونٹوں پر ہمراہ لے جانے کی اجازت دے دی۔

ابونعیم نے بہ طریق مقاتل ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور کلبی کے طریق سے ابی صالح سے، ابی صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور ابن جریر نے اس حدیث کی مثل عکرمہ اور یزید بن ابی زیاد وغیرہما سے روایت کی ہے۔ یزید کی روایت میں یہ ہے کہ یہودی لوگ ایک بڑی چکی کے پاس اس لے آئے کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ہاتھوں کو اس چکی سے روک دیا۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپؐ کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور اوپر کی آیات نازل ہوئیں۔

واقدی نے ابراہیم ابن جعفر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب بنو نضیر مدینہ منورہ سے نکلے تو عمرو بن سعدیٰ آیا اور یہود کے مکانوں میں اس نے گردش کی۔ اُس نے مکانوں کو ویران دیکھا وہ بنی قریظہ کے پاس آیا اور کہا، آج کے دن میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آرہا ہوں۔ میں نے عزت اور شجاعت اور شرف و عظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے مکانات کی جگہ کو ویران، سنسان اور وحشتناک صورت میں دیکھا ہے۔ وہ اپنے مال و جائداد کو چھوڑ کر ذلت و خواری سے نکل گئے۔ تورات کی قسم، اللہ تعالےٰ نے اس شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلا وجہ ان پر مسلط نہیں کیا۔ میری بات مانو تو آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں واللہ تم لوگ ضرور جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں۔ ابن الہیبان ابو عمرو اور ابن حواش جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ــــ وہ دونوں اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ میں آگئے تھے۔ اور ان ہی نبی منتظر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے ہمیں ان کی اطاعت کا مشورہ دیا تھا اور ہم کو امر کیا تھا کہ ہم ان دونوں کا سلام اُن نبی کو پہنچائیں۔ پھر وہ دونوں مر گئے اور ہم نے اُن کو اپنی اس پتھریلی زمین میں دفن کر دیا۔

یہ سب کچھ سن کر زبیر بن باطا نے کہا:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کتاب باطا کی اس تورات میں ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ میں نے پڑھی ہے۔ اور یہ بات ان میں نہیں ہے جو ہمارے سامنے روایت کی جاتی ہے۔

یہ سن کر کعب بن اسعد نے کہا۔ "پھر کون سے اسباب و وجوہ ہیں جو تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے روکے ہوئے ہیں؟"

اس نے کہا:۔ "بس تم مانع ہو!"

کعب نے پوچھا۔ "یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔"

زبیر نے کہا، "تم ہی تو ہمارے پیش رَو ہو، اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔"

اس کے بعد عمرو بن سعدیٰ کعب کے روبرو کھڑا ہو گیا اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان بحث و تکرار ہونے لگی۔ کعب نے عمرو ابن سعدیٰ سے کہا، میرے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر میں کوئی بات نہیں ہے۔ مگر وہ بات جو میں نے کہی ہے کہ میرا نفس اس امر سے خوش نہیں ہوتا کہ میں تابع ہو جاؤں۔

ابو نعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کا محاصرہ کر لیا۔ اور محاصرہ طویل ہو گیا تو ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپؑ اس وقت اپنا سر مبارک

دھو رہے تھے۔ جبریلؑ نے کہا "عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ (ترجمہ) اے اللہ کے نبی آپ لوگ کتنے جلدی ملول ہو گئے۔ واللہ جب سے آپ یہاں پر اترے ہیں ہم نے اپنی کوئی زرہ اور نہ کوئی ہتھیار اتارا ہے جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اُٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگائیے۔ خدا کی قسم میں ان کو اس طرح سے کچل ڈالوں گا جیسے کہ انڈا صاف پتھر پر کچلا جاتا ہے۔ تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اس کا قتل ابن اسحاق، ابن راہویہ، احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آدمیوں کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے پھر ان کو اس طرف رخصت فرمایا اور ان سے کہا، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جاؤ۔ اور آپ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ ان کی مدد فرما"۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کے واسطے بھیجا تھا۔

بیہقی نے عبداللہ ابن معتبؓ سے روایت کی کہ حضرت حارثؓ بن اوس کو کعب بن اشرف کے قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا۔ حارث کو آدمیوں نے اٹھا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کے زخم پر لعاب دہن مبارک ڈال دیا۔ اس زخم نے حارث کو کچھ ایذا نہیں دی۔

بیہقی نے کہا ہے کہ ایسے ہی اس حدیث کی روایت واقدی نے اپنی اسناد سے کی ہے۔

باب ۹۳

غزوۂ احد میں جو معجزات ظہور آئے

بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا کہ میں مکّہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کروں گا جسمیں نخلستان ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ سرزمین یمامہ ہے یا مقام ہجر ہے۔ یکایک معلوم ہوا کہ وہ مدینہ یثرب ہے اور میں نے اپنے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار کو حرکت دی کہ اسکا دستہ ٹوٹ گیا۔ اس کی تعبیر وہ صدمہ تھا جو یوم احد میں مومنین کو پہنچا۔ خواب میں پھر میں نے اسی تلوار کو گھمایا تو وہ جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہوگئی۔ تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔ اور اسی خواب میں میں نے ایک گائے دیکھی۔ گائے سے مراد وہ مجلت ہے جو یوم احد میں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ اور وہ خیر جو یکایک میں نے دیکھی وہ خیر تھی جس کو اللہ تعالیٰ لایا اور اس صدق کا ثواب تھا جو یوم بدر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا۔

امام احمد، بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ اُحد کے موقع پر جب مشرکین آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رائے تھی کہ مدینہ میں قیام فرمادیں اور مدینہ میں ان سے جنگ کریں۔ جو لوگ کہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے ساتھ باہر تشریف لے چلیئے۔ ہم مشرکین سے احد میں لڑیں گے۔ اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہتے رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس جنگ پہنا اور ہتھیار لگائے۔ پھر وہ لوگ نادم ہوئے اور آپ سے عرض کی :۔

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے صائب ہے۔ آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔"

فرمایا، "کسی نبی کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ آلات جنگ اور لباس حرب پہننے کے بعد ان کو اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا نتیجہ سامنے نہ آیا ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن جسم اقدس پر ہتھیار باندھنے سے پہلے گفتگو کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں۔ تو اس کی تعبیر مجھے یہ ملی ہے کہ وہ مضبوط

زرہ مدینہ ہے اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کبش (دنبہ) کے پیچھے ہوں۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ وہ کبش سردار لشکر ہے اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ تم لوگوں کو شکست ہوگی اور میں نے ایک گائے دیکھی ہے جو ذبح کی جاتی ہے۔ گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

احمد، بزار، حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک کبش کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کندا ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ میں قوم کے سردار کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کندے کے ٹوٹنے کی میں نے یہ تاویل کی ہے کہ میری عترت میں سے ایک مرد قتل ہوگا چنانچہ حضرت حمزہؓ قتل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ حجبی کو جو کفار کا صاحب علم تھا قتل کیا۔

بیہقی نے موسیٰ ابن عقبہ سے بطریق ابن شہاب روایت کی ہے کہ علماء حدیث کہتے ہیں جو امر آپ نے اپنی تلوار کے واسطے خواب میں دیکھا تھا۔ یہ وہ صدمہ تھا جو آپ کے چہرہ مبارک کو پہنچا تھا۔

بیہقی نے موسیٰ ابن عقبہ سے بطریق سعید بن المسیبؒ روایت کی ہے کہ ابی بن خلف نے جس وقت فدیہ دیا یہ کہا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے میں اس کو ہر روز نسو رطل جوار کھلاتا ہوں واللہ میں اس گھوڑے پر سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا۔ اس کی یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں۔ آپ نے سن کر فرمایا، بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس کو قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف لوہے میں چھپا ہوا اس گھوڑے پر آیا اور یہ کہتا تھا، "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگلی مرتبہ تو بچ گئے مگر اب ان کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔" اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارادہ قتل حملہ کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے بہت سے مسلمانوں نے اس کا راستہ روکنا چاہا مگر آپ نے فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جسم پر خود اور زرہ کے درمیان ہنسلی پر نیزے کی انی کا چرکا لگایا۔ ابی زخمی ہو کر اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اور آپ کے نیزہ کے کونچے سے اس کے خون نہیں نکلا۔ سعید نے کہا ہے، ابی کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ اس باب میں وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال آیت) نازل ہوئی۔ ابی جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا۔ انھوں نے کہا "تو کیوں اتنا شور مچا رہا ہے تجھے تو ایک معمولی خراش آئی ہے۔" اس نے ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ "میں ابی کو قتل کروں گا۔" ابی نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے جو تکلیف مجھ پر گزر رہی ہے۔

اگر وہ اہل ذی المجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مرجاتے۔ اور وہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مرگیا۔ بیہقی نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبدالرحمٰن بن خالد ابن مسافر نے بھی بروایت ابی شہاب حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی اس طریق سے ابن سعد اور ابو نعیم نے روایت کی ہے۔ پھر بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ ابن الزبیرؓ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ اس امر کو عروہ نے ذکر نہیں کیا۔ کہ ابی کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی اور نہ نزول آیت وما رمیت اذ رمیت کو ذکر کیا۔

بیہقی نے ابن اسحاق زہری سے روایت کی کہ ابی بن خلف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا اور وہ یہ کہتا تھا کہ "اے محمدؐ! اگر آپ نے پہلے نجات پائی ہے تو اب میں آپ کو نجات نہ دوں گا۔ قوم کے لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگوں میں سے ایک مرد اس کی طرف جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو جبکہ ابی آپ کے قریب پہنچ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ سے حربہ لیا۔ راوی نے کہا جیسے مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے حربہ کو اس طریقے سے ایسی حرکت دی کہ ہم لوگ آپ کے پاس سے اس طور پر ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پیٹھ پر سے سرخ مکھیاں اڑ جاتی ہیں، جس وقت وہ اڑاتا ہے۔ پھر آپ ابیؔ کے سامنے آئے اور اس کی گردن پر ایسا نیزہ مارا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے کئی بار لڑھکا۔

صالح ابن ابراہیم ابن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے اور یہی ابو نعیم نے ابن اسحاق کی طریق سے زہری سے، زہری نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور ابو نعیم نے ابن اسحاق کے طریق سے عاصم بن عمر بن قتادہ سے قتادہ نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے اپنے باپ سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ اور یہی ابو نعیم نے معمر کے طریق سے مقسم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ ہے کہ ابیؔ نے کہا، واللہ اگر مجھ کو کوئی شئے نہ پہنچتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تھوک دیتے تو ضرور مجھ کو قتل کر ڈالتے۔ کیا یہ بات نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا میں ابیؔ کو قتل کر دوں گا۔ واقدی نے کہا ہے، ابن عمر کہتے تھے کہ ابی ابن خلف بطن رابغ میں مرگیا۔ ایک گھڑی رات گزرنے کے بعد میں بطن رابغ میں جا رہا تھا، یکایک میں نے دیکھا کہ آگ کی لَو میرے سامنے اٹھی۔ میں اس سے ڈر گیا۔ یکایک میں نے دیکھا ایک مرد اس آگ میں سے نکلا اور وہ زنجیر میں تھا اور زنجیر کو کھینچ رہا تھا اور پیاس کی فریاد کرتا تھا اور یکایک میں نے ایک مرد کو دیکھا وہ یہ کہتا تھا اس کو پانی نہ پلاؤ اس لیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتیل "ابی ابن خلف" ہے۔

ابن اسحاق نے ابن شہاب، عاصم بن عمر، ابن قتادہ اور محمد بن یحییٰ بن حیان وغیرہم جو ہمارے علماء سے ہیں مجھ سے حدیث کی ہے کہ یوم احد میں ایک مرد مشرکین سے نکلا اور اس نے جنگ کے واسطے کسی کو دعوت دی اور وہ اونٹ پر سوار تھا۔ اس کی طرف زبیر گئے اور اس کی طرف جست کی۔

زبیر اس کے ساتھ اس کے اونٹ پر بیٹھ گئے۔ پھر اس کی گردن پر چیٹ گئے اور اونٹ پر لڑنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد زمین کی پستی پر ہوگا وہ مقتول ہوگا۔ مشرک زمین پر گرا اور مشرک کے اوپر زبیر گرے۔ زبیر نے اُس کی تلوار سے اس کو ذبح کرڈالا۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے بھی کی ہے

احمد، بخاری، نسائی نے حضرت براءؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں پچاس تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو مقرر فرمایا اور ان تیراندازوں کے واسطے ایک جگہ خاص ٹھہرادی اور ان سے یہ فرمادیا کہ اگر تم لوگ دیکھو ہم کو پرندے اچک لے جاویں تو تم اپنی جگہ سے نہ جائیو۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کسی کو بھیجوں۔

مسلمانوں نے مشرکوں کو بھگا دیا۔ راوی نے کہا واللہ میں نے عورتوں کو دیکھا وہ پہاڑ پر دوڑ رہی تھیں۔ ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں ظاہر ہوگئی تھیں وہ اپنے کپڑوں کو اوپر اٹھائے ہوئے تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر عبداللہ ابن جبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا۔ ”اے قوم غنیمت لو، مسلمان بھائی غالب آگئے ہیں تم کس امر کا انتظار کر رہے ہو؟“

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے فرمایا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید اور ارشاد کو بھول گئے ہو کہ آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انھوں نے کہا ”جنگ ختم ہوچکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم کو مالِ غنیمت ضرور لوٹنا چاہیئے“۔

جب وہ مشرکین کی طرف آئے اُن کے منہ پھر گئے اور اپنے سامنے کو بھاگتے ہوئے مقابلے پر آگئے اور پھر صورت حال بدل گئی۔ یہی وہ صورت حال ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ”وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ (آل عمران ۱۵۳) (اور رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں) اور وہ غنیمت کو چل دیئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی نہ رہا۔ مشرکین نے ہم لوگوں میں سے ستر آدمیوں کو شہید کردیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین کو تکلیف میں مبتلا کیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔

امام احمد، بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جیسے نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم احد میں ہوئی ویسی نصرت کسی جگہ میں نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباسؓ

فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس امر کا انکار کیا ہے ان کے اور میرے درمیان کتاب اللہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ یوم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ (اور یقیناً اللہ نے تم کو اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے حس میں تھے) حضرت ابن عباس نے کہا حس کا مطلب قتل ہے، حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ (یہاں تک کہ تمہاری ہوا اکھڑ گئی) اس سے مراد وہی تیر انداز ہیں۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا، تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی تم ہمارے شریک آکر نہ بننا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصروف جنگ ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہ و بالا کر دیا تو تمام تیر انداز لشکر میں آکر مال غنیمت لوٹنے لگے۔ اور وہ تیر انداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت عباس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا جہاں ان کو مقرر کر دیا گیا تھا تو اس جگہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہوئے ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لیے ان کا ابتدائی پہر کامیابی کا پہر تھا۔ یہاں تک کہ مشرکوں کے سات یا نو علمبردار مارے گئے۔ اس وقت شیطان نے آواز لگائی "محمد قتل ہو گئے" (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعدین کے درمیان ظاہر ہوئے اور ہم نے آپ کو آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا۔ اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف بڑھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے جس قوم نے اللہ کے رسول کے چہرہ کو خون آلود کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا، اَللّٰهُمَّ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّعْلُوْنَا (الٰہی! ان کے سزاوار نہیں کہ وہ ہم پر غالب ہوں۔)

بخاری و مسلم نے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ احد کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یمین اور یسار سے دو مردوں کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سخت جنگ کرتے تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد دیکھا یعنی وہ دو مرد حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔

بیہقی نے مجاہد کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوا فرشتوں نے

[1] سورہ آل عمران آیت ۱۵۲

کسی اور جنگ میں قتال نہیں کیا۔ بیہقی نے کہا ہے مجاہد کی مراد اس سے یہ ہے کہ قوم نے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قائم نہ رہے مگر فرشتوں نے یوم احد مسلمانوں کی طرف سے قتال نہیں کیا۔ واقدیؒ نے اپنے شیوخ سے آیۂ کریمہ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا (آل عمران آیت ۱۲۵) کے باب میں کہا ہے کہ ان لوگوں نے صبر نہیں کیا اور پھسل گئے تو ملائکہ نے ان کی مدد نہیں کی۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے بیہقی نے عروہؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اگر تم لوگ صبر کرو گے اور تقویٰ پر رہو گے تو اللہ تعالیٰ ان پانچ ہزار فرشتوں سے تم کو مدد دے گا جن پر علامت کر دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا تھا جبکہ انھوں نے امر رسول سے نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہوں کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے ملائکہ کی مدد کو اٹھالیا۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین بھاگ گئے تو تیرانداز لوٹ کے واسطے چلے گئے۔ مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو قتل کرنے لگے۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ اور ان کی چکی چلنے لگی۔ یعنی وہ جنگ کرنے لگے اور ہوا حائل ہو گئی! اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے پہلے صبا چل رہی تھی اور ابلیس لعین نے پکارا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے اور مسلمان مختلط ہو گئے اور وہ ایسے ہو گئے کہ غیر شعوری طور پر اپنے ہی کو قتل کرنے لگے۔ جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب ابن عمیرؓ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیر و دار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعبؓ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا۔ اس دن ملائکہ حاضر ہوئے تھے مگر ملائکہ نے جنگ نہیں کی۔

طبرانی، ابن مندہ اور ابن عساکر نے بطریق محمود ابن لبید روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ حارث بن صِمّہ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد کے موقع پر مجھ سے عبدالرحمٰن ابن عوف کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس وقت آپ ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا۔ "میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔ حارثؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس پلٹا تو میں نے ان کے پاس مشرکین کی لاشوں کو پڑا پایا میں نے ان کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ کو فتح مندی دی کیا ان سب کو تم نے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو میں نے قتل کیا ہے (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے) اور بقایا لوگ جو مقتولین ہیں ان کو جن لوگوں نے قتل کیا ہے میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ یہ سن کر میں نے کہا،" اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

ابن سعد نے محمد بن شرحبیل العبدری سے روایت کی کہ یوم احد میں حضرت مصعب ابن عمیرؓ علم کو

اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہوگیا۔ انھوں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اس وقت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ (آل عمران آیت ۱۴۴) ان کی زبان پر تھا۔ آخر آیت تک پہنچے کہ وہ شہید ہوگئے اور جھنڈا گر پڑا۔ محمد ابن شرحبیل نے کہا ہے یہ آیت وما محمد الا رسول اس دن نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے کہا ہے کہ ہم کو واقدیؒ نے خبر دی ہے۔ ان سے زبیر ابن سعید النوفلی نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ ابن فضل ابن عباسؓ، ابن ربیعہ ابن المحارث ابن عبدالمطلب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں مصعبؓ ابن عمیر کو جھنڈا عطا فرمایا۔ مصعب شہید ہوگئے۔ اس جھنڈے کو ایک فرشتہ نے مصعبؓ کی صورت میں لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانے لگے، اے مصعب آگے بڑھو۔ اس فرشتہ نے آپ کی طرف متوجہ ہوکر کہا میں مصعبؓ نہیں ہوں۔ اس کے کہنے سے آپ نے یہ پہچانا وہ فرشتہ ہے۔ اس سے آپ کو تائید دی گئی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے مختلف راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں فرمایا:۔

"اے مصعب آگے آؤ۔"

آپؐ سے حضرت عبدالرحمٰن نے کہا یا رسول اللہ کیا مصعبؓ شہید نہیں ہوگئے؟"

آپؐ نے فرمایا، "بیشک وہ مقتول ہوگئے لیکن ایک فرشتہ مصعب کے مقام میں کھڑا ہوا ہے۔ اور مصعبؓ کے نام پر اس کا نام رکھا گیا ہے۔

واقدی، ابن عساکر نے حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص سے روایت کی۔ کہ میں نے لوگوں کو بتایا کہ میں یوم احد میں تیر مار رہا تھا ایک مرد گورا خوبصورت چہرے والا اس تیر کو میری طرف لوٹا دیتا تھا میں اس کو نہیں پہچانتا تھا، یہانتک کہ وہ ابتک تھا۔ میں نے گمان کیا وہ مرد فرشتہ ہے۔

ابن اسحاق، ابن عساکر اور واقدیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عون سے، انھوں نے عمیر ابن اسحاق سے روایت کی کہ جب یوم احد تھا۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے علیحدہ ہوگئے اور حضرت سعدؓ آپ کے آگے کھڑے ہوکر تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک جوان آدمی حضرت سعد کو تیر دیتا جاتا۔ جس وقت کوئی تیر چلایا جاتا وہ جوان آدمی اس تیر کو لاکر سعد کو دیتا اور یہ کہتا، اے ابو اسحاق! تیر چلاؤ! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہ ملا، اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

ابن اسحاقؒ نے کہا کہ زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے اللہ ان لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ہم سے

اور نیچے رہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ جنگ کی اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا۔

نسائی، طبرانی، بیہقی نے حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت کی کہ طلحہؓ کی انگلیوں کو صدمہ پہنچا۔ طلحہؓ نے آہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرتے ضرور تم کو ملائکہ اٹھاتے آدمی تم کو دیکھتے ہوتے یہاں تک کہ تم کو فضائے آسمانی میں داخل کر دیتے۔

طبرانی نے حضرت طلحہؓ سے روایت کی کہ یوم احد کو ایک تیر میرے لگا۔ میں نے آہ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لیتے تو تم کو فرشتے اڑا لے جاتے اور آدمی تم کو دیکھتے رہتے۔

دار قطنی نے حضرت طلحہؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرے (طلحہ) کے ہاتھ کو صدمہ پہنچا۔ میں نے آہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں جو بنا تمہارے واسطے بنائی ہے اس کو ایسے حال میں تم دیکھ لیتے کہ تم دنیا میں ہوتے۔

بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حضرت انسؓ کے چچا انس ابن النضیر نے یوم احد میں کہا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میری جان اس کے ہاتھ میں ہے۔ میں جنت کی ہوا احد کے اس طرف پاتا ہوں اور وہ ہوا البتہ جنت کی ہوا ہے۔

ابن اسحاق نے حضرت عاصم ابن عمر ابن قتادہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حنظلہ کو ملائکہ غسل دیتے تھے۔ حنظلہؓ کی بیوی سے لوگوں نے پوچھا، حنظلہ کی کیا کیفیت تھی۔ حنظلہ کی بیوی نے کہا۔ حنظلہ جنابت کی حالت میں گھر سے نکلے تھے۔ جس وقت حنظلہ نے خوفناک آواز سنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے ملائکہ نے حنظلہ کو غسل دیا تھا۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے کی ہے اور سراج نے اپنی (مسند) میں اور حاکم نے اس کی روایت کی ہے اور اس کو حدیث صحیح کہا ہے اور ابونعیم نے ابن اسحاق کے طریق سے روایت کی ہے۔ ابن اسحاق سے یحییٰ ابن عباد، ابن عبداللہ ابن زبیر نے اپنے باپ سے ان کے باپ نے ان کے دادا سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ابونعیم نے ابن اسحاق کے طریق سے عاصم ابن عمر ابن قتادہ سے انھوں نے محمود ابن لبید سے حدیث کی ہے اور ابن سعد نے اس حدیث کی روایت ہشام ابن عروہ کے طریق سے کی ہے۔ عروہ نے اپنے باپ سے اس لفظ سے روایت کی ہے کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا وہ حنظلہ کو آسمان اور زمین کے درمیان مینہ کے پانی سے جو چاندی کے پیالوں میں تھا غسل دیتے تھے۔ ابو اسید الساعدی نے کہا ہم لوگ گئے اور ہم

نے اُن کی طرف دیکھا۔ یکایک ہم نے دیکھا کہ اُن کے سر میں سے پانی ٹپک رہا ہے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حنظلہ کی بی بی نے کہا میں نے دیکھا گویا آسمان میں ان کے لیے شگاف کیا گیا ہے سو حنظلہ آسمان میں داخل ہو گئے۔ پھر آسمان مل گیا۔ میں نے کہا کہ یہ شہادت ہے۔

ابونعیم نے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی کہ سعد ابن معاذ نے جب غزوہ خندق کے بعد انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرعت سے نکلے اور ایسے تیز جا رہے تھے کہ جوتے کے تسمہ ٹوٹ رہے تھے۔ آپ کو اپنی چادر کا بھی خیال نہ تھا جو کندھے مبارک سے گر گر پڑتی تھی۔ آپ کسی شخص کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ صحابہؓ کہتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قریب تھا کہ آپ ہم کو تیز روی سے روند ڈالتے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو یہ خوف تھا کہ معاذؓ کے غسل میں ملائکہ ہم سے سبقت کر جاویں گے جیسے حنظلہ کے غسل میں ملائکہ نے ہم سے سبقت کی تھی۔

ابو یعلی، بزار، حاکم اور ابونعیم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ اوس اور خزرج نے باہم فخر کیا۔ خزرج بولے:۔

"ہم میں چار ایسے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کریم جمع کیا ہے۔ یعنی حضرت معاذؓ، زیدؓ، ابیؓ اور ابو زیدؓ۔"

اوس بولے کہ ہم میں ایسی ہستی ہے جن کے لیے عرش خداوندی حرکت میں آ گیا یہ سعد بن معاذؓ اور خزیمہ بن ثابت ہیں جن کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دی۔ اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی ہے اور وہ حضرت عاصم بن ثابتؓ ہیں۔ اور ہم میں ایک صاحب ہیں جو غسیل ملائکہ ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ ہیں۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت حنظلہؓ حالتِ جنابت میں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت حسنؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو حضرت حنظلہؓ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ جب میرے والد حضرت عبد اللہ غزوہ احد میں شہید کر دیئے گئے تو میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مت رو یا یہ فرمایا کہ ان کے لیے کیوں روتی ہو۔ فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

حاکم نے صحیح کہہ کر اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے غزوہ احد میں مجھے حضرت سعد بن ربیعؓ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور ان کا حال دریافت کرنا۔ چنانچہ میں نے حضرت سعد کو ایسے حال میں پایا کہ ان کا آخری سانس تھا اور ان کو تیر، تلوار اور نیزہ کے ستر زخم لگے تھے۔ حضرت سعد سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کہا اور ان کا حال دریافت کیا۔ حضرت سعدؓ بولے، حضورؐ سے عرض کرنا:-

" یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں! اور میری قوم انصار سے کہہ دو کہ اگر حضورؐ کے حکم پر تم نے جان فدا کرنے میں ذرا بھی سستی کی تو اس کے لیے بارگاہِ الٰہی میں کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔" اور یہ فرما کر حضرت سعدؓ انتقال کر گئے۔

بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ یوم احد کے موقعہ پر خثیمہ ابی سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے مجھے غزوہ بدر میں پیچھے چھوڑ دیا۔ باوجود اس کے کہ جنگ کرنے کا بڑا آرزومند تھا۔ آپؐ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی فرمائی اس کا نام نکل آیا۔ وہ شریک ہوا اور مرتبۂ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور جنت کی نہروں اور جنت کے سبزہ زاروں میں مصروف گشت ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا:-

" اے والدِ بزرگوار! میرے پاس آجائیے، ہم دونوں ایک ساتھ رہیں گے۔ میں نے وہ سب وعدے برحق پائے جو میرے پروردگار نے مجھ سے فرمائے تھے۔"

تو یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا میں جنت میں اپنے بیٹے کی رفاقت کا مشتاق ہو رہا ہوں۔ حق تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے شہادت اور جنت میں اس کی رفاقت نصیب ہو۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور وہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ ایک صحابیؓ کو حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے احد سے ایک دن قبل یہ دعا مانگتے سنا:

" اے اللہ! کل وادی احد میں جب معرکہ کارزار گرم ہو تو ایک بڑے طاقتور دشمن سے میرا مقابلہ ہو اور وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، پیٹ چاک کر دے، میرے ناک، کان کاٹ ڈالے۔ پھر اے پروردگار! جب میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔"

چنانچہ جب دوسرے روز دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا! اور ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا۔ سو جس شخص نے ان کی یہ دعا سنی تھی وہ کہنے لگے میں امید کرتا ہوں کہ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن جحش کو پہلی قسم میں سچا کیا اور اب ان کو دوسری قسم میں بھی سچا فرمائے گا۔

بیہقی سعید بن عبدالرحمٰن سے اور وہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش ؓ احد کے دن حضور ؐ کے پاس آئے۔ ان کی تلوار ضائع ہو گئی تھی۔ حضور ؐ نے کھجور کی ایک شاخ ان کو دی۔ وہ شاخ حضرت عبداللہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

ابونعیم نے بطریق عاصم ابن عمر بن قتادہ سے روایت کی کہ قتادہ ابن نعمان کی آنکھ کو یوم احد میں صدمہ پہنچا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے رخسار پر گر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی جگہ پر اپنے دست مبارک سے رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح اور روشن ہو گئی۔

یہ حدیث پہلے موصول کے طور پر آچکی ہے۔ اور یہ واقعہ یوم بدر میں تھا۔ اور اس حدیث کی روایت ابویعلیٰ اور ابونعیم نے عاصم ابن عمر ابن قتادہ کے طریق سے کی ہے۔ عاصم نے اپنے باپ سے۔ ان کے باپ نے ان کے دادا اور ان کے دادا نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یوم احد میں قتادہ کی آنکھ کو صدمہ پہنچا۔ ان کی آنکھ بہ گئی۔ آدمیوں نے اس کے قطع کرنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ ؐ نے قطع کرنے سے منع فرمایا اور قتادہ کو بلایا اور اپنی ہتھیلی مبارک سے اس کو دبا دیا۔ اب یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ قتادہ کی کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

بیہقی نے ابوسعید الخدری سے اور انہوں نے قتادہ ابن نعمان سے روایت کی کہ ابوسعید کے بھائی (ماں کی طرف سے) تھے یہ روایت کی کہ قتادہ کی آنکھ یوم احد میں جاتی رہی۔ قتادہ ؓ اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کا ڈھیلا[1] اس کی جگہ پر رکھ دیا، وہ درست ہو گئی۔ بیہقی نے کہا ہے واقدی نے اس کی مثل ذکر کیا ہے اور اس پر یہ زیادہ کیا ہے کہ وہ آنکھ دونوں آنکھوں میں زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔ اس کے بعد قتادہ بوڑھے ہو گئے تھے۔

ابونعیم نے بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید سے، انھوں نے قتادہ بن نعمان سے یہ روایت کی کہ قتادہ کی آنکھ کو یوم احد میں صدمہ پہنچا اور ان کے رخسار پر گر پڑی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو اس کی جگہ پر پھیر دیا۔ قتادہ کی وہ آنکھ دونوں آنکھوں میں زیادہ صحیح اور دونوں میں زیادہ تیز نظر تھی۔

طبرانی، ابونعیم نے حضرت قتادہ ؓ سے روایت کی کہ احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا گیا۔ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تیروں سے بچا رہا تھا تو یہ تیر میری آنکھ پر پڑا اور ڈھیلا[1] حدقہ سے باہر آگیا جسے میں

---

[1] آنکھ کا کالا پٹہ

نے ہاتھ پر لے لیا۔ جب حضورؐ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمان اقدس نم ہوگئیں اور فرمایا کہ الٰہ العالمین قتادہ کی حفاظت فرما جیسا کہ اس نے تیرے نبی کے چہرہ کی اپنے چہرہ سے حفاظت فرمائی اور اس کی دونوں آنکھوں میں اس آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ روشن کردے۔

ابویعلی نے حضرت عبیدہؓ سے روایت کی کہ احد کے دن ابوذر کی آنکھ کو تکلیف پہنچی۔ حضور نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا۔ وہ آنکھ ابوذرؓ کی دونوں آنکھوں سے زیادہ صحیح تھی۔

ابویعلی نے حضرت نافع بن جبیرؓ سے روایت کی کہ مہاجرین میں سے ایک شخص سے میں نے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں احد کے دن موجود تھا اور تیر ہر طرف سے آرہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیروں کے درمیان میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہر ایک تیر آپ کی طرف سے پھیر دیا جاتا تھا اور میں نے عبداللہ ابن شہاب کو احد میں دیکھا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاؤ۔ اگر وہ زندہ ہیں تو اب میں ان کو باقی نہیں چھوڑوں گا اور حضورؐ اس کے پہلو میں کھڑے تھے اور آپ کے پاس کوئی شخص نہیں تھا پھر وہ آپ کے پاس سے دور چلا گیا۔ اس بات پر صفوان نے اس کو دھمکایا۔ ابن شہاب بولا، بخدا میں نے آپؐ کو نہیں دیکھا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی ہمارے سے حفاظت کی گئی۔ ہم چار آدمی نکلے اور آپؐ کے قتل کا معاہدہ کیا مگر ہمیں اس بات کا موقع نہیں ملا۔

مقسم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں جس وقت آپ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ عتبہ ابن ابی وقاص پر بددعا کی اور فرمایا۔ اللھم لا یحل علیہ الحول حتیٰ یموت کافرا۔ اس پر ایک سال نہیں گزرا کہ وہ کافر مرا۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

ابونعیم نے نافع ابن عاصم سے روایت کی کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو خون آلود کیا۔ عبداللہ ابن قمئہ تھا جو ہذیل میں سے ایک مرد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بکرے کو ہی اس پر مسلط کردیا۔ اس نے یہاں تک سینگ مارے کہ اس کو قتل کر ڈالا۔

خطیب نے تاریخ میں محمد بن یوسف الفریابی سے روایت کی کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک شہید کیے ان کے کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا جس کے سامنے کے دانت نکلے ہوں۔

بیہقی نے حضرت عمر دبن سائب سے روایت کی کہ احد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو ابوسعید الخدری کے والد حضرت مالکؓ نے حضورؐ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو، تو انھوں نے کہا۔ میں حضورؐ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا، اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہوگئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ ایسے مرد کو دیکھے جو اہل جنت سے ہے وہ اس شخص کو دیکھے۔ پھر مالک شہید ہو گئے۔

بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی کہ یوم بدر میں جو لوگ بلا فدیہ چھوڑ دیئے گئے تھے ان میں سے ایک ابو عزّہ جمحی تھا۔ حضورؐ نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ قتل اور واپسی کی بجائے اس کی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابو عزّہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرا دیا۔

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن ارشاد فرمایا کہ مشرکین آج کے بعد اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔"

ابن سعد نے واقدی سے اور انہوں نے بعض مشائخ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم اُحد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ رکن کو بوسہ دیں گے۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ معرکہ احد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو حضرت صفیہؓ انھیں ڈھونڈنے نکلیں۔ اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ ملے۔ ان حضرات سے پوچھا۔ حمزہ کہاں ہیں؟ ان دونوں نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے سینے پر رکھا اور دعا کی۔ تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ (البقرہ۔ آیت ۱۵۶) کہا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

حاکم، ابن سعد اور بیہقی نے عوف ابن محمد سے روایت کی کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ یوم احد میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر قدرت حاصل کر لی تو وہ ان کے جگر کو ضرور کھائے گی۔ اس نے سید الشہداء اشجع دوراں حضرت حمزہؓ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی اور اگل دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے آتشِ دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہؓ کے جسم کے کسی حصّے کو کبھی جلائے۔"

ابن سعد نے بطریق واقدی ان سے شیوخ سے روایت کی کہ قبل اسلام سوید بن صامت نے زیاد ابو مجذر کو ایک جنگ میں جب کہ وہ دونوں مقابلہ پر آئے قتل کر دیا تھا۔ کچھ دنوں بعد مجذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ (یہ واقعہ اسلام کے قبل ہوا تھا) جب حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد مشرف باسلام ہو گئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے۔ حارث اپنے باپ سوید کے انتقام کے لیے مجذر کو تلاش کرنے لگا مگر حارث، مجذر پر قابو نہ پا سکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور مجذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آرا ہوئے اور شدید جنگ کے موقعہ پر حارث مجذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑا دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبریلؑ نے آکر خبر دی کہ حارث، نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ کے مضافاتی بستی قبا تشریف لے گئے۔ مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ اہل قبا کو جب آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ملی تو وہ آپ کو سلام کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور ایسے دن میں آپؐ کی تشریف آوری کو عجیب سمجھا۔ حارث بن سوید بھی ایک زرد چادر میں جو کہ بیری کے پتوں سے رنگی ہوئی تھی حاضر ہوا۔ جب حضورؐ نے حارث کو دیکھا تو عدیم بن ساعدہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مجذر بن زیاد کے عوض میں اس کی گردن مار دو۔ کیونکہ مجذر کو اس نے دھوکہ سے قتل کیا ہے۔

حارث نے یہ سن کر کہا کہ بخدا میں نے مجذر کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بنا پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک و شبہ تھا۔ بلکہ یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کے اِدّعا کی بنا پر ہوا ہے۔ اور میں اپنے اللہ کے حضور میں اس معصیت کے ارتکاب کی بنا پر استغفار کرتا اور دیت ادا کرتا ہوں یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ جب اس نے اپنی بات پوری کر لی تو حضورؐ نے فرمایا:۔

"اے عدیم! اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔" تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی۔ اس بارے میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ اشعار کہے ؎

ترجمہ "اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر افسوس ہے تم جبریلؑ کی وحی سے دھوکے میں رہے۔ اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفر کی راہ نہ تھی۔"

بیہقی نے حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت کی، انھوں نے بتایا کہ میرے والد حضرت عبداللہؓ کو بہ زمانہ حضرت معاویہ بن سفیانؓ ان کی قبر سے نکالا گیا۔ تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انھیں دفن کیا گیا تھا۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ احد کے شہدار پر ایک مرتبہ اور نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہؓ نے ایک نہر کھدوائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انھوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیسؓ برس کے بعد بھی اُن کی وہی حالت تھی جیسی کہ اُحد کے روز دفن کے وقت تھی۔ نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہؓ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بہ طریق واقدی ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کو اس حال میں پایا کہ اُن کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا۔ ان کا ہاتھ ان کے زخم سے علیحدہ کیا گیا تو اس زخم سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت عبداللہ کا ہاتھ پھر ان کے زخم پر رکھ دیا گیا تو خون ٹھہر گیا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ سو رہے تھے اور جس چادر میں ان کو کفن دیا گیا تھا وہ ویسی کی ویسی ہی تھی اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی تھی اسی حالت اور صورت میں تھی۔ اور اس واقعہ کے درمیان چالیس سال ہوئے تھے۔ اور انہیں مقتولین میں سے ایک مرد کے پاؤں پر کدال لگا اس سے خون بہنے لگا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے شہدائے احد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت شہدار کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو اُن کے "احیاء" کے بارے میں، اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں فرمایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہیں تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا ، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت عبدالاعلیٰ ابن عبداللہ ابن ابی فروہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن قبور شہدار کی زیارت کی اور فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِیَّكَ یَشْھَدُ اَنَّ ھٰؤُلَاءِ شُھَدَاءُ

وانہ من زارھم او سلم علیہم الیٰ یوم القیمۃ ردّوا علیہ۔

اور عطاف نے کہا ہے کہ مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انھوں نے شہدائے اُحد کے مقابر کی زیارت کی۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے صاحبان قبورِ شہداء کو سلام کیا، میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی۔ ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں لوٹ آئی۔

بیہقی، واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ خزاعیہ نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کی اور کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ"، تو میں نے اس کے جواب میں سنا "وَ عَلَیْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔"

ابن مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے اُس مال کے پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو بَن میں تھا تو مجھے وہاں رات ہوگئی۔ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن حرام کی قبر کے پاس ٹھکانا پکڑا۔ میں نے قبر میں سے ایسی قرأت سنی کہ اس سے اچھی قرأت میں نے نہیں سنی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عبد اللہ ہی تھے۔ کیا تجھ کو یہ علم نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد ویاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے۔ پھر ان کو جنت کے وسط میں ٹکا دیتا ہے۔ رات بھر کے لیے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں۔ پھر اپنے مقامات پر واپس ہوجاتی ہیں۔

ترمذی، حاکم، بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ بعض صحابہ کرامؓ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا اور انھیں اس چیز کا علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سنا کہ کوئی آدمی اس قبر میں سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے حتیٰ کہ اس نے وہ سورت پوری کی۔ وہ صحابہ حضورؐ کے پاس آئے اور آپ کو آکر اس واقعہ سے مطلع کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورت عذاب سے مانع اور نجات دینے والی ہے۔ حاکم نے اس روایت کی تصحیح اور ترمذی نے تحسین کی ہے۔

باب ۹۴

آپ کی وہ نشانیاں جو واقعہ حمراء الاسد میں ظاہر ہوئیں

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے حدیث بیان کی کہ ابو سفیان نے عبد القیس کی اس جماعت سے جو مدینہ منورہ کا ارادہ کر رہی تھی یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کردو کہ ہم نے آپ کے صحابہ کی طرف واپس آنے کا ارادہ کر لیا ہے تاکہ ان کا قلع قمع کر دیں۔ چنانچہ جب وہ قافلہ حضورؐ کی طرف آیا تو اس نے حضورؐ کو ابو سفیان کے قول سے مطلع کیا۔ حضورؐ نے یہ سن کر صحابۂ کرام کی موجودگی میں فرمایا، حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ اس بارے میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:۔

قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران: رکوع ۱۸ آیات ۱۷۲-۱۷۳)

(اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو لوگوں نے بتایا کہ) "تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں، ان سے ڈرو"، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ "ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم کو جس وقت آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فرمایا۔ اسی کلمہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر پڑھا۔

ابن منذرؒ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ مشرکین میں سے ایک شخص نے مکہ والوں کو آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں سے مطلع کیا۔ مکہ والے ڈر گئے اور وہ اپنی جگہ بیٹھے رہے۔

باب ۹۵

غزوۂ رجیع میں جن نشانیوں کا ظہور ہوا ان کا بیان

بخاری و بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت جاسوسی کے لیے روانہ فرمائی۔ اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت کو امیر مقرر کیا۔ چنانچہ جس وقت یہ جماعت عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچی تو لوگوں نے ہذیل کے ایک قبیلہ سے جس میں ایک سو تیرانداز تھے ان کا

تذکرہ کردیا۔ اس قبیلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے نشان قدم تلاش کرتے ہوئے روانہ ہوئے حتیٰ کہ یہ لوگ اس جماعت کے پاس پہنچ گئے۔ جب عاصم اور ان کے ساتھی اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو ایک ہموار زمین پر رکے کہ یہ لوگ آگئے اور انہوں نے ان کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ :۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم میں سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔"

حضرت عاصم نے کہا :۔ "ہم کافروں کے عہد پیمان میں آنا گوارا نہیں کرتے۔" اور یہ دعا فرمانے لگے۔ کہ "الٰہ العالمین ہمارے نبی کو ہماری حالت سے مطلع کر دے۔"

اس کے بعد اس قبیلہ نے ان پر اس قدر تیر برسائے کہ حضرت عاصم کو اُن کے سات رفقاء کے ساتھ شہید کردیا۔ حضرت خبیب اور حضرت زید بن دسنہ اور ایک شخص باقی رہ گئے۔ ان ہذیلیوں سے انہوں نے عہد و پیمان کیا۔ یہ حضرات ان کے پاس آگئے۔ جب ہذیلیوں نے ان حضرات پر قابو پالیا تو انہوں نے اپنی کمانوں کے چلّے کھولے اور ان سے ان حضرات کو باندھ لیا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ سب سے پہلی بے وفائی ہے اور اس صحابی نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کردیا۔ ہذیلیوں نے اس صحابی کو گھسیٹا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں گئے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کو قتل کر دیا اور حضرت خبیبؓ اور زیدؓ کو لے گئے اور مکہ والوں کے ہاتھ ان کو فروخت کر دیا۔

حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ چونکہ بدر میں حضرت خبیبؓ نے حارث کو قتل کیا تھا۔ خبیب اُن کے پاس اسیری کی حالت میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جس وقت انہوں نے خبیب کے قتل پر اتفاق کرلیا۔ خبیب نے حارث کے بیٹوں سے ضرورت کے لیے استرہ مانگا۔ وہ اُن کو دے دیا گیا۔ وہ استرہ تیز کر کے اس کی دھار دیکھ رہے تھے کہ حارث کی بیٹی کا لڑکا اُن کے پاس چلا گیا۔ چونکہ وہ ابھی چھوٹا بچہ تھا اس لیے حضرت خبیب نے ازراہ شفقت بچے کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ بچے کی ماں نے دیکھا تو وہ کانپ گئی۔ حضرت خبیبؓ اُس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انھوں نے کہا۔ تم کو اندیشہ ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور میں اس لڑکے کو قتل کر ڈالوں گا۔ میں ان شاء اللہ ہرگز یہ کام نہ کروں گا۔

حارث کی بیٹی یہ کہا کرتی تھی کہ میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہیں دیکھا جیسا خبیبؓ تھا۔ میں نے خبیبؓ کو دیکھا کہ مکہ میں کسی قسم کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا، مگر بایں ہمہ ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے۔ وہ انھیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔"

حضرت زینبؓ کو جب لوگوں نے حرم سے باہر نکالا تو انھوں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ انہوں نے نماز ادا کی پھر یہ دعا مانگی۔ "اے خدا! ان نافرمانوں کو گن گن کر گھیر لے اور انھیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

جس دن حضرت عاصم شہید ہوئے انہوں نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اے پروردگار ہمارے حال کی خبر اپنے نبیؐ کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل نے کچھ آدمیوں کو حضرت عاصم کی لاش اٹھا لانے کے لیے بھیجا تاکہ اس سے وہ قریش کی خوشنودی حاصل کریں کیونکہ بدر کے دن حضرت عاصم نے بہت سے نامور قریش کو قتل کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم پر شہد کی مکھیوں کو مثل ابر مسلط کر دیا اور لاش کی حفاظت فرمائی اور وہ لوگ اس امر پر قادر نہ ہو سکے کہ آپؓ کی لاش اٹھالے جائیں یا جسم سے کوئی عضو کاٹ کر لے جا سکیں۔

بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ ابن عقبہ، ابن شہاب اور حضرت عروہ سے روایت کی کہ حضرت خبیبؓ نے یہ دعا کی کہ "اے میرے اللہ! میں کسی قاصد کو نہیں پاتا ہوں کہ تیرے رسول کے پاس بھیجوں۔ میرا سلام اپنے رسولؐ تو پہنچا دے۔"

جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر کی۔ آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ معاً آپ نے فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ۔ صحابہؓ نے عرض کیا:۔

"یا رسول اللہؐ! کس کے سلام کا جواب مرحمت فرما رہے ہیں؟"

آپ نے ارشاد فرمایا، "تمہارے بھائی خبیب کو کافر قتل کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں اور وہ مجھے آخری سلام خلوص محبت کر رہے ہیں۔"

ابن اسحاق نے عاصم ابن عمر ابن قتادہ سے روایت کی کہ ہذیل کے لوگوں نے جس وقت حضرت عاصمؓ بن ثابت کو قتل کیا تو یہ ارادہ کیا کہ ان کے سر کو کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ سلافہ کے بیٹے جس وقت بدر میں قتل ہوئے تھے تو اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر میں نے حضرت عاصمؓ پر قدرت پائی تو میں ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی نعش کی حفاظت کی ان لوگوں کو شہد کی مکھیوں نے باز رکھا۔ جب شہد کی مکھیاں ان لوگوں اور حضرت عاصم کے درمیان حائل ہو گئیں تو ان لوگوں نے کہا اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ رات ہو جائے اور مکھیاں نعش کے پاس سے چلی جاویں تب ہم سر کو کاٹ لیں گے۔ مگر رات اللہ تعالیٰ نے بارش کو بھیج دیا اور پانی کے سیلاب نے حضرت عاصمؓ

کی نعش کو بہا دیا۔ حضرت عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اپنی حیات میں کسی مشرک کو نہ چھوڑوں گا اور کوئی مشرک مجھ کو نہ چھوئے گا۔ حضرت عاصمؓ نے اپنی زندگی میں مشرک کے چھونے سے امتناع کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی وفات میں مشرک کے چھونے سے بچالیا۔

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ بن سفیان الاسلمی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم ابن ثابت کو بھیجا اور اس قصہ کو ذکر کیا جیسے کہ ابوہریرہؓ کی حدیث سے آگے بیان کیا گیا ہے اور اس قصہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کا سر کاٹ لیں اور اس کو سلافہ کے پاس لے جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک بڑا گروہ بھیج دیا۔ انہوں نے عاصم کی حفاظت کی۔ ان لوگوں نے عاصم کا سر جدا کرنے کی قدرت نہ پائی اور حضرت خبیب کے احوال میں یہ ذکر کیا ہے کہ خبیب نے یہ دعا مانگی۔

اصحاب نے یہ گمان کیا ہے کہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعلیکم السلام فرمایا۔ اصحاب نے پوچھا، یا نبی اللہ کس شخص پر آپ نے سلام بھیجا۔ آپ نے فرمایا، تمہارے بھائی خبیب پر سلام بھیجا ہے۔ وہ قتل کیے جارہے ہیں جبکہ وہ سولی پر چڑھائے گئے اور وہ دعا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک مرد نے کہا جبکہ میں نے خبیبؓ کو دیکھا کہ وہ دعا مانگ رہے ہیں میں زمین پر لیٹ گیا۔ ایک سال نہیں گزرا کہ سوا اس مرد کے جو زمین پر لیٹ گیا تھا کوئی شخص ان کا باقی رہا ہو سب ہلاک ہوگئے۔

ابن اسحاق اور ابن سعد نے ماریہ کنیز حجیر بن ابی اہاب سے روایت کی کہ خبیبؓ کو مکہ مکرمہ میں میرے مکان میں قید کیا گیا۔ ایک روز میں نے انھیں دیکھا کہ ان کے پاس ایک انگور کا خوشہ ان کے سر سے بڑا ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں اور اس وقت روئے زمین پر انگور کا کوئی دانہ نہ تھا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی، جعفر بن عمرو، عمرو بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیہ ضمری کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس لکڑی کے پاس آیا جس پر حضرت خبیبؓ کو لٹکایا گیا تھا۔ میں اس پر چڑھا اور جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ میں نے حضرت خبیبؓ کو اس لکڑی پر سے کھولا۔ وہ زمین پر گر پڑے۔ میں ان سے ایک طرف کو ہوگیا۔ پھر میں نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے حضرت خبیبؓ کو نہیں پایا گویا انھیں زمین نگل گئی چنانچہ اس وقت تک کسی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کا ذکر نہیں کیا۔

ابو یوسف نے "کتاب اللطائف" میں حضرت ضحاکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور حضرت زبیرؓ کو بھیجا کہ حضرت خبیبؓ جس لکڑی پر لٹک رہے ہیں اس پر سے ان کو اتار

پس۔ یہ دونوں مقام تنعیم تک پہنچے۔ انہوں نے حضرت خبیبؓ کے چاروں طرف چالیس مردوں کو پایا کہ وہ نشہ میں مست تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خبیبؓ کو اتار لیا اور حضرت زبیرؓ نے انھیں اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ حضرت خبیبؓ تر و تازہ تھے۔ ان کی کوئی شئے خراب نہیں ہوئی تھی۔ مشرکین کو اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ جب مشرکین ان کے پاس پہنچے تو حضرت زبیرؓ نے ان کو زمین پر ڈال دیا۔ حضرت خبیبؓ کو زمین نگل گئی۔ اسی وجہ سے حضرت خبیبؓ کو بلیع الارض بولتے ہیں۔

واقدی نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابو ابراہیم اور عبدالواحد بن ابی عون وغیرہ شامل ہیں، روایت کی کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ مکرمہ میں قریش کی ایک جماعت سے کہا تھا کہ میں ایسے شخص کو نہیں پاتا کہ جو عیاذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک قتل کر دے۔ اور ان سے ہمارا انتقام لے۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔

ابوسفیان کے پاس ایک عرب آیا اور بولا کہ اگر تو مجھے تقویت دے گا تو میں معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اچانک قتل کر دوں گا۔ میں لوگوں کا رہنما ہوں اور راستوں کے نشیب و فراز سے واقف ہوں اور میرے پاس گرگس کے پروں کی طرح کا ایک خنجر ہے۔

ابوسفیان بولا، "تو ہمارا دوست ہے"۔ اور ابوسفیان نے اسے خرچ اور ایک اونٹ دیا اور بولا کہ "تو اپنے ارادہ کو مخفی رکھنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر مطلع کر دے۔"

وہ عرب بولا کہ "اس بات کا کسی کو علم نہیں ہو گا۔" چنانچہ وہ مرد عربی رات کے وقت اپنی سواری پر روانہ ہوا۔ وہ پانچ روز سفر کرتا رہا اور چھٹے روز علی الصباح مقام حرہ میں پہنچا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ جب حضورؐ نے اسے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ شخص بے وفائی کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے ارادہ کے درمیان حق تعالیٰ حائل ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ مجھ سے سچ بیان کر کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے۔ اس پر مجھے اطلاع ہو گئی ہے۔

وہ بولا، آپ مجھے امان دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے امان ہے۔ چنانچہ اس نے آپ کو ابوسفیان کے ارادہ سے اور جو شئے ابوسفیان نے اس کے لیے مقرر کی تھی اس سے مطلع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے تجھے امان دی، جہاں تو جانا چاہے چلا جا اور اس کے علاوہ تیرے لیے بھلائی کی ایک اور چیز بھی ہے۔ وہ شخص بولا کہ وہ بھلائی کی کیا بات ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

وہ شخص مسلمان ہو گیا اور بولا، واللہ میں انسانوں سے خوف نہیں کرتا تھا اور بخدا جس وقت میں نے

آپ کو دیکھا تو میری عقل رہی اور میرا نفس کمزور ہو گیا اور پھر آپ میرے ارادہ پر مطلع ہو گئے اور یہ ایسی شئے ہے جس کے لیے شتر سواروں نے سبقت کی ہے اور میرے اس ارادہ پر کوئی مطلع نہیں سو میں نے پہچان لیا کہ آپ دشمنوں سے محفوظ ہیں اور آپ حق پر ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم بن حریش سے فرمایا کہ تم دونوں ابوسفیان بن حرب کی طرف جاؤ اور اگر اسے غفلت میں پاؤ تو اسے قتل کردو۔ یہ دونوں روانہ ہوئے۔ عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے ساتھی نے کہا کہ بیت اللہ میں چلیں اور اس کا سات مرتبہ طواف کریں اور دو رکعت نماز پڑھیں۔ میں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں اپنے ابلق گھوڑے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہوں اگر اہل مکہ مجھے دیکھ لیں گے تو وہ پہچان لیں گے۔ میرا ساتھی نہ مانا۔ چنانچہ ہم دونوں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ معاویہ بن ابی سفیان مجھ سے ملے اور انہوں نے مجھے پہچان لیا اور اپنے والد کو جا کر مطلع کر دیا۔ اہل مکہ نے ہمیں ڈرایا اور بولے کہ عمرو بھلائی کے ارادہ سے نہیں آیا۔ عمرو زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو اچانک قتل کر دیتا تھا۔ ابوسفیان نے اہل مکہ کو جمع کیا۔ ہم وہاں سے فرار ہو گئے۔ وہ ہماری تلاش میں نکلے۔ میں ایک غار میں داخل ہو گیا اور ان سے روپوش ہو گیا حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور وہ لوگ ساری رات ہماری تلاش میں رہے مگر حق تعالیٰ نے ان پر راستے مخفی کر دیئے کہ وہ ہماری سواریوں تک پہنچتے۔ میرے ساتھی نے کہا کہ خبیبؓ جو سولی پر لٹکے ہوئے ہیں تو انھیں اتار دے۔ چنانچہ میں نے خبیبؓ کو سولی پر سے اتار دیا۔

باب ۹۶

واقعۂ بیر معونہ کے سلسلہ میں جو نشانیاں ظاہر ہوئیں

امام بخاریؒ نے ہشام بن عروہ سے روایت کی کہ انھوں نے بتایا کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیر معونہ میں شہید کر دیئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہو گئے تو ان سے عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ عمرو بن امیہ نے جواب دیا، یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ عامر بن طفیل بولا کہ جب ان کو شہید کیا گیا تو میں نے انھیں دیکھا کہ وہ آسمان تک اٹھائے گئے حتیٰ کہ میں ان کی لاش کو زمین اور آسمان کے درمیان لٹکی ہوئی دیکھ رہا تھا۔ پھر انھیں زمین پر رکھ دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی شہادت کی اطلاع آئی۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کو ان کی شہادت سے مطلع کیا اور فرمایا کہ تمہارے

ساتھی شہید کر دیئے گئے اور انہوں نے اپنے پروردگار سے اس چیز کی درخواست کی تھی کہ پروردگار جس امر سے ہم تیرے سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہوا۔ ہماری اس حالت سے ہمارے بھائیوں کو مطلع کر دے چنانچہ آپ نے صحابۂ کرام کو ان کی حالت سے مطلع کر دیا۔

مسلم، بیہقی نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی کہ کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ حضرات کو بھیج دیئے جو ہمیں قرآن کریم اور سنت کی تعلیم دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر حضرات کو جو کہ قراء تھے روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس مقام پر پہنچنے سے پہلے ان لوگوں نے ان قراء کو راستے میں گھیر لیا اور انھیں شہید کر دیا۔ حضرات قراء نے یہ دعا مانگی، الٰہ العالمین ہماری جانب سے ہمارے نبی کو اس معاملے کی اطلاع پہنچا دے کہ ہم آپ سے اس حالت میں جدا ہوئے ہوئے ہیں کہ ہم آپؐ سے راضی تھے اور آپؐ ہم سے راضی تھے۔

عین اسی وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:۔ "اے مسلمانو! تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے اور انہوں نے یہ دعا مانگی کہ الٰہ العالمین ہماری طرف سے ہمارے نبی کو اس بات کی اطلاع پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ گئے ہیں اور تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی چنانچہ ہم کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام پذیر ہوئے اور حق تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا کہ تمہارے بھائیوں کا مشرکین سے مقابلہ ہو گیا۔ مشرکین نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ انہوں نے یہ دعا مانگی کہ پروردگار ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم راضی ہو گئے اور ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف ان کا قاصد ہوں وہ راضی ہو گئے اور ان سے ان کا پروردگار راضی ہو گیا۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ منذر بن عمرو روانہ ہوئے اور حسب سابق روایت نقل کی البتہ اس میں اتنی زیادتی ہے کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ سے دریافت کیا کہ تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو۔ عمرو نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ شہداء میں عامر پھرنے لگا اور ان کے نسب دریافت کرنے لگا۔ پھر عامر نے کہا کہ تم ان میں سے کسے نہیں پاتے ہو۔

عمرو بولے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے غلام عامر بن فہیرہ کو نہیں دیکھا۔

عامر بولا۔ "تم لوگوں میں ان کی کیا حیثیت تھی۔" عمرو بولے کہ "وہ ہمارے افضل ترین حضرات میں سے تھے۔"

عامر بولا کہ میں تم سے ان کا واقعہ بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ اس شخص کو اس نے نیزہ مارا پھر اس نے اپنا نیزہ ان کے زخم میں سے نکال لیا۔ اس کے بعد انھیں کوئی آسمان پر لے گیا۔ بخدا وہ مجھے نظر نہیں آتے تھے اور ان کا قاتل جبار بن سلمی ایک کلابی شخص تھا اس نے بیان کیا کہ جس وقت میں نے ان کے نیزہ مارا تو وہ بولے بخدا میں کامیاب ہوگیا۔ چنانچہ میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور اس واقعہ سے اسے مطلع کیا اور میں مشرف باسلام ہوگیا۔ عامر بن فہیرہ کی شہادت اور ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا جو میں نے منظر دیکھا یہی میرے اسلام کا سبب ہوا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ضحاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ملائکہ نے حضرت عامر کے جثہ کو چھپا دیا اور وہ علیین میں اتار دیئے گئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ عامرؓ اٹھائے گئے ہوں اس کے بعد رکھ دیئے گئے ہوں اور پھر مفقود ہو گئے ہوں تاکہ بخاری کی جو پہلی روایت عروہ سے موصولاً مروی ہے اس میں تطابق ہو جائے کیونکہ اس میں عامرؓ کا رکھ دیا جانا مروی ہے۔

کیونکہ ہم نے "مغازی موسیٰ بن عقبہ" میں اس واقعہ کے سلسلہ میں عروہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عامر کا جسد نہیں پایا گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ملائکہ نے چھپا دیا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام بیہقی نے حضرت عروہؓ سے موصولاً حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عامر قتل کر دیئے گئے تو ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا حتیٰ کہ میں ان کو آسمان اور زمین کے درمیان دیکھ رہا تھا۔ مگر اس روایت میں حضرت عامر کا پھر زمین پر رکھ دیا جانا مروی نہیں۔ غرضیکہ اس روایت سے تمام طرق حدیث قوی ہو گئے اور آسمان پر ان کے روپوش ہو جانے کے طرق متعدد ہو گئے۔

ابن سعد نے حضرت عائشہؓ سے فرماتی ہیں کہ حضرت عامر بن فہیرہ آسمان پر اٹھائے گئے اور ان کا جثہ نہیں ملا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ملائکہ نے انھیں چھپا دیا۔

باب ۹۷

غزوۂ ذات الرقاع کے معجزات

امام بخاری و مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جب حضورؐ کی واپسی ہوئی تو ایک دن ایک ایسی وادی میں جو بہت خاردار تھی قیلولہ کا وقت آگیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور صحابہ کرام بھی وادی میں سایہ دار درخت کی تلاش میں منتشر ہوگئے۔ چنانچہ حضورؐ ایک جھاؤ کے درخت کے سایہ میں اترے اور آپؐ نے تلوار اس درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جتھوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہوگئے اور ہم کچھ ہی دیر سوئے تھے کہ اچانک سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بلا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ کے پاس آئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تلوار اتاری، میں سو رہا تھا سو میں بیدار ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ میں برہنہ موجود تھی۔ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا، اللہ! اس نے تلوار نیام میں ڈال لی اور بیٹھ گیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت جابرؓ سے دوسری سند سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب خصفہ سے مقام نخل میں جنگ کی۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کی غفلت دیکھی تو ان میں سے غورث بن حارث نامی ایک شخص آیا اور تلوار لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ۔ تلوار اس کے ہاتھ میں سے گر پڑی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لے کر اس سے کہا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ وہ بولا کہ آپ تلوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور اسکے اہل ہیں آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور بولا کہ میں تمہارے پاس خیر الناس کے پاس سے آیا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر میں روانہ ہوئے۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت میں لٹکا دی۔ ایک اعرابی آیا اور تلوار نیام سے نکال کر آپؐ کے سر مبارک پر کھڑا ہوگیا اور بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضورؐ بیدار ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ۔ وہ اعرابی کانپنے لگا اور اس نے تلوار رکھ دی اور چلا گیا۔

بیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ مقام نخل میں ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکین نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ پھر کہنے لگے ابھی انھیں رہنے دو کیونکہ اس نماز کے بعد ان کی ایسی نماز ہے جو انھیں اپنی اولاد سے زائد محبوب ہے۔ جبریل امین حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو ان کے ارادہ سے مطلع کیا۔ آپؐ نے صلوٰۃ خوف پڑھی۔

مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ جہینہ کی ایک جماعت سے جہاد کیا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بہت سخت قتال کیا۔ جب ہم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو مشرکین بولے کہ کاش ہم ان پر یکبارگی حملہ آور ہوتے تو ہم انھیں کاٹ ڈالتے اور بولے کہ ان کی ایک اور نماز آئے گی جو انھیں اپنی اولاد سے زائد محبوب ہے۔ جبریل امین نے حضورؐ کو اس چیز سے مطلع کیا۔ آپ نے ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ کیا اور صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابو عیاش زرقیؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام عسفان میں تھے۔ مشرکین پر خالد بن ولید امیر تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکین کہنے لگے کہ مسلمان ایسی حالت میں تھے اگر ہم چاہتے تو اچانک ان پر قابو پا لیتے۔ سو ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان آیت قصر نازل ہو گئی۔[1]

واقدی نے خالدؓ بن ولید سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں مشرکین کے سواروں کے ساتھ نکلا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مقام عسفان میں تھے۔ میں آپ کے سامنے آکر آپ کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے ہمارے سامنے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ ہم نے آپؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر ہماری رائے بدل گئی۔ ہمارے دلوں میں جو ارادہ تھا آپ اس پر مطلع ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اصحاب کو نماز عصر میں صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔

مسلم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے تا آنکہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برائے حاجت روانہ ہوئے۔ میں ایک پانی کا ڈول لے کر آپؐ کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپؐ نے کچھ آڑ نہ پائی دیکھا تو وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ آپ ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا:۔

"خدا کے حکم سے میرے تابع ہو جا" چنانچہ وہ اس اونٹ کی طرح جس کے ناک میں نکیل پڑی ہو اور کھینچنے والے کے پیچھے چل رہا ہو آپ کا تابع ہو گیا۔ پھر آپؐ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی بھی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا بحکم خدا میرا تابع ہو جا۔ وہ بھی اسی طرح آپ کے ساتھ ہو گیا حتیٰ کہ

[1] سورہ نساء آیت ۱۰۲ و اِذَا کُنْتَ فِیْھِمْ ۔۔۔ الخ

جب آپ دونوں درختوں کے درمیان میں پہنچے تو دونوں کو ملا کر فرمایا بحکم خدا مل جاؤ۔ وہ دونوں مل گئے۔
حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک جو میری نظر پڑی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ تھوڑی دیر کھڑے ہوئے اور اپنے سر مبارک سے اس طرح دائیں اور بائیں اشارہ کیا، پھر سامنے آئے جب میرے پاس پہنچے تو فرمایا، اے جابرؓ جہاں میں کھڑا تھا تم نے وہ جگہ دیکھی ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں! یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک میں سے ایک ایک شاخ کاٹ کر لے آؤ اور جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی داہنی جانب اور ایک بائیں جانب ڈال دینا۔
حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور ایک پتھر لے کر اسے توڑا اور تیز کیا۔ جب وہ تیز ہو گیا تو ان دونوں درختوں کے پاس آیا اور ہر ایک میں سے ایک ایک ڈالی کاٹی اور ان دونوں کو کھینچتا ہوا اس جگہ پر آیا جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور ایک ڈالی داہنی طرف اور ایک بائیں طرف ڈال دی پھر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ جیسا آپ نے فرمایا تھا سو کر دیا۔ مگر اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا۔ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کردوں۔ شاید ان شاخوں کے ہرا رہنے تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو۔ پھر ہم لشکر میں پہنچے۔ آپ نے فرمایا، جابرؓ لوگوں میں وضو کا اعلان کردو۔ میں نے اعلان کیا کہ وضو کرلیں، وضو کرلیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قافلہ میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں۔ ایک انصاری شخص تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشک میں پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس انصاری کے پاس جا کر دیکھو کہ مشک میں کچھ پانی ہے یا نہیں۔ میں گیا اور دیکھا تو مشک کے منہ میں چند قطرۂ آب اس کی سلوٹ میں ٹھہری ہوئی ہیں اگر میں اسے انڈیلوں تو مشک کا خشک حصہ انہیں جذب کرلے میں حضورؐ کی خدمت میں آیا اور آپ کو آکر مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مشک کو لے آؤ۔ میں اس مشک کو لے آیا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھوں میں لیا، پھر زبان مبارک سے کچھ فرمانے لگے جسے میں نہ سمجھ سکا اور مشک کو اپنے دست مبارک سے دباتے جاتے۔ اس کے بعد مشک کو میرے حوالہ کیا۔ پھر فرمایا، جابرؓ اعلان کرو کہ قافلہ کے پانی کا بڑا برتن لائیں۔ میں نے آواز دی۔ وہ لایا گیا۔ لوگ اسے اٹھا کر لائے۔ میں نے اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضورؐ نے اپنا ہاتھ اس میں پھرایا اور اس طرح پھیلا کر انگلیوں کو کشادہ کیا اور اپنا ہاتھ اس کی تہہ میں رکھ دیا اور ارشاد فرمایا، اے جابرؓ وہ مشک لے کر بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈالو۔

میں نے بسم اللہ پڑھ کر وہ پانی آپ کے دست مبارک پر ڈال دیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار رہا ہے حتیٰ کہ اس برتن نے جوش مارا اور گھوما اور بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جابرؓ اعلان کرو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آئے۔ چنانچہ صحابہؓ آئے اور پانی لیا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں سے اٹھا لیا اور وہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے حضورؐ سے بھوک کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، عنقریب حق تعالیٰ تمہیں کھلا دے گا۔ چنانچہ ہم سمندر کے کنارہ پر آئے۔ اس نے ایک جانور (مچھلی) باہر ڈالا۔ ہم نے دریا کے کنارے آگ جلائی اور اس کا گوشت پکایا اور بھونا اور کھایا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں اور فلاں اور فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حلقہ میں گھس گئے اور ہم کسی کو نظر نہیں آ رہے تھے حتیٰ کہ ہم باہر نکلے۔ پھر ہم نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے کمان کی طرح کیا اور قافلہ میں جو سب سے بڑا آدمی تھا اور سب سے بڑے اونٹ پر سوار تھا اسے بلایا وہ اس پسلی کے نیچے سے بغیر سر جھکائے نکل گیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع کے غازیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام حرہ واقم میں تھے تو ایک بدوی عورت مع اپنے لڑکے کے آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا لڑکا مجھ پر غالب آ گیا اور اس پر شیطان ہے۔ آپ نے اس لڑکے کا منہ کھولا اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور تین مرتبہ فرمایا، دشمن خدا خوار ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا اپنے بیٹے کو لے جا۔ اس کے پاس جو آ کر اسے تکلیف پہنچاتا ہے وہ کبھی بھی اس کے پاس آ کر اسے تکلیف نہ دے گا۔ جب ہم غزوہ سے واپس آئے تو پھر وہی عورت آئی۔ آپؐ نے اس سے اس کے بیٹے کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ جو اس کے پاس آتا تھا اب وہ نہیں آتا۔ پھر دونوں درختوں اور غورث بن حارث کا تذکرہ کیا کہ غورث کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے۔ جب ہم مقام حرہ کے نشیب میں پہنچے تو سامنے سے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ حضورؐ نے ہم سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا۔ یہ اونٹ مجھ سے اپنے مالک کے مقابلہ میں مدد چاہتا ہے اس کا مالک اس سے چند سالوں سے کھیتی کا کام لیتا تھا اب اس نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جابرؓ تم اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔ میں نے عرض کیا میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ تمہیں اس کے پاس لے جائے گا۔ جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ اونٹ میرے سامنے تیزی سے چلا حتیٰ کہ اپنے مالک کے سامنے مجھے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں اس کے مالک کو لے کر آیا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع حقیقت میں غزوۃ الاعاجیب ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ میرا اونٹ تھک گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا۔ حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ سست ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا اور پیچھے رہ گیا۔ حضورؐ نے اپنی چھڑی سے اسے کچوکا دیا اور فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ چنانچہ میں اس اونٹ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (آگے بڑھنے سے) روک رہا تھا۔ کیونکہ وہ تیز رفتار ہو گیا تھا اور لشکر سے آگے جا رہا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی ثعلبہ کے غازیوں میں تھے۔ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نکلا۔ اس نے چلنے میں دیر کی حتیٰ کہ سب حضرات چلے گئے۔ میں اس کی نگہبانی میں مصروف تھا اور اس کی حالت سے میں پریشان ہو رہا تھا۔ یکایک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کے اخیر میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو گویا کہ آپ نے اس پر کچھ پھونکا اور آپ نے کلی کر کے اس کے سینہ پر پانی ڈالا اور اس کے عصا مارا۔ وہ کود کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اونٹ ہمارے ساتھ چلے۔ آپ نے فرمایا، سوار ہو جاؤ، میں سوار ہو گیا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ میں اس اونٹ کو اس وجہ سے روکتا تھا کہ کہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کر جائے۔

ابو نعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ پھر حضورؐ نے فرمایا، خدا کا نام لے کر سوار ہو جاؤ۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی جانور پر اس سے قبل اور اس کے بعد سواری نہیں کی جو اس سے زیادہ وسیع قدم اور تیز رفتار ہو۔ وہ مجھے اس قدر تیز لے جا رہا تھا کہ حضورؐ کے ادب کی وجہ سے میں اسے روکتا تھا کہ کہیں آپ سے سبقت نہ کر جائے۔

امام احمد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ تاریک رات میں میرا اونٹ گم ہو گیا۔ میں حضورؐ کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا اونٹ وہ ہے تم جا کر اسے پکڑ لو۔ جس طرف آپ نے فرمایا تھا میں اس طرف گیا مجھے اونٹ نہیں ملا۔ میں حضورؐ کے پاس آیا آپ نے پھر وہی فرمایا۔ میں پھر ادھر گیا مگر مجھے اونٹ نہیں ملا۔ میں حضورؐ کے پاس آیا۔ حضور میرے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم اونٹ کے پاس آ گئے۔ حضورؐ نے پکڑ کر مجھے اونٹ دے دیا۔ چنانچہ میں جا رہا تھا اور اونٹ سست رفتار تھا۔ میں کہنے لگا، افسوس اس کے آہستہ چلنے پر میرے لیے ایسا ہی اونٹ رہ گیا ہے جو قدم نہیں بڑھاتا۔ حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے کیا

کہا۔ میں نے حضورؐ کو مطلع کیا۔ آپ نے اس کے سرین پر ایک کوڑا مارا۔ وہ ایسے تیز رفتار اونٹ کی طرح چلا میں کبھی بھی اس پر سوار نہ ہوا ہوں گا اور اس کی مہار میرے قابو سے باہر ہو رہی تھی۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو علیہ بن زیاد حارثی تین انڈے شتر مرغ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے ان انڈوں کو شتر مرغ کے آشیانے میں پایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، جابرؓ ان انڈوں کو لے جا کر پکا لو۔ چنانچہ میں انھیں پکا کر ایک بڑے پیالہ میں لے کر آیا میں روٹی تلاش کرنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے بغیر روٹی کے وہ انڈے تناول کرنا شروع کر دیئے حتیٰ کہ آپ سیر ہو گئے اور انڈے اسی طرح باقی رہے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور پھر ان انڈوں میں سے آپؐ کے تمام صحابہ کرامؓ نے کھایا۔ اس کے بعد ہم ٹھنڈے ٹھنڈے روانہ ہو گئے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ ہم غزوہ بنی انمار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔ آپ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی گردن مارے۔ یہ بات اس شخص نے سن لی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ راہ خدا میں میری گردن ماری جائے۔ آپ نے فرمایا جی ہاں راہ خدا میں۔ چنانچہ وہ شخص راہ خدا میں شہید ہوا۔

غزوہ بنی انمار غزوہ ذات الرقاع ہی کو بولتے ہیں۔ نیز اس روایت کی حاکم نے مع تصحیح تخریج کی ہے اور اس میں بعض مغازی کا ذکر ہے اور اخیر میں یہ اضافہ ہے کہ وہ شخص یمامہ کے دن شہید ہوئے۔

باب ۹۸

غزوۂ خندق کے معجزات

بیہقی نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب کو فرمایا کہ آج کے بعد مشرکین (مکہ) تم سے کبھی منظم اور جارحانہ جنگ نہیں کریں گے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد پھر کبھی مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔

بخاری نے سلیمان بن صردؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن اور ایک روایت میں ہے کہ جس وقت مشرکین جماعتیں آپ کا مقابلہ کر کے واپس ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اب ہم ان سے جہاد

کریں گے۔ یہ ہم سے لڑائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ان کی طرف جائیں گے۔ (ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔)

بخاری نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم غزوہ احزاب میں ایک موقعہ پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر نکلا۔ صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ایک سخت ترین پتھر خندق میں نکلا ہے۔ آپ نے فرمایا، میں خندق میں اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے شکم مبارک پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔ اور ہم نے تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ حضورؐ نے کدال لی اور اس پتھر پر ماری وہ پتھر ریت کے منتشر ٹیلے کی طرح ہو گیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے مکان پر جانے کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ میں مکان پر آیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ وہ دیکھ کر مجھ سے نہیں رہا گیا۔ تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ وہ بولی میرے پاس جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور بی بی نے جو پیسے تا آنکہ ہم نے گوشت ہانڈی میں چڑھایا۔ پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپؐ اور آپؐ کے ساتھ ایک مرد یا دو مرد چلیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کھانا کتنا ہے۔ میں نے آپ سے اس کی مقدار بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا بہت ہے طیب ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اپنی بی بی سے کہہ دو کہ میرے آنے تک نہ ہانڈی اتاریں اور نہ تنور میں سے روٹی نکالیں۔ اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا چلو۔ تو سب مہاجرین اور انصار کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ جس وقت اپنے مکان میں آئے تو بی بی سے کہنے لگے کہ تیرا بھلا ہو حضور مہاجرین و انصار اور ان کے ساتھ جو حضرات تھے سب کو لے کر آ گئے۔ بی بی نے دریافت کیا کہ کیا حضورؐ نے تم سے دریافت کیا تھا۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا، اندر آؤ اور ہجوم مت کرو۔ چنانچہ حضور روٹی کے ٹکڑے کرتے اور اس پر گوشت ڈالتے تھے۔ اور جس وقت آپؐ روٹی یا گوشت لیتے تو تنور اور ہانڈی کو ڈھک دیتے تھے۔ اور اسے اپنے صحابہ کے پاس رکھتے تھے۔ پھر آپؐ ہانڈی اور تنور کھولتے تھے حتیٰ کہ اسی طرح آپ روٹی توڑتے اور اس پر سالن ڈالتے رہے حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اور باقی بچ گیا۔ حضورؐ نے حضرت جابرؓ کی بی بی سے کہا کہ تم کھاؤ اور بقیہ ہدیہ کے طور پر تقسیم کرو کیونکہ لوگ بھوکے ہیں۔

امام بیہقی نے اس روایت میں اتنی زیادتی اور نقل کی ہے کہ جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سارے دن کھاتے رہے اور ہانڈی بھیجتے رہے۔ نیز بیہقی نے دوسرے طریق سے یہ کلمات اور نقل کیے ہیں کہ حضورؐ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ روٹی اور سالن ختم ہو گیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ جس وقت خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بھوک کے عالم میں دیکھا۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔ میری بی بی ایک تھیلہ لائی جس میں ایک صاع جو تھے اور ایک ہمارے یہاں پلی ہوئی بکری تھی۔ میں نے اسے ذبح کیا اور میری بی بی نے جو پیسے۔ پھر میں حضورؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے خفیہ طور پر کہا کہ ہم نے ایک بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں۔ لہٰذا آپ اور آپ کے ساتھ کچھ حضرات تشریف لائیں۔ حضورؐ نے بلند آواز سے فرمایا، اے اہل خندق جابرؓ نے دعوت کی ہے لہٰذا تم لوگ چلو۔ نیز حضورؐ نے فرمایا کہ میرے آنے تک نہ ہانڈی اتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ چنانچہ میں مکان پر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب حضرات سے پہلے تشریف لے آئے آپ کی خدمت میں گندھا ہوا آٹا لایا گیا۔ آپ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔

پھر آپؐ ہماری ہانڈی کے پاس تشریف لائے اور اس میں بھی لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے کھایا اور وہ ایک ہزار تھے۔ حتیٰ کہ سب سیر ہو کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی حسب سابق جوش مار رہی تھی اور ہمارے آٹے کی اسی طرح روٹی پکائی جا رہی تھی۔

واقدی اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مغیث سے روایت کی کہ ام عامر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قاب بھیجی جس میں کھجور، گھی، اور پنیر سے تیار کیا ہوا کھانا تھا اور آپ اس وقت اپنے خیمہ میں حضرت ام سلمہ کے پاس تھے۔ چنانچہ اس کھانے میں سے حضرت ام سلمہ نے اپنی حاجت کے بقدر تناول فرمایا۔ پھر آپ بقیہ کھانے کو لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ حضورؐ کے منادی نے سب لوگوں کو شام کے کھانے کے لیے بلایا۔ چنانچہ اس کھانے میں سے سب اہل خندق نے کھایا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا اسی طرح باقی رہا۔

ابو یعلےٰ، ابن عساکر نے حضرت ابو رافعؓ سے روایت کی کہ خندق کے دن ایک تھیلہ میں بھنی ہوئی ایک بکری لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے مجھے فرمایا، ابو رافع مجھے اس بکری کا ایک بازو دے دو۔ میں نے دے دیا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے بازو دے دو۔ میں نے آپ کو دے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا مجھے بازو دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے تو دو ہی بازو ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم کچھ دیر خاموشی اختیار کرتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم برابر دیتے رہتے۔

ابو یعلی، ابن عساکر نے عبید اللہ بن علی بن ابی رافعؓ سے روایت کی اور انھوں نے اپنی دادی سے،

روایت کرتے ہیں کہ خندق کی جنگ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافعؓ کے پاس ایک بکری بھیجی۔ ابو رافعؓ نے اسے بھونا۔ پھر اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور حسب سابق واقعہ بیان کیا۔

معجم میں ابو القاسم البغوی نے معاویہ بن حکم سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ خندق کی دیوار علی بن حکم کے بھائی کے پیر پر گر پڑی جس سے ان کا پیر زخمی ہو گیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضورؐ نے بسم اللہ فرما کر اپنا دست مبارک ان کے پیر پر پھیرا ان کے پاؤں میں کوئی تکلیف باقی نہیں رہی۔

ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن تشریف لائے اور کدال لے کر ایک زور کی ضرب لگائی اور فرمایا کہ یہ وہ ضرب ہے جس سے اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو فتح کرے گا۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور فرمایا کہ یہ وہ ضرب ہے جس سے اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو فتح کرے گا۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور فرمایا یہ وہ ضرب ہے کہ جس سے حق تعالیٰ اہل یمن کو اعوان و مددگار بنا کر لائے گا۔

بیہقی نے حضرت سلمانؓ سے روایت کی کہ خندق کی ایک جانب میں میں نے ایک ضرب لگائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں ضرب لگا رہا ہوں اور مجھ پر جگہ کی تنگی کا مشاہدہ کیا۔ آپ خود خندق میں اتر پڑے اور میرے ہاتھ میں سے کدال لے کر آپ نے ایک ضرب لگائی۔ کدال کے نیچے چمک پیدا ہوئی، پھر آپؐ نے پوری طاقت سے دوسری ضرب لگائی۔ پھر کدال کے نیچے بجلی سی چمکی۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی۔ پھر کدال کے نیچے چمک پیدا ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی چمک پیدا ہو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا پہلی جو چمک تھی اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھے یمن پر فتح دے گا اور دوسری چمک کے ذریعہ سے حق تعالیٰ مجھے شام اور مغرب پر فتح دے گا۔ اور تیسری چمک کے ذریعہ سے حق تعالیٰ مجھے مشرق پر فتح دے گا۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس ہستی نے جسے میں غیر معتبر نہیں سمجھتا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اور ان کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے جو تم چاہو فتح کر لو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ جو بھی شہر تم نے فتح کیا اور قیامت تک جو بھی فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی ہیں۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ خندق کے ایک حصہ میں ہمارے سامنے ایک سخت ترین پتھر آیا کہ جس پر کدال سے کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے اس چیز کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے شکایت کی جب آپ نے اس پتھر کو دیکھا تو کدال لی اور بسم اللہ فرما کر اس پر ایک ضرب لگائی جس سے اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں بخدا میں شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی۔ اس پتھر کا ایک تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں بخدا میں مدائن کے سفید محل کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور پتھر کا بقیہ حصہ بھی ٹوٹ گیا۔ ارشاد فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ بخدا میں اس وقت اپنی جگہ سے مقام صنعاء کے دروازوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت عمرو بن عوفؓ مزنی سے روایت کی ہمارے سامنے خندق میں سے ایک سفید چوکور پتھر نکلا اس نے ہمارے لوہے کے آلات توڑ دیئے اور اس کا توڑنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ چنانچہ ہم نے اس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔ آپؐ نے حضرت سلمانؓ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ پتھر ٹوٹ گیا اور اس میں سے ایک ایسی بجلی چمکی جس سے مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان جو شے تھی وہ سب روشن ہو گئی گویا کہ تاریک رات کے درمیان میں چراغ روشن ہو گیا۔ حضورؐ نے اللہ اکبر فرمایا۔ پھر آپ نے اس پر دوسری ضرب لگائی جس سے وہ اور ٹوٹ گیا اور اس میں ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے مدینہ منورہ کے دونوں حصوں کے درمیانی تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ حضورؐ نے پھر تکبیر فرمائی اور تیسری ضرب لگائی اس نے اس کو چور چور کر دیا۔ اور اس میں سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے مدینہ منورہ کے دونوں کونوں کی درمیانی چیزوں کو روشن کر دیا۔ حضور نے پھر تکبیر فرمائی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اور اس سے موج کی طرح بجلی چمکتی تھی اور ہم نے آپ کو اللہ اکبر کہتے ہوئے بھی دیکھا۔

آپ نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں میرے سامنے حیرہ کے محلات اور کسریٰ کے شہر کتوں کی داڑھوں کی طرح روشن ہو گئے۔ جبریل امین نے مجھے مطلع کیا کہ میری اُمت ان پر غلبہ کرنے والی ہے اور دوسری ضرب میں مجھ پر ملک روم کے سرخ محلات کتوں کی داڑھوں کی طرح روشن ہو گئے۔ جبریل امینؑ نے مجھے مطلع کیا کہ میری اُمت ان پر غلبہ کرے گی اور تیسری ضرب میں کتوں کی داڑھوں کی طرح صنعاء کے محلات مجھ پر روشن ہو گئے۔ جبریل امینؑ نے مجھے مطلع کیا کہ میری امت ان پر غالب آئے گی تم بشارت حاصل کرو۔

یہ سن کر منافقین بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو یہ خبر دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے قصورِ حیرہ اور مدائن کسریٰ کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور تم انھیں فتح کر دگے اور حالت یہ ہے کہ تم خندق کھود رہے ہو اور سامنے آ کر جنگ

کر رہے کہ تم پر طاقت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

(سورۂ احزاب، رکوع ۲ : آیت ۱۲)

اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول نے محض دھوکا ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن اپنی کدال سے ایک ضرب لگائی جس سے ایک بجلی چمکی اور یمن کی طرف سے روشنی ظاہر ہوئی پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی جس سے فارس کی طرف سے ایک روشنی ظاہر ہوئی پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی جس سے روم کی طرف سے روشنی ظاہر ہوئی۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت سلمان رضی متعجب ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور نے فرمایا، مجھ پر مدائن روشن ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ پر یمن، روم اور فارس کے فتح ہونے کی بشارت دی ہے۔

ابو نعیم نے حضرت سہل بن سعد رضی سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے اور خندق کھودی جا رہی تھی کہ ایک پتھر نکلا حضور مسکرائے۔ دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے مسکرائے۔ آپ نے فرمایا ان آدمیوں سے جو مشرق کی طرف سے قیدی بنا کر لائے جائیں گے اور انہیں جنت کی طرف لے جانا چاہیں گے مگر وہ اسے پسند نہیں کریں گے۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت نعمان رضی بن بشیر کی بہن سے روایت کی کہ میری والدہ نے میرے کپڑے کے پلو میں کھجوریں رکھ کر مجھے میرے والد اور ماموں کے پاس بھیجا۔ وہ خندق کھود رہے تھے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری۔ حضور نے مجھے آواز دی۔ میں آپ کے پاس آئی۔ آپ نے وہ کھجوریں اپنے ہاتھوں میں مجھ سے لے لیں۔ ان سے آپ کے ہاتھ نہیں بھرے۔ آپ نے ایک کپڑا پھیلا کر ان کھجوروں کو اس پر بکھیر دیا۔ چنانچہ وہ کپڑے کے چاروں طرف گر پڑیں۔ پھر آپ نے خندق والوں کو حکم دیا وہ سب جمع ہو گئے اور کھجوریں کھائیں۔ وہ بڑھتی ہی جا رہی تھیں حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اور کھجوریں کپڑے کے کونوں پر گر رہی تھیں۔

بیہقی حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ اہل مغیرہ میں سے ایک شخص بولا کہ عیاذ باللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنا گھوڑا خندق میں کودایا۔ وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کے خاندان والے بولے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہمیں دے دیجئے اسے ہم دفن کر دیں گے اور اس کی دیت آپ کو ادا کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا اسے رہنے دو یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

بیہقی نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی کہ حق تعالےٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت[1] نازل فرمائی کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں داخل ہو گے حالانکہ تم کو ہنوز اُن لوگوں کا سا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان پر ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور ان کو یہاں تک جنبشیں ہوئیں۔ چنانچہ جب مومنین نے احزاب کو دیکھا تو بولے یہ وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہماری "بادِ صبا" سے مدد کی گئی ہے اور قومِ عاد "دبور" سے ہلاک کی گئی۔

ابو نعیم، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ احزاب کی رات میں شمالی ہوا جنوب کی طرف آئی اور بولی کہ جا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کر تا جنوبی ہوا نے کہا حرّہ رات میں نہیں چلتی۔ چنانچہ ان کی طرف صبا بھیجی گئی جس نے ان کی آگوں کو بجھا دیا اور خیموں کو الٹ دیا اور اُن کی رسیاں توڑ ڈالیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بادِ صبا سے مدد کی گئی اور قوم عاد دبور سے ہلاک کی گئی۔

بیہقی نے مجاہد سے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا (احزاب آیت ۹) کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے وہ بادِ صبا مراد ہے جو خندق کے دن کافروں کی جماعتوں پر بھیجی گئی۔ چنانچہ وہ اس قدر تیز تھی کہ اُس نے کافروں کی ہانڈیاں اوندھی کر دیں اور ان کے خیمے اکھاڑ ڈالے حتیٰ کہ ان لوگوں کو اس جگہ سے کوچ کرنا پڑا اور جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا کے بارے میں فرمایا۔ وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا مگر اس روز ملائکہ نے قتال نہیں کیا۔

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ احزاب کی رات میں ہم نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی حالت میں دیکھا کہ بہت سخت آندھی اور سردی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ایسا شخص ہے جو قوم کی خبر لائے کہ اسے قیامت کے دن میری معیت حاصل ہوگی۔ ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا حذیفہ تم جا کر قوم کی خبر لے کر آؤ۔ چنانچہ میں ایسی حالت میں گیا گویا کہ حمام میں سے گزر رہا ہوں اور ایسی ہی حالت میں واپس آیا۔ جب میں فارغ ہو گیا تو مجھے سردی محسوس ہوئی۔

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سردی کی وجہ سے آپ کے فرمانے پر نہیں کھڑا ہوا مگر آپ سے شرما کر آپ نے فرمایا تم جاؤ تمہیں سردی اور گرمی کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گی تا آنکہ تم میرے پاس واپس آؤ۔

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ میں کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا قوم میں کوئی خبر ظاہر ہونے والی ہے تم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ ڈر اور سب سے زیادہ

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۱۴ اَمْ حَسِبْتُمْ۔ الخ

سردی محسوس ہوتی تھی چنانچہ میں چلا۔ حضورؐ نے فرمایا الٰہ العالمین ان کے سامنے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، اوپر اور نیچے ہر طرف سے حفاظت فرما۔ حذیفہ فرماتے ہیں کہ بخدا حق تعالیٰ نے خوف اور سردی کو میرے دل میں پیدا نہیں کیا اور خوف اور سردی نکل گئی۔ مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا۔ میں لشکر میں داخل ہوگیا۔ میں نے کافروں کو دیکھا کہ وہ لشکر میں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہاں سے چلو یہاں سے چلو، یہاں تمہارے لیے ٹھہرنے کا ٹھکانا نہیں اور ہوا کو دیکھا کہ ان ہی کے لشکر میں تھی اس سے ایک بالشت بھر بھی باہر نہ تھی اور بخدا میں پتھروں کی آواز ان کے کجاوؤں اور فرشوں میں سنتا تھا اور ہوا انہیں پتھروں سے مار رہی تھی۔ پھر میں وہاں سے واپس ہوا جب میں نصف راستہ پر پہنچا تو مجھے بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے ملے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اپنے نبی کو جاکر مطلع کردو کہ اللہ تعالیٰ قوم کو کافی ہوگیا۔ فوراً میں واپس آگیا۔ واپس آتے ہی مجھے سردی لگی اور میں کانپنے لگا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[1]، (الآیۃ) "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جب کہ تمہاری طرف لشکر لائے سو ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔ (سورۂ احزاب آیت ۹)

بیہقی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی اور اس میں اتنی زیادتی اور کی کہ کفار سخت آندھی کی گرفت میں آگئے اور وہ روانہ ہوگئے اور ہوا ان کے بعض اسباب پر غالب آگئی اور یہ کہ حذیفہؓ جس وقت واپس ہوئے تو ان کا سواروں کے پاس سے گزر ہوا۔ حضرت حذیفہؓ کے پاس دو سوار نکل کر آئے اور بولے کہ تم اپنے نبی کو جاکر مطلع کردو کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہوا اور لشکر کے ذریعہ سے کافی ہوگیا۔

حضرت حذیفہؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم جاتے ہو۔ میں نے عرض کیا بخدا مجھے قتل ہوجانے کا خوف نہیں البتہ قید ہونے کا خدشہ کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہرگز قید نہیں ہوگے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی ہوا بھیجی کہ اس نے ان کی کسی بناء کو باقی نہیں چھوڑا اور ان کے ہر ایک برتن کو اوندھا کردیا۔ بیہقی، ابونعیم اور حاکم نے مع تصحیح اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ احزاب کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ کون شخص ہے جو قوم کی خبر لائے۔ حق تعالیٰ اسے جنت میں میری رفاقت عطا فرمائے گا۔ کوئی نہیں بولا، پھر آپ نے حضرت حذیفہؓ کو آواز دی۔ وہ بولے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا پھر کیوں جواب نہیں دیا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا سردی کی وجہ سے۔ حضورؐ نے فرمایا سردی تم کو تکلیف نہیں پہنچائے گی۔ حذیفہؓ

[1] احزاب۔ آیت ۹

فرماتے ہیں کہ میری سردی جاتی رہی۔ چنانچہ حذیفہؓ گئے اور قوم کی خبر لے کر آئے۔ چنانچہ جب حذیفہؓ واپس آئے تو پھر حسب سابق ان کو سردی محسوس ہونے لگی۔

بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی جماعتوں کے لیے یہ بددعا فرمائی۔ " الٰہ العالمین کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے، کافروں کی جماعت کو شکست عطا فرما، الٰہ العالمین ان کو شکست دے اور ان کو متزلزل کر دے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمائے تھے حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتوں کو شکست دی۔ اس کے بعد کوئی شے نہیں۔

ابن سعد نے حضرت سعد بن جبیرؓ سے روایت کی کہ خندق کے دن جبریل امین تشریف لائے اور ان کے ساتھ آندھی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت جبریل امین کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا بشارت حاصل کرو، حق تعالیٰ نے ان کافروں پر آندھی کو مسلط کر دیا ہے۔ چنانچہ اس آندھی نے ان کے خیموں کو پھاڑ دیا اور ان کی ہانڈیاں الٹ دیں اور کجاووں کو خاک میں ملا دیا اور خیموں کی میخیں توڑ دیں سو وہ اس طرح بھاگے کہ کوئی کسی کو مڑ کر نہیں دیکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی کہ "اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری طرف لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی نازل فرمائی کہ اس وقت کو یاد کرو کہ ایسے لشکروں کو بھیجا کہ جنہیں تم نہیں دیکھ رہے تھے۔" (سورہ احزاب۔ آیت ۹)

ابن سعد نے حضرت ابن مسیبؒ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کو غزوۂ احزاب میں پندرہ روز تک محصور رہ کر سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے " الٰہ العالمین میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں۔ الٰہ العالمین اگر تیری یہی منشا ہے تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔"

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد احزاب میں دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ کے دن دعا فرمائی۔ چنانچہ آپؐ کی دعا چہارشنبہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان قبول ہوئی سو ہم نے آپ کے چہرہ مبارک سے بشارت کے آثار محسوس کیے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کوئی امر غم میں مبتلا کرنے والا اور غیظ دلانے پیش نہیں آیا مگر اس دن میں نے وقت تلاش کیا سو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میں اجابت دعا کو پہچانتا ہوں۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی کہ عمرو بن عبدود خندق کے دن اعلان کرنے

نکلا کہ کوئی مقابلہ کے لیے آتا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنی تلوار مرحمت فرمائی اور ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا الٰہ العالمین ان کو اپنی امداد و نصرت سے نوازنا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کے لیے نکلے اور ہر ایک ایک دوسرے کے قریب آیا اور دونوں کے درمیان غبار اڑا۔ حضرت علیؓ نے اس کے تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا۔ سو اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگ گئے۔

ابو نعیم نے حضرت عروہؓ اور ابن شہابؒ سے روایت کی کہ نعیم بن مسعود نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر مطلع کیا کہ قریش نے آپ کے مقابلہ کے لیے جماعتوں کو جمع کیا ہے اور بنی قریظہ کو کہلا کر بھیجا ہے کہ ہمارا یہ قیام دراز اور ہمارے چاروں طرف قحط ہو گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام سے جلد معاملہ طے کریں اور آرام پائیں۔ بنی قریظہ نے انھیں جواب دیا کہ تمہاری رائے درست ہے جس وقت تم چاہو شفاعت کرنے والے کو بھیج دو، پھر تمہیں تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں روکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن مسعود سے فرمایا کہ ان لوگوں نے میرے پاس صلح کے لیے آدمی بھیجا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ بنی نضیر کو ان کے دیار اور اموال کی طرف واپس کر دوں۔ یہ سن کر نعیم غطفان کی طرف چلے گئے۔ اور ان سے کہا کہ میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں مجھے یہود کی غداری کا پتا چل گیا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ بنی قریظہ نے آپ سے اس بات پر صلح کی ہے کہ ان کے بھائی بنی نضیر کو ان کے دیار اور اموال کی طرف واپس کر دوں۔

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ اس بات پر صاف دلالت ہے کہ عرب کے مسلمان اور کافر تک، اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور فرمان خداوندی کہ "قریب ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تمہاری دشمنی ہے مودت پیدا فرما دے"۔ کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ وہ مودت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان پیدا فرمائی وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان سے شادی فرمائی چنانچہ ام حبیبہؓ ام المؤمنین ہو گئیں اور حضرت معاویہؓ مسلمانوں کے ماموں بن گئے۔

امام طحاویؒ نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خندق کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جبکہ آپ عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے تھے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا چنانچہ سورج کو اللہ تعالیٰ نے پھر آپ پر واپس کر دیا حتیٰ کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں بیان کرتے ہیں کہ اس

روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

باب ۹۹

غزوۂ بنی قریظہ کے معجزات اور نشانیاں

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے واپس آئے اور آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمالیا تو جبریل امین آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں بخدا ہم نے تو ہتھیار نہیں اتارے، چلیئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہاں؟ جبریل امین نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس طرف چلیئے۔ چنانچہ آپ ان کی طرف روانہ ہوا۔

بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ میں اس غبار کو دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی سڑکوں پر حضرت جبریلؑ کی سواری سے اڑ رہا تھا جس وقت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے۔

بیہقی اور حاکم (امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے) نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص نے ہمیں سلام کیا اور ہم اس وقت مکان میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوگئے۔ میں آپؐ کے پیچھے جاکر کھڑی ہوئی تو میں نے دحیہ کلبی کو دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل امین ہیں۔ مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے لیکن ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے اور ہم مشرکین کی تلاش میں حمراء الاسد تک گئے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ کی خندق سے واپسی ہوئی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور آپ کے اور بنی قریظہ کے درمیان جو بیٹھنے کے مقامات تھے آپ وہاں تک پہنچے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے۔ وہ بولے کہ ہمارے پاس سے دحیہ کلبی سفید خچر پر گزرے ہیں۔ ان کے نیچے ریشمین گدیلا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ جبریل علیہ السلام تھے۔ انھیں بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ان کے مقامات کو ہلادیں اور ان کے دلوں میں رعب پیدا کردیں۔

ابونعیم، بیہقی نے حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی

اور آپ بہت تیزی سے اس شخص کی طرف نکلے ہیں آپ کے پیچھے دیکھنے کے لیے گئی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ آپ اس شخص کے خچر کے گدیلے سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور وہ شخص دحیہ کلبی ہیں اور عمامہ باندھ رکھا ہے اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔ جب حضورؐ اندر تشریف لائے تو میں نے آپ کو مطلع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے، ان کو دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دے رہے تھے۔

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل خانہ میں تھے اور اپنے سر مبارک میں کنگھی کر رہے تھے اور ایک طرف آپ نے کنگھی کر لی تھی۔ آپ کے پاس جبریل امین زرہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ حضورؐ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ جبریل علیہ السلام بولے کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ ہم نے تو جس وقت سے آپ کے مقابلہ کے لیے دشمن آیا ہے ہتھیار نہیں اتارے۔ اور برابر ان کی جستجو میں ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھ جو فرشتے ہیں میں ان کے ہمراہ بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں تاکہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دوں۔ آپؐ صحابہؓ کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا ابھی تمہارے پاس سے کوئی شہسوار گزرا ہے۔ صحابہؓ نے کہا ہمارے پاس سے دحیہ کلبی سفید گھوڑے پر گزرے ہیں۔ ان کے نیچے سرخ ریشم کا گدیلا تھا۔

آپؐ نے فرمایا، وہ جبریل امین تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ دحیہ کلبی حضرت جبریل امینؑ سے مشابہت رکھتے تھے۔

ابن سعد، یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے کافروں کی جماعتوں کو منتشر کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنا سر مبارک دھونے لگے۔ آپ کے پاس جبریل امینؑ تشریف لائے اور فرمایا عفا اللہ عنک آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور حق تعالیٰ کے فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہمارے ساتھ بنی قریظہ کے قلعہ تک تشریف لائیے۔

ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ بنی قریظہ والے دن انہوں نے جبریل امین کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد نے ابن ماجشون سے روایت کی کہ احزاب کے دن جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھوڑے پر آئے۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا کہ اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا اور سامنے کے دانتوں پر غبار اور ان کے نیچے سرخ گدیلا تھا۔ فرمایا کہ ہمارے ہتھیار اتارنے سے قبل آپؐ نے

ہتھیار اتار دیئے۔ حق تعالیٰ آپؐ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم فرما رہے ہیں۔

ابن سعد نے حمید بن ہلالؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی قریظہ کے درمیان غیر مستحکم معاہدہ تھا۔ جب کفار کی جماعتیں آئیں تو قریظہ والوں نے عہد شکنی کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکین کی امداد کی حق تعالیٰ نے آندھی اور فرشتوں کی جماعتوں کو بھیج دیا۔ مشرکین کی جماعتیں بھاگ گئیں اور بقیہ لوگ اپنے قلعہ میں رہ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار اتار دیئے۔ جبریل امین آپ کے پاس آئے اور آپ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ جبریل امین بولے میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب تھکے ہوئے ہیں انھیں چند دنوں کی مہلت دی جاتی تو اچھا ہوتا۔ جبریل بولے، آپ تشریف لے چلیے میں اپنا یہ گھوڑا ان کے قلعوں میں داخل کر کے انھیں متزلزل کر دوں گا۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام اور ان کی ہمراہی میں جو فرشتے تھے واپس ہوئے حتیٰ کہ انصار بنی غنم کے کوچوں میں گرد و غبار اڑا اور حضرت سعد بن معاذ کی شہ رگ میں تیر لگ گیا تھا اس کا خون بند ہوا اور پھر جاری ہو گیا۔ انہوں نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ جب تک کہ بنی قریظہ کے انتقام سے ان کے دل کو تسلی نہ ہو انھیں موت نہ عطا کریں۔ غرضیکہ بنی قریظہ کو اپنے قلعوں میں جس قدر تکلیف پہنچنی تھی سو پہنچی۔ چنانچہ وہ سب لوگوں کے درمیان حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اپنے قلعوں سے اترے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ جو ان میں سے لڑنے والے ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے۔

ابن اسحاق اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت کی کہ جتنا منظور خدا تھا ہم نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ کیا مگر ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا اور آپ اپنا سر مبارک دھو رہے تھے۔ اتنے میں جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا آپ حضرات نے ہتھیار اتار دیئے اور فرشتوں نے ہتھیار نہیں اتارے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا مانگا اور اس کو اپنے سر مبارک پر لپیٹ لیا اور سر مبارک نہیں دھویا پھر آپ نے ہمارے اندر اعلان کیا۔ چنانچہ ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور بنو قریظہ اور بنو نضیر کے پاس آئے۔ اس روز حق تعالیٰ نے ہماری تین ہزار فرشتوں سے امداد کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت آسانی سے فتح عطا فرمائی۔ ہم حق تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل سے واپس آ گئے۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزمؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب کیا۔ انہوں نے اسلام لانے سے انکار

کر دیا حضورؐ نے ان کو علیحدہ کر دیا اور اس وجہ سے اپنے نفس مبارک میں کچھ محسوس کیا۔ چنانچہ آپ صحابہ کرام کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ حیۃ ابن سعید کے ہیں وہ مجھے اسلام ریحانہ کی بشارت دے گا۔

بیہقی، ابن السکن اور ابو نعیم، بطریق ابن اسحاق حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ بنی قریظہ کے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن الہیبان نامی ایک یہودی ہمارے پاس ملک شام سے آیا۔ بخدا اس سے بہتر کوئی شخص ہم نے نہ دیکھا تھا۔ جس وقت بارش نہیں ہوتی تھی تو ہم اسے دعا کے لیے کہتے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ اپنے نکلنے سے پہلے صدقہ و خیرات کرو۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرتے تھے، وہ ہمیں میدان حرہ تک لے جاتا۔ بخدا ہم اپنی جگہ سے واپس نہیں ہوتے تھے مگر گھاٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو وہ بولا اے گروہ یہود تم موت کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو۔ موت نے مجھے آباد زمین سے بھوک کی اور تنگی کی جگہ نکال دیا۔ ہم نے اس کو جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ عالم ہیں۔ وہ بولا۔ "سنو! ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی بعثت کی میں توقع کرتا ہوں اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے اس نبی کے متبعین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائیگا انکو ہر طرح سے خون زدہ کیا جائے گا۔ انکے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا سے پھرے ہوئے لوگ متصرف ہو جائیں گے اے یہود ان قریظہ خبر اس نبی کی اطاعت سے تمہیں مانع نہ بنے اور تم بارادہ جنگ اس نبی کی طرف پیش قدمی مت کرنا" یہ کہہ کر وہ فوت ہو گیا چنانچہ یہ واقعہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اسد بن عبید کے اسلام کا اس رات سبب بنا جس رات میں قریظہ فتح ہوا۔

اسی روایت کو ابن السکن نے دوسرے طریق سے بسند ابن اسحاق، عاصم بن عمر، سعید بن مسیب حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کی ہے۔

ابن سعد نے ابو سفیان مولیٰ بن ابی احمد سے حسب سابق روایت کی۔

ابن سعد نے یزید بن رومان اور عاصم بن عمر وغیرہ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے قلعہ میں داخل ہوئے تو کعب بن اسد بولا اے گروہ یہود! تم اس ہستی کی اتباع کرو۔ بخدا یہ نبی ہیں اور تم پر یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ یہ نبی مرسل ہیں یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت تم اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔ یہود بولے، بیشک یہ وہی نبی ہیں لیکن ہم توریت کے حکم کو نہیں چھوڑیں گے۔

ابن سعد نے ثعلبہ بن مالک سے روایت کی کہ ثعلبہ بن سعید اور اسد بن عبید بولے، اے گروہ بنی قریظہ تم بخوبی جانتے ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ کی نعت وصفت ہمارے پاس موجود ہے جس سے ہمارے علماء اور علمائے بنی نضیر نے مطلع کیا ہے۔ یہ حی بن اخطب موجود ہے جو علماء یہود میں اوّل ہے اور

یہ یہودی عالم ابن الہیبان اصدق الناس ہے جس نے اپنے مرنے کے وقت ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت سے مطلع کیا ہے۔ بنی قریظہ بولے ہم توریت کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب ان حضرات نے بنی قریظہ کو دیکھا کہ وہ بات نہیں مانتے تو وہ اس رات میں قلعہ سے اتر آئے جس کی صبح کو بنی قریظہ قلعہ سے اترے۔

بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کو جنگ خندق میں حبان بن عرقہ نے ایک تیر مارا جو ان کی رگ اکحل میں لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا۔ وہیں قریب سے ان کی مزاج پرسی فرما لیتے تھے۔ جب آپ کی غزوہ خندق سے واپسی ہوئی تو آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا۔ جبریل امینؑ آپ کے پاس تشریف لائے اور وہ اپنے سر پر سے غبار جھاڑ رہے تھے اور بولے کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے بخدا ہم نے تو ہتھیار نہیں اتارے۔ ان کی طرف چلو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کدھر؟ حضرت جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قتال کیا اور وہ آپ کے فیصلہ پر قلعہ سے اترے۔ حضورؐ نے ان کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ پر رکھ دیا۔ حضرت سعد بولے کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو لڑنے کے قابل ہیں انھیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچے اور عورتیں قید کر لی جائیں اور ان کے مالوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور حضرت سعد نے دعا فرمائی الٰہ العالمین تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے سے جنہوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور ان کو جلا وطن کیا کوئی چیز اس سے زائد محبوب نہیں۔ الٰہ العالمین میں سمجھتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا سو اگر قریش کی لڑائی کا کوئی سلسلہ ابھی باقی ہے تو مجھے ان کے لیے باقی رکھ میں ان سے تیرے راستہ میں جہاد کروں گا اور اگر آپ نے لڑائی ختم کر دی ہے تو میرے اس زخم کو جاری کر دیجئے اور اسی زخم میں مجھے موت عطا کر دیجئے۔ چنانچہ وہ زخم ان کی ہنسلی سے بہنے لگا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

بیہقی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ غزوہ خندق میں حضرت سعد بن معاذ کے تیر لگا اس نے ان کی شہ رگ کاٹ ڈالی اور اس سے خون بہنے لگا۔ حضرت سعدؓ نے دعا فرمائی کہ اے الٰہ العالمین تاآنکہ میں بنی قریظہ کے انتقام سے اپنی آنکھیں نہ ٹھنڈی کر لوں۔ میری روح قبض نہ فرمایئے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ کی رگ سے خون جاری ہونا بند ہو گیا اور اس سے خون کا کوئی قطرہ نہیں ٹپکا تاآنکہ بنی قریظہ حضرت سعد کے فیصلہ پر قلعہ سے اترے جب حضرت ان کے قتال سے فارغ ہوتے تو ان کی رگ سے خون بہنے لگا اور وہ انتقال فرما گئے۔

بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لیے عرش خداوندی جنبش میں آگیا اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔

بیہقی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ کس عبد صالح کا انتقال ہوا ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش خداوندی جنبش میں آگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ حضرت سعد بن معاذؓ تھے۔

بیہقی نے ابن اسحاق کے حوالے سے حضرت معاذ بن رفاعہ سے روایت کی کہ میری قوم میں سے مجھے اس شخص نے مطلع کیا جس کو میں چاہتا تھا۔ جبریل امین استبرق کا عمامہ باندھے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدھی رات کو آئے اور فرمایا یہ کس نے انتقال کیا ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش خداوندی حرکت میں آگیا اس پر حضرت سعد بن معاذ کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے آئے دیکھا تو وہ انتقال فرما چکے تھے۔

بیہقی نے حضرت حسنؓ سے روایت کی کہ حضرت سعدؓ کی روح کی فرحت سے عرش رحمانی نے حرکت کی۔

ابن سعد نے حضرت سلمہ بن اسلمؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لے گئے اور مکان میں حضرت سعد بن معاذؓ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا وہ چادر اوڑھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ گردنیں پھلانگ کر جا رہے تھے۔ حضورؐ نے مجھے اشارہ کیا کہ ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا اور پیچھے کی طرف مڑ گیا۔ حضورؐ کچھ دیر بیٹھے پھر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی آدمی نظر نہیں آیا اور آپ کو گردنیں پھلانگتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی حتیٰ کہ ایک فرشتے نے اپنے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو سمیٹ لیا۔

ابونعیم نے حضرت اشعث بن اسحاقؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنا زانوئے مبارک سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا اسے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی سو میں نے اسے جگہ دیدی اور جس وقت حضرت سعد کا جنازہ اٹھایا حالانکہ حضرت سعدؓ بھاری بدن اور لمبے قد والے تھے تو منافقین میں سے ایک کہنے والا کہنے لگا کہ آج کے دن سے زیادہ ہلکا جنازہ ہم نے نہیں اٹھایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذؓ کے جنازہ میں ایسے ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی تھی جنھوں نے کبھی اپنا قدم زمین پر نہیں رکھا تھا۔

ابن سعد نے محمود بن لبیدؓ سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے حضرت سعد بن معاذؓ سے زیادہ ہلکا جنازہ اور کسی کا نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا ان کا جنازہ کیوں

ہوتا جبکہ اس قدر ایسے فرشتے اترے جو آج سے قبل کبھی نہیں اترے تھے انھوں نے تمہارے ساتھ ان کا جنازہ اٹھایا۔

ابن سعد نے حضرت حسنؓ سے روایت کی کہ سعد بن معاذ نے انتقال فرمایا تو وہ ایک قدآور اور بڑے تنومند عاقل و بہادر تھے۔ منافقین کہنے لگے۔ ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم ہے؟ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ انہوں نے بنی قریظہ کے بارے فیصلہ فرمایا تھا۔ چنانچہ اس چیز کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ فرشتے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔

حاکم نے حضرت قتادہؓ اور حضرت انسؓ سے حسب سابق روایت کی ہے۔

ابن سعد نے حضرت محمد بن شرجیلؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اس دن حضرت سعدؓ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھالی اور اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے مٹی کو دیکھا تو اُسے مثل مشک پایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سبحان اللہ سبحان اللہ فرمایا حتیٰ کہ یہ آثار آپ کے چہرۂ انور سے محسوس ہوئے۔ پھر آپ نے الحمد للہ فرمایا اور فرمایا کہ اگر قبر کی پکڑ سے کسی کو نجات ملتی تو حضرت سعدؓ کو ملتی۔ حضرت سعدؓ کو قبر نے ایک مرتبہ دبایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پکڑ کو ان سے دور کر دیا۔

ابن سعد نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ میں بھی حضرت سعدؓ بن معاذ کی قبر کھودنے والوں میں شریک تھا جس وقت ہم مٹی کھود رہے تھے تو مٹی سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔

ابورافع کے قتل پر معجزہ کا ظہور

بخاری نے حضرت براءؓ سے روایت کی کہ عبداللہ بن عتیکؓ جب ابورافع کو قتل کر کے اس کے مکان کی سیڑھی پر سے اترنے لگے تو زمین پر گر پڑے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ سو میں نے اپنا پیر پھیلا دیا۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنا دست مبارک میرے پیر پر پھیرا تو ایسا محسوس ہوا گویا کہ مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔

سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل پر نشانیوں کا ظہور

بیہقی اور ابو نعیم نے عبداللہ بن انیس سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ابن نبیح مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کرتا ہے۔ وہ مقام نخلہ یا عرنہ میں ہے تم جا کر اسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اس کی کوئی نشانی بیان کیجئے تاکہ میں اسے پہچان لوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اور اس کے درمیان یہ نشانی ہے کہ وہ تمھیں دیکھ کر کانپنے لگے گا۔

چنانچہ میں گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی وہی حالت پائی جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔ اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میں اس کے ساتھ کچھ چلا جب مجھے اس پر قابو حاصل ہو گیا تو میں نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا "افلح الوجہ" یعنی خدا تمھیں سرخ رو کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے قتل کر دیا۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا اور آپ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس عصا کو اپنے پاس رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عصا آپ نے مجھے کس لیے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن یہ عصا تمہارے اور میرے درمیان ایک نشانی ہو گی۔ اس دن بہت کم متخصر ہوں گے (یعنی جو رات کو نماز پڑھتے تھے تھکنے کی وجہ سے اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں) عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھا۔ جب وہ انتقال فرمانے لگے تو عصا کے بارے میں انہوں نے حکم دیا تو اسے ان کے کفن کے ساتھ رکھ دیا۔

ابن سعد نے ابن شہاب اور عروہ سے روایت میں اتنی زیادتی کی ہے کہ حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن انیس سے فرمایا کہ جس وقت تم اس کو دیکھو گے تو تمھیں ڈر محسوس ہو گا اور تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں میں کبھی کسی چیز سے علیحدہ نہیں ہوا لیکن جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے ڈر محسوس ہوا اور میں اس سے علیحدہ ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا۔ پھر میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ جب آدمی ٹھہر گئے تو میں نے اسے موقعہ پاکر قتل کر دیا۔ صحابہ کرامؓ کا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کی واپسی سے قبل اس کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

ابن سعد نے واقدی کے شیوخ سے حسب سابق روایت نقل کی ہے البتہ اتنی زیادتی ہے کہ حضورؐ نے عبداللہ بن انیس سے فرمایا کہ جس وقت تم اسے دیکھو گے تو ڈر دگے اور اس سے علیحدہ ہو جاؤ گے اور شیطان کو یاد کرو گے۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں میں آدمیوں سے ڈرتا تھا مگر جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے اس قدر خوف محسوس ہوا کہ پسینہ ٹپکنے لگا۔ میں کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا۔

باب ۱۰۰

غزوہ بنی مصطلق کی خصوصیات اور آپ کے معجزات

بیہقی اور ابونعیم نے واقدی سے روایت نقل کی کہ واقدی نے کہا مجھ سے سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے اپنے باپ سے، انھوں نے ان کی دادی سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے حضرت جویریہؓ سے سنا کہ وہ فرما رہی تھیں کہ ہمارے مقابلہ کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم مریسیع پر تھے۔ میں نے اپنے والد سے سنا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس ایسی شیئ ہے جس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں۔ حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ میں اس قدر آدمیوں اور گھوڑوں کو اور ہتھیاروں کو دیکھتی تھی جن کی کثرت میں نہیں بیان کر سکتی۔ جب میں مشرف باسلام ہو گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی فرمالی اور وہاں سے واپسی ہوئی تو پھر مسلمانوں کی وہ تعداد مجھے نظر نہ آئی جو میں اس وقت دیکھ رہی تھی۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ منجانب اللہ رعب تھا جو اس نے مشرکین پر ڈالا تھا۔ اور مشرکین میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہو گئے۔ وہ فرماتے تھے کہ ہم ایسے سفید آدمیوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھتے تھے کہ جنھیں ہم نے اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں دیکھا۔

بیہقی نے حضرت جویریہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تین رات پہلے میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے آرہا ہے تا آنکہ میری آغوش میں آگیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان کرنا پسند نہیں کیا تا آنکہ حضور تشریف لائے۔ چنانچہ جب ہمیں قید کر لیا گیا تو میں نے اپنے خواب کی تعبیر پالی اور حضور نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے شادی کر لی۔

مسلم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر سے واپسی ہوئی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ایسی تیز ہوا چلی کہ قریب تھا سوار زیر خاک ہو جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ہوا منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا کہ منافقین کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر مر گیا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے حسب سابق روایت کی۔ البتہ اس روایت میں غزوہ بنی مصطلق کا ذکر ہے اور یہ کہ ہوا دن کے آخری حصہ میں رک گئی اور لوگوں نے اپنی سواریاں جمع کر لیں اور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا اونٹ اونٹوں کے درمیان سے گم ہو گیا۔ صحابہ کرام اس کی تلاش میں دوڑے منافقین میں سے ایک منافق نے انصار کی مجلس میں کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی سواری کے اونٹ کی جگہ نہیں بتاتا حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹنی سے عظیم ترین باتیں ہم سے بیان کر دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ منافق انصار کی مجلس سے کھڑا ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قصد کیا تاکہ آپ کی باتیں سنے۔ چنانچہ اس منافق نے آپ کو ایسے حال میں پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کی باتیں بیان کر دی تھیں چنانچہ حضور نے فرمایا کہ وہ منافق بھی سن رہا تھا کہ منافقین میں سے ایک شخص نے یہ مذاق اڑایا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اس کے اونٹ کا پتا نہیں بتائے گا چنانچہ جس جگہ اونٹ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے مطلع کر دیا ہے اور امور غیب کو بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا سو وہ اونٹ اس سامنے والی گھاٹی میں ہے۔ اور اس کی مہار ایک درخت سے اٹکی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام نے اس کی طرف سبقت کی اور اسے لے آئے۔ چنانچہ وہ منافق اس جماعت کے پاس تیزی سے آیا جس کے سامنے اس نے یہ باتیں بیان کی تھیں۔ وہ گروہ انصار اسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا تھا۔ اس منافق نے کہا کہ تم سے حق تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم میں سے کسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر وہ بات بیان کر دی جو میں نے کہی تھی۔ انصار بولے اللہ العالمین تو جانتا ہے کہ کوئی آدمی حضور کے پاس نہیں گیا اور نہ ہم اپنی جگہ سے ابھی تک اٹھے ہیں۔ وہ منافق بولا کہ میں نے تو حضور سے وہ بات سنی ہے جو یہاں تم لوگوں سے کہی تھی۔ مجھے حضور کی بتائی ہوئی باتوں کے بارے میں ابھی تک شک و تردد تھا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ابن اسحاق نے اپنے شیوخ سے حسب سابق روایت نقل کی ہے اور اس مرنے والے منافق کا نام رفاعۃ بن زید بن تابوت بیان کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک بدبودار ہوا چلی۔ حضور نے فرمایا کچھ منافقین نے مومنین میں سے کچھ حضرات کی غیبت کی ہے اس کی وجہ سے یہ ہوا چلی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن زیادؓ سے روایت کی کہ مریسیع کے سال غزوہ بنی مصطلق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جویریہؓ بنت حارث مال فے میں ہاتھ آئیں جویریہ کا والد ان کا فدیہ لے کر آیا جس وقت وہ مقام عقیق میں پہنچا تو اس نے اپنے ان اونٹوں کو وہاں دیکھا جنھیں اپنی لڑکی کے فدیہ

میں دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ جو اونٹ وہ فدیہ میں دینا چاہتا تھا اس میں دو اونٹ سب سے عمدہ تھے وہ اسے پسند آئے اور اس نے عقیق کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں انھیں چھپا دیا۔ اور بقیہ اونٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا اور بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میری بیٹی مل گئی ہے اور یہ اس کا فدیہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کہاں ہیں جو تو نے عقیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں چھپا دیئے۔ حارث بولے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور دوہی اونٹوں میں میں نے یہ کیا۔ اور بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو اس کی اطلاع نہیں چنانچہ حارث مشرف باسلام ہو گئے۔

واقعہ افک

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جانا چاہتے تو اپنی ازواجِ مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا میں حضورؐ کے ساتھ چلی۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں اپنے کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی تھی جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار لیا جاتا تھا۔ غرضیکہ ہم چلے۔ جہاد سے فارغ ہو کر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ایک رات حضور نے کوچ کا اعلان فرمایا۔ اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئی۔ سینہ ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری سیپ کا ہار جو میں پہنے ہوئے تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر گر گیا۔ میں فوراً اس کی تلاش کے لیے لوٹی لیکن تلاش میں دیر لگ گئی۔ جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرا کجاوہ اٹھا کر اسی اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی کیونکہ وہ سمجھے کہ میں کجاوہ کے اندر موجود ہوں۔ اس زمانہ میں میں ہلکی پھلکی تھی فربہ اندام اور بھاری بھر کم نہ تھی۔ اس لیے جن لوگوں نے کجاوہ اٹھا کر رکھا انھیں کجاوہ کی گرانی کا احساس نہ ہوا اور اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیئے۔ لشکر کی روانگی کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں پڑاؤ پر واپس آئی مگر وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ جواب دینے والا۔ چنانچہ میں اپنے پڑاؤ پر آ گئی اور خیال کیا کہ جب مجھے نہ پائیں گے تو یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے افسر شب تھے۔ پچھلی رات میں چل کر علی الصباح میرے پڑاؤ پر پہنچے اور سوتے ہوئے ایک آدمی کا جثہ انھیں نظر آیا۔ پاس آئے تو انھوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ نزول حجاب سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں ان کی آواز سے

بیدار ہو گئی میں نے اوڑھنی سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ بخدا انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور بجز انا للہ
وانا الیہ راجعون کے میں نے ان سے اور کوئی بات نہیں سنی۔ غرضیکہ انہوں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور
اس پر مجھے سوار کرایا اور وہ اونٹنی کی مہار پکڑ کر چل دیئے حتیٰ کہ لشکر میں جا کر مل گئے۔ لشکر والے ٹھیک
دوپہر میں شدت گرمی کے وقت ایک جگہ اتر پڑے تھے۔ چنانچہ میرے اس واقعہ میں بدگمانی کر کے ہلاک
ہو گئے۔ اور سب سے بڑا فتنہ پردازی کا ذمہ دار عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ مدینہ منورہ
پہنچ کر میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان تراشوں کے قول پر غور و خوض کرتے رہے۔ مگر مجھے اس کا
کوئی احساس نہ تھا۔ البتہ بیماری کے زمانہ میں اس بات سے ضرور شک ہوتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
میری بیماری کے زمانہ میں جو مجھ پر مہربانیاں فرمایا کرتے تھے وہ اس بیماری کے زمانہ میں مجھے نظر نہیں
آئیں۔ اتنی بات ضرور تھی کہ حضورؐ تشریف لانے کے بعد سلام کر کے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا کیا حال ہے۔
اور پھر واپس ہو جاتے تھے تو اس سے مجھے شک ہوتا تھا کسی برائی کا مجھے شعور بھی نہ تھا۔ بالآخر میں لاغری
اور کمزوری کی حالت میں باہر نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی والدہ بھی تھیں اور مناصع کی طرف چلدی۔ مناصع
اس زمانہ میں ہمارا بیت الخلاء تھا۔ ہم راتوں کو وہاں جایا کرتے تھے اس وقت ہماری حالت بالکل ابتدائی
عربوں کی طرح تھی کہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی چنانچہ میں اور ام مسطح چلیں۔ رفع
حاجت سے فارغ ہو کر ام مسطح اپنی اوڑھنی میں الجھ کر گر پڑیں اور بولیں کہ مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا۔ تم
نے برا کیا ایسے شخص کے لیے بددعا کرتی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک تھا۔ ام مسطح بولیں۔ بھولی عورت
کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی۔ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے۔ ام مسطح نے تہمت تراشوں کا قول
مجھ سے نقل کیا۔ یہ سن کر میری بیماری میں اس سے اور اضافہ ہو گیا۔ گھر واپس آئی۔ حضورؐ تشریف لائے سلام
کرنے کے بعد فرمایا، تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی اجازت ہے کہ اپنے والدین کے پاس چلی
جاؤں۔ (اس گذارش کی وجہ یہ تھی کہ میں اپنے والدین سے اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتی تھی) حضورؐ نے
مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے مکان پر چلی آئی اور والدہ سے دریافت کیا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں
کر رہے ہیں۔ والدہ نے کہا، بیٹی تو رنج نہ کر کیونکہ اگر کوئی حسن و جمال والی عورت ہو اور اس کی سوکنیں بھی
ہوں اور اس کا شوہر اس عورت کو چاہتا بھی ہو تو سوکنیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیتی ہیں۔ میں نے
کہا سبحان اللہ لوگ کیا کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ غرضیکہ میں ساری رات روتی رہی اور صبح بھی ہوئی تب
بھی میرے آنسو نہ تھمے اور نہ نیند آئی۔ صبح کو رو رہی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کو جدا کرنے
کے بارے میں مشورہ کے لیے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ کو بلایا کیونکہ وحی میں تاخیر ہو گئی تھی۔ حضرت اسامہؓ

نے اپنے علم کے مطابق مشورہ دیا کہ ان کی بیوی پاکدامن ہے اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات سے محبت ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی بیوی ہیں مجھے تو کسی برائی کا علم نہیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ خدا نے آپ کے لیے تنگی نہیں رکھی ہے۔ اس کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ سے صحیح بات بتا دے گی۔ حضور نے حضرت بریرہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ بریرہ تمھیں عائشہؓ کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی؟ بریرہؓ بولیں قسم ہے اس خدا کی جس نے آپؐ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے حضرت عائشہؓ میں کوئی بات نکتہ چینی کے قابل نہیں دیکھی صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں۔ گھر میں گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ آ کر اسے کھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس روز حضورؐ نے کھڑے ہو کر ابی ابن سلول سے جواب طلب کیا۔ میں اس روز دن بھر روتی رہی نہ آنسو تھمے اور نہ نیند آئی حتیٰ کہ میں سمجھنے لگی کہ اس قدر رونے سے میرا جگر پھٹ جائیگا۔ چنانچہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دی۔ وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر میرے ساتھ روتی رہی۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ جس وقت سے یہ بات چلی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک ماہ گزر گیا تھا میرے اس واقعہ کے متعلق آپ پر کسی قسم کی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ غرضیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھ کر فرمایا، عائشہؓ تمہارے متعلق مجھے ایسی ایسی خبر ملی ہے اب اگر تم اس الزام سے پاک ہو تو حق تعالیٰ تمہاری پاکی بیان کر دے گا اور اگر کسی غلطی کا صدور ہو گیا تو حق تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرو کیونکہ جب بندہ اپنے قصور کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا کلام ختم فرما چکے تو میرے آنسو بند ہو گئے۔ پھر ایک قطرہ بھی نکلتا ہوا معلوم نہ ہوا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ حضورؐ کو میری طرف سے جواب دیجئے۔ وہ بولے خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ میں نہیں جانتی کہ حضورؐ کو کیا جواب دوں۔ میں اس وقت کمسن لڑکی تھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا مگر میں نے کہا خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سن لی اور تمہارے دلوں میں راسخ ہو گئی اور تم اسے سچا جانتے ہو۔ سو اگر میں تم سے بیان کروں کہ میں اس چیز سے پاک اور بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی چیز کا اقرار کر لوں اور خدا شاہد ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم تصدیق

کردگے سو تم اور میرا مجھے اپنے اور تمہارے لیے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی سوائے اس کے جیسا کہ حضرت یوسف کے والد نے فرمایا تھا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ (یوسف آیت ۱۸) میں بھی یہی کہتی ہوں۔ چنانچہ یہ کہہ کر میں منہ پھیر کر اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت بخوبی واقف تھی کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس الزام سے پاک فرمائے گا مگر اپنی دانست میں چونکہ میری حالت بہت حقیر تھی اس لیے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی ناطق نازل فرمائے گا البتہ اس بات کی توقع تھی کہ حق تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خواب دکھا کر میری برأت ظاہر فرما دے گا۔ مگر خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ہٹنے بھی نہ تھے اور نہ گھر والوں سے کوئی باہر گیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل کر دی اور نزول وحی کے وقت جو سختی حضور پر ہوتی تھی وہ ہوئی۔ وحی کے نازل ہونے کے وقت سخت سردی کے دنوں میں بھی وحی کے وقت پسینہ مبارک کے قطرے چاندی کے موتیوں کی طرح ٹپک پڑتے تھے چنانچہ جب وحی کی کیفیت دور ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سب سے پہلے یہ بات فرمائی۔ عائشہ حق تعالےٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی۔ میری والدہ نے مجھ سے فرمایا اٹھ کر حضور کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا سخدا میں آپ کے شکریہ کے لیے نہیں اٹھوں گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی حمد وثنا نہیں کروں گی اور اللہ تعالیٰ نے میری برأت إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ (سورۂ نور آیات ۱۱ تا ۲۰) سے دس آیات نازل فرمائیں۔

زمخشری نے کہا ہے کہ جس مختصر انداز اور مطالب کثیرہ کے ساتھ واقعہ افک میں عتاب شدید وارد ہوا ہے وہ قرآن کریم میں کسی اور معصیت کے لیے واقع نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ عتاب وعید شدید اور عتاب بلیغ زجر عنیف پر مشتمل ہے اور افک کے مسئلہ میں قول کے عظیم اور شنیع ہونے کو اس قدر مختلف طرق اور انداز عجیبہ میں بیان کیا ہے کہ مسئلہ افک میں ان میں ہر ایک وعید اور عتاب کافی ہے حتیٰ کہ بت پرستوں کے سلسلہ میں جس قدر وعید واقع ہوئی ہے وہ بھی اس سے کم ہے اور اس قدر وعید کا مقصد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار منزلت اور اس ہستی کی تطہیر بیان کرنا ہے جو آپ سے وابستہ ہے۔

اور قاضی ابو بکر باقلانی بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی ان باتوں کا تذکرہ کیا۔ جو مشرکین نے حق تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہیں۔ حق تعالیٰ نے بکثرت آیات میں اپنی ذات کے لیے اپنی پاکی بیان فرمائی مثلاً ارشاد ہے کہ مشرکین کہتے ہیں کہ حضرت رحمٰن نے اولاد بنالی۔ حق تعالےٰ کی ذات اس سے پاک ہے اور منافقین نے جس چیز کی نسبت حضرت عائشہؓ کی طرف فرمائی تو حق تعالیٰ نے اس قول شنیع کا تذکرہ فرما کر ارشاد فرمایا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (پروردگار تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے) حق تعالیٰ اس غلط بات

سے حضرت عائشہؓ کی تطہیر ثابت کرنے کے لیے اسی طرح اپنی پاکی بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ اس سے حضرت عائشہؓ کی عظیم الشان مرتبت ثابت ہوئی۔

ابن جریر نے محمد بن عبداللہ بن جحشؓ سے روایت کی کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت زینبؓ نے باہم اظہار فخر کیا۔ حضرت زینب بولیں مجھے شادی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جس وقت صفوان بن معطل نے مجھے اپنے اونٹ پر سوار کر دیا تو حق تعالیٰ نے میری معذرت اپنی کتاب میں نازل فرمائی۔ حضرت زینبؓ بولیں، عائشہؓ جس وقت تم اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو تم نے کیا کہا تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"۔ حضرت زینب بولیں، تم نے مومنین کا کلمہ کہا تھا۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کی کہ قرآن پاک کی اٹھارہ آیتیں متواتر حضرت عائشہؓ کی برأت اور ان لوگوں کی تکذیب میں جنہوں نے حضرت عائشہ پر افترا پردازی کی ہے نازل ہوئی ہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (سورہ نور آیت ۲۳) (یعنی جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں پر جو کہ پاکدامن ہیں ایسی باتوں سے بے خبر ہیں ایمان والیاں ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے) خاص طور پر حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن منصور اور ابن جریر نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ انھوں نے آیت کریمہ "اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ" کی تلاوت فرما کر فرمایا کہ یہ حضرت عائشہؓ اور ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کی گنجائش نہیں رکھی جنھوں نے افک میں حصہ لیا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس نے دوسری آیت یعنی اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی دُرّے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے حق تعالیٰ نے اگلی آیت الا الذین تابوا میں توبہ بیان فرمائی ہے۔ سو جو شخص مومنین میں سے کسی کی عورت کو تہمت لگائے حق تعالیٰ نے اس کے لیے توبہ کی گنجائش رکھی ہے اور جو ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ کو متہم کرے اس کے لیے کسی قسم کی کوئی توبہ نہیں۔

طبرانی نے خصیف سے روایت کی۔ انھوں نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ "زنا" اور "قذف" میں کونسا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا ان دونوں میں بدترین فعل

زنا ہے۔

میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ"۔ انھوں نے جواب دیا کہ، یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں خاص ہے۔

طبرانی نے ضحاک بن مزاحم سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ خاص طور پر ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ کسی نبی کی زوجہ مطہرہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

باب ۱۰۱

اصحاب عرینہ کے واقعہ میں ظہور پذیر ہونے والی نشانیاں

بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ قبیلہ عکل اور عرینہ والوں کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام کا اظہار کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم اونٹ بکریوں والے ہیں، زمین والے نہیں ہیں اور انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ حضورؐ نے انہیں حکم دیا کہ تم لوگ بھی اونٹوں کی دیکھ بھال کرو اور ان کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ چنانچہ وہ لوگ چلے گئے جس وقت مقام حرہ پہنچے تو اظہار اسلام کے بعد کفر اختیار کر لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ حضورؐ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے اور ان کے بارے میں حضورؐ نے حکم دیا ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری گئیں اور ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور میدان حرہ میں ڈال دیا گیا حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی کہ حضورؐ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے اور ان کے لیے بددعا فرمائی کہ الٰہ العالمین ان سے راستہ مخفی کر دے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان سے راستہ مخفی کر دیا اور وہ پکڑے گئے اور حضورؐ کی خدمت میں لائے گئے۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑی گئیں۔

غزوۂ دومۃ الجندل میں ظاہر ہونیوالی نشانیاں

ابن سعد نے بہ طریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی سرکردگی میں بنو کلب کی طرف دومۃ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوتِ اسلام قبول کرلیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کرلینا۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمنؓ وہاں پہنچے اور تین دن وہاں قیام کیا اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ان کے سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا اسلام قبول کرلیا۔ اور اس قوم کے بیشتر لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور جنہوں نے جزیہ دینے کا اقرار کیا وہ اس پر قائم رہے حضرت عبدالرحمنؓ نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کیا اور انھیں مدینہ منورہ لے کر آئے۔

ابن عساکر نے واقدی، عبداللہ بن جعفر اور صالح بن ابراہیم وغیرہ سے حسب سابق روایت مروی ہے۔

ابن عساکر نے موسیٰ، عمران اور اسماعیل سے حسب سابق روایت نقل کی ہے البتہ اتنی زیادتی ہے کہ حضورؐ ان سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ذکر خداوندی بکثرت کرنا اُمید ہے کہ حق تعالیٰ تم کو فتح دے گا اگر تمھیں کامیابی ہوجائے تو تم ان کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرلینا۔

باب ۱۰۲

واقعہ حدیبیہ کے دوران معجزات کا ظہور

بخاری نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال پندرہ سو ۱۵۰۰ اصحابؓ کے ساتھ تشریف لے چلے۔ جب آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپؐ نے قربانی کے جانوروں کے قلادہ ڈالا اور اشعار فرمایا اور عمرہ کا احرام باندھا اور اپنے جاسوس کو جو بنی خزاعہ میں سے تھا روانہ کیا۔ چنانچہ آپ جس وقت غدیر اشطاط میں پہنچے تو آپ کے پاس آپ کا جاسوس آیا اور مطلع کیا کہ قریش نے آپ کے مقابلہ کے لیے لشکر اور مختلف جماعتیں جمع کی ہیں، وہ آپ سے جنگ کرنے اور آپ کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آیا میں ان لوگوں کے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ارادہ کریں۔ اور جو ہمیں بیت اللہ سے روکے اس سے جنگ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بیت اللہ کے ارادہ سے نکلے ہیں کسی سے قتال کا ارادہ نہیں اور نہ جنگ کا ارادہ ہے لہٰذا آپ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوں جو ہم کو روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مناسب ہے۔ خدا کا نام لے کر چل دو۔

اثنائے راہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید سواروں کو لے کر آرہے ہیں تم داہنی جانب اختیار کرلو۔ بخدا خالد بن ولید کو اس چیز کا علم بھی نہ ہوا اور یکایک ان لوگوں نے لشکر کے غبار کو دیکھا۔ خالدؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے قریش کو ڈرانے کے لیے روانہ ہو گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے آگے بڑھے تا آنکہ ایک سطح مرتفع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آپ کو لے کر بیٹھ گئی۔ صحابہ کرامؓ نے اسے اٹھانے کے لیے حَل حَل کہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی صحابہؓ فرمانے لگے کہ قصویٰ نے سرکشی کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصویٰ نے سرکشی نہیں کی اور نہ سرکشی کرنا اس کی عادت ہے لیکن اسے اس ذات نے روکا ہے جس نے ہاتھی (فیل) کو روکا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ قریش مجھے کسی ایسے عظیم الشان

کام کے بارے میں درخواست نہیں کریں گے جس میں وہ حرمات خداوندی کی عظمت کرتے ہوں گے۔ مگر میں ان کی درخواست کو منظور کر لوں گا۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو ڈانٹا۔ وہ کود کر کھڑی ہو گئی۔ آپ ان لوگوں سے بچ کر چل دیئے تا آنکہ منتہائے حدیبیہ میں ایسے گڑھے کے پاس اترے جس میں معمولی سا پانی تھا۔ اس میں سے سب نے تھوڑا تھوڑا پانی لینا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد اس کا سارا پانی ختم ہو گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشنگی کی شکایت کی۔ آپ نے اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ اسے پانی کے گڑھے میں گاڑ دو۔ بخدا پانی نے ایسا جوش مارا کہ سب حضرات سیر ہو گئے۔ اسی دوران میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ آیا اور بولا کہ میں بنی کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آیا ہوں، وہ حدیبیہ کے پانی کو ذخیرہ بنانے کے لیے اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ دینے والی بچوں والی اونٹنیاں ہیں اور وہ آپ سے جنگ کرنے اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم کسی سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور ہم عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں اور قریش کو جنگ نے نقصان پہنچایا ہے اور ان کو کمزور کر دیا۔ اگر قریش چاہیں گے تو میں ان کے لیے ایک مدت مقرر کر دوں گا۔ وہ میرے اور لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں اگر میں غالب آ گیا تو پھر ان کی منشاء ہے کہ جس شیئ (اسلام) میں سب داخل ہوتے ہیں وہ بھی داخل ہو جائیں۔ ورنہ لڑائی سے آرام پائیں۔ اور اگر وہ اس بات کو قبول نہیں کرتے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ میں اپنے اس امر پر ان سے یہاں تک قتال کروں گا کہ عیاذ باللہ میں قتل کر دیا جاؤں یا اللہ تعالیٰ اپنے اس امر کو نافذ فرما دے۔

بدیل یہ سن کر بولا کہ آپ جو فرماتے ہیں میں قریش کو پہنچا دوں گا۔ بدیل روانہ ہوا اور قریش کے پاس آیا اور بولا کہ ہم اس شخص کے پاس سے آ رہے ہیں۔ اس مرد سے ہم نے ایک بات سنی ہے اگر تم چاہتے ہو تو ہم اس بات کو تمہارے سامنے پیش کریں۔ سفہائے قریش بولے کہ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں کہ تم ہم سے اس مرد کی بات بیان کرو۔ دانائے قریش بدیل سے بولے کہ تم نے اس مرد سے جو بات سنی ہے وہ بیان کرو۔ بدیل نے آپ کی ساری گفتگو سے قریش کو مطلع کر دیا۔

یہ ساری گفتگو سن کر عروۃ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور بولا کہ: "اے قوم کیا تم میرے بڑے اور بزرگ نہیں ہو؟"

قریش بولے، "بیشک، کیوں نہیں۔" پھر عروہ نے پوچھا:۔

"کیا میں سن طفولیت کی ابتدا ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا؟ وہ لوگ بولے ہم تمہاری پوری زندگی اور مزاج سے باخبر ہیں۔

عروہ نے کہا کیا تم مجھے کسی امر میں متہم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے واسطے میں نے جمع کیا اور جب انہوں نے میرے بلانے پر آنے میں تاخیر کی تو میں تمہارے پاس اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جنہوں نے میری بات مانی لے کر آیا۔ قریش نے کہا۔ بیشک۔ عروہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بہتم بالشان کام کو تمہارے سامنے پیش کیا ہے تم اسے قبول کر لو اور مجھے اجازت دو میں آپ کے پاس جاتا ہوں۔ قریش نے کہا جاؤ۔ عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے گفتگو کرنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیل سے جو بات بیان کی تھی وہی عروہ سے بیان کی۔ یہ سن کر عروہ بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اپنی قوم کا استیصال پسند کرتے ہیں۔ کیا آپ نے عرب میں سے کسی کے بارے میں سنا بھی ہے کہ اس نے خود اپنی قوم کے لوگوں کو ہلاک اور برباد کیا ہو۔ اور اگر دوسری صورت پیش آ جائے یعنی قریش کو غلبہ ہو جائے تو واللہ میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں بہت سے ایسے چہروں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر بپھر گئے اور فرمایا کہ کیا ہم حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے دریافت کیا، یہ کون ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق ہیں۔ عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم اگر ان کا مجھ پر ایسا احسان نہ ہوتا جس کا میں ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو ضرور ان کو جواب دیتا۔ عروہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ جس وقت آپ سے کوئی بات کرتا تو آپ کی ریش مبارک کو چھوتا۔ مغیرہ بن شعبہ مسلح تلوار لیے ہوئے خود پہنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے تھے۔ چنانچہ عروہ نے جس وقت اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھایا تو حضرت مغیرہ نے اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مار کر کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے اپنا ہاتھ دور کر دو۔ عروہ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور دریافت کیا، یہ کون ہیں۔ حاضرین نے کہا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ عروہ نے کہا، "اسے غدار! کیا میں تیری غداری اور بیوفائی کے زمانہ میں بھاگ دوڑ نہیں کرتا تھا؟"

مغیرہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ تھے۔ مغیرہ نے ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھے کوئی سروکار نہیں"۔ بعد ازاں عروہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کنکھیوں سے دیکھنے لگے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"لہٰذا جب آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بلغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ ہاتھوں ہاتھ

اس کو لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں۔ اور جس وقت آپ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو سب اس کی طرف سبقت کرتے ہیں اور جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے غسالۂ وضو پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ اور جس وقت آپ گفتگو فرماتے ہیں تو آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور آپ کی عظمت و احترام کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

عروہ جب اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو قوم سے کہا کہ اے قوم! بخدا میں نے ملوک قیصر کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے رفقاء اس کی اس قدر عظمت و احترام کرتے ہوں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے رشد کی عظیم الشان بات پیش کی ہے۔ تم اسے قبول کرو۔ بنی کنانہ میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ کے پاس جانے کی اجازت دو۔ لوگوں نے کہا جاؤ۔ جب وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کے قریب پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان قربانی کے اونٹوں کو اس کے لیے کھڑا کر دو۔ چنانچہ وہ قربانی کے اونٹ کھڑے کر دیئے گئے اور صحابۂ کرام تلبیہ پڑھتے ہوئے آئے۔

یہ دیکھ کر وہ شخص بولا: ۔ سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں۔

جب وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے قربانی کے اونٹوں کو قلادہ ڈالے ہوئے اور اشعار شدہ دیکھا ہے۔ میری رائے میں ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں میں مکرز بن حفص نامی ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت دو۔ لوگوں نے کہا، جاؤ۔ چنانچہ جب مکرز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز ہے اور یہ فاجر آدمی ہے۔ اُس نے آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی بغرضیکہ وہ آپ سے گفتگو کر رہا تھا کہ اتنے میں سہیل بن عمرو آگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر صحابۂ کرام سے فرمایا کہ تمہارا معاملہ اب کچھ سہل ہوگیا۔

معمر راوی نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں یہ چیز بیان کی کہ سہیل بن عمرو آیا اور نبی اکرم صلی اللہ سے کہا کہ اپنے اور ہمارے درمیان ایک دستاویز لکھ دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ بسم اللہ لکھو۔ سہیل بولا، بخدا میں رحمٰن کو نہیں جانتا لیکن "باسمک اللّٰھم" لکھیئے۔ جیسا کہ آپ لکھا کرتے تھے۔ صحابہؓ فرمانے لگے، واللہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، "باسمک اللّٰھم" ہی لکھ دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا، یہ لکھو کہ یہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا۔ سہیل بولا :۔

" بخدا ہم اگر یہ مانتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ لہٰذا "محمد بن عبداللہ" لکھیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

" بخدا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو میں محمد بن عبداللہ ہی لکھ دونگا۔"

امام زہری فرماتے ہیں یہ چیز آپ کے اس فرمان کی وجہ سے جو کہ آپؐ نے پہلے فرمائی تھی کہ قریش میرے سے کسی ایسے مہتم بالشان کام کے بارے میں جس میں وہ حرمات خداوندی کی تعظیم کرتے ہوں گے سوال نہیں کریں گے مگر یہ کہ میں ان کی بات کو منظور کر لوں گا۔

غرضیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل سے فرمایا، "یہ ہم اس شرط پر لکھتے ہیں کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہ ہو۔ ہمیں بیت اللہ کا طواف کرنے دو۔"

سہیل بولا۔ "ایسا نہیں ہوگا ورنہ اہل عرب یہ باتیں کریں گے کہ دشمن زبردستی مکہ آکر عمرہ کر گئے۔ اگر آپ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آکر طواف و زیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔"

چنانچہ اس پر اتفاق کیا گیا اور صلح نامہ لکھا گیا۔ سہیل بولا، یہ عہدنامہ اس شرط پر ہے کہ ہم میں سے جو بھی آدمی آپ کی طرف آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو آپ اسے واپس کر دیں گے۔

مسلمان یہ سن کر بولے کہ " سبحان اللہ! یہ کیسے ہوگا کہ جو مسلمان ہو کر آئے اسے مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے نشیب مکہ سے آئے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ سہیل بولا کہ :۔

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ پہلا شخص ہے جو عہدنامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " ابھی تو صلحنامہ پورا لکھا ہی نہیں گیا۔" سہیل بولا، " تو پھر میں کبھی بھی آپ سے صلح نہیں کروں گا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " سہیل اس کو ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت دے دو۔"

سہیل نے کہا کہ " میں اجازت نہیں دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ فرمایا، کہ "ان کو ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت دے دو۔"

سہیل بولا۔ " میں اجازت ہرگز نہیں دوں گا۔"

یہ دیکھ کر ابو جندل بولے :۔

" اے گروہ مسلمین ! میں کفار کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا درآنحالیکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم ان تکالیف کا مشاہدہ نہیں کرتے جو مجھے پیش آ رہی ہیں۔ "

حضرت ابو جندلؓ کو راہ خدا میں بہت سخت تکالیف پہنچائی گئی تھیں۔ مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ حضرت عمرؓ فاروق تو ضبط نہ کر سکے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا :۔

" یا رسول اللہؐ ! کیا آپؐ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی نہیں ہیں ؟"

آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا : " بےشک میں حق تعالیٰ کا نبی برحق ہوں۔ "

میں نے عرض کیا ، " کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں ؟ "

حضورؐ نے فرمایا ، " بےشک "

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ " پھر ہم اپنے دین میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں "۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

" اے عمرؓ ! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ وہ میرا معین و مددگار ہے۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا " کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور طواف کریں گے ؟"

آپؐ نے فرمایا ، " بےشک لیکن یہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی مرتبہ آئیں گے اور طواف کریں گے۔ "

میں نے کہا " نہیں "۔ آپؐ نے فرمایا " سو تم بیت اللہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ "

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا :۔

" اے ابوبکرؓ ! کیا حضورؐ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق نہیں ہیں ؟ "

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ، " بےشک حضورؐ نبی برحق ہیں۔" میں نے کہا ، " کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں ؟ "

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ، " بےشک۔" میں نے کہا ، تو پھر ہم اپنے دین میں اس ذلت کو کیوں گوارا کریں۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ، " اے مردِ مومن ! آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ اپنے پروردگار کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب

پکڑے رہو اور شک مت کرو۔ بخدا آپؐ حق پر ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا، کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں بیان کیا تھا کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟"

ابوبکرؓ نے فرمایا، "بیشک! لیکن کیا آپؐ نے تم سے یہ بیان کیا تھا کہ اسی سال آئیں گے؟" میں نے کہا نہیں۔" ابوبکرؓ نے فرمایا، سو تم بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کروگے۔

امام زہری بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے اس گستاخی کے تدارک کے لیے بہت نیک کام کیے۔ غرضیکہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دستاویز کے قضیہ سے فارغ ہوئے، تو آپ نے صحابۂ کرام سے فرمایا، کھڑے ہو جاؤ اور قربانی کے جانوروں کو ذبح کرو۔ اور سر کے بال منڈاؤ۔ مگر ان میں سے کوئی نہیں کھڑا ہوا حتیٰ کہ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ چنانچہ جب ان میں سے کوئی نہیں کھڑا ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابۂ کرام کی اس حالت کا تذکرہ کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا:۔

"یا نبی اللہؐ! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ تشریف لے جائیں اور کسی سے کوئی گفتگو نہ کریں اور اپنی قربانی کا اونٹ ذبح کریں اور اپنے حلاق کو بلا کر اپنا حلق کرائیں۔"

چنانچہ حضورؐ باہر تشریف لائے اور کسی سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ حتیٰ کہ یہی کیا کہ اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا اور اپنے حلاق کو بلایا۔ اس نے آپ کا حلق کیا۔ چنانچہ جب صحابۂ کرامؓ نے یہ دیکھا تو وہ بھی فوراً کھڑے ہو گئے اور قربانی کے جانور ذبح کیے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ قریب تھا کہ ہجوم کی بنا پر ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ پھر چند مسلمان عورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے یہ حکم نازل فرمایا:۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ج فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ الخ

(سورۂ ممتحنہ: رکوع ۲ - آیت: ۱۰)

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آجائیں، تو تم اُن کا امتحان کر لیا کرو۔ (کیوں کہ) اُن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پس اگر تم ان کو مسلمان سمجھو تو ان کو کفار و مشرکین کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ تو وہ مومن عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان مومن عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ اور ان کافروں نے جو خرچ کیا ہے وہ ان کو ادا کر دو اور تمہارے لیے کوئی حرج نہیں کہ ان مہاجر عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو

اور اے مسلمانو! تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔

سورہ ممتحنہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق نے دو بیبیوں کو طلاق دی جو شرک کی حالت میں تھیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے معاذ بن ابی سفیان سے اور دوسری نے صفوان بن امیہ سے شادی کر لی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو بصیر قریشی جو مسلمان تھے تشریف لائے۔ قریش نے ابو بصیر کی تلاش کی اور دو آدمی حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیے۔ انہوں نے حضورؐ سے آکر کہا:۔

"آپؐ نے جو ہم سے معاہدہ کیا ہے اس کی وجہ سے ان کو واپس کیجئے۔" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ ابو بصیر کو لے کر چلے حتیٰ کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اترے اور جو کھجوریں ساتھ تھیں ان کو کھانے لگے۔ ابو بصیر نے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک شخص سے کہا کہ:

"اے فلاں تمہاری تلوار بڑی عمدہ معلوم ہوتی ہے۔" اس نے تلوار کو نیام سے نکال کر کہا۔ "ہاں خدا کی قسم یہ بہت عمدہ تلوار ہے۔ میں اس کو بار بار آزما چکا ہوں۔"

ابو بصیر نے اس شخص سے کہا، "ذرا یہ تلوار مجھے بھی دکھاؤ میں بھی اسے دیکھوں۔" اس شخص نے وہ تلوار ابو بصیر کو دیدی۔ ابو بصیر نے فوراً اس شخص پر ایک وار کیا اور اُسے قتل کر دیا۔ اور دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اس شخص کو کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا ہے۔ چنانچہ وہ حضور کے پاس پہنچا۔ اس نے جاکر کہا کہ میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل ہونے والا ہوں۔ اتنے میں ابو بصیر بھی آگئے اور عرض کیا۔ "یارسول اللہ بخدا اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپؐ مجھے ان کے حوالے فرما چکے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دے دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "بصیر تو بڑا ہی آتش جنگ کو بھڑکانے والا ہے۔ (پھر فریادی کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابو بصیر نے جب آپ کی یہ بات سنی تو وہ سمجھ گئے کہ حضورؐ پھر ان کو قریش کے حوالہ کر دیں گے۔ اس لیے وہ مدینہ منورہ سے نکل کر ساحل بحر پر جاکر ٹھہر گئے[1]۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابو جندل بن سہیل بھی قریش کے ہاتھوں سے چھوٹ کر بھاگ گئے اور ابو بصیر سے جاکر مل گئے۔ چنانچہ قریش میں سے جو شخص بھی مسلمان ہو کر وہاں سے نکلتا تھا وہ ابو بصیر سے جاکر مل جاتا تھا تا آنکہ ان کی ایک جماعت تیار ہو گئی اور جب ان کی جمعیت ہو گئی تو یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے بارے میں سنتے تھے کہ وہ ملک شام جا رہا ہے تو اس پر حملہ کر دیتے اور قافلہ والوں کو قتل

[1] اس مقام کا نام عیص تھا

کردیتے اور ان کا مال و اسباب لے لیتے تھے۔ قریش نے مجبور ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجے کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا اور قرابتوں کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کو واپس نہ بھیجے جو آپ کے پاس مدینہ پہنچ جائیں۔ ہم اس شرط سے باز آئے۔ آپ ابوبصیر اور ابوجندل کو واپس مدینہ بلالیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس قاصد بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ تا حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ الخ (فتح آیت ۲۴ تا ۲۶) یعنی وہ الیا کہ اس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے عین مکہ میں روک دیئے۔ بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا اس کے موقع میں پہنچنے سے روکا اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے بے خبری میں تم کو بھی ضرر پہنچتا تو سب قصہ طے کردیا جاتا۔ لیکن ایسا اس لیے نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرے اگر یہ ٹل گئے ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت اور جاہلیت کی عار یہ تھی کہ ان لوگوں نے آپ کے رسول اللہ ہونے کا اقرار نہیں کیا اور آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔

امام احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس درخت کے نیچے تھے جس کا حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ اس درخت کی شاخیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر جھکی ہوئی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بسم اللہ الخ لکھو۔ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا کہ ہم رحمٰن اور رحیم کو نہیں جانتے۔ ہمارے معاملہ میں وہی لکھو جسے ہم جانتے ہیں "باسمک اللّٰھم"، لکھوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ "ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ" تو اس پر بھی سہیل نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بولا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم نے اپنے اوپر زیادتی کی۔ ہمارے معاملہ میں وہی لکھو جو ہم جانتے ہیں اور بولا یہ لکھو، "ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ" چنانچہ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ تیس ۳۰ نوجوان ہتھیاروں سے مسلح ہمارے سامنے ظاہر ہوئے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر شور و غوغا کرنے لگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہرہ کر دیا اور حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا چنانچہ ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تم کسی کے عہد میں آئے ہو یا کسی نے

تمہیں امان دی ہے۔ وہ جوان بولے کہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا اور انھیں چھوڑ دیا۔

مسلم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون شخص ثنیۃ المرار پر چڑھتا ہے کہ اس کے اس قدر گناہ معاف ہو جائیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل کے معاف کیے گئے۔ تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر بنی خزرج کے شہسوار سوار ہوئے۔ پھر اس کے بعد دیگر حضرات نے سبقت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرخ اونٹ والے کے علاوہ تم میں سے ہر ایک شخص کی مغفرت کر دی گئی۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سرخ اونٹ والے سے کہا کہ آ تیرے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کریں۔ وہ بولا کہ اگر مجھے میرا گمشدہ اونٹ مل جائے تو مجھے یہ نسبت اس کے کہ تمہارے صاحب میرے لیے دعائے مغفرت کریں زیادہ محبوب ہے اور یہ شخص اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وقت عسفان میں پہنچے تو اخیر رات میں وہاں سے روانہ ہوئے تا آنکہ عقبۃ الحنظل میں آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات اس گھاٹی کی مثال اسی دروازہ کی طرح ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا: "وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُولُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (البقرہ ۵۸) (یعنی جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا وہ بخشا جائے گا) جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے۔ میں نے عرض کیا:-

"یارسول اللہ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے۔"

آپؐ نے فرمایا "اے ابوسعید! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔"

جب صبح ہوئی تو حضورؐ نے ہمیں نماز پڑھائی اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے آج کی رات تمہاری سب سواروں کی مغفرت کر دی گئی۔ البتہ ایک چھوٹے شتر سوار کی مغفرت نہیں ہوئی۔ قوم کے لوگ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ ان لوگوں میں نہیں تھا پھر ہم اسے دیکھنے کے لیے گئے۔ وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔ آپ نے فرمایا:-

"قریب ہے ایسی قوم آئے کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر سمجھو۔"

ہم نے عرض کیا، "یارسول اللہ! وہ کون ہیں کیا وہ قریشی ہیں؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا:-

"نہیں بلکہ وہ یمن والے ہیں جو نہایت ہی رقیق القلب اور نرم دل والے ہیں۔" ہم نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ ہم سے بہتر ہیں؟" آپؐ نے فرمایا۔ "اگر کسی کے پاس سونے کا پہاڑ ہو اور اسے

خرچ کرے تو وہ تم میں سے کسی کے مد اور آدھے مد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آگاہ ہو جاؤ ہمارے اور ان کے درمیان یہ فاصلہ ایسا ہے جیسے تمہارے اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔

واقدی نے عمرو بن عبید سے روایت کی کہ ہمارا ثنیۃ ذات الحنظل کا ارادہ تھا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ بخدا اگر میں تنہا اس کا ارادہ کرتا تو وہ گھاٹی ایک تسمہ کے برابر تھی۔ وہ گھاٹی ایک وسیع راستہ کی طرح کشادہ ہو گئی۔ اس رات اس کی وسعت کی بنا پر سب حضرات صف بستہ چل رہے تھے۔ اور وہ گھاٹی اس قدر روشن ہو گئی گویا کہ ہم چاند رات میں تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو ارشاد فرمایا کہ "آج کی رات اللہ تعالیٰ نے سب سواروں کی مغفرت فرما دی۔ البتہ ایک چھوٹے شتر سوار کی مغفرت نہیں ہوئی جو سرخ اونٹ پر سوار ہے۔"

قوم کے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ ان میں سے نہیں تھا۔ چنانچہ لشکر میں اسے تلاش کیا گیا تو وہ بنی ضمرہ کے لوگوں میں ملا جو دریا کے کنارے رہتے ہیں۔ اس سے کہا گیا کہ حضورؐ کے پاس جا وہ تیرے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔ وہ بولا واللہ میرا اونٹ میری نظر میں اس سے زیادہ اہم ہے کہ تمہارے صاحب میرے لیے دعائے مغفرت کریں اور اس شخص کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ وہ اپنے اونٹ کو لشکر میں تلاش کر رہا تھا۔ جب اس کا اونٹ لشکر میں نہیں ملا، تو اس نے لشکر کو بری سمجھا اور اس کی تلاش میں چل دیا۔ چنانچہ وہ سراوع کی پہاڑیوں میں تھا کہ اس کے جوتے سے اس کا پیر پھسلا اور وہ پہاڑ پر سے گر کر مر گیا۔ مرنے کا کسی کو علم نہیں ہوا تا آنکہ اس کے بدن کو درندوں نے کھا لیا۔

بخاری نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ تم فتح مکہ کو عربوں پر فتح شمار کرتے ہو۔ اگرچہ یہ غلط نہیں ہے مگر ہم حدیبیہ میں بیعت الرضوان کو فتح مکہ سمجھتے ہیں جو حدیبیہ کے دن لی گئی تھی۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو ۱۴۰۰ مسلمان تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کا سارا پانی کھینچ لیا تھا اور اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں چھوڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارہ پر بیٹھ گئے، اس کے بعد آپ نے پانی کا ایک برتن منگایا اور آپ نے وضو کیا اور اس میں کلی کی اور دعا فرمائی ہم نے اس کو کچھ دیر کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کنوئیں نے ہمیں اور ہمارے اونٹوں کو جس قدر پانی کی حاجت پیش آئی وہ دیا۔

بخاری نے حضرت براءؓ سے روایت کی کہ ہم چودہ سو یا اس سے زائد تھے۔

احمد، طبرانی، اور ابو نعیم نے حضرت براءؓ کے اسی واقعہ کے ماتحت بیان کیا ہے کہ میں ڈول کو

اٹھاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور جو کچھ منظور خدا تھا وہ پڑھا۔ اس کے بعد میں نے اس ڈول کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس پانی نے اس کثرت سے جوش مارا کہ اس کے بعد وہ ایک نہر ہو گئی۔

مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام حدیبیہ آئے اور ہم چودہ سو حضرات تھے اور اس کنوئیں سے پچاس بکریاں سیر ہو کر پانی نہیں پی سکتی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے یا تو آپ نے دعا فرمائی یا لعاب دہن اس میں ڈالا تو اس کنوئیں نے جوش مارنا شروع کیا سو ہم نے خود بھی پانی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا۔

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی کہ اس کنوئیں نے جوش مارنا شروع کیا اور صحابۂ کرامؓ نے اپنے ہاتھوں سے پانی لینا شروع کیا اور وہ اس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ابو نعیم اور واقدی نے ناجیہ بن الجحم سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلت ماء کی شکایت کی گئی تو آپ نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر مجھے دیا اور کنوئیں کے پانی کا ایک ڈول مانگا۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور پھر اس ڈول میں کلی کی۔ اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ ڈول کو لے کر کنوئیں میں ڈال دو اور اس کا پانی تیر سے ہلاؤ۔ میں نے حسب ارشاد عمل کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے پانی اس جوش سے ابلا کہ میں بمشکل کنوئیں سے نکل پایا۔ اور پانی نے ہانڈی کی طرح جوش مارنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ کنواں پانی سے بھر گیا اور پانی اس کی منڈیر کے برابر آ گیا۔ آدمی اس کنارہ پر سے اپنے ہاتھوں میں پانی لے رہے تھے تا آنکہ سب سیراب ہو گئے اور اس روز پانی پر منافقین کی ایک جماعت تھی جو پانی کو اور اس کے تیزی کے ساتھ جوش مارنے کو دیکھ رہی تھی چنانچہ اوس بن خولی نے عبد اللہ بن ابی بن سلول سے کہا، اے ابو الحباب تیرا ناس ہو کیا ابھی تک تیرے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ جس حالت پر تو ہے اس کے بارے میں غور کرے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شبہ باقی ہے کہ ہم کنوئیں پر ایسی حالت میں اترے کہ اس میں چلو بھر پانی تھا جو ہماری ضروریات کے لیے ناکافی تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے وضو فرمایا اور اس میں کلی کی۔ پھر اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس پانی نے کنوئیں میں حرکت پیدا کی اور اس میں بلبلے پیدا ہوئے تا آنکہ کنوئیں نے تیزی کے ساتھ جوش مارا۔

ابن ابی بولا کہ "ہم نے اس واقعہ کو نہیں دیکھا ہے۔" اوسؓ بولے کہ "حق تعالیٰ تجھے اور

تیری نسل کو خوار کرے اور ابی بن سلول حضورؐ کی طرف آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ آج جیسا منظر تو نے کہاں دیکھا ہے۔ وہ بولا کہ اس جیسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ پھر تو نے ایسی بات کیوں کی۔ وہ بولا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس کے لڑکے نے بھی عرض کیا، یا رسول اللہ اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائیے۔ چنانچہ آپؐ نے اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

ابونعیم اور واقدی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ مقام حدیبیہ میں اترے اور اس کا پانی ختم ہو گیا تھا اور شدید گرمی تھی اور آدمی بھی زیادہ تھے۔ حضورؐ نے پانی کا برتن منگوایا اور آپ نے ڈول میں وضو فرمایا اور اس میں کلی کی اور اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ چنانچہ پانی نے جوش مارنا شروع کیا اور صحابۂ کرام کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے برتنوں سے پانی لے رہے تھے۔

ابونعیم نے ناجیہ بن جندبؓ سے روایت کی کہ ہم حدیبیہ میں اترے اور اس کا سارا پانی نکال لیا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اس کنوئیں میں ڈال دیا پھر آپ نے اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا۔ اور آپؐ نے دعا فرمائی اس کے بعد سوتے ابل پڑے۔ اگر ہم چاہتے تو اپنے چلوؤں سے پانی بھر لیتے۔

بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ حدیبیہ کے دن صحابہ کرام پیاسے ہو گئے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آبخورہ تھا۔ آپؐ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد صحابۂ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ کے آبخورہ میں جو پانی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے اور کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک آبخورہ میں رکھا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح ابلنے لگا۔ ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ سالم بن ابی الجعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا کہ تم اس روز کتنے آدمی تھے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ آدمی ہوتے تب بھی پانی ہمیں کافی ہو جاتا۔ ہم پندرہ سو[1500] تھے۔

یہ حدیث حضرت جابرؓ سے اور مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ امام بیہقی وغیرہ فرماتے ہیں کہ انگشتان مبارک سے پانی کے نکلنے کا واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا ہے اور سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ آئندہ احادیث

کے ماتحت میں اس کے بارے میں ایک مستقل باب منعقد کروں گا۔

مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم ایک جہاد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ چنانچہ ہمیں بھوک کی حد درجہ شدت محسوس ہوئی تا آنکہ ہم نے اپنی بعض سواریاں ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا۔ ہم نے اپنے توشے جمع کیے اور اس کے لیے ہم نے ایک چمڑے کا دسترخوان بچھایا۔ چنانچہ قوم کے توشے اس دسترخوان پر جمع کیے گئے۔ میں نے ان کا اندازہ کرنے کے لیے اپنی گردن بڑھائی کہ کتنے ہیں سو وہ اتنے تھے جتنی جگہ میں بھیڑ کا بچہ بیٹھتا ہے! اور ہم چودہ سو مسلمان تھے۔ چنانچہ ہم سب نے اس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے حتیٰ کہ اپنے توشہ دانوں کو بھی اس سے بھر لیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وضو کا پانی ہے تو ایک شخص اپنا لوٹا لے کر آیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اس پانی کو آپ نے ایک بڑے برتن میں ڈالا سو ہم سب نے اس سے وضو کر لیا۔ اور ہم کافی فراغت کے ساتھ پانی کا استعمال کر رہے تھے۔ اور ہم چودہ سو تھے۔

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیبیہ سے واپسی ہوئی تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے گفتگو کی کہ ہمیں بھوک کی شدت ہے اور لوگوں کے پاس سواری کے اونٹ ہیں۔ آپ ان کو ہمارے لیے ذبح فرما دیجیے تاکہ ہم ان کا گوشت کھائیں اور ان کی چربیوں سے تیل بنائیں اور ان کے چمڑوں سے جوتے بنائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا نہ کیجیے۔ اگر لوگوں کے پاس فاضل سواریاں ہوں گی تو یہ بہتر رہیگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا تم اپنے چمڑے کے دسترخوان اور عبائیں بچھاؤ۔ چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس باقی ماندہ توشہ اور کھانا ہو تو وہ ان پر ڈال دے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا اپنے برتن لاؤ۔ سو جس قدر منظور خدا ہوا انہوں نے توشہ لے لیا۔

ابن سعد، بیہقی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور حضرت ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم ایک جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سب بھوکے ہو گئے۔ حضور سے اپنے اونٹ ذبح کرنے کے لیے اجازت طلب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت ہمارا کل کو دشمن سے مقابلہ ہوگا تو ہم بھوکے اور پیادہ ہو جائیں گے تو پھر کیا کریں گے لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو لوگوں کو بلائیں کہ وہ اپنے باقی ماندہ توشے لے کر آئیں اور آپ ان توشوں کو جمع فرما کر ان میں حق تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں۔ حق تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے ہمیں مقصود تک پہنچا

دے کا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ان کا باقی ماندہ توشہ لانے کے لیے بلایا۔ چنانچہ ایک مٹھی بھر کھانا اور کوئی اس سے زائد اور سب سے زائد لانے والا وہ شخص تھا جو ایک صاع کھجوروں کا لے کر آیا۔ چنانچہ ان سب کو آپ نے جمع فرمایا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور جو منظور خدا تھا آپ نے دعا فرمائی پھر لشکر کو بلایا کہ وہ اپنے برتن لے کر آئیں اور حکم دیا کہ ان کو کھانا دیں۔ سو لشکر میں کوئی برتن باقی نہ رہا مگر یہ کہ وہ کھانے سے بھر گیا اور اسی کے برابر اور کھانا بچ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تا آنکہ آپؐ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اور آپؐ نے فرمایا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انی رسول اللہ۔ ان دونوں کلمات کے ساتھ جو مرد مومن اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو وہ دوزخ سے روک دیا جائے گا۔

بزار، طبرانی، بیہقی نے ابی خنیس غفاری سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تہامہ میں گیا تا آنکہ جب ہم عسفان میں تھے تو آپؐ کے پاس اصحاب کرامؓ آئے اور عرض کی کہ بھوک نے پریشان کر دیا ہے۔ آپ ہمیں ہماری سواریوں کے بارے میں اجازت دیں کہ ہم انھیں کھالیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! اگر یہ اپنی سواریوں کو کھالیں گے تو پھر کس چیز پر سواری کریں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ توشے ایک کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو حکم دیا۔ انھوں نے اپنے توشے جمع کیے اور آپؐ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے برتن لے کر آؤ۔ سو ہر ایک شخص نے اپنا برتن بھر لیا۔

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حدیبیہ میں قیام فرمایا تو حضرت عثمان غنیؓ کو قریش کے پاس بھیجا اور ان سے فرمایا کہ قریش کو خبردار کر دو کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، ہم عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں اور ان کو اسلام کی دعوت دو اور حضرت عثمان سے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے پاس جاؤ اور انھیں فتح کی بشارت دو اور مطلع کر دو کہ حق تعالیٰ بہت تیزی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں اپنے دین کو ظاہر فرمانے والا ہے حتیٰ کہ وہاں ایمان کو چھپایا نہیں جائے گا۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ قریش کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں خبردار کیا اور اسلام کی دعوت دی مگر قریش نے اسلام لانے سے انکار کیا اور جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو بیعت کے لیے بلایا اور منادی نے اعلان کیا روح القدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیعت کا حکم لے کر آئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ کبھی نہیں بھاگیں گے۔ مشرکین اس سے مرعوب ہو گئے اور مسلمانوں میں سے جن حضرات کو انہوں نے رہن رکھ لیا تھا ان کو بھیج دیا اور صلح کی پیش کش کی۔ جو مسلمان حدیبیہ میں تھے وہ حضرت عثمانؓ کی واپسی سے پہلے فرمانے لگے کہ عثمان غنیؓ بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا ہوگا۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ گمان نہیں کرتا کہ انہوں نے تنہا بیت اللہ کا طواف کیا ہو جبکہ ہمیں بیت اللہ سے روک دیا گیا۔

جب حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو صحابۂ کرامؓ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے؟۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا، تمہارا میرے بارے یہ گمان غلط ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ایک سال تک بھی مکہ مکرمہ میں ایسے حال میں قیام کرتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں ہوتے تو تاآنکہ رسول اکرم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف نہ فرماتے میں اس کا طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھے بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی تھی مگر میں نے انکار کر دیا۔

یہ سن کر صحابۂ کرام بولے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ احکام خداوندی کو جاننے والے اور بہتر گمان فرمانے والے ہیں۔

بیہقی نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صلح نامہ کے کاتب حضرت علیؓ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا، لکھو! ہذا ما صالح علیہ محمد بن عبداللہ و سہیل بن عمرو۔ تو حضرت علیؓ توقف فرمانے لگے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور لفظ لکھنے سے انکار کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، لکھو۔ تمہیں اسی کے برابر ثواب دیا جائیگا۔ درانحالیکہ تم مغلوب ہو۔

ابن سعد نے یعقوب سے روایت کی کہ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ روک دیئے گئے تو سب نے حدیبیہ میں حلق کرایا اور اونٹوں کو نحر کیا تو حق تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا بھیج دی کہ جس نے ان کے بالوں کو اٹھا کر حرم میں ڈال دیا۔

احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حدیبیہ کے دن ستّر اونٹ نحر کیے گئے جب ان اونٹوں کو بیت اللہ سے روک دیا گیا تو اس طرح روئے جیسا کہ اپنی اولاد کے اشتیاق میں

روتے ہیں۔

واقدی نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کی کہ حویطب بن عبدالعزیٰ یہ کہا کرتا تھا کہ جس وقت میں حدیبیہ کی صلح سے لوٹا تو مجھے کامل یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہی میں غالب ہو جائیں گے۔

بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے تو ایک رات اخیر شب میں قیام فرمایا اور فرمایا کہ ہماری حفاظت کون کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سو جاؤ گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہماری پہرہ داری کون کریگا۔ پھر دوبارہ میں نے عرض کیا کہ میں کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا، اچھا تم ہی کرو۔ چنانچہ میں نے سب کی پہرہ داری کی۔ جب صبح روشن ہو گئی تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم سو جاؤ گے اس نے پکڑ لیا میں سو گیا۔ چنانچہ سورج ہی کے نکلنے پر میں بیدار ہوا۔ جب ہم سب بیدار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مشیت خداوندی یہ ہوتی کہ تم نماز سے غافل ہو کر مت سوؤ تو تم نہ سوتے لیکن حق تعالیٰ نے چاہا کہ اس کا حکم ان لوگوں کے لیے ظاہر ہو جائے جو تمہارے بعد میں آنے والے ہیں چنانچہ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے جو شخص سو جائے اس کے لیے یہی حکم ہے اس کے بعد سب اپنی سواریاں لے کر آ گئے مگر حضورؐ کی ناقہ نہ ملی جب حضورؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم اس طرف جاؤ۔ چنانچہ میں اس طرف گیا جس طرف جانے کے لیے آپ نے فرمایا تھا۔ میں نے آپ کی سواری کی مہار پائی جو ایک درخت سے اٹک گئی تھی چنانچہ میں اسے لے کر آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کی سواری کی مہار ایک درخت سے الجھی ہوئی پائی جو بغیر ہاتھ کے نہیں کھل سکتی تھی۔

بیہقی نے مجمع بن جاریہؓ سے روایت کی کہ ہم حدیبیہ میں موجود تھے۔ جب ہم حدیبیہ سے واپس ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقام کراع غمیم میں سورہ انا فتحنا الخ نازل ہوئی تو ایک شخص نے عرض کیا۔ کیا یہ فتح ہے؟

آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ فتح ہے۔ چنانچہ پھر خیبر اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا۔

بیہقی نے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ سے آیہ کریمہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (فتح آیت ۱۸) کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے خیبر اور وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا (فتح آیت ۲۱) سے فارس و روم مراد ہے۔

بیہقی نے مجاہد سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ حدیبیہ میں تھے تو آپ کو خواب میں یہ دکھایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہو گئے۔ درآنحالیکہ اپنے سروں کو منڈائے اور قصر کرائے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے صحابہؓ کرام نے جب حدیبیہ میں اونٹوں کو نحر کیا تو آپ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ:-

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط

(سورۃ الفتح، رکوع ۴۔ آیت ۲۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقع کے مطابق ہے، تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ، کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کتراتا ہوگا، کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا۔

نازل فرمائی۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کی وہاں سے واپسی ہوئی اور خیبر فتح کیا۔ پھر اس کے بعد عمرہ کیا تو آپ کے خواب کی تصدیق آئندہ سال ظاہر ہوئی۔

بیہقی نے حضرت عروہ ابی جندل کے واقعہ کے ماتحت روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بددعا فرمائی کہ الٰہ العالمین قبیلہ مضر پر اپنی ایسی سختی نازل فرما جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانہ قحط سالی میں نازل فرمائی تھی۔ چنانچہ وہ سخت قحط سالی میں گرفتار ہوئے۔ حتیٰ کہ اس خون تک کو کھایا جو اونٹوں کے بالوں کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا ہے۔ ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بھوک کی شکایت کی۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھتے تو اس کی اخیر رکعت میں قنوت نازلہ پڑھتے اور فرماتے الٰہ العالمین ولید بن ولید کو نجات عطا فرما۔ الٰہ العالمین سلمہ بن ہشام کو نجات فرما۔ الٰہ العالمین عیاش بن ابی ربیعہ کو بچا لے۔ الٰہ العالمین اہل ایمان میں سے جو کمزور ہیں ان کو نجات عطا فرما۔ الٰہ العالمین قبیلہ مضر پر اپنی سختی نازل کر دے۔ الٰہ العالمین ان پر قحط سالی کے ایسے سال کر دے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کو اس خون کو بھی کھانا پڑا جو اونٹوں کے بالوں کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا ہے۔ آپ برابر کمزور حضرات کے لیے دعا فرماتے رہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات عطا فرمائی پھر آپ نے ان کے لیے دعا فرمانا چھوڑ دی۔

ہیثم بن عدی نے الاخبار میں حضرت سعید بن العاصؓ سے روایت کی کہ جب میرا باپ عاص بدر میں قتل کر دیا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی آغوش میں آگیا۔ وہ تجارت کے لیے ملک شام گیا اور ایک سال اس نے وہیں قیام کیا۔ پھر اس کی واپسی ہوئی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت ہی گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ تو واپس آتے ہی سب سے پہلے اس نے یہی بات دریافت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟

میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا۔ "بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے بھی زیادہ شان پر اور زیادہ معزز ہیں۔ اور آپ کا امر بہ نسبت پہلے کے بہت بلند ہے۔"

یہ سن کر ابان خاموش ہو گیا اور جیسا کہ آپؐ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا کوئی گستاخی نہ کی۔ اس کے بعد اس نے کھانا پکوایا اور بنی امیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے کہا:۔

" اے سرداران بنی امیہ! میں ایک بستی میں تھا وہاں میں نے بکا نامی ایک راہب دیکھا۔ وہ چالیس سال تک زمین پر نہیں اترا۔ ایک روز وہ اپنے گرجے میں سے نیچے آیا۔ سب اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ میں بھی اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا۔ " مجھے آپ سے ایک اہم بات دریافت کرنی ہے۔" اس نے مجھ سے تنہائی میں گفتگو کی۔ میں نے اس سے کہا کہ:۔

" میں قریشی ہوں اور ہم میں سے ایک شخص نکلا ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے"

راہب نے پوچھا: "اس شخص کا نام کیا ہے؟"

میں نے کہا، "ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔"

وہ بولا، "اس کو ظہور ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہے۔"

میں نے جواب دیا، "بیس[20] سال "

وہ راہب بولا، "کیا میں تجھ سے اس کے اوصاف اور حلیہ نہ بیان کروں۔"

میں نے حیران ہو کر کہا، " ضرور بیان کیجئے۔"

اس راہب نے آپؐ کے اوصاف بیان کیے اور آپ کی صفت بیان کرنے میں کوئی بھی غلطی نہیں کی۔ پھر اس راہب نے مجھ سے کہا بخدا وہ اس امت کے نبی ہیں اور بخدا وہ ضرور غالب آئیں گے۔

اس کے بعد وہ راہب اپنے گرجے کے بالاخانے پر چڑھ گیا پھر اس کو خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے اگر تمہارا جانا محمدؐ کے شہر میں ہو تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا۔ یہ واقعہ حدیبیہ

کے سال ہوا۔

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت کی کہ جب حق تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا تو میرے دل میں اسلام کا خیال پیدا فرما دیا اور میری ہدایت کا وقت آگیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا۔ اور ہر مرتبہ غیر متوقع اور ما فوق الفطرت طریق سے ان کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ ان کی یہ کامیابیاں خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ اور میں حالات کا تجزیہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب غالب آجائیں گے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی طرف تشریف لائے تو میں مشرکین کے شہسواروں میں نکلا۔ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اصحاب میں مقام عسفان میں ملا۔ اور میں مقاتلہ و مقابلہ کے لیے آپؐ کے سامنے آگیا۔ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو ظہر کی نماز پڑھائی ہم نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ پھر ہمارا ارادہ بدل گیا اور اس میں بھلائی تھی۔ اور ہمارے دلوں میں جو ارادے تھے آپ اس سے مطلع ہو گئے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز میں صلوٰۃ خوف پڑھائی پھر ہمارے لیے موقع ختم ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ شخص مامون ہے اور ہم جدا ہو گئے اور ہمارے سوار جن رستوں پر تھے آپ نے ان کو چھوڑ دیا اور داہنی جانب اختیار کرلی۔ جب قریش نے آپ سے حدیبیہ میں صلح کی اور قریش نے اس صلح سے آپ کو راحت دی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی چیز باقی رہ گئی۔ اب نجاشی کے پاس جانے کا کہاں راستہ رہا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرلی ہے اور آپؐ کے اصحاب اس کے پاس امن و اطمینان سے ہیں۔ میں ہرقل کی طرف چلا جاؤں اور اپنے دین کو چھوڑ کر نصرانیت اور یہودیت اختیار کرلوں اور اس عیب کے ساتھ جو کہ مجھ پر ہیں عجم کا تابع بن کر ان ہی میں قیام کردوں یا جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان ہی کے ساتھ اپنے مکان میں رہوں۔ میں اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے تشریف لائے میں چھپ گیا اور آپ کی تشریف آوری کے موقع پر حاضر نہیں ہوا۔ میرے بھائی ولید بن ولید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرۃ القضاء میں آئے۔ انہوں نے مجھے تلاش کیا مگر میں نہیں ملا۔ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا جس کا یہ مضمون تھا:۔

"بسم اللہ الخ اما بعد تیری رائے نے اسلام سے جو گریز کیا ہے اس سے تعجب خیز میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور تیری عقل تیری عقل ہے اور اسلام جیسی دولت سے کوئی نادان بن سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیرے بارے میں دریافت

کیا اور فرمایا، "خالد کہاں ہیں"؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے لے آئے گا۔
آپؐ نے فرمایا، "اس جیسے شخص کو اسلام سے غافل نہ رہنا چاہیے اور اگر وہ اسلام کی صفوں میں آکر مشرکین کی ذلت وخواری کا موجب ہوتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔ اور ہم اس کو اس کے علاوہ دوسرے پر مقدم رکھتے۔
تو اے بھائی! جو چیز تجھ سے فوت ہوگئی ہے اس کا تدارک کر اور اس کی تلافی کر۔"
خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے پاس ان کا خط آیا تو پڑھ کر متاثر ہوا اور روانگی کے لیے تیار ہوگیا۔ اس خط نے میری رغبت اسلامی میں اضافہ کیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے مجھے خوشی ومسرت مرحمت فرمائی۔ اسی دوران میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں تنگ بستیوں اور قحط زدہ علاقوں اور شہروں سے نکل کر سرسبز وشاداب اور وسیع علاقوں میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ یقیناً ایک بشارت ہے۔
جب ہم مدینہ منورہ آئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس خواب کا تذکرہ حضرت ابوبکرؓ سے ضرور کروں گا۔ چنانچہ میں نے اپنے اس خواب کا ذکر حضرت ابوبکر سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تمہارا نکلنا ہے جس کی بدولت حق تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور وہ سختی جس میں تم تھے وہ حالت کفر اور شرک تھا۔
جب میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے میں پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے میں اپنے ساتھ کس کو لے جاؤں۔ میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: "اے ابو وہب جس حالت میں ہم مبتلا ہیں کیا تو اس کا شاہد نہیں کر تا ہم سب ایسی میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب وعجم پر غلبہ پالیا ہے۔ اگر ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا اتباع کرلیں تو یہ چیز ہمارے لیے بہتر ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت وعظمت ہماری شرافت وعظمت ہے۔
صفوان نے سختی سے انکار کیا اور بولا، "اگر میرے علاوہ اور کوئی بھی باقی نہیں رہیگا تب بھی میں کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع نہیں کروں۔" یہ باتیں کر کے ہم جدا ہو گئے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کا باپ اور بھائی بدر میں قتل کر دیئے گئے اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں نے عکرمہ بن ابی جہل سے ملاقات کی اور جو کچھ صفوان بن امیہ سے گفتگو کی تھی وہی اس سے گفتگو کی اور اسی کی طرح عکرمہ نے مجھے جواب دیا۔ میں نے عکرمہ سے کہا کہ جو گفتگو میں نے تم سے کی ہے اسے مخفی

رکھنا عکرمہ بولے، میں اس کا کسی سے تذکرہ نہیں کروں گا۔

حضرت خالد بیان کرتے ہیں کہ پھر میں اپنے مکان پر آیا اور اپنی سواری کے بارے میں حکم دیا کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آجاؤں۔

میں نے اپنے دل میں سوچنا شروع کیا۔ عثمان میرا گہرا اور سچا دوست ہے۔ جس بات کی مجھے توقع ہے اگر میں اس سے اس چیز کا تذکرہ کروں تو بہتر ہو گا۔ پھر مجھے اس کے باپ دادا کا قتل ہونا یاد آگیا اس کے بعد میں نے اس بات کا تذکرہ عثمان سے مناسب نہ سمجھا۔ مگر پھر مجھے خیال آیا کہ جب میں نے یہاں سے روانگی کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو اس بات کے تذکرہ سے میرا کیا نقصان ہے۔

چنانچہ میں نے عثمان کے پاس جاکر اپنا ارادہ کیا نیز وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ "ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کی مانند ہیں کہ اس میں ڈول پر ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارے کا سارا نکل جائے۔"

میری باتیں توجہ سے سن کر وہ جلدی ہی میری بات کو سمجھ گیا اور بلا تردد میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا۔ تم میری اس اونٹنی کو راستہ میں بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن طلحہ سے مقام یاجج میں باہم ملنے کا پروگرام بنالیا۔ کہ اگر وہ مجھ سے پہلے نکل گئے تو وہ وہاں ٹھہر کر میرا انتظار کریں اور اگر میں ان سے آگے نکل گیا تو میں اس جگہ ان کے انتظار میں ٹھہر جاؤں گا۔ چنانچہ ہم علی الصبح روانہ ہوئے اور صبح صادق تک ہم مقام یاجج پر ایک دوسرے سے مل گئے۔ پھر ہم علی الصبح وہاں سے روانہ ہوئے تا آنکہ مقام ہدہ میں پہنچے۔ وہاں ہم نے عمرو بن العاص کو پایا۔ انہوں نے ہمیں دیکھ کر مرحبا کہا۔ ہم نے کہا آپ کو بھی مرحبا ہو۔ حضرت عمرو بن العاص بولے "کہاں جا رہے ہو؟" ہم نے کہا آپ کس ارادہ سے نکلے ہیں۔ وہ بولے پہلے تم بتاؤ کہ کس ارادہ سے آئے ہو؟"

ہم نے کہا، "اسلام میں داخل ہونے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص بولے، مجھے بھی اسی ارادہ نے گھر سے باہر نکالا ہے۔

خالد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور اکٹھے سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ اور میدان حرہ میں اپنی سواریاں بٹھائیں۔ ہماری آمد کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے اطلاع کر دی۔ آپؐ ہماری آمد سے خوش ہوئے۔ میں نے اپنے اچھے کپڑوں میں سے کپڑے پہنے۔ پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری کا ارادہ کیا تو میرے بھائی مل گئے وہ

بولے احبلدی جاؤ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی اطلاع مل گئی ہے اور وہ تمہاری آمد سے خوش ہیں اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں آپ کے قریب پہنچا تو آپ مجھے دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے تا آنکہ میں آپ کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے میرے سلام کا خندہ روئی اور شگفتہ انداز میں جواب دیا۔ میں نے عرض کیا، اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وانک رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ آپ نے فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَاکَ ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا، خالد! میں تمہارے اندر دانائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیا تو تمہاری عقل تمھیں بھلائی کی طرف لائے گی۔

خالدؓ بن ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ، اسلام کے لیے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے پرستاروں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھوڑے سواروں کو لایا ہوں۔ آپ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرمائیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اسلام سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لیے تشریف لے گئے مقام عسفان میں مشرکین ملے۔ جب آپ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکین نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ تمہارے لیے ایسا بہترین موقعہ ہے کہ اگر تم ان پر حملہ کر دوگے تو انھیں تمہارا کبھی نہیں چلے گا اور یکبارگی تم ان پر حملہ آور ہو جاؤ گے۔ ان میں سے ایک شخص بولا کہ ان کی ایک اور نماز (عصر) ہے جو ان پر ان کے اہل وعیال سے زیادہ محبوب ہے تم اس وقت ان پر یکبارگی حملہ کرنے کے لیے تیار رہو۔ سو حق تعالیٰ نے آیت کریمہ واذا کنت فیھم نازل فرمادی اور کفار کے مشورہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ چنانچہ جب آپ نے عصر کی نماز پڑھی تو مشرکین آپ کے سامنے قبلہ کی جانب تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اپنے پیچھے دو صفیں بنا دیں اور صلوٰۃ خوف پڑھی۔ جب مشرکین نے صحابہؓ کو دیکھا کہ ان میں سے بعض سجدہ کر رہے ہیں اور بعض کھڑے ہیں تو مشرکین کہنے لگے کہ ہم نے ان کے بارے میں جو ارادہ کیا تھا اس کی ان کو اطلاع ہو گئی۔

سوائف بلخر انطی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال مکہ مکرمہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو ایک آواز دینے والے نے اس رات میں جس میں، نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو روانگی کا حکم دیا اسقدر بلند آواز سے آواز دی کہ تمام اہل مکہ نے سن لیا۔

اس نے کہا ؂

بیدار ہو جاؤ جو تمہارا ساحر اس کے صحابی ہمارے ہمراہ ہیں تم اس کی طرف جاؤ اور بزرگ گروہ بن جاؤ۔
اور طواف و سعی کے بعد مہلت میں ہے اور اس کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کو حرم مکہ میں داخل کر دے۔
تمہاری صورتیں بری ہو جائیں تم نامرد لوگ ہو جس وقت مسلمان تم سے جنگ کرتے ہیں تم بت کی مدد نہیں کرتے۔

یہ اشعار سن کر مشرکین جمع ہو گئے اور انہوں نے باہم یہ معاہدہ کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی اس سال مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوں۔ یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا، یہ آواز دینے والا سلفع نامی بتوں کا شیطان ہے۔ ان شاء اللہ حق تعالیٰ سلفع کو قتل کر دے گا۔ چنانچہ سب اسی طرح تھے کہ اچانک پہاڑ کی بلندی پر سے ایک آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ؂

ان لوگوں کی صورتیں خاک آلود ہو جائیں جنہوں نے بتوں کو سوگند بنایا ہے اور ان کی کوشش اکارت ہو جائے کتنے قاصر الہمت ہیں۔
میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن سلفع کو قتل کر دیا جو تمہارے بتوں کا شیطان تھا جس نے ظلم کیا اس کے لیے بربادی ہے۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ایک جماعت میں تشریف لائے ہیں۔ وہ سب محرم ہیں خونریزی نہیں کرتے۔

باب ۱۰۳

غزوۂ ذی قرد میں ظاہر ہونے والے معجزات

مسلم نے سلمہ ابن اکوعؓ سے ایک مفصل روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت وہ لوگ سرزمین غطفان میں قیام کریں گے۔ اتنے میں ایک غطفانی شخص آیا۔ اس نے مطلع کیا کہ وہ لوگ فلاں غطفانی کے پاس سے گزرے ہیں اس نے ان کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا ہے۔

مسلم نے عمران ابن حصینؓ سے روایت کی کہ مشرکین نے مدینہ منورہ کے جانوروں پر لوٹ مار کی اور چلے گئے۔ عضباء نامی اونٹنی بھی ان ہی جانوروں میں تھی اور مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ چنانچہ ایک جگہ جب کہ سب سو گئے تو وہ عورت کھڑی ہوئی اور جس وقت وہ اپنا ہاتھ کسی اونٹ پر رکھتی تو وہ آواز کرتا حتیٰ کہ وہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی اور وہ بہت ہی لاغر اونٹنی کے پاس آئی تھی اس پر سوار ہو گئی۔ پھر اس کا رُخ اس نے مدینہ کی طرف کیا اور مدینہ منورہ پہنچ گئی۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے روایت کی کہ ابوقتادہ نے اُن سواریوں میں سے جو کہ مدینہ منورہ آئی تھیں، ایک گھوڑا خریدا۔ ابوقتادہ سے مسعدۃ فزاری ملا اور اس نے دریافت کیا اے ابوقتادہ یہ گھوڑا کیسا ہے۔ ابوقتادہ نے فرمایا، یہ گھوڑا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرنے کے لیے اسے تیار کر رکھا ہے۔ مسعدہ بولا تم لوگوں کا قتل کس قدر آسان ہے اور تمہاری حرارت کس قدر سخت ہے۔

یہ سن کر ابوقتادہ بولے کہ میں حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے ایسے حال میں ملوں کہ میں اس گھوڑے پر سوار ہوں۔ مسعدہ بولا، آمین۔ چنانچہ ایک روز ابوقتادہ اس گھوڑے کو اپنے چادر کے پلو میں خرمے کھلا رہے تھے۔ یکایک گھوڑے نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے کان دبائے۔ ابوقتادہ بولے، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے گھوڑے کی بو سونگھی ہے۔ ابوقتادہ کی والدہ بولیں اے بیٹے ہم جاہلیت کے زمانہ میں اپنی ماں کے بیٹے نہیں تھے پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم پھر کیسے ماں کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ پھر اس گھوڑے نے دوسری مرتبہ اپنا سر اٹھایا اور اپنے کان دبائے۔ ابوقتادہ بولے، خدا کی قسم اس نے گھوڑے کی بو محسوس کی ہے۔ ابوقتادہ نے اس پر زین کسی اور

اپنے ہتھیار لیے اور روانہ ہوئے۔ انھیں ایک شخص ملا اور اس نے کہا کہ اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ان کی تلاش میں گئے ہیں۔ ابوقتادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ حضورؐ نے فرمایا، ابوقتادہ جاؤ حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں گیا۔ یکایک میں نے اونٹنیوں کو دیکھا کہ لوگ ان کو ہنکا کر لے جا رہے ہیں۔ میں نے لشکر پر حملہ کیا۔ میری پیشانی پر ایک تیر لگا۔ میں نے اسے نکال دیا۔ اور یہ گمان کرتا تھا کہ میں نے اس کا پیکان نکال دیا ہے۔ میرے سامنے ایک باہر سوار آیا۔ اس کے منہ پر خود تھا وہ بولا، ابوقتادہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے تجھ سے ملایا ہے۔ اور اس نے اپنا نقاب ہٹایا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مسعدہ فزاری ہے۔ وہ بولا، تلوار سے یا نیزہ سے لڑنا یا کشتی لڑنا ان میں سے کون سی چیز تمھیں محبوب ہے۔ میں نے کہا اس کا تجھے اختیار ہے۔ وہ بولا کشتی لڑنا اچھا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر سے نیچے اترا اور میں اپنی سواری پر سے اترا۔ پھر دونوں کا باہم مقابلہ ہوا اور میں اس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی تلوار پر مارا جبکہ اس نے دیکھا کہ اس کی تلوار میرے ہاتھ میں آ گئی ہے۔ وہ بولا:۔

"اے ابوقتادہ! مجھے زندہ رہنے دے" میں نے کہا، "بخدا میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ بولا، بچوں کی کون پرورش کرے گا۔ میں نے کہا، آگ ہے۔ چنانچہ میں نے اسے قتل کر دیا اور اپنی چادر میں اسے لپیٹ دیا اور اس کے کپڑے لے کر ان کو پہن لیا اور اس کے ہتھیار لیے اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا کیونکہ میرا گھوڑا جس وقت ہمارا مقابلہ ہوا بھاگ گیا تھا اور پلٹ کر لشکر کی طرف آ گیا تھا۔ لشکر کے لوگوں نے اسے پہچان لیا تھا اس کے بعد میں روانہ ہوا اور مسعدہ کے بھتیجے کے قریب پہنچا وہ سترہؔ سواروں میں تھا میں نے اس کے اس قدر زور سے نیزہ مارا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور اس کی آنتیں نکل پڑیں اور جن اونٹوں کو وہ لوگ لوٹ کر لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کو اپنے نیزہ سے روکا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب آئے جب آپ اور آپ کے اصحاب لشکر کے موقع تک پہنچے تو انہوں نے ابوقتادہ کے گھوڑے کو ایسے حال میں پایا کہ اس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! ابوقتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اس سے یہ فرمایا کہ تیری ماں کا بھلا ہو جنگ میں تیرے بہت سے دشمن ہیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تشریف لائے تا آنکہ اس مقام پر پہنچے جہاں ہم دونوں باہم مقابل ہوئے تھے۔ یکایک آپ نے اور اصحاب نے ایک شخص کو دیکھا جو ابوقتادہ کے کپڑوں میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔ ایک شخص بولے، یارسول اللہ ابوقتادہ شہید کر دیئے گئے۔ آپؐ نے فرمایا،

اللہ تعالیٰ ابوقتادہ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے جو اعزاز و احترام عطا کیا ہے۔ ابوقتادہ قوم کے پیچھے رجز پڑھ رہے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ تیزی کے ساتھ آگے بڑھے اور اس شخص پر سے کپڑا اٹھایا تو انہوں نے مسعدہ کی صورت دیکھی اور فرمایا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور میں آپ کے پاس ایسے حال میں آیا کہ میں اونٹنیوں کو جمع کر کے لا رہا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ابوقتادہ تمہارے چہرے کو کامیابی حاصل ہو تم شہسواروں کے سردار ہو۔ حق تعالیٰ تم میں اور تمہاری اولاد میں اور تمہارے پوتوں میں برکت عطا فرمائے۔ پھر مزید آپ نے فرمایا کہ تمہارے چہرہ پر یہ کیا ہوا۔ میں نے کہا ایک تیر میرے لگا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ آپ نے اس کا پیکان نہایت نرمی سے کھینچ لیا اور پھر اس زخم پر لعاب مبارک لگا دیا اور اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبوت کے ساتھ اعزاز عطا فرمایا، پھر زندگی بھر مجھے کبھی چوٹ نہیں لگی اور نہ کوئی زخم لگا۔

ابن سعد نے حضرت محرز بن نضلہؓ سے روایت کی کہ میں نے دیکھا کہ سماء دنیا کو میرے لیے کھول دیا گیا تا آنکہ میں اس میں داخل ہوا حتیٰ کہ میں ساتویں آسمان تک پہنچا۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیری جگہ ہے۔ میں نے اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا وہ سب سے بہترین تعبیر دینے والے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں شہادت کی بشارت ہو۔ چنانچہ محرز اس کے ایک دن بعد غزوہ ذی قرد میں شہید کیے گئے۔

ابن سعد نے عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے روایت کی کہ ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پا لیا۔ آپؐ نے میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا الٰہ العالمین ان کے بالوں میں اور کھال میں برکت عطا فرما اور آپ نے فرمایا تمہارے چہرے کو فلاح حاصل ہو مسعدہ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے چہرہ پر کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا تیر لگ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، میرے قریب آؤ میں آپ کے قریب گیا۔ آپؐ نے اس پر لعاب مبارک لگایا اس کے بعد کبھی بھی میرے چوٹ نہیں لگی اور نہ پیپ پیدا ہوئی اور ابوقتادہؓ نے ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور ایسے معلوم ہوتے تھے گویا پندرہ سال کے ہیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذی قرد میں بیسان نامی چشمہ کے پاس سے گزرے۔ اس کے بارے آپ نے دریافت فرمایا سو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کا نام بیسان ہے اور اس کا پانی شور ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ اس کا نام نعمان ہے اور اس کا پانی

پاکیزہ ہے۔ سو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چشمہ کا نام تبدیل کر دیا اور حق تعالیٰ نے اس کے پانی میں تبدیلی کر دی۔

باب ۱۰۴

غزوۂ خیبر میں نشانیوں اور معجزات کا ظہور

بخاری و مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور ساری رات چلتے رہے تو قوم میں سے ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع سے کہا کیا آپ ہمیں اپنے کچھ اشعار نہیں سنائیں گے (وہ شاعر تھے) وہ اپنی سواری پر سے اترے اور حدی خوانی شروع کی۔ فرمانے لگے

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

فاغفر فداء لک ما ابقینا وثبت الاقدام ان لاقینا

الٰہ العالمین اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہمیں راہ راست نہ ملتی۔ نہ ہم زکوٰۃ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے تھے۔ ہمارے گناہ معاف فرما ہم اسی کے طلب گار ہیں اور اور دشمن سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ہنکانے والا کون ہے۔ حاضرین نے عرض کیا، عامر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے لیے شہادت واجب ہو گئی۔ آپؐ نے ہم کو ان سے فائدہ اٹھانے دیا ہوتا۔

جب قوم کی صف بندی ہوئی تو عامر نے اپنی تلوار لی تاکہ ایک یہودی کی پنڈلی پر ماریں۔ تو ان کی تلوار کی نوک ان کے گھٹنے پر لگ گئی اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، یہ اشعار پڑھنے والا کون ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا "عامر"۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے خاص طور پر استغفار فرماتے تو وہ ضرور شہید ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ "ہمیں ان سے کیوں فائدہ نہ اٹھانے نہ دیا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ جب بھی کسی انسان کو استغفار میں خاص فرماتے تو وہ شہید ہوتا تھا۔

بخاری و مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ حضرت علیؓ غزوۂ خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ وہ فرمانے لگے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی سے رہ جاؤں گا۔ چنانچہ وہ بعد میں روانہ ہوئے اور خیبر میں آپ سے مل گئے۔ جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح میں حق تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو آپ نے فرمایا کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت علیؓ موجود ہیں جبکہ ہمیں ان کی امید بھی نہ تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یہ حضرت علیؓ ہیں آپ نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر کامیابی عطا فرمائی۔

نیز مسلم نے دوسرے طریق سے سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگا دیا۔ وہ اچھے ہو گئے۔ سلمہؓ سے دوسرے طریق سے اس زیادتی کے ساتھ روایت مروی ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے جھنڈا لیا اور اسے لے کر گئے تاآنکہ اسے قلعہ کے نیچے گاڑ دیا۔ قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور اس نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں علی ہوں: وہ یہودی بولا قسم ہے اس شیٔ کی جو کہ حضرت موسیٰؑ پر نازل کی گئی ہے۔ تم لوگوں نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ حضرت علی پلٹے نہیں تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر خیبر پر فتح کر دیا۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہود کی طرف جس کو بھیجا گیا اس کا علم انھیں اپنی کتابوں کے پہلے ہی سے تھا اور یہ بات بھی معلوم تھی کہ اس کے ہاتھ فتح ہو گی۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ابن عمر ابن عباسؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوہریرہؓ، ابوسعید خدریؓ، عمران بن حصینؓ جابر اور ابی لیلیٰ انصاری ان سب کی روایات میں موجود ہے اور ان تمام روایات کو ابونعیم نے نقل کیا ہے۔ اور ان تمام روایتوں میں لعاب دہن لگانے اور ان سے حضرت علی کی آنکھوں کا اچھا ہونا بھی مروی ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت بریدہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں فرمایا، کل جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وہ قلعۂ خیبر کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؓ اس مقام پر موجود نہیں تھے تو قریش نے جھنڈے کے لیے اپنی گردنیں بلند کیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ اپنے اونٹ پر آ گئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپؐ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب مبارک لگا دیا۔ سو انھیں کوئی تکلیف باقی نہیں رہی حتیٰ کہ وہ روانہ ہو گئے پھر

آپ نے ان کو جھنڈا دے دیا۔

احمد، ابو یعلیٰ، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ جب سے خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ میری آنکھیں دکھنے نہیں آئیں اور نہ میرے سر میں کبھی درد نہیں ہوا۔

بیہقی، ابو نعیم اور طبرانی نے "اوسط" میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؓ سے روایت کی کہ حضرت علیؓ سخت گرمی میں موٹے کپڑے کی قباء میں روئی بھر کر پہنتے تھے اور شدت سردی میں دو ہلکے باریک کپڑے پہنتے تھے اور سردی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کسی نے حضرت علیؓ سے اس کی وجہ دریافت کی، فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر کامیابی دے گا۔ چنانچہ حضورؐ نے مجھے بلایا اور مجھے جھنڈا دیا۔ پھر فرمایا کہ الٰہ العالمین ان کی سردی اور گرمی سے حفاظت فرما چنانچہ اس کے بعد سے مجھے سردی گرمی محسوس نہیں ہوئی۔

طبرانی نے اپنی کتاب "اوسط" میں مشیر مہر بن طفیل سے روایت کی کہ میں نے یوم ذی قار میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں ان کے بدن پر ایک ازار اور ایک چادر تھی وہ اپنے اونٹ کو روغن قطران مل رہے تھے اور ان کی پیشانی سے پسینے ٹپک رہے تھے۔

طبرانی نے "کتاب الاوسط" میں سوید بن غفلہ سے روایت کی کہ ہم حضرت علیؓ سے ملے ان کے بدن پر سردی کے زمانہ میں دو کپڑے تھے۔ ہم نے کہا کہ آپ دھوکا نہ کھایئے ہماری سرزمین سرد ہے آپ کی سرزمین کی طرح نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے سردی محسوس ہوا کرتی تھی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خیبر کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا کہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ تو آپ نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا۔ سو میں سردی اور گرمی کی تکلیف محسوس نہیں کرتا اور نہ میری آنکھیں دکھنے آتی ہیں۔

ابن اسحاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ مرحب خیبر کے قلعہ میں سے نکلا اور اعلان کیا کہ میرے مقابلہ کے لیے کون آتا ہے۔ محمد بن مسلمہ بولا، میں مقابلہ کرتا ہوں۔ حضورؐ نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا کہ:۔

"اس کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور محمد بن مسلمہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ الٰہ العالمین مرحب کے مقابلہ میں ان کی مدد فرما۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ مرحب کے مقابلے کے لیے آئے اور اسے قتل کر دیا۔

بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ اہل خیبر میں سے ایک سیاہ غلام آیا اور اس کے ساتھ اس کے سردار کی بکریاں تھیں۔ وہ بولا، اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت ملے گی۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کیا، یا نبی اللہ یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان بکریوں کو ہمارے لشکر سے نکال دو۔ پھر ان پر ایک آواز کرو اور ان کے کنکریاں مارو۔ حق تعالیٰ تم سے تمہاری امانت ادا کر دے گا۔ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ بکریاں اس کے مالک کے پاس پہنچ گئیں۔ تب اس یہودی نے پہچانا کہ اس کا غلام مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ سیاہ غلام شہید ہو گیا۔ تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس غلام کو بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس کا دل بھلائی کا دلدادہ اور اس میں سچا ایمان تھا۔ میں نے اس کے سر کے پاس حور عین میں سے دو حوروں کو دیکھا۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ غزوۂ خیبر میں ایک لشکر روانہ ہوا۔ لشکر والوں نے ایک شخص کو پکڑ لیا، اس کے ساتھ بکریاں تھیں وہ انھیں چرا رہا تھا۔ اہل لشکر اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ وہ بولا، میں آپ پر اور جو شئی آپ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لاتا ہوں نگران بکریوں کا کیا انتظام کروں۔ یہ امانت ہیں۔ کسی کی ایک اور کسی کی دو اور کسی کی اس سے زیادہ ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، کہ بکریوں کے منہ پر کنکریاں مار دو۔ وہ اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی چنانچہ میں نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر ان بکریوں کے منہ پر ماریں۔ وہ دوڑتی ہوئی نکلیں حتیٰ کہ ہر ایک بکری اپنے مالک کے پاس پہنچ گئی۔ پھر وہ شخص صف کی طرف آگے بڑھا۔ سو اس کے ایک تیر لگا اور اسی سے وہ شہید ہو گیا۔ حالانکہ اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس حور عین میں سے اس کی دو بیبیاں ہیں۔

حاکم اور بیہقی نے شداد بن ہادؓ سے روایت کی کہ دیہات میں سے ایک شخص مشرف با سلام ہوئے اور ہجرت کی۔ جب غزوۂ خیبر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ غنیمت ملی۔ آپ نے اسے تقسیم کیا اور اس شخص کو بھی اس کا حصہ دیا۔ وہ بولے، میں نے اس لیے آپؐ کا اتباع نہیں کیا بلکہ میں نے اس لیے اتباع کیا کہ میری اس جگہ (حلق کی طرف اشارہ کر کے) ایک تیر لگ جائے اور جس سے میں مر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو اللہ تعالیٰ کی تصدیق کر رہا ہے تو حق تعالیٰ تجھے سچا کر دے گا۔ چنانچہ پھر صحابہؓ دشمن سے جنگ کرنے کے لیے اٹھے

تو اس شخص کے اسی جگہ تیر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دکھایا۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزمؓ سے روایت ہے کہ وہ خیبر میں حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہم بہت ہی تکلیف میں ہیں اور ہمارے پاس کوئی چیز نہیں۔ حضورؐ نے عرض کیا الٰہ العالمین تو ان کی حالت سے واقف ہے اور ان کے پاس کوئی طاقت نہیں اور ان کو دینے کے لیے میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے، سو تو ان پر سب سے بڑے قلعہ کو فتح کر دے یعنی جس میں چربی اور غلّہ زیادہ ہو چنانچہ صحابہ گئے اور حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کے قلعہ کو فتح کر دیا اور خیبر میں اس سے زیادہ غلّہ اور چربی والا کوئی قلعہ نہیں تھا۔

ابن قانع، بغوی اور ابو نعیم نے سعید بن تمیمؓ سے روایت کی۔ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عیینہ بن حصن کے لشکر میں تھے جبکہ وہ یہود خیبر کی مدد کے لیے آیا تھا۔ ہم نے عیینہ کے لشکر میں ایک آواز سنی۔ اے لوگو! اپنے گھر والوں کی خبر لو۔ تمہاری عدم موجودگی میں لوگ ان کے پاس جانے والے ہیں۔ چنانچہ وہ لشکر والے ایسے لوٹے کہ کوئی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اس آواز کا کوئی نتیجہ نہیں دیکھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آسمانی آواز تھی۔

واقدی اور بیہقی نے ابو سفیان محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اہل شق سے مقام خیبر میں مقابلہ کیا اور خیبر میں بہت قلعے تھے تو خیبر والے نزار نامی قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور انہوں نے سخت مقابلہ کیا حتیٰ کہ ایک تیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر لگا۔ تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی میں سنگریزے لے کر ان کے قلعہ پر مارے، قلعہ میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ زمین میں دھنس گیا، یہاں تک کہ مسلمان آئے اور انہوں نے قلعہ والوں کو گرفتار کیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز تاریکی میں پڑھی، پھر سواری پر سوار ہوئے اور فرمایا خیبر خراب ہوا۔ ہم جب کسی قوم کے میدانوں میں اترتے ہیں تو ان کی صبح جن کو ڈرایا جاتا ہے بری ہوتی ہے۔

بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کی آنکھ میں سبزی دیکھی۔ دریافت کیا کہ یہ سبزی کیسی ہے۔ وہ بولیں کہ میرا سر ابن ابی الحقیق کی آغوش میں تھا اور میں سو رہی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاند میری آغوش میں آگیا۔ میں نے یہ خواب ابن ابی الحقیق سے بیان کیا۔ اس نے یہ سن کر میرے ایک طمانچہ مارا اور بولا کہ یثرب کے بادشاہ کی آرزو

رکھتی ہے۔

ابن سعد نے حمید بن ہلال سے روایت کی کہ حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہوں اور وہ ہیں جو رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ایک فرشتہ نے ہم دونوں کو اپنے بازوؤں میں چھپا رکھا ہے۔ حضرت صفیہ کے لوگوں نے ان کے خواب کی تردید کی اور ان سے اس بارے میں سخت گفتگو کی۔

ابو یعلی نے حمید بن ہلال سے روایت کی کہ حضرت صفیہؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئی کہ آپؐ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضورؐ نے فرمایا، تمہاری قوم نے ایسا اور ویسا کیا ہے۔ اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ میرا دفعتہً اندازِ پسند بدل گیا اور آپؐ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

بیہقی نے بہ طریق عاصم الاحول، ابو عثمان نہدی یا ابی قلابہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر ایسے حال میں تشریف لائے کہ وہاں کھجوریں کچی تھیں۔ صحابہؓ نے کھجوروں کے کھانے میں تیزی کی انھیں بخار آ گیا۔ صحابہؓ نے اس چیز کی حضورؐ سے شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا مشکول میں پانی ٹھنڈا کریں اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان اپنے اوپر وہ پانی ڈالیں اور پانی ڈالنے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ چنانچہ صحابہؓ کرام نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بہ طفیل رسالت پناہی صحت یاب ہو گئے۔

اور امام بیہقی نے اس روایت کو عبد الرحمٰن بن مرقع سے موصولاً بھی نقل کیا ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابو نعیم نے بھی معرفہ میں عبد الرحمٰن بن مرقع سے نقل کیا ہے کہ جس وقت خیبر فتح ہوا تو وہاں کی سرزمین میوہ جات سے سرسبز تھی۔ لوگوں نے میوے بکثرت کھائے انھیں بخار کی شکایت ہو گئی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، بخار کے لیے مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور دونوں اذانوں کے درمیان اپنے اوپر ڈالو۔ صحابہؓ نے ایسا ہی کیا چنانچہ ان سے بخار کی شکایت جاتی رہی۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن انیسؓ سے روایت کی کہ میں خیبر روانہ ہوا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی اور وہ حاملہ تھیں۔ راستہ میں انھیں نفاس آ گیا۔ میں نے اس چیز کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا، پانی میں کھجوریں بھگو دو۔ جب وہ خوب اچھی طرح بھیگ جائیں تو وہ ان کو پلا دیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا سو انہوں نے کوئی ناگوار چیز نہیں دیکھی۔

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو شیتم مزنی مشرف باسلام ہو گئے اور ان کا اسلام

اچھا ہوا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم عیینہ بن حصن کے ساتھ اپنے گھر والوں کی طرف بھاگ نے تو عیینہ ہمیں پھر واپس لایا جب خیبر کے قریب پہنچے تو ہم نے رات میں قیام کیا پھر گھبرا کر اٹھے۔ عیینہ بولا، تمہیں بشارت ہو۔ میں نے آج کی رات یہ خواب دیکھا ہے کہ مجھے خیبر کا ذوالرقبہ پہاڑ دیا گیا ہے۔ بخدا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پکڑلی۔ جب ہم خیبر آئے تو عیینہ اس حال میں خیبر آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے۔ عیینہ بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے حلفاء سے غنیمت لی ہے اسے واپس کر دیجئے اس لیے کہ میں آپ سے اور آپ کے قتال سے پھر گیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، تو جھوٹا ہے۔ تجھے تیرے گھر والوں کی طرف وہ آواز لے کر گئی تھی جو تو نے سنی تھی۔ وہ بولا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ تو بخشش دیجئے۔ آپ نے فرمایا، تیرے لیے ذوالرقبہ ہے۔ عیینہ بولا کہ ذوالرقبہ کیا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ذوالرقبہ وہ پہاڑ ہے کہ جس کو تو نے خواب میں دیکھا تھا کہ تو نے اسے لیا ہے۔ یہ سن کر عیینہ اپنے گھر والوں کی طرف آ گیا۔ اس کے پاس حارث بن عوف آیا اور وہ بولا، کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو غیر شیئ میں رکھ دیا جائیگا یعنی خوار ہوگا۔ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب پر غالب آئیں گے۔ اس چیز کے بارے میں بہت سے یہودیوں نے ہمیں مطلع کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت پر اس لیے حسد کرتے ہیں کہ نبوت بنی ہارون سے نکل گئی اور آپ نبی مرسل ہیں۔ یہودی اس چیز میں تیری بات نہیں مانیں گے اور ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں دو مرتبہ ذبح ہوں گے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں اور دوسری مرتبہ خیبر میں ذبح ہوں گے۔ حارث بولا کہ میں نے سلام سے دریافت کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل روئے زمین کے مالک ہو جائیں گے۔ وہ بولا جی ہاں، تورات کی قسم آپ کل روئے زمین کے مالک ہو جائیں گے۔

ابونعیم نے بہ طریق علقمہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ ہم غزوہ خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے رفع حاجت کا ارادہ فرمایا، آپؐ نے فرمایا، اے عبداللہؓ! دیکھو کوئی چیز پردے کے لیے نظر آتی ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا دیکھو اور کوئی چیز نظر آتی ہے۔ سو میں نے ایک اور درخت دیکھا جو اس درخت سے دور تھا۔ میں نے آپ کو آکر مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں درختوں سے کہہ دو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں آپس میں مل جاؤ۔ میں نے ان دونوں درختوں سے کہہ دیا۔ وہ دونوں باہم مل گئے۔ حضور اکرمؐ ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور دونوں درختوں نے آپ کو پردے میں لے لیا آپ رفع حاجت کے بعد کھڑے ہوئے تو ان میں سے ہر ایک درخت اپنی اپنی جگہ پر چلا گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر غلبہ کیا تو اہل خیبر سے اس شرط پر صلح کی کہ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ سونے اور چاندی میں سے کوئی چیز لے کر نہ جائیں۔ پھر آپ کی خدمت میں کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے وہ برتن کہاں گئے جو مکہ والوں کو تم عاریۃً دیا کرتے تھے۔ وہ بولے کہ ہم ایسے حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں خوار کرتی اور دوسری زمین عزت دیتی تھی۔ ہم نے سب چیزیں خرچ کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر تم مجھ سے کوئی چیز چھپاؤ گے تو اس کی مجھے اطلاع ہو جائے گی تو اس کی پاداش میں تمہیں سے اور تمہاری اولاد کو سخت سزا دی جائے گی۔

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ "آپ ہمارے بارے ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہو گا۔"

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ فلاں زمین کی طرف جاؤ جس میں نہ پانی ہے نہ درخت۔ پھر کھجوروں کے درختوں کے پاس آؤ اور ایک درخت کو دیکھو جو تمہارے داہنی جانب یا بائیں جانب ہو گا۔ اس کے بعد ایک اونچے درخت کو دیکھو اسکے نیچے جو کچھ بھی ہے وہ میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ انصاری اس مقام پر گئے اور وہاں سے یہود کے برتن اور مال لے کر آ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گردنیں مار دیں اور ان کی اولاد کو قید کر لیا۔

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابی امامہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا کہ جس کا اونٹ کمزور ہو یا سرکش ہو وہ واپس ہو جائے اور منادی کو حکم دیا۔ اس نے اس چیز کا اعلان کر دیا تو ایسے لوگ واپس ہو گئے اس کے باوجود ایک شخص ایک سرکش اونٹ پر سوار روانہ ہو گیا وہ رات کے وقت ایک جماعت کے پاس گزرا۔ اونٹ اس سے بدک گیا اور اس شخص کو گرا دیا۔ جب اس شخص کو حضور کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ساتھی کو کیا ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے آپ کو اس کے واقعہ سے مطلع کیا۔ حضورؐ نے حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اعلان نہیں کیا تھا کہ جس شخص کا اونٹ کمزور اور سرکش ہو وہ واپس ہو جائے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ بیشک میں نے اعلان کیا تھا۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔

بیہقی نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر میں فرمایا، ان شاء اللہ آج رات ہم سفر کریں گے لہٰذا ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے جس کا اونٹ لمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہوگیا۔ چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا، اور اس کی ران چورا چورا ہوگئی اور وہ مرگیا۔ حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا۔ سو انہوں نے تین مرتبہ اس بات کا اعلان کیا کہ جنت نافرمانوں کے لیے حلال نہیں۔

ابن سعد نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں میرے پاس لکھا کہ کتیبہ کے بارے میں تحقیق و تفتیش کرو۔ کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا یا آپؐ کے لیے خاص تھا۔ میں نے اس کے بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ :۔

در رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح کی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور ان میں سے کتیبہ ایک حصہ تھا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ گولیاں بنائیں۔ ان میں سے ایک گولی پر لفظ اللہ مکتوب تھا اور فرمایا الٰہ العالمین اپنا حصہ کتیبہ میں کردے تو سب سے پہلے وہ حصہ جس پر لفظ اللہ مکتوب تھا کتیبہ پر نکلا۔ سو کتیبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا اور بقیہ حصوں پر کوئی نشانی نہیں تھی۔ وہ مسلمانوں کے لیے اٹھارہ حصوں میں منقسم تھے۔ ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ خبر لکھ کر بھیج دی۔

بخاری نے حضرت یزید بن ابی عبیدؒ سے روایت کی کہ میں نے حضرت سلمۃ بن اکوع کی پنڈلی پر تلوار کا نشان دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیسی چوٹ کا نشان ہے۔ وہ بولے کہ یہ چوٹ مجھے خیبر کے دن لگی تھی۔ سب حضرات کہنے لگے کہ سلمہؓ شہید ہوگئے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس پر تین مرتبہ پھونک دیا۔ چنانچہ اس وقت سے مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

بخاری و مسلم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا بعض غزوات میں مقابلہ ہوا۔ سو آپس میں خوب کشت و خون ہوا۔ چنانچہ ہر ایک جماعت اپنے اپنے لشکر کی طرف چلی گئی اور مسلمانوں میں ایک (منافق) شخص تھا جو اکے دکے کافر کا تعاقب کر کے اسے اپنی تلوار سے قتل کر دیتا تھا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خبر کا تذکرہ کیا کہ آج کے دن جتنی بہادری فلاں شخص نے دکھائی ہے کسی نے نہیں دکھائی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ

دوزخیوں میں سے ہے۔ صحابہ پر یہ چیز شاق گزری اور فرمانے لگے کہ اگر فلاں شخص بھی دوزخیوں میں سے ہے تو پھر ہم میں جنتی کون ہوگا؟ ایک شخص بولے، بخدا یہ اس حالت پر کبھی نہیں مرے گا۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے ہوئے۔ جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی تیز چلتے اور جس وقت وہ ٹھہرتا تو یہ بھی اس کے ساتھ ٹھہر جاتے تاآنکہ وہ زخمی ہوا اور اس کے زخم نے شدت اختیار کی اور شدت تکلیف کی تاب نہ لاکر اس نے خودکشی کا ارادہ کرلیا۔ سو اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اور اس کی نوک اپنی چھاتی کے درمیان کرکے خود اس پر زور دے کر خودکشی کرلی۔ چنانچہ وہ شخص حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے۔ سو انہوں نے اس کا واقعہ حضورؐ سے بیان کردیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپؐ نے ایک مدعی اسلام کے بارے میں فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جس وقت ہم لڑائی میں پہنچے تو وہ شخص خوب لڑا اور بہت زخمی ہوا کہ جس کی بنا پر حرکت بھی نہیں کرسکتا تھا۔ حضورؐ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔ بخدا اس نے راہ خدا میں خوب جنگ کی اور بہت زخمی ہوا ہے۔

آپؐ نے فرمایا "وہ دوزخیوں میں سے ہے۔" سو بعض حضرات اس سے متردد ہوئے سو اس شخص نے زخموں کی تکلیف محسوس کی۔ چنانچہ اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے ایک تیر لے کر اپنے آپ کو قتل کرلیا۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ حق تعالیٰ نے آپؐ کی بات کو سچا کردیا۔

بیہقی نے زید بن خالد جہنیؓ سے روایت کی کہ خیبر کے دن اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ یہ سن کر صحابۂ کرام کے چہرے متغیر ہوگئے۔ حضورؐ نے فرمایا، تمہارے ساتھی نے راہ خدا میں خیانت کی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں یہود کے ہاروں میں ایک ہار ملا جو دو درہم کے برابر بھی نہیں تھا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے۔ ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملا۔ البتہ کپڑے اور دیگر اموال ملے۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وادی کی جانب متوجہ ہوئے اور حضورؐ کو مدغم نامی ایک غلام ہدیہ ملیں

ملا تھا۔ اس دوران وہ حضورؐ کا کجاوہ کھول رہا تھا اس کو ایک تیر آکر لگا جس سے وہ شہید ہوگیا۔ صحابہؓ نے فرمایا ان کے لیے جنت مبارک ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے وہ چادر جو انھوں نے خیبر کے دن تقسیم غنائم سے قبل غنیمت میں سے لی تھی ان پر آگ بڑھکا رہی ہے۔

بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جب خیبر فتح ہوگیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملی ہوئی ایک بکری پیش کی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا، یہود میں سے جتنے یہودی یہاں موجود ہیں۔ ان سب کو جمع کر دو۔ چنانچہ سب یہودیوں کو آپ کے سامنے جمع کیا گیا۔ حضورؐ نے یہود سے دریافت کیا کہ میں تم سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کرتا ہوں۔ تم ان کا جواب نفی یا اثبات یعنی انکار یا اقرار میں دینا۔

یہودیوں نے جواب دیا، "بہت اچھا"

حضورؐ نے فرمایا: "تمہارا باپ کون ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "ہمارا باپ فلاں ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا۔ تمہارا باپ وہ نہیں، بلکہ فلاں ہے۔"

یہود بولے، "آپؐ نے سچ اور ٹھیک فرمایا۔ پھر آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟"

یہود بولے، جی ہاں۔ ہم نے اسے زہر آلود کیا ہے۔"

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کس وجہ سے تم نے ایسا کیا ہے؟"

یہود نے جواب دیا۔ "ہمارا مقصود یہ تھا کہ اگر آپ کاذب ہوں گے تو ہمیں آپ سے آرام مل جائے گا۔ اور اگر آپؐ نبی ہوں گے تو آپ کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک زہر آلود بکری بھیجی۔ حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ ٹھہر جاؤ۔ کیونکہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ وہ بولی، کہ میں تحقیق کرنا چاہتی تھی کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو حق تعالیٰ آپؐ کو اس مطلع کردے گا۔ اور اگر معاذ اللہ

آپ کاذب ہوں گے تو لوگوں کو آپ سے آرام مل جائے گا۔ سو حضورؐ نے اس عورت سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی عورت حضورؐ کی خدمت میں زہر آلود بکری لے کر آئی۔ آپؐ نے اس میں سے تناول فرما لیا۔ پھر اس عورت کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ نے اس عورت سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ بولی کہ معاذ اللہ آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حق تعالیٰ اس چیز پر غلبہ دینے والے نہیں ہیں۔

احمد، ابن سعد اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک یہودیہ نے حضور کی خدمت میں زہر آلود بکری بھیجی۔ حضورؐ نے اس کے پاس قاصد بھیج کر اس کارگزاری کی وجہ دریافت کروائی۔ وہ بولی کہ میرا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو حق تعالیٰ آپ کو اس چیز سے مطلع کر دے گا! اور اگر آپ نبی نہیں ہوں گے تو لوگوں کو آپ سے آرام مل جائے گا۔

دارمی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودیہ نے حضورؐ کی خدمت میں ایک بکری میں زہر ملا کر تحفہ میں بھیجی۔ آپؐ نے اس کا بازو لیا اور اس میں سے تناول فرمایا اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے بھی تناول فرمایا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھا لو اور اس یہودیہ کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اس بکری میں زہر ملا دیا ہے۔ وہ بولی کہ آپؐ کو کس نے مطلع کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، میرے ہاتھ میں جو یہ بازو ہے اس نے مجھے خبر کی ہے۔ وہ بولی، جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کس مقصد کے ماتحت تو نے ایسا کیا ہے۔ وہ بولی، میرا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو پھر یہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی اور اگر نبی نہیں ہوں گے تو ہم ان سے راحت پا لیں گے۔ چنانچہ حضورؐ نے اس کو معاف کر دیا اور اس پر کوئی دار و گیر نہیں فرمائی۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا، رک جاؤ کیونکہ اس کے اعضاء میں سے ایک عضو نے مجھے بتلایا ہے کہ اس بکری میں زہر ملا ہوا ہے۔

بیہقی نے حضرت عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی کہ مقام خیبر میں ایک یہودیہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک زہر ملی ہوئی بکری بھیجی۔ حضورؐ نے اس میں سے تناول فرمایا اور آپؐ کے صحابۂ کرام نے بھی تناول فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ اس کے بعد اس عورت سے فرمایا، کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ وہ بولی، آپؐ کو کس نے بتلایا ہے۔ آپؐ نے ایک

پنڈلی کی ہڈی کی طرف جو کہ اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نے مجھے بتلایا ہے۔ وہ بولی، جی ہاں۔ میں نے زہر ملایا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس روایت کو عبدالرحمٰن نے حضرت جابرؓ سے حاصل کیا ہو۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو طبرانی نے کعب بن مالک سے موصولاً نقل کیا ہے۔

بزار، ابونعیم نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی (امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے) کہ ایک یہودی عورت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھُنی ہوئی بکری بھیجی۔ جب حاضرین نے اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ اس بکری کے ایک عضو نے مجھ سے بتلایا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے پھر آپ نے اس عورت کی طرف قاصد بھیج کر دریافت کرایا کہ تو نے اپنے کھانے میں زہر ملایا ہے۔ وہ بولی، جی ہاں، میں نے زہر ملایا ہے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اگر معاذ اللہ آپ کاذب ہوں گے تو لوگوں کو آپؐ سے آرام مل جائے گا اور اگر آپ صادق ہوں گے تو میں جانتی ہوں کہ حق تعالیٰ آپؐ کو اس سے مطلع کر دے گا۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا، خدا کا نام لو اور کھاؤ۔ چنانچہ ہم میں سے کسی کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

واقدی، بیہقی نے حضرت ام عمارہؓ سے روایت کی کہ میں نے مقام جرف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کے پاس مت جاؤ۔ چنانچہ قبیلہ میں سے ایک شخص گیا اور رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس نے ناگواری کی بات دیکھی۔ مگر اس سے کوئی تعرض نہیں کیا اور اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ جبکہ اس کی بیوی سے اس کی اولاد بھی تھی اور اپنی بیوی سے اس کو محبت بھی تھی۔ سو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے ناگواری کی چیز دیکھی۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب خیبر سے واپسی ہوئی تو ساری رات سفر کیا۔ جب ہم پر نیند کا غلبہ ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر شب میں قیام کیا اور حضرت بلالؓ کو رات کے پہرے پر مقرر کیا۔ سحری کے قریب حضرت بلال کو بیداری کے سبب نیند آگئی اور وہ اپنی سواری سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے سو گئے سو وہ بیدار نہیں ہوئے اور نہ آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی بیدار ہوا حتیٰ کہ سب پر دھوپ آگئی۔

بیہقی نے بطریق مالک، حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسی واقعہ کے ماتحت حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ شیطان بلالؓ کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو شیطان نے ان کو لٹا دیا اور ان کو لوری دیتا رہا جیسا کہ بچہ کو لوری دی جاتی ہے تاآنکہ وہ سو گئے۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو بلایا۔ تب حضرت بلال نے وہ بات بیان کی جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے بیان فرمائی تھی۔
یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ بولے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

باب ۱۰۵

عبداللہ بن رواحہ کے لشکر میں ظہور پذیر ہونیوالی نشانیاں

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق عروہ اور بطریق موسیٰ بن عقبہ حضرت شہاب سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کی معیت میں جن میں عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ یسیر بن رزام (یہودی) کی طرف بھیجا۔ یسیر نے عبداللہ بن انیس کے چہرہ پر ایک ایسا زخم کاری لگایا۔ جو ان کے دماغ تک پہنچ گیا۔ عبداللہ بن انیس حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ حضورؐ نے اس زخم پر لعاب مبارک لگا دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیس کے انتقال تک نہ اس زخم سے خون نکلا اور نہ ان کو کسی قسم کی تکلیف ہوئی۔

باب ۱۰۶

عمرۃ القضاء میں ظاہر ہونے والے معجزات

واقدی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء میں ہتھیاروں کے ساتھ بطن یا جج تک تشریف لائے۔ آپ کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی اور بولی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کسی چھوٹے اور بڑے کو بیوفائی کرتے ہوئے نہیں پایا آپ

اپنی قوم کے پاس ہتھیار لے کر جاتے ہیں درآنحالیکہ آپ نے ان سے یہ شرط کی تھی کہ ان کے پاس نہیں جائیں گے، مگر مسافرت والا ہتھیار اور تلواریں نیام میں لیے ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں ان کے پاس ہتھیار کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔

احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین آپس میں کہنے لگے کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جن کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی بات سے مطلع فرما دیا۔ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل[1] کریں تاکہ مشرکین ان کی طاقت کا مشاہدہ کرلیں۔

احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اپنے عمرہ کے سفر میں مقام مرانظہران میں قیام کیا تو آپ کے صحابہؓ کو یہ اطلاع ملی کہ قریش یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حضرات کمزوری اور لاغری کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے تو آپؐ کے صحابہؓ آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہم اپنی سواریاں ذبح کرلیں اور ان کا گوشت کھالیں اور شوربا پی لیں۔ تو کل کو جس وقت ہم اپنی قوم کے پاس پہنچیں تو ایسے حال میں جاتے کہ ہمیں راحت اور سیری ہوتی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ایسا مت کرو مگر اپنے توشے میرے پاس لاکر جمع کر دو۔ چنانچہ سب نے اپنے توشے جمع کیے اور چمڑے کے دسترخوان بچھائے اور سب نے اس قدر کھایا کہ سیر ہو کر اٹھ گئے اور ہر ایک نے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ چنانچہ حضورؐ تشریف لائے تاآنکہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور صحابہ کرام کو رمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے کہ یہ چلنے پر راضی نہیں ہوتے تھے مگر یہ تو ہرنوں کی طرح کودتے ہیں۔

باب ۱۰۷

سریہ غالب لیثی میں ظاہر ہونے والی نشانیاں

ابن سعد نے جندب بن مکیث جہنی سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ لیثی کو ایک لشکر میں روانہ کیا۔ میں بھی اس لشکر میں تھا۔ آپ نے لشکر کو مقام کدیہ میں بنی ملوح پر غارت گری کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم نے ان پر غارت گری کی اور ان کے اونٹ بھگا کر لے آئے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا اعلان کیا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کے لیے ہم پر

[1] طواف کے پہلے تین چکروں میں سینہ تان کر تیز تیز چلنا۔

چڑھ آئے۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ ہم اونٹوں کو ہنکا کر وہاں سے نکل گئے۔ مگر وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے۔ تاآنکہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک چھوٹی وادی حائل رہ گئی۔ ہم وادی کے ایک طرف منہ کیے ہوئے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں سے چاہا اس وادی میں پانی بھیج دیا اور وادی کے دونوں کنارے پانی سے بھر گئے۔ بخدا اس روز ہم نے بادل اور بارش وغیرہ میں سے کچھ نہیں دیکھا۔ غرضیکہ اس وادی میں اس قدر پانی بھرا کہ کوئی اسے پار نہیں کرسکتا تھا اور ہم نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے ہمیں دیکھ رہے تھے اور ہم ان سے اتنی دور نکل آئے کہ وہ ہمارا تعاقب نہیں کرسکتے تھے۔

باب ۱۰۸

ابوموسیٰ کے لشکر میں ظاہر ہونیوالی نشانی

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ کو سریہ بحر پر مامور فرمایا۔ چنانچہ وہ رات کے وقت دریا میں جارہے تھے کہ ایک منادی نے ان کے اوپر سے ندا دی کہ آگاہ ہوجاؤ میں تمہیں اس فیصلہ سے باخبر کرتا ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ جو گرمی کے دن میں حق تعالیٰ کے لیے پیاسا ہوگا تو حق تعالیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پیاس کے دن اسے پانی پلائے گا۔

باب ۱۰۹

زید بن حارثہؓ کا لشکر جو ام قرفہ کی طرف گیا

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی کہ بنی فزارہ کی ام قرفہ نامی عورت نے اپنے بیٹے اور پوتوں میں سے تیس شتر سواروں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے روانہ کیا۔ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ العالمین تو اس کو اس کی اولاد سمیت ختم کر دے اور آپ نے ان کی طرف زید بن حارثہ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ باہم مقابلہ ہوا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ام قرفہ اور اس کی اولاد سب ماری گئی۔

باب ۱۱۰

ایک اور لشکر میں ظاہر ہونے والی نشانی

احمد اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ایک عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوئی اور میں نے جنت میں ایک آواز سنی۔ میں نے نظر دوڑائی تو دیکھتی کیا ہوں کہ فلاں فلاں کو لایا گیا۔ حتیٰ کہ اس عورت نے بارہ حضرات کا ذکر کیا اور اس سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ایک مہم پر روانہ کیا تھا نیز اس عورت نے بیان کیا کہ ان بارہ حضرات کو ایسے حال میں لایا گیا کہ ان پر میلے کپڑے تھے اور ان کی گردنوں سے خون بہ رہا تھا۔ کہا گیا کہ انھیں نہر البیدخ کی طرف لے جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اس میں غوطے لگائے اور وہ اس نہر سے اس طرح نکلے کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔ پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔ وہ ان پر بیٹھے اور سونے کے قاب لائے گئے۔ جس میں تازہ میوے تھے۔ انہوں نے ان میووں میں سے جو طبیعت چاہی وہ میوہ کھایا اور میں نے بھی ان کے ساتھ میوے کھائے۔

اس کے بعد اس لشکر میں سے ایک خوشخبری دینے والا آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ہمارا ایسا ایسا معاملہ ہوا اور فلاں فلاں شہید ہو گئے۔ اس شخص نے ان بارہ آدمیوں کو شمار کرایا جن کا اس عورت نے نام لیا تھا یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اس عورت کو لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ آئی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنا خواب ان سے بیان کر۔ چنانچہ خواب سن کر اس خوشخبری دینے والے نے کہا، یارسول اللہؐ جیسا اس عورت نے بیان کیا واقعہ ایسا ہی ہے۔

باب ۱۱۱

سَرِیّۂ موتہ کی نشانیاں اور معجزات

بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزدۂ موتہ میں زید بن حارثہؓ کو امیر لشکر متعین فرمایا اور فرمایا اگر زید شہید کر دیئے جائیں تو حضرت جعفر کو امیر بنالینا اور اگر جعفر بھی شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنالینا۔

واقدی نے کہا کہ مجھ سے ربیعہ بن عثمان نے عمر بن حکم سے انھوں نے اپنے والد سے حدیث سے بیان کی کہ نعمان بن رمطی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ آنحضرت کے پاس کھڑا ہوگیا۔ آنحضرتؐ فرما رہے تھے۔ زید بن حارثہؓ لشکر کے امیر ہیں۔ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں اور اگر جعفر ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں اور اگر عبداللہ بنؓ رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان ان ہی حضرات میں سے ایک شخص کا انتخاب کر کے اپنا امیر بنالیں۔

یہ سن کر نعمان بولا کہ اے ابوالقاسمؐ! اگر آپ نبی ہیں تو جن آدمیوں کا آپ نے نام لیا ہے وہ کم ہوں یا زیادہ سب شہید ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ انبیاء بنی اسرائیل جس وقت کسی شخص کو ایک قوم پر امیر بناتے اور فرماتے اور اگر فلاں شہید ہو جائے تو فلاں امیر ہوگا۔ سو اگر وہ انبیاء کرام سو آدمیوں کا بھی نام لیتے تھے تو سو کے سو شہید ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد وہ یہودی زید بن حارثہ سے کہنے لگا کہ تم عہد کر لو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں تو تم کبھی واپس نہیں آؤ گے۔ حضرت زید نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی صادق اور نہایت ہی نیکوکار ہیں۔

واقدی اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ میں غزدۂ موتہ میں موجود تھا۔ سو میں نے اس قدر سامان اور ہتھیار اور گھوڑے اور دیباج و حریر اور سونا دیکھا جس کی کسی میں طاقت نہیں تو میری نگاہ چکا چوند ہو گئی۔ مجھ سے ثابت بن اقرم نے کہا کہ ابوہریرہؓ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم کثیر جماعتوں کو دیکھ کر متحیر ہو رہے ہو۔ تم بدر میں ہمارے ساتھ موجود نہیں تھے۔ کثرت و زیادتی کی بنا دیر ہمیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

بیہقی اور ابونعیم نے بہ روایت موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے جعفر فرشتوں کی جماعت کے ساتھ گزرے وہ اس طرح تیزی سے چل رہے تھے جیسا کہ فرشتے چلتے ہیں اور ان کے دو بازو تھے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ حضرت یعلیٰ بن منیہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجاہدین موتہ کی خبر لے کر آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر تم چاہو تو مجھے مطلع کرو اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر بتا سکتا ہوں۔

حضرت یعلیٰ بولے، یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے بیان کیجئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے واقعات اور صورت حال سے مطلع کیا۔

یہ سن کر یعلیٰ بولے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقانیت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے ان لوگوں کے واقعات میں سے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جس کو نہ بیان کیا ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیئے تھے اور میں نے بچشم خود مقامات جنگ کا مشاہدہ کیا۔

بخاری نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو روانہ کیا اور حضرت زیدؓ کو جھنڈا عطا فرمایا تو وہ تینوں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کے بارے میں مطلع فرما دیا۔ فرمایا، زیدؓ نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے بغیر سردار بنے ہوئے جھنڈا لیا ان کو کامیابی ہو گئی

بیہقی نے ابو قتادہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کے لیے سریہ کو روانہ کرتے وقت فرمایا۔ زید بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر تمہارے امیر ہیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ تمہارے امیر ہیں۔ چنانچہ یہ حضرات روانہ ہوئے اور جتنا منظور خدا تھا انہوں نے قیام فرمایا۔ اس کے بعد حضور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اعلان کیا گیا کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا، تمہارے اس لشکر کے بارے میں میں تم کو مطلع کرتا ہوں۔ لشکر روانہ ہوا اور ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا زیدؓ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد جھنڈا جعفرؓ نے لیا اور دشمن پیہم حملہ آور ہوئے تا آنکہ وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور ثابت قدم

سے تہ اور کیا تا آنکہ وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر جھنڈا خالد بن ولید نے لیا اور وہ خود امیر ہیں۔
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ العالمین خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں تو
ہی ان کی مدد فرمائیگا۔ اس وقت سے حضرت خالد سیف اللہ کے لقب سے موسوم ہو گئے۔

واقدی اور بیہقی نے عبداللہ بن ابی بکر حزم سے روایت کی کہ جب غزوہ موتہ میں صحابہ کا کفار سے
مقابلہ ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپؐ کے اور شام کے درمیان جو چیز
حائل تھی اسے ہٹا دیا گیا۔ آپ ان کے جنگ کے مورچہ کو دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"زیدؓ نے جھنڈا لیا۔ ان کے پاس شیطان آیا۔ اس نے ان کی نظر میں حیات (زندگی)
کی محبت اور موت کی کراہت اور دنیا کی محبت پیدا کی۔ زید بولے، اب جبکہ مومنین
کے دلوں میں ایمان راسخ ہو گیا ہے تو تو دنیا کی محبت دلاتا ہے۔ چنانچہ زید آگے بڑھے
تا آنکہ شہید ہو گئے۔ اور جنت میں داخل ہو گئے۔ اور وہاں وہ تیزی سے چل رہے ہیں۔
اس کے بعد جھنڈا حضرت جعفرؓ نے لیا۔ شیطان ان کے پاس آیا اور ان کے دل میں حیات
کی محبت اور موت کی کراہت ڈالی اور دنیا کی تمنا دلائی۔ جعفر بولے، اب جب کہ
مومنین کے دلوں میں ایمان مستحکم ہو گیا ہے تو دنیا کی تمنا دلاتا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے
اور شہید ہو گئے۔ اور جنت میں چلے گئے۔ اور وہ جنت میں یاقوت کے دو پروں کے ساتھ
اڑ رہے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا
لیا اور شہید ہو گئے اور رکتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔"

یہ بات انصار پر شاق گزری۔ دریافت کیا گیا، یا رسول اللہؐ ان کے رکنے کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے
فرمایا، جب ان کے زخم لگے تو ان میں سستی پیدا ہوئی تو انہوں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور ہمت اور
دلیری سے کام لیا اور شہید ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے۔ یہ سننے سے عبداللہ بن رواحہ کے
قبیلہ کی وہ کیفیت ختم ہو گئی۔

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجابات ارضی
اٹھا لیے گئے تا آنکہ آپؐ نے قوم کے معرکہ کا مشاہدہ کیا جس وقت خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا لیا تو رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب لڑائی کا تنور گرم ہوا ہے۔

ابن سعد نے ابو عامر سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت جعفر اور
ان کے ساتھیوں کی شہادت کی اطلاع آئی تو آپ کچھ دیر غمگین رہے۔ اس کے بعد آپ مسکرائے۔

آپؐ سے اس مسکراہٹ کی وجہ دریافت کی گئی۔ آپؐ نے فرمایا، مجھے اپنے ساتھیوں کی شہادت نے غمگین کیا تا آنکہ میں نے انھیں جنت میں دیکھا کہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض میں میں نے اعراض سا محسوس کیا گویا انہوں نے تلوار سے کراہت کی ہے اور میں نے جعفر کو دو بازوؤں والے فرشتہ کی طرح دیکھا کہ وہ دونوں بازو خون آلود ہیں اور ان کے اگلے حصے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس حضرت اسماء بنت عمیس بیٹھی ہوئی تھیں۔ یکایک آپؐ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا، اے اسماء یہ جعفر ہیں جو جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے ہمیں سلام کیا ہے۔ تم بھی ان کے سلام کا جواب دو۔ اور جعفر نے مجھ سے بیان کیا کہ فلاں فلاں روز ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ اور فرمایا کہ میں نے دشمن سے مقابلہ کیا۔ میرے بدن کے اگلے حصہ پر تیر نیزے اور تلوار کے تہتر زخم لگے۔ میں نے اپنے داہنے ہاتھ میں جھنڈا لیا۔ میرا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا وہ بھی کٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں ہاتھوں کے عوض میں مجھے دو بازو دیئے ہیں۔ میں دونوں جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ اڑتا ہوں۔ جنت میں جہاں چاہتا ہوں اترتا اور جنت کے پھلوں میں سے جہاں سے چاہتا ہوں کھاتا ہوں۔

ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماءؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ میں انھیں لے کر آئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونگھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں۔ کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی آپؐ کے پاس خبر آئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

" جی ہاں، آج کے دن وہ شہید ہو گئے۔ "

واقدی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی کہ مجھے بخوبی یاد ہے کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور ان کو میرے والد کی شہادت سے مطلع کیا اور فرمایا میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جعفرؓ کے دو بازو بنا دیئے ہیں۔ وہ ان سے جنت میں اڑتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایسے وقت تشریف لائے کہ میں اپنے بھائی کی ایک بکری کا سودا کر رہا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، الٰہ العالمین! ان کے کاروبار

میں برکت عطا فرما۔ سو اس وقت سے میں جس چیز کی خرید و فروخت کرتا ہوں اس میں مجھے برکت ہوتی ہے۔

بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت حضرت جعفر کے لڑکے کو سلام کرتے تو فرماتے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ۔"

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ جعفرؓ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ تخت پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔

دار قطنی نے "غرائب مالک" میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا، وعلیکم السلام رحمۃ اللہ۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! یہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس سے جعفر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گزرے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات حضرت جعفرؓ میرے پاس سے ایک فرشتوں کی جماعت میں گزرے۔ ان کے دو بازو ہیں جو خون آلود ہیں اور ان کے اگلے حصے سفید ہیں۔

ابن سعد نے محمد بن عمر بن علی سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت جعفرؓ کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا کہ وہ جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے حصہ سے خون ٹپک رہا ہے اور میں نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ان سے کم درجہ میں دیکھا۔ میں نے کہا کہ میں تو زیدؓ کو جعفرؓ سے کم نہیں سمجھتا تھا۔ تو حضور کے پاس جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ زیدؓ حضرت جعفرؓ سے مرتبہ میں کم نہیں ہیں لیکن ہم نے حضرت جعفرؓ کو آپ کی قرابت کی وجہ سے فوقیت عطا کر دی۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جعفرؓ کے مرتبہ کو زیدؓ کے درجہ سے بلند دیکھا۔ مجھ سے دریافت کیا گیا کیا آپ جانتے ہیں کہ کس وجہ سے حضرت جعفرؓ کا درجہ بلند کیا گیا۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا گیا آپ سے اور جعفرؓ کے درمیان جو قرابت ہے۔ اس وجہ سے ان کا درجہ بلند کیا گیا۔

باب ۱۱۲

غزوۂ ذات السلاسل کا معجزہ

بیہقی، ابن اسحاق نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کی کہ میں غزوۂ ذات السلاسل میں موجود تھا۔ چنانچہ میں ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے ساتھ میں کفار کے پاس سے گزرا۔ وہ ایک ذبح شدہ اونٹ کے پاس تھے اور وہ اس کے گوشت کو تقسیم نہیں کر سکتے تھے اور میں اونٹوں کے ذبح کرنے میں ماہر تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ :۔

" تم اس اونٹ میں سے دسواں حصہ اس شرط پر مجھے دے دو گے کہ تمہارے درمیان اس اونٹ کو تقسیم کر دوں ۔"

وہ بولے ، جی ہاں ۔ دے دیں گے ۔

چنانچہ میں نے ان کے درمیان اس اونٹ کو تقسیم کر دیا اور ان سے دسواں حصہ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا ۔ سو ہم نے وہ گوشت کھایا اور کھلایا ۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ بولے :۔

" اے عوف ! تمہارے پاس یہ گوشت کہاں سے آیا ہے ؟ "

میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا ۔ وہ دونوں حضرات بولے کہ تم نے اچھا کام نہیں کیا کہ ہمیں یہ گوشت کھلا دیا ۔ اور وہ دونوں حضرات کھڑے ہو گئے اور قے کر کے ان کے پیٹوں میں اس گوشت میں سے جو کچھ تھا اسے نکالنے لگے ۔

جب صحابہؓ کی واپسی ہوئی تو میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ، عوف ہیں ۔ میں نے عرض کی ، جی ہاں ۔ آپؐ نے اس کے علاوہ اور کوئی بات مجھ سے نہیں فرمائی ۔

واقدی اور بیہقی نے اسی روایت کو اسی طرح دوسرے طریق سے موصولاً و مرسلاً نقل کیا ۔

باب ۱۱۳

سریۂ سیف البحر میں ہونے والی نشانی

بخاری و مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو ۳۰۰ سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ ہم قریش کے قافلہ کے متلاشی تھے۔ چنانچہ ہمیں بہت زیادہ بھوک کی شکایت ہوئی حتیٰ کہ ہم پتے کھانے لگے۔ پھر سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور پھینک دیا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آدھے مہینہ تک ہم اس کا گوشت کھاتے رہے تا آنکہ ہم خوب موٹے تازے ہو گئے۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی لے کر کھڑی کی اور لشکر میں سب سے لمبے آدمی کو تلاش کیا اور ایسے ہی سب سے لمبا اونٹ لیا۔ پھر اس آدمی کو اس پر سوار کیا۔ وہ اس پسلی کے نیچے سے نکل گیا۔

مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت قریش کے قافلہ کی تلاش کے لیے روانہ فرمایا اور ایک بوری چھوہاروں کی زادِ راہ کے طور پر دی اور اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چیز نہیں تھی۔ ابو عبیدہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے۔ اسے چوستے اور اس پر پانی پی لیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں سارے دن کے لیے کافی ہو جاتی تھی۔ اتفاق سے سمندر نے ہماری طرف عنبر نامی ایک جانور (مچھلی) پھینک دی۔ ہم نے اس کے پاس ایک ماہ تک قیام کیا تا آنکہ ہم فربہ ہو گئے۔

باب ۱۱۴

فتح مکہ میں ظاہر ہونے والی خصوصیات اور معجزات

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق تین واسطوں سے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت کی کہ صلح حدیبیہ میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرے۔

چنانچہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہو گئے اور بنو بکر متفق ہو کر قریش کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس معاہدہ پر ان لوگوں نے سترہ یا اٹھارہ مہینے تک عمل کیا۔ اس کے بعد بنی بکر اور بنو خزاعہ میں پانی کے قضیہ کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا۔ اور بنو بکر نے رات کو بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ رات کی تاریکی میں کچھ پتا نہ چل سکے گا بنو بکر کی اسلحہ اور ساز و سامان کی امداد کے علاوہ خود بنی بکر کے ساتھ مل بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔

عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کے لیے روانہ ہو گیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارے واقعہ سے مطلع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے عمرو! تمہاری مدد کی جائے گی۔ چنانچہ آپ یہی گفتگو فرما رہے تھے کہ آسمان پر سے ایک بادل گزرا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بادل کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بادل بنی کعب کی نصرت کے لیے خوب برسے گا۔

غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور اپنی روانگی کو مخفی رکھا اور اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کی کہ قریش سے یہ امر مخفی رہے تاوقتیکہ ہم ان کی بستیوں میں پہنچ نہ جاویں۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے عروہؓ سے روایت کی کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کا پختہ ارادہ فرما لیا تو حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک خط لکھا کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکرِ اسلامی کو تیاری کا حکم دے دیا ہے۔"

یہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے اجرت طے کر کے اُسے دے دیا کہ وہ یہ خط قریش کو پہنچا دے۔ چنانچہ اس عورت نے اس خط کو اپنے سر کے بالوں میں رکھ لیا اور اپنی مینڈھیوں کو اس پر لپیٹ لیا۔ اور خط لے کر روانہ ہو گئی۔

حضرت حاطبؓ کی اس کارگزاری کی اطلاع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان پر سے آ گئی۔ چنانچہ حضورؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیر بن العوام کو روانہ فرمایا۔ انھوں نے جا کر اس عورت کو پکڑ لیا جس کے ہاتھ حضرت حاطبؓ نے قریش کو خط لکھ کر روانہ کیا تھا اور قریش کو ڈرایا تھا۔

بخاری و مسلم نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیرؓ اور

مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ مقام روضۃ خاخ تک جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک ہودج نشین عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر گھوڑے دوڑاتے روانہ ہوئے تا آنکہ ہم روضۃ خاخ پر پہنچے۔ وہاں ہمیں ایک کجاوہ نشین عورت ملی۔ ہم نے اس سے کہا۔ خط نکال۔ مگر اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور کہا ایک مسافر عورت کو تنگ نہ کرو۔ میرے پاس کوئی خط نہیں۔

ہم نے کہا۔ "تجھے ضرور خط نکال کر دینا پڑے گا۔ یا پھر ہم تیری تلاشی لیں گے اور اگر تجھ کو برہنہ بھی کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم ایسا کرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

چنانچہ بڑی رد و کد کے بعد اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر ہم کو دیا۔ اسے ہم لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی طرف مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کے نام تھا کہ جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور سے ان کو مطلع کیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اے حاطب، یہ کیا ہے؟"

حضرت حاطبؓ بولے "یا رسول اللہ میرے بارے میں جلدی نہ فرمایئے۔ بات یہ ہے کہ میں ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ وابستہ یعنی ان کا حلیف تھا اور میں قریش میں سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی رشتہ داریاں ہیں۔ قریش ان کے اہل و اموال کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب قریش سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ قریش کے ساتھ کوئی ایسا احسان کر دوں جس سے وہ میری قرابت کی حمایت کریں۔ سو میں نے یہ خط اپنے دین سے ارتداد اختیار کرنے اور اسلام کے بعد پھر کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ بات بیان کی ہے۔

عمر فاروقؓ بولے "یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں شریک تھے اور تمہیں کیا معلوم حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق جو بدر میں شریک تھے، فرما دیا ہے کہ جو چاہو سو کرو میں نے تم کو معاف کر دیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم الخ (سورہ ممتحنہ آیت ۱)

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے تا آنکہ مقام مرالظہران میں دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ قیام کیا اور آپ کے امور قریش سے مخفی رہے۔ ان کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خبر نہیں آ رہی تھی اور نہ انھیں اس بات کا علم تھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی کہ کہا جاتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت جبکہ آپ مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے فرمایا :۔

"یا رسول اللہ میں نے اپنے آپ کو اور آپ کو خواب میں دیکھا کہ ہم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ ایک کتیا نکلی، وہ ہانپ رہی تھی۔ جس وقت ہم اس کے قریب آئے تو وہ چت لیٹ گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کے تھنوں سے دودھ نکل رہا ہے۔" آپؐ نے سن کر فرمایا کہ کتیا سے مراد مشرکین مکہ ہیں وہ لوگ تم سے صلہ رحمی کی درخواست کرنے والے ہیں اور تم ان میں سے بعض سے مقابل ہونے والے ہو سو اگر تم ابوسفیان کے مقابل ہو جاؤ تو ان کو مت قتل کرنا چنانچہ ہمارا ابوسفیان اور حکیم سے آمنا سامنا ہوا۔

مسلم، طیالسی، بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے دن انصار کہنے لگے کہ ان (حضورؐ) کو اپنے شہر کی محبت اور اپنے خاندان پر ترس آ گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وحی آنے لگی اور جس وقت وحی آتی تو ہمیں معلوم ہو جاتا تھا اور جب تک کہ وحی نازل ہوتی رہتی تھی تو کوئی بھی آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ تا آنکہ وحی کا نازل ہونا بند ہو جاتا۔

جب وحی نازل ہو چکی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ انصار! تم نے یہ بات کہی کہ ان کو اپنی بستی کی محبت اور اپنی قوم پر شفقت پیدا ہو گئی۔ ہرگز نہیں جیسا تم خیال کر رہے ہو ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ میں تو اللہ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔

یہ سن کر انصار رو پڑے اور مؤدبانہ طور پر عرض کی "بخدا　　　اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، نہ کہ کسی برے خیال سے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔"

ابن سعد نے ابو اسحاق سبیعی سے روایت کی کہ ذوالجوشن کلابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ "تجھے اسلام لانے سے کیا امر مانع ہے؟" اس نے جواب دیا:
"میں نے آپ کی قوم کو دیکھا کہ اس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو اپنے وطن سے نکال دیا۔ اور آپ کے ساتھ قتال کیا۔ سو میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ ان پر غالب آجائیں گے تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا اور آپؐ کی اتباع کر لوں گا۔ اگر وہ لوگ آپؐ پر غالب آ جائیں گے تو پھر میں آپ کا اتباع نہیں کروں گا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:
"اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو ان شاء اللہ تو جلد ہی میرے غلبہ کا مشاہدہ کرے گا۔"
ذوالجوشن بیان کرتے ہیں کہ میں مقام ضریہ میں تھا کہ مکہ کی طرف سے ہمارے پاس ایک شتر آیا۔ ہم نے اس سے دریافت کیا، کیا خبر ہے۔ وہ بولا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں پر غالب آگئے ہیں۔
چنانچہ ذوالجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے اب تک ترک اسلام کو اختیار کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

حاکم اور بیہقی نے بطریق قیس بن ابی حازم، ابو مسعود سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص گفتگو کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، اپنے اوپر آسانی کرو۔ میں بھی ایک قریشی عورت کا لڑکا ہوں جو قدید[1] کھاتی تھی۔
بیہقی کی روایت میں، یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ "میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔"

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بتوں کو پایا۔ آپ نے ہر ایک بت کی طرف عصا سے اشارہ کیا اور فرمایا، حق آگیا اور باطل ختم ہو گیا۔ باطل ختم ہونے والا ہے۔ سو جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تو وہ عصا لگائے بغیر خود بخود گر جاتا تھا۔

ابو نعیم نے بہ طریق حضرت نافع، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جن کو شیاطین نے سیسہ اور تانبے کے ساتھ جما رکھا تھا۔ سو جس وقت بھی آپ اپنی چھڑی ان کی طرف کرتے تو وہ بت خود بخود گر جاتے اور آپ یہ فرما رہے تھے "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝" (بنی اسرائیل آیت ۸۱)

---

[1] سوکھا ہوا گوشت

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر کی وساطت سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ میں تین سو بُت تھے۔ آپ نے اپنی چھڑی لی اور ایک ایک بُت کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا اور وہ گرتا گیا تا آنکہ آپؐ سب بتوں کے پاس سے گزر گئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر کی سند اگرچہ ضعیف ہے مگر ابن عباسؓ کی روایت سے اس کی تائید ہو رہی ہے۔ نیز ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس کی روایت دوسرے طریق سے بایں الفاظ نقل کی ہے کہ آپ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ چھوئے بغیر چھت سے گر جاتا تھا۔ اسی کے متعلق تمیم بن اسد خزاعی نے یہ شعر کہا ہے ؎

ترجمہ۔ "کہ جو بتوں سے ثواب یا عقاب کی امید رکھتا ہے اس کے لیے بتوں میں عبرت اور سمجھ ہے۔"

نیز اس روایت کو ابن مندہ نے تیسرے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے کیونکہ یعقوب بن محمد زہری اس روایت میں منفرد ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے موقعہ پر اس رات میں جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب تھے۔ ارشاد فرمایا کہ قریش میں چار شخص ہیں جو شرک سے حد درجہ بری اور اسلام سے سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں۔

دریافت کیا گیا، یا رسول اللہ! وہ کون ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

عتاب بن اسیدؓ، جبیر بن مطعمؓ، حکیم بن حزامؓ اور سہیل بن عمروؓ ہیں۔

حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ لے گئے حتی کہ بیت اللہ میں تشریف لائے۔ مجھ سے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ میں کعبہ کی ایک جانب میں بیٹھ گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانوں پر چڑھے۔ مجھ سے فرمایا۔ اٹھو! میں کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نے اپنے نیچے کمزوری محسوس کی تو مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا، علی تم میرے شانوں پر چڑھو۔ میں آپؐ کے شانوں پر چڑھ گیا۔ آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپؐ مجھے لے کر کھڑے ہوئے تو مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارہ کو پکڑ لوں۔ میں کعبہ کے اوپر چڑھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، ان لوگوں کا بڑا بت جو قریش کا بت ہے اس کو گرا دو۔ وہ بت تانبے کا تھا اور لوہے کی میخوں سے گڑا ہوا تھا۔ اس کی میخیں زمین تک گڑی ہوئی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے تھے کہ اس

کے گرانے کی تدبیر کرو۔ یعنی یہ کہو حق آگیا اور باطل ختم ہونے والا ہے۔

چنانچہ میں اس کے اکھاڑنے کی تدبیر کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس پر قابو لیا اور اس کو گرا دیا وہ ٹوٹ گیا۔

ابن سعد نے حضرت عباسؓ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے موقعہ پر جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ بن ابی لہب اور معتب بن ابی لہب کہاں ہیں؟

میں نے عرض کیا، "مشرکین قریش میں سے جو لوگ دور چلے گئے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ چلے گئے"۔ آپ نے فرمایا، "ان کو میرے پاس لاؤ"۔

چنانچہ میں سوار ہو کر ان کی طرف مقام عرنہ تک گیا اور ان کو لے کر آیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضور کھڑے ہوئے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر مقام ملتزم میں لے کر آئے اور کچھ دیر تک دعا کی اور پھر لوٹے۔ خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا:۔

"یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کو خوش رکھے میں خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر دیکھ رہا ہوں"۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنے ان دونوں چچازاد بھائیوں کو مانگا تھا سو اس نے مجھے دے دیئے۔

طبرانی نے "اوسط" میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ "یہ وہ چیز ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ پھر آپ نے سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تلاوت فرمائی۔

ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو ابلیس نے خوب آہ و زاری کی۔ ابلیس کے پاس اس کی ذریت جمع ہو گئی۔ ابلیس بولا:۔

"آج کے بعد تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ تم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کی طرف لوٹا دو"۔

بیہقی نے ابن ابزیؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا تو ایک حبشن بوڑھی عورت کھچڑی بالوں والی آئی اور وہ اپنی صورت نوچ رہی تھی اور ہلاکت و بربادی پکار رہی تھی۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ہم نے ایک حبشی بڑھیا کو دیکھا، جو اپنی

صورت نوچ رہی تھی اور ہلاکت و بربادی کو پکار رہی تھی۔ آپؐ نے سن کر فرمایا، وہ نائلہ (بت) ہے وہ اس امر سے مایوس ہو گئی ہے کہ تمہاری اس بستی میں کبھی بھی اس کی پوجا پاٹ کی جائے۔

ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی نے حضرت حارث بن مالکؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرما رہے تھے۔ آج کے بعد کبھی بھی قیامت تک یہاں جہاد نہیں کیا جائیگا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مکہ والے کفر اختیار نہیں کریں گے۔ جس کی وجہ سے ان سے جہاد کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

موسیٰ بن داؤد، ابن لهیعہ، الحرج نے حضرت مطیعؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، آپ فتح مکہ کے دن فرما رہے تھے۔ آج کے بعد قیامت تک کوئی قریشی قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تمام قریشی مسلمان ہو جائیں گے۔ کسی قریشی کو کفر کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائیگا۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے دن دھواں تھا اور وہ دن فرمان خداوندی یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ (دخان آیت ۱۰) کا مظہر ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ الحرج فرمان خداوندی یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ فتح مکہ کا دن تھا۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوالطفیلؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقام نخلہ کی طرف بھیجا۔ نخلہ میں عزیٰ نامی بُت تھا۔ خالدؓ وہاں آئے اور وہ بت تین میخوں پر قائم تھا حضرت خالد نے ان میخوں کو کاٹ دیا۔ اور جو مکان عزیٰ پر بنا ہوا تھا اس کو منہدم کر دیا۔ اس کے بعد خالدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو مطلع کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم واپس جاؤ تم نے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ پھر واپس گئے۔ جب عزیٰ کے پجاریوں نے جو عزیٰ بت کے ایلچی تھے۔ حضرت خالدؓ کو دیکھا تو وہ پہاڑ میں جا کر جاگزین ہو گئے اور وہ کہہ رہے تھے۔ اے عزیٰ تو اس کی عقل خراب کر دے۔ اے عزیٰ تو اس کو اندھا کر دے ورنہ تو ہی خوار ہو کر مر جا۔

حضرت خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ یکایک میں نے ایک برہنہ بدن عورت کو دیکھا کہ اپنے بال بکھیرے

ہوئے ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہی ہے۔ حضرت خالدؓ نے اس کے سر پر تلوار مار کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت خالد حضورؐ کے پاس آئے اور آپؐ کو مطلع کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت عزیٰ تھی۔

ابن سعد نے سعید بن عمرو ہذلیؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو اپنے لشکروں کو منتشر کر دیا۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو عزیٰ بت کو منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جب خالد بن ولید عزیٰ کی طرف گئے تو انہوں نے اپنی تلوار سونتی۔ یکایک ایک سیاہ عورت برہنہ بدن سر کے بال بکھیرے ہوئے حضرت خالد کی طرف آئی۔ خالد بن ولید نے اس کے تلوار ماری اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس کے بعد خالد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو حالات سے مطلع کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، ہاں وہ عورت عزیٰ تھی۔ وہ تمہاری بستیوں میں اپنی عبادت سے مایوس ہو گئی۔

واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا تو زید اشہل کو مناۃ بت کے منہدم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ مناۃ بت مقام مشلل میں تھا۔ زید بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے جب مناۃ کے پاس پہنچے اور مناۃ بت پر جو خادم متعین تھے۔ وہ بولے تمہارا کیا ارادہ ہے؟ زیدؓ بولے، مناۃ کو منہدم کرنے کا ارادہ ہے۔ وہ خادم بولے کہ تم اور مناۃ ——!
چنانچہ زیدؓ مناۃ کی طرف جانے لگے۔ اچانک ان کی طرف ایک کالی عورت سر کے بال بکھیرے ہوئے آئی اور وہ ہلاکت و بربادی کو پکار رہی تھی اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھی تو اس کا پجاری بولا:۔
"اے مناۃ! اپنے بعض غصوں کو دکھا۔"
حضرت زیدؓ نے اس کے تلوار کا ایک وار کیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس بُت کی طرف بڑھے اور اسے منہدم کر دیا۔

ابن سعد، بیہقی، ابن عساکر نے ابو اسحاق سبیعی بیان کرتے ہیں کہ ابو سفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد بیٹھے ہوئے اپنے دل کی باتیں کر رہے تھے کہ کاش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لیے ایک بڑی جماعت کو جمع کرتا۔ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا، "اگر تم ایسا کرتے تو حق تعالیٰ تم کو خوار کر دیتا۔" ابو سفیان نے سر اٹھایا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر کے پاس کھڑے ہوئے ہیں۔ ابو سفیان نے عرض کیا، اِس وقت مجھے آپ کے نبی ہونے کا یقین نہ تھا، بیشک میں اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا۔

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابوسفیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ جا رہے ہیں اور آپؐ کے پیچھے لوگ چل رہے ہیں۔ ابوسفیان اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش میں اس شخص سے دوبارہ جنگ کرتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ابوسفیان کے سینہ پر مار کر فرمایا تو پھر ایسی صورت میں حق تعالیٰ تم کو خوار کر دیتا۔

ابوسفیان بولے، میں نے اپنے دل میں جو بات کی ہے اس سے اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

ابن سعد نے ابوالسفر سے اس روایت کو مرسلاً نقل کیا ہے۔

بیہقی، ابن عساکر اور ابونعیم نے حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت کی کہ جس رات میں صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور وہ رات فتح مکہ کی رات تھی تو صبح تک سب تکبیر و تحلیل اور طواف بیت اللہ میں مصروف رہے، تو ابوسفیان ہند سے کہنے لگے کہ دیکھ رہی ہو۔ یہ چیز منجانب اللہ ہے۔ پھر صبح کو ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا کہ تم نے ہند سے کہا تھا کہ کیا تم دیکھ رہی ہو یہ امر منجانب اللہ ہے۔ سو جی ہاں، یہ امر منجانب اللہ ہے۔ ابوسفیان بولے، کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بخدا میری یہ بات اللہ تعالیٰ اور ہند کے علاوہ اور کسی نے نہیں سنی۔

عقیلی اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ملے۔ آپؐ نے ابوسفیان سے فرمایا کہ تمہارے اور ہند کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ ابوسفیان نے اپنے دل میں کہا کہ ہند نے میرا راز فاش کر دیا۔ میں اس کے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو ابوسفیان سے ملے اور ان سے فرمایا:۔

”ابوسفیان ہند سے اس قسم کی کوئی گفتگو مت کرنا کیونکہ ہند نے تمہارا راز فاش نہیں کیا۔“

ابوسفیان بولے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ابن سعد، ابن عساکر اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی ”مسند“ میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور ابوسفیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگے کہ میں نہیں سمجھتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے ہم پر غالب آئے۔ چنانچہ آپ انکے پاس تشریف لائے اور ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا تائید

خداوندی کی وجہ سے تم پر غالب آئے ہیں۔ ابوسفیان بولے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوشریح عدویؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا بنایا ہے۔ انسانوں نے اسے محترم نہیں بنایا۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ مکہ مکرمہ میں خونریزی کرے یا یہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کی بنا پر یہاں قتال کو جائز سمجھتا ہو تو اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی یہاں صرف دن کی ایک ساعت کے لیے اجازت دی تھی اور آج مکہ مکرمہ کی حرمت پھر ویسی ہی ہوگئی جیسا کہ کل تھی۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے اصحاب فیل کو روک دیا اور اپنے رسول اور مومنین کو اس پر مسلط فرما دیا۔ آگاہ ہو جاؤ مکہ مکرمہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا اور نہ اب میرے بعد کسی کے لیے حلال ہے۔ میرے لیے بھی دن میں صرف ایک ساعت کے لیے حلال ہوا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن طلحہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل مجھ سے مکہ مکرمہ میں ملے اور مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر بہت تعجب ہے۔ آپ یہ خواہش کرتے ہیں کہ میں آپ کا اتباع کروں درآنحالیکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی اور نیا دین لے کر آئے اور ہم زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بیت اللہ کھولا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز حضور تشریف لائے اور بیت اللہ میں لوگوں کے ساتھ داخل ہونے لگے۔ میں نے آپؐ کے ساتھ سخت کلامی کی اور آپ پر غالب آ گیا۔ آپ نے میرے ساتھ بردباری کا معاملہ کیا۔ پھر فرمایا "امید ہے کہ ایک دن تو اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا۔ جس کو چاہوں گا اسے دوں گا۔" میں نے کہا تو پھر قریش ہلاک و ذلیل ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا، اس روز قریش موجود ہوں گے اور باعزت ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ بیت اللہ میں داخل ہو گئے۔

آپ کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں نے یقین کر لیا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میں نے اسلام کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے سختی سے دھمکایا۔ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضور نے مجھ سے فرمایا، "اے عثمان! بیت اللہ کی کنجی لاؤ۔" میں کنجی لے کر آیا۔ آپ نے

کنجی لے لی اور پھر مجھے دے دی اور فرمایا، ”ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ کنجی لے لو۔ ظالم کے علاوہ کوئی تم سے اس کنجی کو نہیں چھینے گا۔“ جب میں وہاں سے پشت پھیر کر چلا تو حضورؐ نے مجھے آواز دی۔ میں آپؐ کے پاس واپس آیا۔ آپؐ نے فرمایا، کیا وہی بات ظاہر نہیں ہوئی جو میں نے تم سے کہی تھی۔ چنانچہ حضورؐ نے ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں جو بات مجھ سے فرمائی تھی وہ مجھے یاد آ گئی کہ عنقریب تم دیکھو گے کہ یہ چابی ایک دن میرے ہاتھ میں ہو گی جسے چاہوں گا اُسے دے دوں گا۔ میں نے عرض کیا، بیشک یہی بات ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ خزیمہ بن حکیم اسلمی ایک مرتبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کا اظہار کیا اور بولے :۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں، میں بہت سی ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جو اور کسی میں نہیں دیکھتا۔ آپ اپنے نسب میں برگزیدہ اور اپنی قوم میں امین ہیں اور میں آپ کے بارے میں لوگوں کی محبت دیکھتا ہوں اور میں آپ کو وہی نبی سمجھتا ہوں جو تہامہ میں معبوث ہو گا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :۔

”میں محمد رسول اللہ ہوں۔“

خزیمہ بولے :۔ ”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں۔“ میں آپ پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد خزیمہ اپنے وطن چلے گئے اور عرض کر کے گئے یا رسول اللہ جس وقت مجھے آپ کے ظہور کی اطلاع ملے گی میں اُسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

چنانچہ خزیمہ فتح مکہ کے دن آئے اور بولے، یا رسول اللہ! رات کی تاریکی اور دن کی روشنی اور موسم سرما میں پانی کی حرارت اور گرمی کے موسم میں پانی کی برودت سے مطلع فرمائیے اور یہ کہ بادل کہاں سے نکلتا ہے اور مرد کی منی اور عورت کی منی کس جگہ رہتی ہے۔ اور جسم انسانی میں سے نفس کس جگہ رہتا ہے۔ اور بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں کیا پیتا ہے اور ٹنڈی کہاں سے نکلتی ہے ؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی تاریکی اور دن کی روشنی جو ہے تو حق تعالے نے پانی کے جھاگ سے ایک چیز پیدا کی ہے جس کا باطن سیاہ اور ظاہر سفید ہے۔ اور ایک جانب اس کے مشرق میں اور ایک جانب مغرب میں ہے۔ اس کو فرشتے پھیلاتے ہیں جس وقت صبح چمکتی ہے تو فرشتے تاریکی کو دور کر کے اسے مغرب میں کر دیتے ہیں اور اس کا پردہ سمٹ جاتا ہے اور جس وقت رات کی تاریکی آتی ہے تو فرشتے روشنی کو دور کر کے اس کو ہوا کی طرف کر دیتے ہیں۔ روشنی اور تاریکی

دونوں ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتی رہتی ہیں۔ یہ دونوں کمزور اور نیست ونابود نہیں ہوتیں اور پانی کا سردی میں گرم اور گرمی میں ٹھنڈا ہونا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب جس وقت زمین کے نیچے اترتا ہے تو چلتا رہتا ہے تا آنکہ پھر اپنی جگہ سے طلوع ہو جاتا ہے سو سردی کے موسم میں جب رات دراز ہو جاتی ہے تو آفتاب کا زمین کے نیچے ٹھہرنا زیادہ ہو جاتا ہے تو اس وجہ سے پانی گرم ہو جاتا ہے جب گرمی کا موسم ہوتا ہے تو آفتاب تیزی کے ساتھ جاتا ہے۔ رات کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے زمین کے نیچے نہیں ٹھہرتا تو اس وجہ سے پانی علیٰ حالہ ٹھنڈا رہتا ہے۔ اور بادل تو وہ مشرق ومغرب کے دو کناروں سے آسمان وزمین کے درمیان پھٹتا ہے۔ اور غبار اس پر مل دیا جاتا ہے اور وہ بادل ان مشکیزوں سے لپیٹ جاتا ہے جو روکے ہوئے ہوتے ہیں اور بادل کے چاروں طرف فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔ جنوبی ہوا اور باد صبا اسے پھاڑ دیتی ہے اور شمالی ہوا اور دبور اسے ملاتی ہے اور مرد کے نطفہ کی قرارگاہ تو مرد کی منی احلیل سے نکلتی ہے اور وہ یہ ایسی رگ ہے جو مرد کی پشت سے آتی ہے حتیٰ کہ بائیں خصیہ میں ٹھہرتی ہے اور عورت کی منی سینہ کی ہڈیوں میں رہتی ہے اور جوش کرتی ہے۔ حتیٰ کہ مرد عورت کے قریب آتا اور اس سے ہمبستری کرتا ہے اور نفس کی قرارگاہ قلب ہے اور قلب نیاط[1] رگ سے معلق ہے اور نیاط تمام رگوں کو سیراب کرتی ہے۔ جس وقت قلب ہلاک ہو جاتا ہے تو تمام رگیں منقطع ہو جاتی ہیں۔

اور بچہ شکم مادر میں کیا پیتا ہے۔ تو وہ چالیس راتوں تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے اور پھر چالیس رات تک علقہ۔ پھر اس کے بعد چالیس راتوں تک گوشت خون اور ہڈیوں میں مخلوط رہتا ہے۔ اس کے بعد چالیس راتوں تک عمیس رہتا ہے۔ (کہ اس کی حالت کا پتا نہیں چلتا) پھر چالیس رات مضغہ ہو جاتا ہے اور پھر چالیس رات تک مضبوط ہڈیاں ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد وہ بچہ بن جاتا ہے اور چیختا ہے اور اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ اور اس پر رحم کی رگیں سمٹ جاتی ہیں۔ اور ٹڈی تو وہ سمندر میں مچھلی کی ناک سے نکلتی ہے۔

طبرانی نے "اوسط" میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے اس کو روایت کیا اور اس میں اتنا اضافہ روایت کیا کہ رعد اور چمک کے بارے میں مطلع فرمائیے اور یہ کہ بچہ میں ماں کی کیا چیز ہوتی ہے اور باپ کی کیا چیز ہوتی ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، رعد ایک فرشتہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا رہتا ہے جو بادل دور ہوتا ہے اسے نزدیک کرتا ہے اور جو ٹھہرا ہوتا ہے اسے پیچھے کرتا ہے جس وقت وہ اپنا

---

[1] نیاط۔ دل کے قریب ایک رگ کا نام ہے۔

کوڑا اٹھاتا ہے تو بجلی چمکتی ہے اور جب وہ کوڑا مارتا ہے تو بجلی گرتی ہے اور بچہ میں باپ کی ہڈیاں رگیں اور پٹھے ماں کا گوشت وخون اور بال ہوتے ہیں۔

باب ۱۱۵

غزوۂ حنین کے معجزات

بخاری و مسلم نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا حنین کے دن تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ گئے تھے۔ حضرت براء نے فرمایا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے۔ مگر ایسا ہوا کہ ہوازن والے تیرانداز تھے۔ جب ہم ان سے ملے اور ان پر حملہ کیا تو وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگے تو صحابہؓ غنیمت پر جھپٹے۔ تب انھوں نے ہم پر تیر برسائے۔ تب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور میں نے اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ابوسفیان بن حارث آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور آپ فرما رہے تھے۔

انا النَّبِیُّ لَا کَذِب - اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ

"یعنی میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے۔ میں ابن عبدالمطلب ہوں۔"

مسلم، ابوعوانہ، نسائی نے حضرت عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن چند کنکریاں لیں اور کفار کی صورتوں پر ماریں۔ پھر فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی قسم کفار شکست خوردہ ہو گئے۔ بخدا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کنکریاں ماریں تو دیکھتا کیا ہوں کہ کفار کا زور گھٹ گیا اور ان کا معاملہ الٹ پلٹ ہو گیا۔

مسلم نے سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ حنین کے دن جب مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ اپنے خچر پر سے اترے اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور ان کے منہ پر ماری اور فرمایا دشمنوں کے منہ رسوا ہو گئے۔ چنانچہ کوئی آدمی ایسا باقی نہ رہا جس کی آنکھ اس مٹھی خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ سو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

احمد، ابن سعد اور بیہقی نے ابوعبدالرحمٰن فہری سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حنین کے دن ایک مٹھی خاک لی اور اس کو قوم کے منہ پر مارا اور فرمایا صورتیں رسوا ہو گئیں۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کفار کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جس کی آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھری ہو اور ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایسی آواز سنی جیسا کہ لوہے کے طشت پر گرنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے کفار کو شکست خوردہ کر دیا۔

حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ میں حنین کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو صحابہ آپ کے پاس سے بھاگ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ایک مٹھی خاک دو۔ میں نے آپ کو مٹی دی۔ آپ نے وہ خاک ان کے منہ پر ماری۔ چنانچہ وہ پشت پھیر کر بھاگے۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی و بخاری نے عیاض بن حارث سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن ایک مٹھی میں سنگریزے لیے اور ہماری صورتوں پر انھیں مارا سو ہم شکست خوردہ ہو گئے۔

بخاری اور بیہقی نے عمرو بن سفیان ثقفی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن ایک مٹھی میں سنگریزے لیے اور ہماری صورتوں پر مارا۔ ہم شکست خوردہ ہو گئے اور ہمیں محسوس ہونے لگا کہ ہر ایک پتھر اور درخت اور شہسوار ہماری تلاش میں ہے۔

مسند عبد بن حمید میں اور بیہقی نے یزید بن عامر سوائی سے روایت کی کہ ہم غزوہ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ پھر بعد میں مشرف باسلام ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ حنین کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک مٹھی خاک لی اور مشرکین کی صورتوں پر ماری اور فرمایا، واپس ہو جاؤ۔ صورتیں رسوا ہو گئیں۔ چنانچہ جو شخص بھی اپنے بھائی سے مل رہا تھا وہ اپنی آنکھوں کی چبھن کی اس سے شکایت کر رہا تھا اور اپنی آنکھوں کو مل رہا تھا۔

عبد بن حمید نے مسند میں اور بیہقی نے یزید بن عامر سے روایت کی کہ مجھ سے اس رعب کی کیفیت دریافت کی گئی جو حنین کے دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالا تھا تو یزید کنکریاں لے کر انھیں طشت میں ڈالتے تو ان میں آواز ہوتی۔ پھر فرماتے ہم اپنے دلوں میں اسی آواز محسوس کر رہے تھے۔

"مسند" میں اور بیہقی و ابن عساکر نے عبدالرحمٰن مولیٰ ام برثن سے روایت کی کہ مشرکین میں سے اس شخص سے نقل کرتے ہیں جو حنین میں موجود تھا کہ جب ہمارا اور اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا تو اصحاب نبی اکرم ہمارے مقابلہ میں اتنی دیر بھی نہیں ٹھہرے جتنی دیر میں

بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے منہ پھیر دیئے۔ چنانچہ ہم انھیں ان کے پیچھے سے ہنکا رہے تھے۔ اچانک ہم صاحب بغلہ بیضاء سے ملے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم نے آپؐ کے پاس سفید خوبصورت چہرے والوں کو دیکھا۔ وہ بولے، صورتیں رسوا ہوں، واپس ہو جاؤ۔ ہم واپس ہو گئے۔ اور وہ ہمارے شانوں پر سوار ہو گئے اور ہم شکست خوردہ ہو گئے۔

بیہقی، ابونعیم نے امیہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ مالک بن عوف نے جاسوسوں کو روانہ کیا وہ اس کے پاس ایسے حال میں آئے کہ ان کے جوڑ و بند پارہ پارہ ہو گئے۔ مالک نے کہا کہ تم پر افسوس ہے۔ تمہارا کیا حال ہے۔ وہ بولے، ہمارے پاس سفید مرد ابلق گھوڑوں پر سوار آئے۔ بخدا ہم اپنے آپ کو نہ روک سکے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو وہ ہمیں تکلیف پہنچی۔

ابن سعد نے بیان کیا کہ واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حنین پہنچے تو مالک نے تین آدمی اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لانے کے لیے بھیجے۔ چنانچہ وہ تینوں اس کے پاس ایسے حال میں پہنچے کہ رعب سے ان کے جوڑ و بند پارہ پارہ ہو گئے تھے اور یہ واقعہ جنگ سے ایک رات پہلے کا ہے۔

ابن اسحاق، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ میں غزوہ حنینؑ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور صحابہ کرام قتال کر رہے تھے۔ یکایک میں نے ایک سیاہ چادر کی طرح ایک چیز دیکھی جو آسمان سے اتری تا آنکہ ہمارے اور کفار کے درمیان حائل ہو گئی۔ چنانچہ ہم نے ایسی پراگندہ چیونٹیاں دیکھیں جنھوں نے وادی کو بھر دیا۔ سو اس کے بعد کفار کی شکست کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ ہم اس بات میں شک نہیں کرتے کہ وہ فرشتے تھے۔

واقدی، ابن سعد اور بیہقی نے نضر بن حارث سے روایت کی کہ میں قریش کے ساتھ حنین گیا اور ہمارا یہ ارادہ تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شکست ہو گی تو ہم آپ کے مقابلہ میں مدد دیں گے چنانچہ ہمیں اس چیز کا موقع نہیں ملا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ پر سے گزرے اور میں اپنے اسی ارادہ پر قائم تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا، نضر ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ لبیک۔ آپؐ نے فرمایا حنین کے دن جو تو نے یہ ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ تیرے اور تیرے ارادہ میں جو حائل ہوا تو خدا کا حائل ہونا تیرے اس ارادہ سے بہتر ہے۔

یہ سن کر میں آپ کی طرف تیزی سے بڑھا اور عرض کیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نے ارشاد

فرمایا کہ اللہ العالمین ان کی ثابت قدمی میں اضافہ فرما۔ نضر بن حارث نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقانیت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میرا دل دین پر ثابت قدمی اور حق پر بصیرت حاصل کرنے میں کشادہ اور مضبوط تھا۔

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان سے روایت کی کہ میں غزوہ حنین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ بخدا میں ازروئے اسلام نہیں گیا بلکہ اس ارادہ سے گیا کہ اگر ہوازن قریش پر غالب آجائیں گے۔ تو میں انہیں بچاؤں گا۔ بخدا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا تھا۔ یکایک میں نے عرض کیا اے نبی اللہ میں ابلق گھوڑے دیکھ رہا ہوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، شیبہ ان گھوڑوں کو کافر ہی دیکھتا ہے پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ اللہ العالمین شیبہ کو ہدایت فرما۔ حضورؐ نے تین مرتبہ اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ تیسری مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے اپنا دست مبارک نہیں اٹھانے پاتے تھے کہ میری یہ حالت ہوگئی کہ مخلوق خدا میں سے کوئی شئی میں آپ سے زیادہ محبوب نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔ جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہو گیا۔ پھر حضورؐ ایسے حال میں آگے بڑھے کہ عمر فاروقؓ آپ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور عباسؓ اسکی دُم کا نچلا حصہ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے بلند آواز سے پکارا، مہاجرین کہاں ہیں، اصحاب سورۂ بقرہ کہاں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام آواز سنتے ہی حاضر ہوئے اور حضور اپنے صاحبوں سے فرما رہے تھے کہ سواری آگے بڑھاؤ اور یہ فرما رہے تھے۔

انا النبی غیر کذب انا ابن عبد المطلب

اب مسلمان آگے بڑھے اور تلواریں سونتیں۔ حضور فرمانے لگے اب لڑائی کا تنور گرم ہوا ہے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عبد الملک بن عبید وغیرہ سے روایت کی کہ شیبہ بن عثمان اپنے اسلام لانے کی باتیں بیان کر رہے تھے کہ جب فتح مکہ کا سال ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں غلبتہً داخل ہوتے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں قریش کے ساتھ ہوازن والوں کی طرف مقام حنین جاؤں۔ قریب ہے کہ قریش اور ہوازن دونوں مل کر جنگ کریں۔ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی غفلت کی وجہ کامیاب ہو جاؤں گا۔ تو میں تمام قریش کا انتقام لینے والا ہوں گا۔ اور میں اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ اگر عرب عجم میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہیگا سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرلیں گے تب بھی معاذ اللہ میں آپ کا اتباع نہیں کروں گا۔ چنانچہ جس ارادہ سے میں نکلا تھا اس کا منتظر تھا اور یہ ارادہ میرے نفس میں بہت ہی مستحکم ہوتا جا رہا تھا۔ جب لوگوں کا باہم مقابلہ ہوا۔ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سے اترے۔ میں نے اپنی تلوار سونتی اور جو میرا مقصد تھا اس ارادہ سے میں حضورؐ کے قریب گیا اور میں نے اپنی تلوار اٹھائی اور قریب تھا کہ میں آپ پر غالب آجاؤں تو بجلی کی طرح آگ کے شعلے میرے سامنے بلند ہوئے۔ قریب تھا کہ وہ شعلے مجھے جلا دیتے میں نے اپنی نگاہ کے زائل ہونے کے خدشہ سے اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے آواز دی کہ شیبہ میرے پاس آؤ۔ میں آپ کے قریب گیا۔ آپ نے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا الٰہ العالمین اس کو شیطان سے بچا۔ شیبہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا آپؐ اسی وقت مجھے میری قوت سماعت اور بصارت اور میرے نفس سے زیادہ محبوب ہو گئے اور جو مجھے بغض تھا حق تعالےٰ نے اس کو دور کر دیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا، قریب آؤ اور جنگ کرو۔ میں آپ کے آگے بڑھا اور آپ کے دشمنوں کو اپنی تلوار سے مار رہا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس بات کو پسند کرتا تھا کہ ہر ایک شیٔ سے بڑھ کر اپنی جان کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کروں اور اگر اس وقت میں اپنے باپ سے ملتا اور وہ زندہ ہوتا تو میں اس پر بھی اپنی تلوار سے حملہ کرتا۔ پھر حضور اپنے لشکر گاہ کی طرف آئے اور اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، شیبہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جس امر کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس ارادہ سے بہتر ہے جس کا تم نے اپنے دل میں ارادہ کیا تھا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ان تمام ارادوں سے مجھے مطلع کیا جو میں نے اپنے دل میں کیے تھے اور میں نے ان ارادوں کا ہرگز کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے عرض کیا، "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی۔

ابوالقاسم بغوی، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے شیبہ بن عثمانؓ سے روایت کی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین والوں سے جہاد کیا تو میں نے اپنے باپ اور چچا کو یاد کیا کہ ان کو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اپنا انتقام لوں گا۔ چنانچہ میں آپ کے قریب آیا تو میں نے حضرت عباسؓ کو آپ کی داہنی طرف دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ کے چچا ہیں آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ میں آپ کے بائیں طرف آیا تو ابوسفیان بن حارث کو دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں، آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے چنانچہ میں آپؐ کے پیچھے سے آیا اور آپؐ کے قریب آ گیا تا آنکہ جب آپ پر تلوار سے حملہ کرنے میں کوئی فاصلہ نہیں رہا تو میرے سامنے بجلی کی طرح ایک آگ کا شعلہ بلند ہوا میں اس سے خوفزدہ ہو کر الٹا ہٹا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف مڑکر دیکھا اور فرمایا، "شیبہ آؤ"۔ چنانچہ حضورؐ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا۔ حق تعالیٰ نے میرے دل سے شیطان نکال دیا۔ میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو آپ مجھے میری قوت سماعت وبصارت اور فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب ہوگئے۔ آپؐ نے مجھے فرمایا، شیبہ کفار سے جنگ کرو۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا۔ ان مہاجرین کو جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور ان انصار کو جنھوں نے مہاجرین کو ٹھکانا دیا اور ان کی نصرت کی، آواز دو۔

شیبہ بیان کرتے ہیں، کہ انصار جس تیزی سے حضورؐ کے پاس آئے ہیں اس کی تشبیہ بیان نہیں کرسکتا۔ بجز اس کے جیساکہ ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے۔ صحابہؓ اس کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے جیساکہ آپ درختوں کے بن میں ہیں۔ انصار کے نیزے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر قریب تھے کہ میری نظر میں وہ کفار کے نیزوں سے زیادہ خوفناک تھے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا، عباس ہمیں کچھ کنکریاں دو۔ شیبہ بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے خچر کو آپ کا کلام سمجھادیا وہ آپ کو لے کر اس قدر جھکا کہ قریب تھا کہ اس کا پیٹ زمین سے لگ جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لے کر کفار کے منہ پر ماریں اور فرمایا، "شاهت الوجوه حٰمٓ لا ینصرون۔

ابونعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ مسلمان غزوہ حنین میں شکست خوردہ ہوئے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دُلدُل نامی سفید خچر پر سوار تھے۔ آپؐ نے اس سے فرمادیا۔ دُلدُل زمین سے مل جا۔ اس نے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیا۔ آپؐ نے ایک مٹھی خاک لے کر کفار کے منہ پر ماری اور فرمایا حٰمٓ لا ینصرون۔ سب کفار بھاگ گئے۔ ہم نے نہ کوئی تیر مارا اور نہ نیزہ۔

حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر نے حشرج بن عبداللہ، عبداللہ بن حشرج، حشرج عائذ بن عمرو سے نقل کرتے ہیں کہ حنین کے دن میری پیشانی پر ایک تیر لگا۔ اس سے خون بہ کر میرے چہرے اور سینہ پر آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرہ اور میرے سینہ سے چھاتی تک خون کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔ اور میرے لیے دعا فرمائی۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارکؐ کا نشان ہم نے عائذ کے منتہائے سینہ تک دیکھا ہے۔ وہ نشان ایسا تھا جیساکہ گھوڑے کی پیشانی پر پھیلی ہوئی سفیدی ہوتی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت کی کہ خالدؓ بن ولید حنین کے دن زخمی ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ وہ اچھے ہوگئے۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی کہ صفوان بن امیہ غزدہ حنین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کی حالت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہ مقام جعرانہ سے واپس آ گئے۔ حضورؐ غنیمتوں کے درمیان پھر رہے تھے اور صفوان بھی آپ کے ساتھ تھے اور صفوان ایک گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے جو اونٹوں، بکریوں اور چرواہوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور اسے دیکھتے ہی رہے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا، ابو وہب تمھیں یہ گھاٹی پسند آ رہی ہے۔ وہ بولے، جی ہاں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ گھاٹی اور جو کچھ اس میں مال ہے سب تمہارا ہے۔

صفوان اس وقت اپنے دل میں کہنے لگے کہ نبی کے علاوہ اور کسی کا دل اتنی دولت دینے پر راضی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ صفوان اسی جگہ مشرف باسلام ہو گئے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ عطیہ سعدی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ حضورؐ نے اس سلسلہ میں اپنے صحابہ سے گفتگو فرمائی۔ ایک شخص کے علاوہ صحابۂ کرام نے اپنے قیدی ان کو واپس کر دیئے۔ حضورؐ نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی، الٰہ العالمین اس کا حصہ ضائع کر دے۔ چنانچہ وہ شخص کنواری لڑکی اور لڑکے سے گزرتا تو اسے چھوڑ دیتا تھا، حتیٰ کہ وہ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا اور بولا میں اسے لوں گا اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے۔ جہاں تک ان کا مقدور ہوگا وہ فدیہ دے کر اس کو مجھ سے لیں گے۔ یہ دیکھ کر عطیہ نے تکبیر کہی اور بولے کہ اس نے ایسی عورت لی ہے جس کے منہ میں دانت نہیں بینائی بھی کمزور ہے اور نہ کانوں سے ہر آواز سنتی ہے اور نہ ٹھوس جسم اور نہ کوئی شخص اس پر زیادہ مال دینے والا ہے۔ یا رسول اللہ یہ بڑی بڑھیا ہے، نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی رشتہ دار۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ اس سے کوئی تعرض نہیں کرتا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔

ابونعیم نے حضرت سلمۃ بن اکوع سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے ہوازن سے جہاد کیا۔ ہمیں بہت زیادہ مشقت پیش آئی۔ مشکیزہ میں ایک قطرہ پانی تھا۔ حضورؐ نے اسے منگایا۔ اسے آپ نے ایک پیالہ میں ڈالا۔ چنانچہ ہم نے اس سے وضو کرنا شروع کی حتیٰ کہ ہم سب نے وضو کر لیا۔

باب ۱۱۶

غزوۂ طائف میں ظاہر ہونے والے معجزات

زبیر بن بکار اور ابن عساکر، سعید بن عبید ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان بن حرب کو غزوہ طائف میں ابن یعلیٰ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھا ہوا دیکھا کہ پھل کھا رہے ہیں ۔ میں نے ان کو ایک تیر مارا، وہ جا کر ان کی آنکھ میں لگا۔ ابوسفیان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہؐ! میری یہ آنکھ راہ خدا میں زخمی ہو گئی ہے ۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو اللہ تعالےٰ سے دعا کروں، تمہاری نگاہ کو واپس کر دے گا اور اگر تم چاہو تو پھر جنّت ہے۔

ابوسفیان بولے :۔ ”تو پھر میں جنّت ہی چاہتا ہوں۔

بیہقی اور ابونعیم نے عروہ سے روایت کی کہ عیینہ بن حصن نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طائف والوں کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تاکہ ان سے گفتگو کرے شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے ۔ حضور نے اجازت دیدی۔ چنانچہ وہ طائف والوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم اپنی جگہ پر جمے رہو۔ بخدا ہم غلاموں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ کی وجہ سے کوئی بات پیش آئی تو عرب کو عزّت وقوّت حاصل ہوگی اور تم اپنے قلعوں میں جمے رہو اور اس سے بچو کہ اپنی طاقت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دو اور نہ وہ تم پر اس کثرت سے حملہ کرنے پائیں کہ اس درخت کو بھی کاٹیں ۔ اس کے بعد عیینہ واپس آ گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے ان سے کیا کہا ہے ۔ وہ بولا، میں نے ان سے گفتگو کی اور اسلام کا حکم دیا اور اسلام کی طرف ان کو بلایا اور دوزخ سے ڈرایا اور جنت کی طرف رہنمائی کی ۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ”تم غلط بیانی کرتے ہو بلکہ تم نے ان سے ایسا ایسا کہا ہے ۔“

عیینہ بولے ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے سچ فرمایا۔ میں اس گناہ سے اللہ تعالےٰ سے اور آپ سے توبہ کرتا ہوں۔

عروہ فرماتے ہیں کہ اتنے میں خولہ بنت حکیم آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو طائف جانے

سے کیا امر لازم ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہمیں اس وقت تک اہل طائف کے بارے میں اجازت نہیں دی گئی اور میں گمان بھی نہیں کرتا کہ ہم اس وقت طائف فتح کر لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کیا آپ طائف والوں کے حق میں بددعا نہیں فرماتے اور ان کی طرف تشریف نہیں لے چلتے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ان سے قتال کے بارے میں ہمیں اجازت نہیں دی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور واپسی کے لیے جس وقت سواری پر سوار ہونے لگے تو آپ ارشاد فرمایا الٰہ العالمین انھیں ہدایت عطا فرما اور ان کی مشقت میں ہماری مدد فرما۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے حسب سابق روایت کی ہے البتہ اتنی زیادتی ہے کہ طائف والوں کا ایک وفد رمضان المبارک میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ مشرف باسلام ہو گیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے ایسے حال میں جبکہ آپ ثقیف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کاسہ مکھن سے بھری ہوئی مجھے ہدیہ میں بھیجی گئی۔ ایک مرغ نے چونچ مار کر اس میں سے سارا مکھن گرا دیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ آپ اپنے دل میں کسی قسم کا گمان کریں۔

ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ قبیلہ ثقیف کے لیے بددعا کیجئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالےٰ نے قبیلہ ثقیف کے بارے میں مجھے اجازت نہیں دی۔ حضرت عمرؓ بولے، تو ایسے لوگوں سے ہم کیوں جنگ کریں، جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ہمیں اجازت نہیں دی۔ چنانچہ سب وہاں سے واپس ہو گئے۔

بیہقی اور ابونعیم نے ابن عمر سے روایت کی کہ جس وقت ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارا ایک قبر پر سے گزر ہوا۔ میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا یہ ابی رغال کی قبر ہے۔ ابورغال ثقیف کا باپ ہے اور وہ قوم ثمود سے تھا اور اس حرم میں اس کی طرف جو بلا آتی وہ دفع کی جاتی تھی جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر وہی عذاب نازل ہوا جو اس کی قوم پر اس جگہ نازل ہوا تھا۔ چنانچہ وہ اس جگہ دفن کیا گیا۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک شاخ دفن کی گئی ہے۔ اگر تم اس کی قبر کھودو گے تو سونے کی شاخ تم کو مل جائے گی۔ لوگوں نے اس کی قبر کی طرف سبقت کی اور اس میں سے ایک سونے کی

شاخ نکالی۔

ابن سعد نے محمد بن جعفر سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام جعرانہ سے عمرہ کیا اور فرمایا اس مقام سے ستر انبیاء کرام نے عمرہ کیا ہے۔

باب ۱۱۷

سریۂ قطبہ میں ہونے والے معجزات

ابن سعد نے روایت کی کہ واقدی اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر کو بیس حضرات کے ہمراہ بنی خثعم کی طرف مقام تبالہ میں روانہ فرمایا اور ان پر غارت گری کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ حضرات روانہ ہوئے اور ان پر لوٹ مار کی۔ ان لوگوں نے سخت جنگ کی اور قطبہ نے قتل کیا۔ مقتول بنی خثعم کے اونٹوں، بکریوں اور عورتوں کو مدینہ لا رہے تھے۔ اتفاق سے سیلاب آگیا جو قطبہ اور خثعم کے درمیان حائل ہوگیا۔ جس کی بنا پر خثعم قطبہ تک نہ پہنچ سکے۔

باب ۱۱۸

دوسرے غزوہ کی نشانی

طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ میں نے سنا آپ فرما رہے تھے یا مالک یوم الدین آپ ہی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زمین پر گر رہے تھے اور

فرشتے ان کو آگے اور پیچھے سے مار رہے تھے۔

باب ۱۱۹

غزوۂ تبوک کے معجزات

ابن اسحاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہوئے تو کچھ حضرات پیچھے رہ گئے۔ ابوذرؓ بھی بعد میں آکر لشکر میں شامل ہوئے۔ مسلمانوں میں سے ایک دیکھنے والے نے دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص راستے پر اکیلا چلا آرہا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ابوذرؓ ہوگا۔ جب صحابہؓ نے غور سے دیکھا تو عرض کیا بخدا یا رسول اللہ یہ ابوذرؓ ہی آرہے ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، "اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے تنہا چلتے ہیں، تنہا انتقال کریں گے اور حشر کے دن تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

غرضیکہ جب اہل زمانہ نے انھیں ایذا پہنچائی تو ابوذرؓ مقام ربذہ[1] میں چلے گئے وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے پاس ان کی بیوی اور غلام تھا۔ چنانچہ ان کا جنازہ سرراہ رکھ دیا گیا۔ سامنے سے ایک قافلہ نظر آیا۔ ان میں حضرت ابن مسعودؓ تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ چنانچہ مطلع کیا گیا کہ یہ حضرت ابوذرؓ کا جنازہ ہے۔ یہ سن کر حضرت ابن مسعودؓ رو دیئے اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوذرؓ پر رحمتیں نازل فرمائے، تنہا چلتے ہیں، تنہا انتقال کریں گے اور حشر کے دن تنہا ہی اٹھائے جائیں گے اس کے بعد ابن مسعود سواری پر سے اترے اور خود ان کو سپرد خاک کیا۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کی کہ حضرت ابوخیثمہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روانہ ہوئے اور آپ کو مقام تبوک میں اس وقت پایا جبکہ آپ نزول فرما رہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ سوار راستہ پر آرہا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ابوخیثمہؓ ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا بخدا وہ ابوخیثمہؓ ہی ہیں۔

---

[1] فید اور مکہ کی راہ پر ذات عرق کے قریب ایک گاؤں جہاں ابوذر غفاری مدفون ہیں۔

بیہقی اور ابونعیم نے عروہ سے روایت کی کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں قیام کیا تو یہ ایسا وقت تھا کہ تبوک میں پانی بہت کم ہوگیا تھا۔ حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے ایک چلو پانی لیا اور اس سے کلی کی اور کلی کے پانی کو چشمہ میں ڈال دیا۔ چنانچہ چشمہ جوش مارنے لگا حتیٰ کہ اوپر تک بھر گیا اور ابھی تک اسی طرح ہے۔

مسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کی کہ تبوک کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کل ان شاء اللہ تبوک چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ مگر دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچو گے، لہٰذا جو کوئی اس کے چشمہ کے پاس جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ چنانچہ حضورؐ اس کے پاس آئے اور چشمہ کا یہ حال تھا کہ جوتے کے تسمہ کے برابر پانی ہوگا اور وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ چنانچہ چشمہ میں سے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر ایک برتن میں جمع کیا۔ پھر حضورؐ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ اس میں دھوئے اور وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔ چشمہ میں سے بہت زیادہ پانی نکلنے لگا۔ سب حضرات نے اس میں سے پانی پیا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" اے معاذ! اگر تمہاری زندگی ہوئی تو تم خود دیکھ لوگے کہ اس کا پانی باغوں کو سیراب کردیگا "

ابن اسحاق نے حضرت معاذ سے حسب سابق روایت کی۔ البتہ اتنی زیادتی ہے کہ پانی اچانک پھوٹ پڑا۔ چنانچہ جن لوگوں نے سنا وہ فرماتے ہیں کہ بجلی کی طرح اس میں آواز تھی۔ اور وہ پانی آج کے دن تک فوارے کی طرح پھوٹ رہا ہے۔

خطیب (رواۃ مالک) نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے اور اس کے چشمہ کا پانی تھوڑا تھوڑا بہہ رہا تھا۔ ایک تسمہ کے برابر اس میں پانی تھا سو ہم نے پیاس کی شکایت کی۔ چنانچہ حضورؐ نے صحابہؓ کو کچھ تیر دیئے اور چشمہ میں گاڑنے کا حکم دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چشمہ میں سے پانی جوش مارنے لگا۔ حضورؐ نے معاذؓ سے فرمایا، معاذ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم خود دیکھ لوگے کہ اس کا پانی باغوں کو سیراب کرے گا۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو صحابہؓ کرام بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے۔ عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کریں اور کھائیں اور چربی حاصل کریں۔ عمر فاروقؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہوجائیں گی۔ لیکن اگر آپ ان کے باقی ماندہ توشے منگوا لیں اور اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ امید ہے حق تعالیٰ اس میں برکت فرمائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہتر ہے۔ آپؐ نے ایک چمڑے کا دستر خوان منگوایا اور اسے بچھایا۔ پھر ان کے فاضل توشے منگوائے۔
چنانچہ ایک شخص ایک مٹھی بھر غلہ اور دوسرا مٹھی بھر کھجوریں لایا۔ اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لے کر آیا تاآنکہ ان چیزوں سے اس دستر خوان پر کچھ جمع ہو گیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے برتنوں میں بھرلو۔ لشکر میں کوئی ایسا برتن باقی نہ رہا جو نہ بھرا ہوا۔ اور سب نے اس قدر کھایا کہ سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کلمہ کے ساتھ جو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے گا کہ وہ شک کرنے والا نہیں ہوگا یہ اسے جنت سے نہیں روکا جائیگا۔

ابن راہویہ، ابویعلیٰ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم بہت ہی بھوکے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے مقابلہ میں رومی ہیں وہ سیر اور ہم بھوکے ہیں۔ اور انصار نے اپنے اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کے پاس فاضل توشہ ہو وہ ہمارے پاس لے کر آئے۔ سو صحابہؓ جو فاضل توشے لے کر آئے، ہم نے اس کا اندازہ کیا تو وہ ستائیس صاع پایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک طرف بیٹھ گئے اور آپ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا لوگو اپنی حاجت کے مطابق لے لو لوٹ مار مت کرو۔ لوگوں نے اپنے تھیلوں اور بوریوں میں بھر لیا تاآنکہ ہر ایک اپنے کرتے میں گرہ لگا کر اس میں لے لیتا تھا۔ سب نے اپنی ضرورت سے بھی زیادہ توشہ لے لیا اور سب لیکر منتشر ہو گئے مگر توشہ اتنا ہی رہا جتنا پہلے اندازہ کیا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ ان دونوں کلموں کو جو بندہ بھی یقین کے ساتھ لے کر آئے گا تو حق تعالیٰ اسے دوزخ کی تپش سے محفوظ رکھیگا۔

ابونعیم نے حضرت عمرو اسلمیؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور اس سفر میں جو گھی کی مشک تھی میں اس پر متعین تھا۔ میں نے گھی کی مشک کو دیکھا تو اس میں گھی کم رہ گیا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرنے کا ارادہ کیا اور گھی کی مشک دھوپ میں رکھ کر سو گیا۔ مشک میں گھی پگھلا اور بہنے لگا۔ میں بیدار ہوا اور کھڑے ہو کر اس کا منہ

دبا دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو یہ وادی گھی سے بھر جاتی۔

ابن سعد نے حمزۃ بن عمرو اسلمی سے روایت کی کہ جب ہم تبوک میں تھے اور منافقین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو لے کر بھاگے تو اس کے کجاوہ کا بعض سامان گر پڑا۔ حمزہ فرماتے ہیں میری پانچوں انگلیاں منور ہوگئیں اور وہ چمکنے لگیں تا آنکہ سامان میں سے کوڑا اور اسی قسم وغیرہ کی جو چیزیں گر گئی تھیں میں انگلیوں کی روشنی میں انھیں اٹھا رہا تھا۔

واقدی، ابونعیم اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھا۔ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے۔ حضرت بلالؓ بولے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم نے اپنے تھیلے جھاڑ دیئے۔ حضورؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا، دیکھو شاید کچھ مل جائے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے ایک ایک تھیلا لے کر اسے جھاڑنا شروع کیا۔ کسی میں سے ایک کھجور اور کسی میں سے دو کھجور گریں۔ تا آنکہ حضرت بلالؓ کے پاس سات کھجوریں ہوگئیں۔ حضورؐ نے ایک طباق منگایا اور وہ کھجوریں اس میں رکھیں۔ اس کے بعد آپ نے کھجوروں پر طباق میں اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھائیں۔ میں کھجوروں کو ایک ایک کر کے گن رہا تھا۔ میں نے چوّن کھجوریں گنیں اور ان کی گٹھلیاں میرے دوسرے ہاتھ میں تھیں اور میرے دونوں ساتھی بھی ایسا ہی کر رہے تھے تا آنکہ ہم سیر ہو گئے اور اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح باقی ہیں۔ حضورؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ ان کھجوروں کو اٹھا لو۔ ان میں سے جو کھائے گا وہ سیر اب ہو جائے گا۔

جب دوسرا روز ہوا تو آپ نے حضرت بلالؓ کو بلایا کہ کھجوریں لے کر آئیں۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک ان کھجوریں پر رکھ دیا اور پھر فرمایا بسم اللہ، کھاؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور سیر ہو گئے اور ہم دس آدمی تھے۔ پھر ہم نے اپنے ہاتھ روک لیے اور کھجوریں اسی طرح باقی رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنے پروردگار سے نہ شرماتا تو ہم یہ کھجوریں اس وقت تک کھاتے تا آنکہ ہمارے آخیر میں آنے والے حضرات بھی مدینہ منورہ پہنچ جاتے۔ پھر وہ کھجوریں آپ نے ایک بچہ کو دے دیں وہ انھیں چباتا ہوا چلا گیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی اور بنی سعد کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ میں مقام تبوک

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ ان میں ساتویں تھے۔ میں مسلمان ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، بلالؓ! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلالؓ نے ایک چمڑہ بچھایا۔ پھر وہ اپنے چمڑے کے تھیلے میں سے کھانا نکالنے لگے۔ انہوں نے اس میں سے ایسی کھجوریں نکالیں جن میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھاؤ۔ ہم نے اس قدر کھایا کہ سیر ہو گئے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو اتنی تھیں کہ میں ان کو تنہا کھا لیتا۔ پھر اگلے روز میں آپؐ کی خدمت میں آیا تو میں نے دس آدمیوں کو آپ کے پاس بیٹھا ہوا پایا۔ آپؐ نے فرمایا، بلالؓ ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلالؓ تھیلے میں سے اپنے ہاتھ میں ایک ایک مٹھی کھجوریں نکالنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا نکالو اور ذی العرش اللہ تعالیٰ سے کمی کا خدشہ مت کرو۔ حضرت بلالؓ کھجوروں کا تھیلا لے آئے اور انھیں لاکر بکھیر دیا۔ میں نے ان کا دو[۱] مد کے برابر اندازہ لگایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان پر رکھ دیا اور فرمایا، بسم اللہ، کھاؤ۔ چنانچہ سب نے کھائیں اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائیں تا آنکہ اور کھانے کی پیٹ میں گنجائش نہیں رہی۔ بلال جتنی کھجوریں لائے تھے اسی کے برابر چمڑے پر باقی رہ گئیں گویا کہ ہم نے ان کھجوروں میں سے ایک بھی نہیں کھائی۔ پھر میں اگلے روز علی الصباح آیا اور دس حضرات اور تھے۔ بلکہ یا دو شخص زیادہ ہوں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، بلال ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلال وہی تھیلا لے کر آ گئے اور کھجوروں کو بکھیر دیا۔ حضورؐ نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور فرمایا، بسم اللہ، کھاؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور پھر جتنی کھجوریں ڈالی گئی تھیں، اتنی ہی اٹھالی گئیں۔ تین روز تک آپ نے ایسا ہی کیا۔

ابونعیم اور واقدی نے حضرت ابوقتادہؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لشکر میں جا رہے تھے۔ یکایک لشکر والے اس قدر پیاسے ہوئے کہ قریب تھا پیاس کی شدت سے مر گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو جاتے۔ حضورؐ نے ایک آفتابہ منگوایا جس میں پانی تھا۔ اس پر آپؐ نے اپنی انگلیاں رکھ دیں۔ آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو گیا۔ سب نے پیا اور پانی اس قدر جاری ہوا کہ سب سیراب ہو گئے اور اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی پانی پلایا۔ اس وقت لشکر میں بارہ ہزار اونٹ اور تیس ۳۰ ہزار آدمی اور بارہ ۱۲ ہزار گھوڑے تھے۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ تبوک میں چار چیزیں تھیں۔ اس دوران کہ آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے جا رہے تھے اور گرمی کی شدت تھی۔ لشکر پہلی دو مرتبہ کی طرح پھر شدید پیاسا ہو گیا حتیٰ کہ نہ کم پانی باقی رہا نہ زیادہ۔ رسول اکرم

---

[۱] ایک پیمانہ جس کا وزن ۵۶ تولے ہوتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید بن حضیرؓ کو روانہ کیا۔ وہ تبوکؑ اور حجر کے درمیان گئے اور ہر طرف پانی کی تلاش میں پھرے تا آنکہ پانی کا ایک پرانا مشکیزہ ایک عورت کے پاس پایا۔ اسید نے اس عورت سے گفتگو کی اور اس مشکیزہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے۔ حضورؐ نے اس مشکیزہ کے پانی میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اپنی مشکیں لے کر آؤ۔ چنانچہ کوئی مشکیزہ ایسا نہ رہا جو نہ بھرا گیا ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے منگوائے، انھیں اس قدر پانی پلایا کہ وہ سیر ہو گئے اور کہا گیا ہے کہ اسید جو پانی لائے تھے آپؐ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ وہ ایک بڑے قعبلے میں ڈالا گیا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور اپنا چہرہ اور دونوں پیر دھوئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپؐ نے اپنا دست مبارک دراز کر کے　　　اور آپ ایسے حال میں ہاں سے پلٹے کہ قعب سے پانی ابل رہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، اس کو واپس کر دو اور وہ پانی کشادہ ہو گیا۔ اور آدمی پھیل گئے حتیٰ کہ اس پر سَو یا دو سَو آدمی صف بستہ کھڑے ہو گئے اور سب سیر ہو گئے۔ جبکہ قعب سے پانی ابھی جوش مار رہا تھا۔

ابن خزیمہ، ابن حبان، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی (حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے) کہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ جیش عسرت کے بارے میں بیان فرمایئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تبوک کی طرف سخت گرمی کے زمانہ میں گئے حتیٰ کہ ایک ایسی جگہ پر قیام کیا جہاں ہمیں پیاس کی حد درجہ تکلیف ہوئی تا آنکہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ گویا ہماری جان نکال لے گی حتیٰ کہ یہ نوبت آگئی کہ کوئی شخص اونٹ کو ذبح کرتا اور اس کا گوبر نچوڑ کر اسے پیتا اور باقی ماندہ کو اپنے سینہ پر ملتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! حق تعالیٰ نے دعا میں آپؐ کے ساتھ بار بار بھلائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے، حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ حضورؐ نے اپنے ہاتھ واپس رکھے بھی نہیں تھے کہ بادل اٹھا اور نزدیک ہوا اور برسنے لگا۔ لشکر والوں کے پاس جس قدر برتن تھے وہ سب انہوں نے بھر لیے۔ ہم بادل کو دیکھنے لگے۔ چنانچہ ہم نے اسے پایا کہ وہ لشکر سے آگے نہیں بڑھا تھا۔

ابونعیم نے حضرت عباسؓ بن سہیل سے روایت کی کہ لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ ان کے پاس بالکل پانی نہ رہا۔ چنانچہ انہوں نے اس چیز کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضورؐ نے حق تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا، وہ اس قدر برسا　　کہ سب سیر ہو گئے اور سب نے بقدر حاجت اپنے ساتھ پانی لے لیا۔

ابن ابی حاکم، ابن اسحاق اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے ابی خزرہ سے روایت کی کہ یہ آیت[2] غزوہ

[1] قعب بمعنی گہرا اور بڑا پیالہ۔ [2] سورہ واقعہ آیت ۸۲

تبوک میں ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحابہ مقام حجر میں اترے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ اس کے پانی میں سے کچھ اپنے ساتھ نہ لیں۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور دوسرے مقام پر قیام کیا۔ اس وقت صحابہؓ کے پاس بالکل پانی نہیں تھا۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کی شکایت کی۔ آپؐ کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور حق تعالیٰ سے دعا کی۔ حق تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا وہ اس قدر برسا کہ سب اس کے پانی سے سیر ہو گئے۔ تو ایک انصاری شخص نے اپنی قوم کے ایک دوسرے شخص سے جو کہ منافق تھا کہا، تیرا ناس ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو حق تعالیٰ نے ہم پر یہ بارش برسا دی۔ وہ منافق بولا، کہ ہم پر بارش فلاں فلاں ستارہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔ (۵۶۔۸۲) بیہقی اور ابونعیم نے محمود بن لبید بنی عبدالاشہل کے چند حضرات سے روایت کی کہ لشکر کے پاس پانی نہیں رہا۔ انہوں نے اس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضورؐ نے حق تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ حق تعالیٰ نے ایک بادل کو بھیج دیا وہ اس قدر برسا کہ سب سیر ہو گئے اور اپنی حاجت کے مطابق سب نے پانی لے لیا۔

عاصمؒ فرماتے ہیں کہ میری قوم کے لوگوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص مشہور النفاق تھا۔ جب بادل برسا اور سب سیر ہو گئے تو ہم نے اس سے کہا تیرا ناس ہو۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شک باقی رہا ہے۔ وہ بولا گزرنے والا بادل تھا وہ برس گیا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ وہ منافق بولا، کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے اور تم سے آسمان کی باتیں بتاتے ہیں اور ان کو اپنی اونٹنی کا علم نہیں کہ وہ کہاں گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپؐ کے پاس عمارۃ بن حزمؓ تھے کہ ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے اپنے نبی ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں اور آسمان کی خبروں سے تمھیں مطلع کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ آپ کی اونٹنی کہاں گئی اور بخدا میں وہی جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا ہے اور حق تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کا پتا بتا دیا ہے، وہ وادی کی فلاں گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت میں اس کی مہار اٹک گئی ہے۔

صحابہؓ گئے اور اونٹنی کو لے آئے۔ عمارہ اپنے کجاوہ کی طرف آئے اور حضورؐ نے اس مرد منافق کے بارے میں جو بیان کیا تھا اس سے ان لوگوں کو مطلع کیا تو ایک شخص جو عمارہؓ کے کجاوہ میں تھے وہ بولا تمہارے آنے سے پہلے یہ بات ایک منافق نے کہی تھی۔

مسلم نے ابو حمید سے روایت کی کہ ہم غزوۂ تبوک کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تا آنکہ وادی القریٰ میں ایک باغ پر ایک عورت کا تھا پہنچے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اندازہ کرو اس باغ میں کتنا میوہ ہے۔ چنانچہ ہم نے اندازہ کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازہ میں دہ (دس) وسق معلوم ہوا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا، ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔

پھر ہم آگے چلے حتیٰ کہ تبوک پہنچے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات شدید آندھی چلے گی تو اس میں کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اور جس کے پاس اونٹ ہوں وہ انھیں مضبوط باندھ دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بہت سخت آندھی چلی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تو اسے ہوا اڑا لے گئی اور طے کے پہاڑ کے پاس جا ڈالا۔

پھر ہم واپس ہوئے تا آنکہ وادی قریٰ میں پہنچے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت کیا کہ کتنا اس کا میوہ ہوا۔ وہ بولی پورے دس وسق ہوا۔

ابن سعد نے بسند صحیح مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ دریافت کیا گیا کہ اس اُمت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ اور کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی ہے۔ فرمایا، جی ہاں۔ ہم سفر میں تھے جب سحری کا وقت ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دور ہو گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ گیا تا آنکہ ہم لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو گئے۔ حضورؐ اپنی سواری پر سے اترے اور میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں آپ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر تک آپ ٹھہرے۔ پھر تشریف لائے۔ میں نے پانی پیش کیا۔ آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر ہم سوار ہوئے اور لوگوں سے آکر ملے اور نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ صحابہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو آگے بڑھا دیا تھا۔ وہ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے اور دوسری رکعت میں تھے۔ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو مطلع کرنے کے لیے جانے لگا۔ حضورؐ نے مجھے منع کر دیا۔ سو جو رکعت ہمیں ملی وہ ہم نے پڑھ لی اور جو رکعت رہ گئی تھی اس کی ہم نے قضا کر لی۔ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو یہ ارشاد فرمایا:۔

"کسی نبی کو اس وقت تک نہیں بلایا جاتا جب تک کہ وہ اُمت کے کسی مردِ صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔"

ابن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے واقدی سے یہ حدیث بیان کی۔ وہ بولے، یہ واقعہ غزوۂ

تبوک میں پیش آیا۔

بزار نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبی کو اس وقت تک نہیں بلایا جاتا تا آنکہ اس کی اُمت میں سے کوئی شخص اس کی امامت نہ کرے۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مقام حجر میں قیام کیا تو ارشاد فرمایا:۔

"آج کی رات تم میں سے کوئی بغیر کسی ساتھی کے باہر نہ نکلے۔" دو شخصوں کے علاوہ سب نے اس بات پر عمل کیا جس کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ ان دو شخصوں میں سے ایک تو قضائے حاجت کے لیے تنہا نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا۔ چنانچہ جو شخص قضائے حاجت کے لیے گیا تھا تو اس کا مقام قضائے حاجت میں گلا گھونٹا گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے ہوا اڑا کر لے گئی۔ تا آنکہ طے پہاڑ پر لا کر ڈال دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ ساتھی کے بغیر کوئی باہر نہ جائے۔"

پھر آپؐ نے اس شخص کے لیے جس کا گلا قضائے حاجت کی جگہ میں گھونٹا گیا تھا دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ اور دوسرے شخص حضورؐ کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ آپ تبوک سے واپس آئے۔

ابن ابی دنیا اور حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جس وقت ہم مقام حجر کے قریب پہنچے تو ہم نے ایک آواز سنی کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ الٰہ العالمین مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّتِ مرحومہ میں سے جس کی مغفرت کی گئی اور اس کے لیے دعا قبول کی گئی ہے، کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انس جا کر دیکھو، یہ کیا آواز ہے۔ چنانچہ میں پہاڑوں میں گیا تو میں نے ایک سفید پوشاک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر اور داڑھی سپید ہے اور تین سو ہاتھ سے زائد لمبا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو بولا، کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ ہو۔ میں نے کہا، جی ہاں۔ وہ بولے، آپؐ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرو اور کہا کہ یہ آپ کا بھائی الیاسؑ ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو مطلع کیا۔ چنانچہ حضورؐ روانہ ہوئے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ جب ہم اس شخص کے پاس پہنچے تو حضورؐ آگے بڑھ گئے

اور میں آپؐ سے پیچھے رہ گیا۔ دونوں نے دیر تک گفتگو کی۔ اس کے بعد حضورؐ پر اور اس شخص پر کھانے کی کوئی چیز آسمان سے نازل ہوئی۔ حضورؐ نے مجھے بھی بلا لیا تو میں نے ان کے ساتھ کھایا۔ اس میں کھنبی انار مچھلی اور کرفس[1] تھا۔ میں کھا کر کھڑا ہو گیا اور ایک طرف ہو گیا۔ پھر ایک بادل آیا۔ اس نے اس بزرگ شخص کو اٹھا لیا۔ میں اس میں ان کے کپڑوں کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا وہ بادل انھیں آسمان کی طرف لے جا رہا تھا۔

ابن شاہین اور ابن عساکر نے مجہول سند کے ساتھ واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے۔ جس وقت ہم جذام کی لبستیوں میں پہنچے تو ہم پیاسے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ہمارے سامنے برتن اور انگور ہیں۔ ہم ایک میل چلتے رہے تا آنکہ ایک تالاب کے قریب پہنچے۔ جب تہائی رات گزر گئی تو ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سُنی وہ یہ کہہ رہا تھا، الٰہ العالمین مجھے اُمتِ محمدیہ مرحومہ میں سے کر دیجیے (حسب سابق روایت مروی ہے) البتہ اس شخص کی قد و قامت کے بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ ہم سے دو یا تین ہاتھ لمبے تھے۔

طبرانی "مسند صحیح" میں فضالہ بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں۔ اونٹ حد درجہ تھک گئے۔ صحابہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کی۔ آپ نے لوگوں کا یہ منظر دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں کو پیچھے سے ہانک رہے ہیں۔ حضورؐ ایک تنگ جگہ میں کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ اس جگہ سے گزرنے لگے۔ حضورؐ نے اونٹوں پر دم کیا اور یہ دعا فرمائی الٰہ العالمین ان پر اپنے راستہ میں سوار فرما۔ اس لیے کہ آپ قوی و کمزور اور رطب و یابس پر خشک و تری میں سوار فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب اونٹ گزر گئے اور ہم مدینہ منورہ نہیں پہنچے مگر یہ کہ وہ اونٹ (طاقت کی بنا پر) ہم سے اپنی مہاریں کھینچ رہے تھے۔

ابو نعیم نے بہ طریق واقدی روایت کی کہ صحابہؓ غزوۂ تبوک میں تھے۔ ان کے سفر میں ایک عظیم الخلقت سانپ سامنے آیا۔ آدمی اس کے سامنے سے بھاگ گئے۔ وہ سانپ آگے آیا یہاں تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دیر تک کھڑا رہا۔ آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ آدمی اس سانپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ سانپ لپٹا، راستہ سے علیحدہ ہو کر سیدھا کھڑا ہو گیا تو صحابہؓ آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ آٹھ جنات کی جو جماعت میرے پاس قرآن کریم سننے کے لیے آئی تھی ان میں سے یہ ایک ہیں۔ انہوں نے اپنے ذمہ یہ حق محسوس کیا کہ جس وقت رسول اللہ

---

[1] اجوائن

صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بستی میں آئیں یہ آکر سلام کریں۔ اور تم کو بھی سلام کہہ رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے فرمایا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کی کہ صحابہؓ تبوک میں اترے۔ انہوں نے چلنے پھرنے سے عاجز ایک شخص کو دیکھا۔ انہوں نے اس سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ بولا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک میں ایک کھجور کے درخت کے پاس اترے اور اس کی طرف آپ نے نماز پڑھی۔ میں اور ایک لڑکا سامنے سے دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ میں آپ کے اور درخت کے درمیان سے گزر گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، اس نے ہماری نماز قطع کی۔ حق تعالیٰ اس کے نشان قدم کو قطع کردے تو میں اس وقت سے آج تک اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ حضورؐ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا الٰہ العالمین ان کے خون کو کفار پر حرام کر دیجیے۔ اور فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے رستہ میں نکلے تھے تمہیں بخار آگیا تھا۔ اس نے تمہیں قتل کر ڈالا، تم شہید ہو۔ جب صحابہ تبوک میں اترے تو چند روز وہاں قیام کیا۔ پھر حضرت عبداللہ ذوالبجادین انتقال کر گئے۔

ابن اسعد اور بیہقی نے بہ طریق اعلاء بن محمد ثقفی حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے۔ آفتاب ایسی چمک اور شعاعوں اور نور کے ساتھ طلوع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی میں نے اس طرح اسے طلوع ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جبریل امینؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا، جبریلؑ کیا وجہ ہے آج کے دن میں آفتاب کو ایسی چمک اور نور کی شعاعوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔

جبریلؑ بولے، یہ اس وجہ سے ہے کہ آج کے دن معاویہ بن معاویہ لیثی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے اور حق تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، یہ کیوں ہے۔ جبریل بولے، معاویہ رات اور دن اور اپنے چلنے پھرنے اور قیام وسجود میں سورہ قل ہو اللہ احد بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

جبریلؑ نے فرمایا، اگر آپ کی منشا ہو تو میں آپ کے لیے زمین لپیٹ دوں تاکہ آپؐ ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، جی ہاں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

ابن سعد، ابویعلی اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ جبریل امینؑ تشریف لائے اور فرمایا معاویہ بن معاویہ مزنی کا انتقال ہوگیا۔ کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، جی ہاں۔ جبریل امینؑ نے اپنے دونوں بازو مارے تو ہر ایک درخت اور ٹیلہ گر پڑا اور برابر ہو گیا اور آپ کے سامنے ان کا جنازہ کیا گیا تا آنکہ آپؐ نے ان کے جنازہ کو دیکھا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔ ہر ایک صف میں ستّر ہزار فرشتے تھے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ کے یہاں معاویہ کو یہ مرتبہ کس وجہ سے حاصل ہوا۔ جبریل بولے، انھیں سورہ قل ہو اللہ احد سے محبت تھی۔ وہ سورۂ اخلاص کی قیام و قعود اور آنے جانے اور ہر ایک حالت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

بیہقی اور ابن مندہ نے یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو اکیدر کی طرف جو بنی کندہ سے تھا اور دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا اور نصرانی تھا روانہ فرمایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید سے فرمایا کہ تم اسے گائے کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ خالدؓ روانہ ہوئے۔ جب اکیدر کے قلعہ سے نگاہ پڑنے کے بقدر فاصلہ تھا اور صاف چاندنی رات تھی۔ اکیدر اپنی چھت پر تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ اتنے میں ایک گائے آئی اور اس کے محل کے دروازہ سے اپنے سینگ مارنے لگی۔ اکیدر کی بیوی اس سے بولی کیا تو نے اس جیسا منظر کبھی دیکھا ہے۔ وہ بولا، نہیں بخدا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی بیوی بولی تو اس جیسے شکار کو کون چھوڑتا ہے۔ اکیدر بولا، کوئی بھی نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ وہ نیچے اترا اور اپنے گھوڑے کے بارے میں حکم دیا۔ اس پر زین کسی گئی۔ اکیدر کے ساتھ اس کے گھر والوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ روانہ ہوئی اور اپنے چھوٹے نیزے لے کر روانہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار اس کو مل گئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ بنی طے کے بجیر بن بجرہ نامی نے اس بارے میں یہ شعر کہے ہیں ؎

ترجمہ: "گایوں کا چلانے والا، برکتوں والا ہے۔ میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ وہ ہر ایک ہادی کو ہدایت کرتا ہے۔"

"جو شخص تبوک والے سے اعراض کرتا ہے سو ہمیں اس کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجیر کے لیے یہ دعا فرمائی کہ حق تعالیٰ ان کے منہ کو چوراچورا نہ کرے۔

چنانچہ بجیر کی نوے سال کی عمر ہو گئی مگر ان کی نہ کوئی داڑھ ہلی اور نہ کوئی دانت ہلا۔

ابن منده، ابن السکن اور ابو نعیم نے بجیر بن بجرہ سے روایت کی کہ میں خالدؓ بن ولید کے لشکر میں تھا جبکہ انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر والیٔ دومۃ الجندل کی طرف روانہ فرمایا اور حضورؐ نے حضرت خالد سے فرمایا تم اسے گائے کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ ہم نے اس کو چاندنی رات میں پالیا اور وہ اسی طرح نکلا تھا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ہم نے اسے پکڑ لیا۔ جب ہم حضورؐ کے پاس آئے تو میں نے آپ کے سامنے چند شعر پڑھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی شعر تھا

"سو گایوں کا چلانیوالا برکتوں والا ہے۔ میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا کہ وہ ہر ایک ہادی کو ہدایت کرتا ہے۔"

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا "حق تعالیٰ تمہارے منہ کو خراب نہ کرے" چنانچہ بجیر کی نوے سال کی عمر ہو گئی مگر ان کا کوئی دانت نہیں ہلا۔

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے لیے متوجہ ہوئے تو حضرت خالدؓ بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر والیٔ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ ہم دومۃ الجندل میں جا کر کیا کر سکیں گے۔ جبکہ وہاں اکیدر ہے اور ہم وہاں ایک چھوٹی سی جماعت کی صورت میں پہنچیں گے۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا، "امید ہے حق تعالیٰ تمھیں اکیدر کو ملا دے گا اور وہ شکار کرتا ہو گا۔ تم دومۃ الجندل کی کنجی اپنے ہاتھ میں لے لو گے اور اکیدر کو قید کر لو گے۔ حق تعالیٰ دومۃ پر تمھیں کامیابی اور فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ روانہ ہوئے تا آنکہ جس وقت دومۃ کے قریب پہنچے تو اس کے پیچھے اترے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ امید ہے وہ تمھیں شکار کرتا ہوا ملے گا۔ حضرت خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھی رات کو اپنے سفر میں تھے حتیٰ کہ ایک گائے آئی اور وہ قلعہ کے دروازے سے اپنا سر مارنے لگی۔ اکیدر اس وقت شراب پی رہا تھا اور اپنے قلعہ میں اپنی دونوں بیبیوں کے درمیان بیٹھا ہوا گا رہا تھا تو اس کی بیبیوں میں سے ایک کی نظر پڑی۔ دیکھا کہ گائے قلعہ کے دروازہ اور اس کی دیوار سے سر مار رہی ہے۔ وہ بولی، آج کی رات گذشتہ جیسی کوئی چیز نہیں چکھی۔ یہ سن کر گائے کا شکار کرنے کے لیے اکیدر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے غلام اور گھر والے سوار ہوئے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے اکیدر کو اور جو اس کے

ساتھ تھے سب کو پکڑ لیا اور باندھ لیا اور خالدؓ بن ولید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد کیا۔ حضرت خالدؓ سے اکیدر نے کہا سنجدا اس گائے کو اس گزشتہ رات کے علاوہ ہم نے کبھی اپنے پاس آتا ہوا نہیں دیکھا اور جسوقت میں نے اس کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ میں اس کے لیے ایک دن یا دو دن بعد سوار ہوں گا۔

بیہقی نے بلال بن یحییٰ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مہاجرین کا امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا اور حضرت خالدؓ بن ولید کو دیہات کے رہنے والوں پر امیر کر کے ان کے ساتھ بھیجا اور ارشاد فرمایا، جاؤ تم اکیدر کو دومۃ میں وحشی جانوروں کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے اس کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا۔ چنانچہ یہ حضرات روانہ ہوئے اور اسے اسی طرح پایا جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو گرفتار کر کے حضورؐ کے پاس بھیج دیا۔

نیز ابن [illegible] نے صحابہ میں بلال بن یحییٰ کے طریق سے حضرت حذیفہ سے موصولاً یہ روایت نقل کی ہے۔

بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس ہوئے اور ابھی راستہ ہی میں تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ (منافق) آدمیوں نے جو آپ کے ساتھیوں میں سے تھے مکر و فریب کیا اور یہ مشورہ کیا کہ معاذ اللہ آپ کو راستہ میں گھاٹی پر سے گرا دیں اور اس کے لیے تیار ہو گئے اور اپنے منہ لپیٹ لیے۔ جب یہ گھاٹی پر پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ ان کو بھگا دیں۔ حضرت حذیفہ اپنی سپر لے کر گئے اور ان کی سواریوں کے منہ پر مارا اور انھیں ایسے حال میں دیکھا کہ وہ اپنے منہ لپیٹے ہوئے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو مرعوب کر دیا اور وہ سمجھ گئے کہ ان کا مکر و فریب حضور پر ظاہر ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے لوگوں میں مل گئے۔

حضرت حذیفہؓ جب واپس آئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، کیا تم ان کی حقیقت اور ان کے منشا و ارادہ کو جانتے ہو؟"

حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا، نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے یہ تدبیر میرے متعلق کی کہ میں جب ان کے ساتھ گھاٹی پر چڑھوں تو مجھے اس پر سے گرا دیں۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے حسب سابق روایت کی ہے۔ البتہ اتنی زیادتی کی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ان کے ناموں اور باپوں کے ناموں

سے مطلع کر دیا ہے اور میں تمہیں ان کے بارے میں مطلع کروں گا۔ چنانچہ حضورؐ نے حضرت حذیفہؓ سے بارہ نام بیان کیے۔

بیہقی نے بسند صحیح حضرت حذیفۃ الیمانؓ سے روایت کی کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور اسے لے کر چل رہا تھا اور حضرت عمار اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے جب کہ ہم گھاٹی پر پہنچے۔ اچانک میں نے بارہ شتر سواروں کو دیکھا کہ وہ ٹیلہ پر سامنے سے آگئے۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ آپ نے انھیں ڈانٹ دی۔ وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے۔ آپؐ نے ہم سے دریافت کیا کہ تم نے قوم کے لوگوں کو پہچانا۔ ہم نے عرض کیا، نہیں۔ وہ اپنے سر اور منہ پر کپڑے لپیٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، یہ منافق تھے۔ قیامت تک منافق رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا، تم جانتے ہو انہوں نے کیا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کیا، نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، انہوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گھاٹی میں ہجوم کر کے عیاذ باللہ آپؐ کو اوپر سے گرا دیں۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ انھیں دبیلہ سے مار دے گا۔ ہم نے عرض کیا:۔

"دبیلہ کیا چیز ہے؟"

آپ نے فرمایا، "ایک آگ کا شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کی رگ قلب پر پڑے گا اور اسے ہلاک کر دے گا۔"

مسلم نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری اُمت میں سے بارہ منافق ہیں وہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گے تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہو جائے گا۔ دبیلہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان کے شانوں کے درمیان ظاہر ہوگا۔ حتیٰ کہ ان کے سینوں میں سے نکل جائے گا۔

باب ۱۲۰

غزوۂ اسود کے معجزات

"کتاب الردۃ للسیف" میں جشیش دیلمی بیان کرتے ہیں کہ دبرۃ لجینس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس خط لے کر آئے ۔ اس خط میں آپ نے ہمیں دین پر قائم رہنے اور جہاد کے لیے جانے اور اسود کذاب کے خلاف کارگزاری کا حکم دیا ۔ سو ہم اسود سے لڑے اور اسود کو قتل کر دیا اور ان کی طرف اس کا سر کاٹ کر ڈال دیا اور شب خون مارا ۔ اس کے بعد ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کے بارے میں لکھا ۔ آپ اس وقت حیات تھے ۔ آپ پر اسی رات وحی آگئی ۔ آپ نے اپنے اصحاب کو اس واقعہ سے مطلع کیا ۔ ہمارا قاصد حضور کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آیا ۔ انہوں نے ہمارے خط کا جواب دیا ۔

دیلمی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ جس رات میں اسود عنسی قتل کیا گیا اسی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے وحی کے ذریعے خبر آگئی ۔ حضور ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج کی رات اسود عنسی قتل کر دیا گیا ۔ اس کو ایک مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارک گھرانے میں سے ہے ۔ دریافت کیا گیا "وہ کون شخص ہے؟"

ارشاد فرمایا: "فیروز ہیں ، فیروز نے کامیابی حاصل کر لی ہے ۔"

تم الجزء الاوّل بعون اللہ وفضلہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّدنا ومولانا محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم صاحب المعجزات والعلامات الباھرات ۔ والمقام المحمود والحوض المورود والشفاعۃ والسجود لربّ المحمود یوم الاثنین

خصائص الکبریٰ جلد اوّل ختم شد